بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توضیح المسائل

بمطابق فتاویٰ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع الدینی الکبیر فقیہ عصر زعیم و مجدّد حوزہ علمیہ نجف الاشرف

الشیخ بشیر حسین النجفی (دام ظلہ الوارف)

ناشر:

زادِ راہ ٹرسٹ

روم نمبر ۴، بزنس سینٹر، گراؤنڈ فلور، ممتاز حسن روڈ،

آف آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

تَفَقَّهُوْا فِیْ الْحَلَالِ وَ الْحَرَامِ وَاِلَّا اَنْتُمْ اَعْرَابٌ

حلال اور حرام کو سمجھو ورنہ تم غیر مہذب ہو (بحارالانوار ج ۱ ص ۲۶۴)

﴿جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں﴾

شناسنامہ کتاب

توضیح المسائل:..اُردو

بمطابق فتویٰ:..............حضرت آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بشیر حسین النجفی (دام ظلہ)

سال طباعت:..............................۲۰۱۱ء (۱۴۳۲ھ)

ناشر:..............................زادِراہ ٹرسٹ، کراچی، پاکستان

تعداد:..۵۰۰

قیمت:.......

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	اصول دین	10	32	احکام نجاسات	62
2	توحید	15	33	مطہرات	64
3	عدل	19	34	پانی	64
4	نبوت	23	35	زمین	69
5	امامت	31	36	سورج	70
6	معاد	38	37	استحالہ	70
7	علم دین کی اہمیت	40	38	انقلاب	71
8	تقلید	44	39	انتقال	72
9	احکام تقلید	45	40	اسلام	72
10	احکام طہارت	47	41	تبعیت	73
11	مطلق و مضاف پانی	47	42	عین نجاست کا دور ہونا	74
12	کر جتنا پانی	47	43	نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء	74
13	قلیل پانی	49	44	مسلمان کا غائب ہو جانا	74
14	جاری پانی	49	45	معمول کے مطابق خون کا بہہ جانا	75
15	بارش کا پانی	50	46	برتنوں کے متعلق احکام	76
16	کنویں کا پانی	51	47	وضو	77
17	پانی کے احکام	52	48	وضوئے ارتماسی	80
18	بیت الخلاء کے احکام	53	49	وضو کے وقت مستحب دعائیں	80
19	استبراء	55	50	وضو کی شرائط	81
20	رفع حاجت کے مستحبات و مکروہات	56	51	وضو کے احکام	86
21	نجاستیں	56	52	وہ چیزیں جن کے لیے وضو کرنا چاہیے	88
22	پیشاب و پاخانہ	57	53	مبطلات وضو	90
23	منی	57	54	جبیرہ کے احکام	90
24	مردار	57	55	واجب غسل	93
25	خون	58	56	جنابت کے احکام	93
26	کتا و سور	59	57	وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں	95
27	کافر	59	58	وہ چیزیں جو مجنب پر مکروہ ہیں	95
28	شراب	59	59	غسل جنابت	96
29	فقاع (جو کی شراب)	60	60	ترتیبی غسل	96
30	نجاست ثابت ہونے کے طریقے	60	61	ارتماسی غسل	97
31	پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے	61	62	غسل کے احکام	97

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
63	استحاضہ	99
64	استحاضہ کے احکام	100
65	حیض	105
66	حائض کے احکام	107
67	حائض کی قسمیں	110
68	وقت اور عدد کی عادت	111
69	وقت کی عادت رکھنے والی عورت	114
70	عدد کی عادت رکھنے والی عورت	116
71	مضطربہ	116
72	مبتدئہ	117
73	ناسیہ	118
74	حیض کے متفرق مسائل	118
75	نفاس	119
76	غسل مس میت	121
77	محتضر کے احکام	123
78	مرنے کے بعد کے احکام	124
79	میت کے واجبات	124
80	میت کے غسل کی کیفیت	125
81	میت کے کفن کے احکام	127
82	حنوط کے احکام	129
83	نماز میت کے احکام	130
84	نماز میت کا طریقہ	131
85	نماز میت کے مستحبات	132
86	دفن کے احکام	133
87	دفن کے مستحبات	135
88	نماز وحشت	137
89	نبش قبر	138
90	مستحب غسل	139
91	تیمم (پہلی صورت)	142
92	تیمم کی دوسری صورت	144
93	تیمم کی تیسری صورت	144
94	تیمم کی چوتھی صورت	145
95	تیمم کی پانچویں صورت	145
96	تیمم کی چھٹی صورت	146
97	تیمم کی ساتویں صورت	146
98	وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے	146
99	وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ	148
100	تیمم کے احکام	149
101	احکام نماز	153
102	واجب نمازیں	154
103	روزانہ کی واجب نمازیں	154
104	ظہر اور عصر کی نماز کا وقت	154
105	جمعہ کی نماز	155
106	مغرب وعشاء کی نماز کا وقت	157
107	صبح کی نماز کا وقت	158
108	نماز کے وقت کے احکام	158
109	وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی چاہئیں	161
110	مستحب نمازیں	162
111	روزانہ نافلہ نمازوں کا وقت	162
112	نماز غفیلہ	163
113	قبلہ کے احکام	164
114	نماز میں بدن کا ڈھانپنا	165
115	نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط	166
116	جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور ـــ	173
117	جو چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب ہیں	175
118	وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں	176
119	نماز پڑھنے والے کی جگہ	176
120	وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی مستحب ہے	180
121	وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	180
122	مسجد کے احکام	181
123	اذان اور اقامت	183
124	اذان اور اقامت کا ترجمہ	184
125	نماز کے واجبات	187
126	نیت	188
127	تکبیرۃ الاحرام	189
128	قیام یعنی کھڑا ہونا	190
129	قرائت	192
130	رکوع	197

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
131	سجدہ	200
132	وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے	204
133	سجدہ کے مستحبات و مکروہات	205
134	قرآن کے واجب سجدے	206
135	تشہد	207
136	نماز کا سلام	208
137	ترتیب	209
138	موالات (تسلسل قائم رکھنا)	209
139	قنوت	210
140	نماز کا ترجمہ	210
141	سورۃ حمد کا ترجمہ	210
142	سورۃ اخلاص کا ترجمہ	211
143	مستحب اذکار کا ترجمہ	211
144	قنوت کا ترجمہ	211
145	تسبیحات اربعہ کا ترجمہ	212
146	تشہد اور سلام کا ترجمہ	212
147	تعقیبات نماز	212
148	پیغمبر اکرمؐ پر صلوات	213
149	مبطلات نماز	213
150	وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں	218
151	وہ صورتیں جن میں واجب نماز توڑی ـــ	218
152	شکیات	219
153	وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں	219
154	وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہیے	220
155	اس فعل میں شک جس کا موقع گذر چکا ہو	220
156	سلام کے بعد شک کرنا	222
157	وقت کے بعد شک کرنا	222
158	کثیر الشک (جو شخص زیادہ شک کرتا ہو)	222
159	امام اور ماموم کا شک	224
160	مستحبی نماز میں شک	224
161	صحیح شکوک	225
162	نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ	228
163	سجدۂ سہو	231
164	سجدۂ سہو کا طریقہ	232
165	بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا	233
166	نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا	234
167	مسافر کی نماز	235
168	مختلف مسائل	247
169	قضا نماز	249
170	باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں	252
171	نماز جماعت	254
172	امام جماعت کی شرائط	260
173	نماز جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض	263
174	نماز جماعت کے مکروہات	264
175	نماز آیات	264
176	نماز آیات پڑھنے کا طریقہ	267
177	عید فطر و قربان کی نماز	268
178	نماز اجارہ	270
179	روزہ	273
180	روزے کے احکام	273
181	نیت	273
182	وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں	276
183	کھانا اور پینا	277
184	جماع	278
185	استمناء	278
186	خدا تعالیٰ اور پیغمبرؐ سے جھوٹی بات منسوب کرنا	279
187	غبار کو حلق تک پہنچانا	280
188	سر کو پانی میں ڈبونا	280
189	صبح صادق تک جنابت، حیض اور نفاس ـــ	282
190	حقنہ لینا	285
191	قے کرنا	285
192	وہ چیزیں جو روزہ کو باطل کرتی ہیں ـــ	285
193	وہ چیزیں جو روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں	286
194	ایسے مواقع جن میں روزے کی قضا اور کفارہ ـــ	287
195	روزے کا کفارہ	287
196	وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب	290
197	قضا روزے کے احکام	292
198	مسافر کے روزوں کے احکام	294

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
199	وہ اشخاص جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں	296
200	مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ	297
201	حرام اور مکروہ روزے	298
202	مستحب روزے	299
203	وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز...	299
204	اعتکاف	300
205	نیت	300
206	روزہ	301
207	مدت	301
208	مکان	301
209	اجازت	302
210	تسلسل	302
211	اعتکاف کے چند احکام	303
212	خمس	305
213	خمس کے احکام	306
214	منفعت کسب (کاروبار کا نفع)	306
215	معدن (کان)	312
216	گنج (دفینہ)	313
217	وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے	314
218	غواصی سے حاصل کئے ہوئے جواہرات	315
219	مال غنیمت	316
220	وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے	317
221	خمس کا مصرف	317
222	زکوٰۃ	321
223	زکوٰۃ کے احکام	321
224	زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط	322
225	گندم، جو، کشمش اور کھجور کی زکوٰۃ	323
226	سونے کا نصاب	327
227	چاندی کا نصاب	327
228	اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ	329
229	اونٹ کے نصاب	330
230	گائے کے نصاب	331
231	بھیڑ کے نصاب	331
232	زکوٰۃ کا مصرف	333
233	مستحقین زکوٰۃ کی شرائط	335
234	زکوٰۃ کی نیت	337
235	زکوٰۃ کے متفرق مسائل	337
236	زکوٰۃ فطرہ	341
237	زکوٰۃ فطرہ کے مصرف	344
238	زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل	345
239	حج	347
240	حج کے احکام	347
241	امر بالمعروف و نہی عن المنکر	350
242	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے...	352
243	معروف امور (یعنی اچھی چیزیں)	353
244	منکر امور (یعنی بری چیزیں)	356
245	غضب، حسد، ظلم	356
246	شر انگیزی	356
247	خرید و فروخت کے احکام	358
248	خرید و فروخت کے مستحبات	358
249	مکروہ معاملات	358
250	حرام معاملات	359
251	بیچنے والے اور خریدار کی شرائط	363
252	جنس اور اس کے عوض کی شرائط	365
253	خرید و فروخت کا صیغہ	366
254	پھلوں کی خرید و فروخت	366
255	نقد اور ادھار	367
256	معاملہ سلف کی شرائط	368
257	معاملہ سلف کے احکام	369
258	سونے چاندی کو سونے چاندی کے...	370
259	معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں	370
260	متفرق مسائل	373
261	شرکت کے احکام	374
262	صلح کے احکام	377
263	اجارہ (کرایہ) کے احکام	379
264	کرایہ پر دیئے جانے والے مال کی شرط	381
265	کرایہ کے مال سے استفادہ کی شرائط	382
266	اجارہ (کرایہ) کے متفرق مسائل	383

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
267	جعالہ کے احکام	387
268	مزارعہ (کھیتی) کی بٹائی کے احکام	388
269	مساقات اور مغارسہ کے احکام	391
270	وہ اشخاص جن کے لئے اپنے مال میں تصرف۔۔۔	393
271	وکالت کے احکام	394
272	قرض کے احکام	396
273	حوالہ دینے کے احکام	399
274	رہن کے احکام	401
275	ضامن ہونے کے احکام	402
276	کفالت کے احکام	404
277	ودیعہ امانت کے احکام	405
278	عاریہ کے احکام	408
279	عقد نکاح (ازدواج)	411
280	عقد کے احکام	411
281	عقد پڑھنے کے احکام	412
282	عقد کی شرائط	412
283	وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے	414
284	وہ عورتیں جن سے ازدواج حرام ہے	415
285	دائمی عقد کے احکام	419
286	متعہ (ازدواج موقت)	420
287	نگاہ ڈالنے کے احکام	421
288	ازدواج کے مختلف احکام	422
289	دودھ پلانے کے احکام	426
290	دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب۔۔۔	428
291	دودھ پلانے کے آداب	430
292	دودھ پلانے کے مختلف مسائل	431
293	طلاق کے احکام	433
294	طلاق کی عدت	435
295	وہ عورت جس کا شوہر مر جائے	436
296	طلاق بائن اور طلاق رجعی	437
297	رجوع کرنے کے احکام	437
298	طلاق خلع	438
299	طلاق مبارات	439
300	طلاق کے مختلف احکام	439

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
301	غصب کے احکام	441
302	اس مال کے احکام جو کسی کو پڑا ہوا مل جائے	445
303	حیوانات کے شکار کرنے اور ذبح کرنا	448
304	حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ	449
305	حیوان ذبح کرنے کی شرائط	449
306	اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ	450
307	حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات	451
308	حیوانات کو ذبح کرنے کے مکروہات	451
309	ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام	452
310	شکاری کتے سے شکار کرنا	453
311	مچھلی اور ٹڈی کا شکار	455
312	کھانے پینے کی چیزوں کے احکام	456
313	کھانا کھانے کے آداب	459
314	پانی پینے کے آداب	460
315	نذر اور عہد کے احکام	461
316	قسم کھانے کے احکام	465
317	وقف کے احکام	467
318	وصیت کے احکام	470
319	ارث یعنی ترکہ کی تقسیم کے احکام	476
320	پہلے گروہ کی میراث	476
321	دوسرے گروہ کی میراث	478
322	تیسرے گروہ کی میراث	482
323	بیوی اور شوہر کی میراث	484
324	میراث کے مختلف مسائل	486
325	بعض گناہوں کی معین کی گئی حد شرعی (سزا)	487
326	دیت کے احکام	489
327	مختلف مسائل	493
328	خرید و فروخت کے احکام	495
329	دکان وغیرہ کی پگڑی کے احکام	496
330	انشورنس یا بیمہ	501
331	صراف اور بینک	503
332	ایل سی لیٹر آف کریڈٹ	504
333	بینک کی کفالت	505
334	حصص کی فروخت	505

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
335	داخلی اور خارجی ڈرافٹ	506			
336	چیک کے ضمانات	507			
337	ہنڈی کے احکام	507			
338	خارجی کرنسی کی خرید و فروخت	508			
339	کرنٹ اکاؤنٹ	508			
340	ہنڈی کی توضیح	508			
341	چیک کا کاروبار	510			
342	ٹی آف بھیجنا حوالہ	510			
343	قاعدۂ الزام کے بعض فروعات	511			
344	پوسٹ مارٹم کے احکام	513			
345	آپریشن کے احکام	513			
346	مصنوعی ذریعہ تولید	514			
347	حکومت کی عام سڑکوں کے احکام	515			
348	نماز اور روزہ کے جدید مسائل	516			
349	لاٹری (قسمت آزمائی) کے ٹکٹ	517			
350	نذورات	518			
351	ضبط تولید اور اسقاط حمل	518			
352	درآمد کردہ چیز واپس کرنا	518			
353	الکحل یا اسپرٹ	519			
354	اقساط	519			
355	سونے کے وقت	519			
356	داڑھی کا منڈوانا	519			
357	وہ شوہر جو اپنی زوجہ کا نفقہ نہ دے	519			

❁❁❁❁❁

عقائد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُصولِ دین

عقل وزبان

انسان اشرف المخلوقات ہے، یہ فضیلت اسے عقل کی بدولت حاصل ہے، عقل کے ذریعے وہ غور وفکر کرتا ہے اور اپنے مختلف مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ترقی کی راہیں تلاش کرتا ہے، زبان کے ذریعے وہ اپنے معتقدات مشاہدات اور تجربات نسل در نسل منتقل کرتا رہتا ہے دوسرے جاندار ان صلاحیتوں سے محروم ہیں اور اپنی زندگی اس جبلت کے مطابق گزارتے ہیں جو فطرت نے انہیں ودیعت کی ہے۔

رُوح وبدن

انسان دو چیزوں یعنی بدن وروح سے مرکب ہے۔ جب تک ان دونوں کا باہمی تعلق برقرار رہتا ہے انسان زندہ کہلاتا ہے اور سوچ بچار اور نقل وحرکت کے قابل ہوتا ہے، لیکن اس رشتے کے منقطع ہو جانے پر جسدِ انسانی بے حس و بے حرکت ہوجاتا ہے اور اس کی مختلف قوتیں ظاہری طور پر زائل ہوجاتی ہیں۔

خوشگوار زندگی

انسان کو دنیا میں خوشگوار زندگی گزارنے اور راہ کمال پر گامزن ہونے کے لیے بدن اور رُوح دونوں کی ترقی اور نگہداشت کی ضرورت ہے اگر اس کا بدن یا روح صحیح راستے سے بھٹک جائیں تو ناکامی اور نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے چونکہ انسان فطری طور پر اپنا فائدہ اور بھلائی چاہتا ہے لہذا وہ اپنے لیے صحیح راستہ تلاش کرنے کا متمنی رہتا ہے اور وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر عقل کا سہارا لیتا ہے۔

عقل کی نارسائی

اس کے باوجود جہاں تک عقلِ انسان کا تعلق ہے اس کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ ان تمام جسمانی اور روحانی مسائل کو حل کرنے پر قادر نہیں جو انسان کو وقتاً فوقتاً پیش آتے ہیں مثلاً انسانی کمزوریوں اور مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنا تو سمجھ سکتی ہے کہ اس کائنات اور خود انسان کا کوئی خالق و مالک ہے لیکن وہ کون ہے اس کا صحیح ادراک اس کے بس کی بات نہیں بالخصوص اس لئے بھی کہ وہ پیکر محسوس کی خوگر ہے اور خالق حقیقی دیکھی جانے والی چیز نہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقل جسے صحیح

رہنمائی حاصل نہ ہو اس چیز سے مرعوب ہو جاتی ہے جو اسے طاقتور اور مہیب نظر آتی ہے چنانچہ زمانہ قدیم سے کہیں سورج کی پرستش ہوتی رہی ہے اور کہیں چاند اور ستاروں کو پوجا جاتا رہا ہے کہیں آگ کو معبود مانا گیا ہے تو کہیں ناگ کے سامنے سر جھکایا گیا ہے انسان نے اپنے سے زیادہ طاقتور اور جابر انسان کو اپنا رب تسلیم کیا ہے اپنے ہاتھوں سے پتھر کی مورتیاں تراشی ہیں اور پھر ان کے آگے سر بسجود ہوا ہے یہ سب اس کی محدود اور ناقص عقل کی کارستانیاں ہیں۔

نبی اور سعادت انسانی

عقل کی ان تمام کوتاہیوں کے باوجود مہذب انسان چونکہ فطری طور پر سعادت کا آرزومند ہے اور فضائل، عمدہ اخلاق اور عدل و انصاف کو طبعاً پسند کرتا ہے لہٰذا اسے ایک ایسے پیشوا اور مصلح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اسے اچھے اور برے، صحیح اور غلط میں تمیز کرنا سکھائے اور اس کی رہنمائی اس خالق حقیقی کی طرف کرے جس کی انسان کو ہمیشہ سے تلاش ہے یہ بھی لازم ہے کہ وہ پیشوا اور مصلح علم و فضل میں یکتا اور ہر عیب سے پاک ہو کیونکہ بصورت دیگر وہ خود اصلاح کا محتاج ہوگا اور لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے کا اہل نہیں رہے گا۔

نبی اور علم

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مصلح ایک ایسی ہستی کی جانب سے مامور ہو جو دانا و بینا، ہر حاجت سے بے نیاز اور قادر و قدیر ہو جو علیم و خبیر ہو اور اپنے فرستادہ مصلح کو ان تمام علوم و رموز سے باخبر کرے جن سے انسانی بہبود اور اصلاح اور عدل و انصاف کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ عقل شہادت دینے پر مجبور ہے کہ ایسی دانا اور توانا ہستی سوائے اس ذات پاک کے کوئی نہیں ہو سکتی جسے ہم اللہ تعالیٰ کہہ کر پکارتے ہیں۔

علم و عمل

وہی رب جلیل ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا اور اپنی تمام مخلوق میں سے انسان کو افضل ٹھہرایا۔ اس نے انسان کو قوت عمل دی اور اس کے لئے گوناگوں نعمتیں تخلیق فرمائیں تاکہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے وہ اپنی سعادت اور ترقی کی راہ ہموار کرے۔ اس نے یہ احسان بھی فرمایا کہ انسانی عقل کو راہ راست دکھانے کے لئے خود قوانین عدل وضع فرمائے اور وہ قوانین انبیاء اور مرسلین کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے تاکہ وہ ان کے مطابق عمل کرکے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کر سکیں۔ انہی قوانین کو کلی طور پر دین کہا جاتا ہے۔

شکر نعمت

انسانی مؤدب عقل کا تقاضا ہے کہ وہ اس بزرگ و برتر ہستی کے وجود کا صدق دل سے اقرار کرے۔اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کے احکام بجالائے یعنی اس دین حق کو اختیار کرے جسے اللہ تعالی نے اپنے رسولوں کے ذریعے دنیا میں بھیجا ہے۔عقل سلیم اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ ایک ایسے محسن کا شکر گزار نہ ہونا اور اس کے احکام سے روگردانی کرنا جو ہر شے کا خالق اور قادر مطلق ہے اس کے غیظ و غضب کو دعوت دینا ہے جس کا منطقی نتیجہ عذاب جہنم ہے۔چونکہ عقل عذاب سے بچنا چاہتی ہے اور امن و سکون کا تقاضا کرتی ہے اس لئے للہ تعالی کا شکر گزار ہونا انسان کی سعادت کے لئے لازم و لابد ہے۔

معرفت خالق

یہ امر بھی عقل کی رو سے واضح ہے کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب منعم کی معرفت حاصل ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔انسان ہمیشہ سے اپنے خالق و مالک کو پہچاننے کا متمنی رہا ہے اور انبیائے کرام نے جس دین کی تعلیم دی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہی معرفت الٰہی ہے، چنانچہ جیسا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے۔دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور کمال معرفت اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق اس کو وحدہٗ لاشریک ماننا ہے۔آپ کے اس قول سے واضح ہے کہ اللہ تعالی کی معرفت ہی اساس توحید ہے۔

خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد فطرت انسانی کا اولین تقاضا ہے جس کی بنیاد اس نا قابل تردید حقیقت پر ہے کہ نقاش کے بغیر نقش اور عامل کے بغیر عمل رونما ہو ہی نہیں سکتا۔یہ اعتقاد ادنیٰ توجہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔اللہ تعالی سورۂ شوریٰ آیت ۵۳ میں فرماتا ہے: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ O

"ہم ان کو آفاق اور ان کے اپنے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے"

چنانچہ جو شخص بھی کائنات کے تغیرات اور اس کی روشن نشانیوں مثلاً آسمان، روشنی، تاریکی، پہاڑ اور بادل اور ان چیزوں کی بناوٹ اور حسن کا مشاہدہ کرے اور پھر خود اپنی ذات اور اس کی حیرت انگیز خلقت پر غور کرے تو اسے یقین کلی حاصل ہوگا کہ یہ سب کچھ ایک با اختیار ہستی نے بنایا ہے اور وہی اس کا نظام چلاتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ ابراہیم آیت ۱۰ میں فرماتا ہے: أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ O

"کیا اس اللہ میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے"

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی جانب متوجہ کرنے کا مقصد عام لوگوں کی تعلیم اور اصلاح ہے۔جہاں تک اس کے خاص اور برگزیدہ بندوں کا تعلق ہے ان کا اس ذات اقدس سے ایک مقدس رابطہ قائم ہوتا ہے اور وہ

اس کی معرفت کے بارے میں کسی دلیل کی مدد یا کسی نشانی سے استدلال کے محتاج نہیں ہوتے۔

دینِ حق

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں رائج مختلف ادیان میں سے کون سا دین انسان کو اختیار کرنا چاہیے۔اس سلسلے میں عقل سلیم گواہی دیتی ہے کہ فقط اس دین کی پیروی کرنی چاہیے جو ہر لحاظ سے مکمل اور انسان کی دنیاوی اور اخروی بہبود اور نجات کا موجب ہو۔ایسا مکمل دین فقط اسلام ہے جس کی افضلیت اور تکمیل کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے، یہی وہ دین ہے جس کی آمد پر سب سابقہ ادیان منسوخ قرار پائے اور جس کا سکہ یوم قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدت حضرت محمدؐ کی رسالت اور یوم قیامت کا اقرار کرلے وہ اس مقدس دین میں داخل ہو جاتا ہے۔

دین کی تعلیم

دین اسلام مساوات، محبت اور عدل و انصاف کا دین ہے، یہ ایسے قوانین پر مشتمل ہے جو انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں اجتماعی ارکان اور معاشرتی روابط کو مضبوط کرتے ہیں اور اس سلسلے میں فرد اور جماعت کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں۔

اسلام مختلف معاملات میں مناسب حد بندیاں کرتا ہے اور عدل و انصاف کی دعوت دیتا ہے۔یہ دین ہر اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور ہر بری بات سے روکتا ہے۔والدین سے حسن سلوک، قرابت داروں سے صلہ رحم، عامۃ الناس سے ایفائے عہد، اور باہمی تعلقات میں مہربانی، ہمدردی اور رحم کی تلقین کرتا ہے۔لوگوں کو امانت داری کا پابند کرتا ہے۔اچھے اخلاق، حلم، تواضع، صبر، استقامت اور احترام نفس جیسی انسانی خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے اور بری خصلتوں مثلاً تکبر، حسد، خیانت، ظلم، جھوٹ، شراب نوشی، سود خوری، اور استحصال سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام وہ کامل دین ہے جو تمام قانونی مرحلوں میں عدالت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتا ہے اور قوانین کی پابندی کرنے والوں کو خوشگوار زندگی کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔اس آفاقی دین کے احکام ہر دور میں رونما ہونے والوں گوناگوں مسائل کو تسلی بخش طور پر حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسلام کی عظمت

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دین اسلام ہر عیب سے مبرا اور ہر خامی اور نقص سے پاک ہے تو اس کی پیرو، یعنی عامۃ المسلمین خواری اور زبوں حالی میں کیوں مبتلا ہیں؟ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں نے اسلامی قوانین اور تعلیمات کو عملی طور پر خیرباد کہہ رکھا ہے۔وہ دین اور دنیا میں توازن قائم رکھنے کے بجائے مادہ پرستی میں مبتلا ہو گئے

ہیں۔ان کی اس روش کو اپنانے میں ان اسلام دشمن قوتوں کے پروپیگنڈے کا بھی بڑا عمل دخل ہے جو اسلام اور اس کے عادلانہ نظام کو دنیا میں نافذ ہوتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔اس اسلام دشمنی میں بالعموم مغربی طاقتیں پیش پیش ہیں جو مسلمانوں پر اپنی تہذیب اور اپنا استحصالی نظام مسلط کرنا چاہتی ہیں۔تاہم قانون قدرت یہی ہے کہ فتح بالآخر حق کی ہوتی ہے۔چنانچہ یہ امر اب کسی سے مخفی نہیں کہ اہل مغرب اپنی خود ساختہ تہذیب کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔سرمایہ داری، بے راہروی اور نسلی تعصب کے بت پاش پاش ہو رہے ہیں اور ساری دنیا کی نگاہیں اسلام کی جانب اٹھ رہی ہیں۔خود مسلمان بھی رفتہ رفتہ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں اور خالی خولی زبانی دعووں کو چھوڑ کر عملی طور پر دین حق کو اپنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اصول وفروع

دینی احکام کو اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے دو حصوں، یعنی اصول دین اور فروع دین میں تقسیم کیا گیا ہے۔جہاں تک اصول دین کا تعلق ہے ہر مسلمان کے لئے ان کا ایسی دلیل سے جاننا لازم ہے جس سے علم و یقین حاصل ہو۔محض گمان یا تقلید کی بنا پر ان اصول کا ماننا کافی نہیں۔البتہ فروع دین کی معرفت اگر علم یا معتبر دلیل سے نہ بھی ہو، تو ایک زندہ مومن، عاقل، بالغ اور عادل مجتہد کی تقلید کافی ہے۔مزید براں اگر کوئی شخص مجملاً بھی فروع دین کا پابند نہ ہو (یا وہ احکام جن کو سب اہل اسلام دین کا رکن سمجھتے ہوں) ان کا منکر ہو اور اس کا یہ انکار دین اسلام کو جھٹلانے کے مترادف ہو تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔

اصول دین پر اعتقاد واجب ہے اور وہ تعداد میں پانچ ہیں، یعنی:

ا:۔توحید	۲:۔عدل
۳:۔نبوت	۴:۔امامت
۵:۔قیامت	

اس میں سے تین اصول، توحید، نبوت اور قیامت اصول دین یا اصول اسلام کہلاتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر کا موجب ہے اور عدل اور امامت کو اصول مذہب یا اصول ایمان کہا جاتا ہے اور اثنا عشری شیعہ ہونے کے لیے ان پر اعتقاد لازم ہے۔

☆-----☆-----☆

ا:۔ توحید

توحید سے مراد خالق کائنات کے وجود اور اس کے وحدہ لاشریک ہونے کا اعتقاد ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا فطرت انسانی خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد کی متقاضی ہے۔ جب انسان کائنات اور اس میں موجود مختلف النوع مخلوقات کو دیکھتا ہے اور اس کی بوقلمونی اور نظم وضبط کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ بے نظیر اور وسیع وعریض کارخانہ قدرت اپنے آپ ہی وجود میں نہیں آیا بلکہ اس کی صانع اور منتظم ایک ایسی دانا وبینا ہستی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل انسانی کے اسی فطری فیصلے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِO (سورۃ آل عمران ۱۹۰)

”آسمانوں اور زمین کی خلقت اور دن اور رات کے تغیر وتبدل میں عقلمند لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں“ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کی کیا دلیل ہے کہ خالق و مالک کائنات کی ہستی واحد و یکتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک کار نہیں؟ اثبات توحید کے بارے میں بہت سی دلیلیں دی گئی ہیں مثلاً۔

ا۔ دلیل تمانع (۱) وتناقض (۲)

((۱) دلیل تمانع۔ کسی چیز کا جہت زمان اور مکان کے اعتبار سے جمع ہونا محال ہے۔ مثلاً یہ کہ ایک شخص بیک وقت شجاع بھی ہو اور ربز دل بھی ہو۔

(۲) دلیل تناقض۔ ایک دوسرے کی ضد ہونا مثلاً یہ کہا جائے کہ ابھی رات ہے اور پھر اسی رات کی نفی کی جائے)

اثبات توحید کے سلسلے میں علم کلام کے ماہرین نے جن دلائل پر بھروسہ کیا ہے ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ خدا اگر کئی ایک ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا مکمل طور پر قادر ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی ہستی بیک وقت پوری قوت اور طاقت بھی رکھتی ہو اور کمزور بھی ہو یعنی کامل ہوتے ہوئے ناقص بھی ہو۔ قادر ہونے کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ہستی اپنی قدرت کے تقاضوں کے بموجب ممکنات ومخلوقات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کی اہل ہو اور کسی دوسرے کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس کی مرضی کے خلاف عمل کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ذات کامل نظام کائنات اور عالم موجودات کے ہر مرحلے میں خود مختار ہو اور دوسرے اس کے سامنے ناقص، مجبور اور بے بس ہوں۔ وہ بے نیاز ہو اور دوسرے اس کے محتاج ہوں۔ چنانچہ اگر خدا دو ہوں اور ان میں کسی امر میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کی خواہش بھی پوری نہ ہو تو دونوں کا عجز لازم آئے گا جبکہ خالق اور واجب الوجود کے بارے میں قادر مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ عاجز ہونے کا تصور تناقض ہے۔ اس کے برعکس

اگر ان میں سے ایک کی خواہش پوری ہو جائے اور دوسرے کی نہ ہو تو ان میں سے ایک کا عاجز ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بھی تناقض ہے کیونکہ پہلے دونوں کو قادر مطلق تسلیم کیا جا چکا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں کے ارادے مکمل ہوں اور خلقت دونوں کے ارادے کے مطابق وجود میں آئی ہو۔ یہ امر بجائے خود محال ہے کیونکہ دو نقیضوں کا ایک ہو جانا ممکن ہی نہیں بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شے کے کئی وجود ہوں؟ ایک وقت میں ایک فاعل و خالق کے ارادے سے ایک ممکن کے وجود کا امکان تو ہے لیکن یہ بات محال اور بے معنی ہے کہ ایک ہی چیز کا خالق دو قادر مطلق ہستیاں ہوں اور دونوں اس کی تخلیق کا ارادہ بیک وقت کریں اور ان کے ارادے میں ذرّہ برابر تفاوت نہ ہو اور اگر کسی ممکن کی تخلیق صرف ایک ارادے سے ہو اور تخلیق کے وقت دوسرے کے ارادے کو اس عمل میں کوئی دخل نہ ہو تو دوسرا اس کا فاعل و خالق کیسے ہوگا ؟

حقیقت یہ ہے کہ جب دو قادر مطلق اور واجب الوجود ہستیاں کارفرما ہوں تو ان کے ارادوں میں لازمی طور پر اختلاف ہوگا جس کا نتیجہ بالادستی کے لیے تصادم اور فساد کی صورت میں نکلے گا۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ارادے کو نافذ العمل کرنا اور دوسرے کے ارادے کو بے اثر بنانا چاہے گا اور چونکہ واجب الوجود کے ارادے کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر ہو ہی نہیں سکتی، اس لئے ان دونوں کی باہمی کشمکش کی بنا پر موجودات کا مفہوم ہی باطل ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس نکتے کی جانب اشارہ ہے کہ اگر زمین اور آسمان میں کئی خدا ہوتے تو دونوں تباہ ہو جاتے جیسے (لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا) اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات میں نظم و ضبط اور استحکام بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خداوند عالم وحدہٗ لاشریک ہے۔

۲۔ نفی ترکیب

وجود خارجی کے اعتبار سے ذہنی مفاہیم کی تین قسمیں ہیں:

ا : **"واجب الوجود"**: یعنی وہ ذات جو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق ہو اور یہ ذات خداوند عالم عزوجل شانہ کی ہے۔

ب : **"ممکن الوجود"**: یعنی وہ ذات جس کا وجود دوسرے کا مرہون منت ہو۔

ج : **"ممتنع الوجود"**: یعنی وہ ذات جس کا وجود خارج میں محال ہو۔

بالفرض اگر کئی خدا مان لئے جائیں تو **واجب الوجود** متعدد ہوں گے پھر ان میں امتیاز پیدا کرنے اور ان کی باہمی حیثیت متعین کرنے کے لئے کسی کی ضرورت ہوگی اور ایک ایسی صفت کا تسلیم کرنا بھی لازم آئے گا جو انہیں ایک

دوسرے سے ممیّز کرے کیونکہ بصورت دیگر ''کئی'' ہونے کا مطلب ہی کچھ نہ رہے گا ان کئی خداؤں کو امتیاز دینے اور الگ کرنے والا اگر ان کے اصل وجود سے ماوراء اور جدا ہو گا تو ''**واجب الوجود**'' مرکب ہو جائے گا جہاں تک مرکب کا سوال ہے وہ اپنے اجزاء کا محتاج ہے اور محتاج ہونا ممکن کی صفت ہے کیونکہ ''**ممکن الوجود فی نفسه**'' مرکب ہوتا ہے اور کوئی چیز خود اپنے لئے علت بن جائے یہ محال ہے۔مزید براں احتیاج نقص اور عیب ہے اور نقص اور عیب واجب الوجود کی نہیں بلکہ ممکن الوجود کی صفت ہے۔واجب الوجود تو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق کا مالک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

جس طرح اللہ تعالیٰ ذات میں واحد ہے اسی طرح صفات میں بھی یکتا ہے۔اس کی کسی صفت میں کوئی اس کے برابر نہیں جو صفت یا صفات وجود کے بعد اور وجود کے تابع ہوں وہ ممکن کے لیے مختص ہیں جہاں تک **واجب الوجود** کا تعلق ہے اس کی صفت عین وجود ہوتی ہیں اور اس کا وجود اور اس کی توحید ایک ہی شے ہے۔امام علیؑ نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :

''اس کی توحید کا کمال یہ ہے کہ اس سے صفات کی نفی کی جائے''

یہاں صفات کی نفی سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات سے زائد صفات کی نفی ہے۔انسان کی صفات اس کی ذات سے زائد ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات اور وجود ذاتی اور عین ذات ہیں، خارج و زائد نہیں ہیں۔اسی معنی میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم کی ذات کل کی کل وجوب، کل کی کل قدرت، کل کی کل علم، اور کل کی کل حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو اقسام ہیں یعنی صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ

صفات ثبوتیہ

صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں۔

١... صفات ذاتیہ : یہ تین ہیں یعنی حیات، قدرت، اور علم، اور علم کے متعلقات جیسے سمع، بصر وغیرہ۔

٢... صفات فعلیہ : یہ بہت سی صفتیں ہیں جیسے ارادہ، تکلم، صدق، رحمت، اور غفران۔انہیں صفات فعلیہ کہنے کا مطلب ہے کہ یہ صفات عین فعل ہیں جو خارج از ذات ہیں۔اس بنا پر خداوند عالم کی ذات اس سے محفوظ اور بلند ہے۔

صفات سلبیہ: یہ صفات آٹھ ہیں

١... خداوند عالم کا کوئی شریک نہیں۔

٢... وہ مرکب نہیں۔

۳... وہ مجسم نہیں۔

٤... وہ مکین نہیں۔

۵... وہ مرئی نہیں۔(یعنی دنیا آخرت میں آنکھوں سے دکھائی نہیں دے سکتا)

٦... وہ محتاج نہیں۔

۷.. وہ محل حوادث نہیں یعنی اس پر تغیر' نو بہ نو صفات اور جسمانی عوارض جیسے (لذات' الم، یا روز بروز پیدا ہونے والے عوارض) طاری نہیں ہوتے۔

خداوند عالم میں صفات زائد نہیں یعنی حقائق وصفات وحالات اس میں قائم نہیں۔

مثلاً وہ قادر، عالم اور حی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قدرت، علم اور حیات اس میں قائم ہیں۔ وہ زائد صفات سے نیاز ہے۔ کیونکہ **واجب الوجود** کی شان یہ ہے کہ وہ بالذات ہر شے سے بے نیاز ہو۔ عوارض وحوادث کا محتاج **واجب الوجود** نہیں بلکہ **ممکن الوجود** ہوتا ہے۔

دراصل صفات سلبیہ وہ صفات ہیں جو نقائص ہیں اور اللہ تعالیٰ نقائص سے منزہ اور تمام کمالات کا مالک ہے۔

☆-----☆-----☆

۲:۔عدل

خداوند عالم عادل ہے۔قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:وَ مَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلعَبِیدِ O

"تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔" (سورہ یونس)

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَO

"اللہ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے سختی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔" (سورہ البقرہ آیت ۔۱۸۵)

جب ہم کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ عادل ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر طرح کے نقص و قبح سے پاک ہے۔ ظلم و جور اس کے لئے ناروا ہے۔جو اس کے لائق نہ ہو اس کا حکم نہیں دیتا اور جس کا کرنا ضروری ہو اس کو ترک نہیں کرتا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے حسن و قبح اور بھلائی و برائی کا عالم ہے۔وہ غنی بالذات ہے لہٰذا جیسا کہ صفات سلبیہ میں بیان ہو چکا ہے اس کا حاجت مند ہونا محال ہے اور چونکہ وہ **واجب الوجود** اور حکیم ہے اس لئے اشیاء کی حقیقت جانتا ہے اور مخلوقات کو کامل ترین نفاست اور استحکام سے پیدا کرتا ہے۔جو ذات قبح کو جاننے بلکہ اسے متعین کرنے والی ہو اس سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔جو ذات کسی برائی سے باخبر ہو وہ اس کا ارتکاب یا تو اپنی حاجت اور ضرورت کی بنا پر کرتی ہے اور یا تشفی خاطر کے لئے کرتی ہے اور یہ دونوں باتیں خدائے بزرگ و برتر کی ذات کے لئے محال ہیں۔

اس سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حسن و قبح اشیاء عقلی چیز ہے یعنی کیا انسانی عقل کسی چیز کی اچھائی یا برائی کا فیصلہ کرنے پر قادر ہے؟اس کا جواب بدیہی طور پر اثبات میں ہے کیونکہ ہم اکثر و بیشتر ہر بات کے حسن و قبح کو دریافت کرتے اور سمجھتے ہیں اور اس فیصلے پر پہنچنے کے لئے شرع اور قانون کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔اس بنا پر وہ لوگ بھی جو شریعت کو نہیں جانتے یا اس پر اعتقاد نہیں رکھتے اشیاء کے حسن و قبح کے قائل ہیں اور فطری طور پر ظلم کو ناپسند اور احسان کو پسند کرتے ہیں حتیٰ کہ کمسن بچے بھی اس کا شعور رکھتے ہیں۔

بندوں کے افعال

بندوں کے افعال کبھی اختیاری ہوتے ہیں اور کبھی غیر اختیاری۔مثلاً رعشہ کے مریض کے بدن کا تھرتھرانا ایک غیر اختیاری فعل ہے۔بعض افعال بلا ارادہ سرزد ہوتے ہیں جیسے ایسے شخص کی حرکات جو غافل ہو یا سو رہا ہو البتہ بعض ایسے بھی ہیں جو انسان کے ارادہ اور اختیار سے انجام پاتے ہیں جیسے عام حالات میں عام آدمی کے افعال مثلاً کھانا' پینا' سونا' نماز پڑھنا وغیرہ۔

انسان کے تمام اختیاری افعال خواہ وہ شائستہ ہوں یا غیر شائستہ حقیقی طور پر اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ انسان کو ان افعال کے انجام دینے پر مجبور کرتا ہے حالانکہ وہ کوئی رکاوٹ پیدا کر کے بندے کو روک سکتا ہے۔ البتہ تمام افعال اور اعمال کے اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہی بندے میں قدرت پیدا کرتا ہے اور اسے اختیار دیتا ہے۔ پھر اسے ہدایت کا راستہ بتا کر اس پر چلنے کا حکم دیتا ہے اور گمراہی کے راستے کی نشاندہی کر کے اس سے بچنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

اِنَّا هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ O

"اور ہم نے اسے دونوں راستوں سے باخبر کر دیا ہے" (سورہ بلد آیت ۱۰)

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا O

"اور ہم نے راستہ دکھا دیا ہے، اب چاہے انسان (نیک عمل کر کے) شکر گزار بنے یا (گناہ کا مرتکب ہو کر) ناشکر گزار۔" (سورہ دھر آیت ۳)

اب یہ بندے کے لئے ہے کہ وہ اچھے کام کرے یا برائی کا راستہ اپنائے۔ اگر وہ اچھے کام کرے گا تو یہ اس کا حسن انتخاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور توفیق اس کا ساتھ دے گی اور اگر وہ برائی میں مبتلا ہوگا تو اس کا غلط انتخاب ہوگا۔ اس کے مقابلے میں خداوند عالم نے اس پر حجت قائم کر دی ہے یعنی اسے عقوبت اور عذاب سے باخبر کر دیا ہے۔

انسان کی تعریف اور مذمت

ثواب اور عذاب کا تعلق فقط اس کے ان افعال سے ہے جو وہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ مثلاً کھانا پینا، چلنا پھرنا، نماز پڑھنا وغیرہ ایسے افعال ہیں جنہیں عقل بلا ضرورت دلیل انسانی فعل کہتی ہے اور اس طرح کے کام کرنے والوں کی تعریف یا مذمت کرتی ہے۔ کسی عمل کے بلا اختیار صادر ہونے پر متعلقہ شخص کسی تعریف یا مذمت کا حقدار نہیں ٹھہرتا، لہٰذا اگر بندوں کے تمام افعال بلا اختیار ہوتے تو مدح و قدح کا کوئی جواز باقی نہ رہتا، حالانکہ عقلمند لوگوں کا تعریف یا مذمت کرنا واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے جزا و سزا کا وعدہ بھی اس امر کی محکم دلیل ہے کہ وہ اپنے بعض افعال میں خود مختار ہیں اور مجبور نہیں ہیں۔ انہی انسانی افعال کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر نے رسول بھیجے۔ کتابیں نازل کیں اور بندوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ اب اگر انسان کو قطعی طور پر مجبور اور بے اختیار تصور کر لیا جائے تو انبیاء کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا عبث قرار پائے گا اور بندوں پر خداوند عالم کا عتاب قبیح ہوگا۔ عقل کا فیصلہ ہے کہ جو بات کسی کے

اختیار سے باہر ہو اس پر اسے سزا دینا قبیح ہے۔ایسی سزا ظلم کی بدترین قسم ہے اور ظلم و قبح سے خداوند عالم کی ذات بہت بلند ہے۔

قوانین شرع کے اوصاف اور ان کی ضرورت

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کی خاطر رسول بھیجے۔ کتابیں نازل فرمائیں اور انہیں ان کے اعمال کی جزا و سزا سے خبردار کیا ہے۔ بالفاظ دیگر ان کے امکان اور طاقت کے مطابق انہیں ایسے امور کا پابند کیا ہے جن میں ان کی بہتری ہو اور ایسے کاموں سے روکا ہے جن میں خود ان کا نقصان ہو۔ان پابندیوں کو شرعی اصطلاح میں ''تکلیف'' کہا جاتا ہے اور جس شخص پر ان پابندیوں کا اطلاق ہو وہ مکلّف کہلاتا ہے ''تکلیف'' واجب ہے اور اس کی بنیاد صلاح ،فلاح ،اور مصلحت پر ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کے بغیر دینی اور دنیاوی فوائد کا حصول ممکن نہیں۔

خدائے عزوجل نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا ہے۔اس کی تخلیق کا مقصد ہرگز نہیں کہ وہ نفسانی خواہشات اور لطف اندوزی کی خاطر تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد منشاء قدرت سے بے نیاز ہو جائے اور خورد و نوش اور لہو و لعب میں زندگی گزار دے۔دراصل خداوند عالم نے اسے کمالات کی جستجو اور زندگی کی انتہائی بلندیوں تک پرواز کے لئے پیدا کیا ہے۔اس مقصد کی تکمیل اسی وقت ممکن ہے جب وہ جہالت اور نادانی کی پستی سے ابھر کر علم کی بلند سطح پر آجائے۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرنا سیکھے اور نیک اعمال کے ذریعے خود اپنے اور معاشرے کے لئے خوشگوار ماحول پیدا کر کے سعادت دارین حاصل کرے۔

بھلائی اور برائی میں تمیز کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی ہے۔تاہم عقل انسانی کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ صلاح 'فلاح اور سعادت کے مفہوم کا کماحقہٗ ادراک نہیں کر سکتی۔لہٰذا خداوند عالم نے خود ایسے شرعی قوانین وضع فرمائے ہیں جن کی پابندی کرنے اور جن کے مطابق عمل کرنے سے انسان معیاری زندگی گزار سکتا ہے۔انہی قوانین کی پابندی حصول ثواب کا موجب ہے اور آخرت میں کرامت کی منزل تک پہنچنے کا استحقاق پیدا کرتی ہے اور یہی وہ منزل ہے جس تک رسائی تخلیق انسان کا اصل مقصد ہے۔

''تکلیف'' (شرعی پابندی) خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے اس کا لطف ہے۔اصل حکمت الٰہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ تکلیف واجب ہو۔نعوذباللہ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ غیر خدا نے یہ بات خداوند عالم پر لازم کی ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان چونکہ طبعاً نفسانی خواہشات 'سرکشی 'ظلم 'زیادتی 'بدی اور گناہوں کی جانب میلان رکھتا ہے اور اطاعت پسند نہیں اس لئے اس کے برائی سے اجتناب برتنے کے لئے صرف اتنا ہی جان لینا کافی نہیں کہ ایک اچھا عمل قابل مدح ہے اور قبیح عمل

قابل قدح ہے بلکہ اسے افعال بد سے باز رکھنے کے لئے خوف اور سزا کا عنصر بھی لازمی ہے۔

ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اگر انسان اپنی باگ ڈور ڈھیلی کر دے اور خواہشات نفسانی اور لہو ولعب میں مبتلا ہو جائے تو پھر وہ اپنی کسی عادت کو محض اس کی برائی کی وجہ سے ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لیکن اگر اس پر کوئی ایسا شخص مسلط کر دیا جائے جو اس کے اعمال پر کڑی نظر رکھتا ہو اور جس کی جانب سے اسے سزا کا خوف بھی ہو تو پھر وہ برے کاموں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ جزا سزا کا احساس انسان کو اچھائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے لیے حدود وقوانین بنانا ضروری ہے اور ذات حکیم کے لطف وحکمت کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ خداوند عالم پر لازم ہے کہ وہ بندوں کے لئے فرائض واحکام وضع کرے اور یہی اس کا دستور ہے۔

۴:۔نبوت

نبی یا رسول وہ انسان ہے جسے خداوند عالم اس مقصد سے منتخب کرتا ہے کہ اس کے بندوں کو ان امور کی خبر دے جن کا اسے حکم دیا گیا ہو۔ان امور کا حکم نبی کو کسی بشر کے واسطے سے نہیں بلکہ جبرئیل سے ملتا یا پہنچتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بندوں کو مکلّف قرار دینا اوران کے لئے ایسی شریعت کی بنیاد قائم کرنا ضروری ہے جس پر عمل کرنے سے وہ سعادت حاصل کریں اور جس کے ذریعے ان کے معاشرے کی اصلاح ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے کسی نہ کسی رسول کا بھیجنا لازمی ہے تا کہ وہ انسانوں میں احکام شریعت کی تبلیغ کرے اور انہیں ان امور کی پہچان کرائے جو ان کی اصلاح و بہبود اور دنیا و آخرت کی سعادت اوران کے نفوس کی تکمیل کا سبب ہیں۔وہ ان میں عدل کو رواج دے اطاعت پر جنت کی بشارت دے اور نافرمانی پر عذاب جہنم سے ڈرائے۔اگر انبیاء و مرسلین نہ بھیجے جاتے تو بندوں کو مکلّف قرار دینے اور شریعت کی بنیاد رکھنے کی غرض وغایت پوری نہ ہوتی۔چونکہ عقل انسانی ان تمام چیزوں کو درک نہیں کر سکتی جن میں اچھائی اور سعادت مندی مضمر ہے جبکہ شریعت ان تمام امور کا احاطہ کرتی ہے لہٰذا حکمت وعدالت کا تقاضا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بھیجا جائے جو لوگوں کو شریعت کے ضوابط ورموز سے آگاہ کر سکے۔چنانچہ انبیاء کرام کا مبعوث کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے لطف وحکمت کے عین مطابق ہے۔

نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام فضائل اور صفات وکمالات میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو اور عصمت کے وصف سے متصف ہو۔عصمت ایک نفسانی چیز ہے جو معصوم کو لطف و توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی۔اس کے ذریعے معصوم اپنے اختیار اور ارادہ سے ہر گناہ ہر فعل قبیح کے ارتکاب سے پاک رہتا ہے۔چنانچہ نبی کے لئے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے عمداً وسہواً۔قبل بعثت وبعد بعثت۔حالت تبلیغ میں بھی اوراس کے علاوہ حالات میں بھی معصوم ہونا ضروری ہے۔اسی طرح اس کا سہو ونسیان سے پاک اور تمام نقائص وعیوب (مثلاً پست قسم کے پیشے کا اپنانا، کینہ وحسد رکھنا، بخیل وبزدل ہونا، برص، وجذام کے مرض میں مبتلا ہونا، بدکاری سے پیدا ہونا، اس کی بیوی کا بدکار ہونا وغیرہ وغیرہ) سے بھی مبرا ومنزہ ہونا ضروری ہے۔

نبی کے لیے عصمت کی شرط کا لازم ہونا عقلی اعتبار سے ثابت اور واضح ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔نبی کے بھیجنے کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ وہ احکام شریعت نوع بشر تک پہنچائے۔واجب اور حرام کے متعلق شرعی احکام سے انہیں آگاہ کرے اور آداب وکمالات انسانی کے حصول کی تعلیم دے۔لہٰذا اگر نبی تمام حالات میں معصوم نہ ہو تو اس بات کا اطمینان نہیں ہوگا کہ وہ شریعت میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کرے گا۔اس عدم اطمینان کی بنا پر اس کے اقوال اور کردار پر لوگوں کو بھروسہ نہیں رہے گا اور چونکہ انہیں اس امر کی تشفی نہیں ہوگی کہ اس کے بیان کردہ احکام خدا کی جانب سے ہیں اس لئے کوئی بھی انہیں اطمینان قلب

کے ساتھ قبول نہیں کرے گا۔

مزید برآں اگر وہ تبلیغ کے علاوہ دیگر حالات میں بھی مختلف النوع گناہوں اور نقائص وعیوب سے مبّرا نہ ہو اور احکام شریعت اور دیگر موضوعات میں خطاوسہو سے پاک نہ ہو تب بھی تبلیغ کے وقت اس کی عصمت کے بارے میں شک وریب فطری ہوگا۔

مثال کے طور پر جیسا کہ ہم وجدانی طور پر جانتے ہیں ۔اگر ایک عالم دین اپنے اکثر اقوال وافعال میں سچا ہو لیکن اس سے کچھ لغزشیں اور ایسے ناشائستہ افعال سرزد ہو جائیں جو کمال نفسانی اور اس کی روحانی حیثیت کے منافی ہوں تو لوگوں کی نظروں میں اس کی قدرومنزلت باقی نہیں رہتی اور اس سے وثوق واطمینان سلب ہو جاتا ہے۔جب ایک غیر نبی کے بارے میں یہ صورت ہو تو یہی صورت ایک نبی کے بارے میں کیوں نہ ہو گی جو نوع بشر کا رہبر اور اصلاح وبہبود کے امور میں ان کا معلم ہے اور اپنے اقوال وافعال کے ذریعے ان چیزوں کا مصلح بن کر آیا ہے جن کے حسن وقبح کو عام انسان نہیں سمجھ پاتے اور وہ باتیں بیان کرنے آیا ہے جن کے ادراک سے عقل عاجز اور قاصر ہے۔

اگر نبی بھی گناہ، خطا اور سہو ونسیان میں اسی طرح مبتلا ہو جس طرح دوسرے لوگ مبتلا ہوتے ہیں تو وہ بھی انہی جیسا ہوگا۔اس صورت میں یہ عقلاً صحیح نہیں کہ وہ نوع بشر کے لئے خدا کی حجت بن سکے۔کیونکہ جب نبی میں اور ان لوگوں میں جن کی ہدایت کے لئے اسے بھیجا گیا ہے یہ عیوب ونقائص مشترک ہوں گے تو کوئی ترجیح باقی نہیں رہے گی جس کی بنا پر یہ نبی دوسرے لوگوں پر حجت ہو لہٰذا اسے نبی قرار دینا نقض غرض اور حکمت الٰہی کے خلاف ہوگا۔بنا بریں یہ ضروری ہے کہ نبی اپنی تمام تر زندگی میں اپنے تمام حالات اور اطوار میں معصوم ہو اور تمام فضائل وکمالات سے مزین ہو تا کہ اس کی بعثت کا مقصد حاصل ہو سکے۔اسے ایک ایسی پاک وپاکیزہ ہستی ہونا چاہئے جس کے سامنے نوع بشر سر تسلیم خم کرے اور اس کے قول وفعل سے تمام احکام وکمالات اخذ کرے۔مزاج نبی اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ آن واحد کے لئے کسی حالت میں بھی غیر معصوم ہو اور ان تمام عیوب سے منزہ ومبرا نہ ہو جن سے لوگ نفرت کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کی نفرت اور عدم اطاعت اس کے رسول بنا کر بھیجے جانے اور لوگوں پر حجت خدا ہونے کے مقصد کے منافی ہے۔

نبی کا اپنے زمانے کے لوگوں سے فضائل وکمالات میں افضل وبرتر ہونا بھی لازم ہے کیونکہ خدائے دانا وحکیم کے لئے یہ قبیح ہے کہ وہ مفضول کو فاضل کا کردار اور رئیس قرار دے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى فَمَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ O

"کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا وہ جو اس وقت تک ہدایت

نہیں کرسکتا جب تک اسے ہدایت نہ کی جائے ۔پس تمہیں کیا ہوگیا ہے ۔تم کیسا حکم لگاتے ہو؟'' (سورۂ یونس آیت ۳۵)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بہت سے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا ،لیکن قرآن مجید نے پچیس انبیاء کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ کیا ہے جن میں ''حضرت آدمؑ ۔حضرت نوحؑ ۔حضرت ہودؑ ۔حضرت صالحؑ ۔ حضرت ابراہیمؑ ۔حضرت لوطؑ ۔حضرت اسمٰعیلؑ ۔حضرت اسحٰقؑ ۔حضرت یعقوبؑ ۔حضرت یوسفؑ ۔حضرت ایوبؑ ۔حضرت شعیبؑ ۔حضرت موسیٰؑ ۔حضرت ذوالکفلؑ ۔حضرت داؤدؑ ۔حضرت سلیمانؑ ۔حضرت الیاسؑ ۔حضرت الیسعؑ ۔حضرت یونسؑ ۔ حضرت زکریاؑ ۔حضرت یحیٰؑ ۔حضرت عیسیٰؑ ۔حضرت ہارونؑ ۔حضرت عزیرؑ ۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ۔ہیں ۔تمام انبیائے کرام میں سے اولوالعزم پانچ ہیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

حضرت نوحؑ ۔حضرت ابراہیمؑ ۔حضرت موسیٰؑ ۔حضرت عیسیٰؑ ۔حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ان پانچ نبیوں میں سے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل اور خاتم النبیین ہیں ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

پہلے انبیائے کرام مختلف ممالک اور اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے رہے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ساری دنیا کے لئے اپنا رسول بنا کر بھیجا ۔آپ کی ذات اقدس پر منصب نبوت کا خاتمہ ہوگیا اور اب کبھی بھی کوئی اور نبی دنیا میں نہیں آئے گا ۔آپ کی نبوت کا اقرار کرنا اور آپ کی اتباع کرنا ہم سب پر واجب ہے ۔

آپؐ کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبد اللہ اور والدۂ گرامی کا اسم شریف حضرت آمنہ بنت وہب ہے ۔آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے ۔

آپؐ عام الفیل (بمطابق ۵۷۰ میلادی) میں ۱۷ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ۔ایک اور قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی ۔لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے ۔

بعثت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی ۔آپؐ ۲۷ رجب کو مبعوث بہ رسالت ہوئے اور بعثت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے جن میں سے تیرہ سال آپ نے مکہ میں گذارے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔وہاں آپؐ دس سال رہے اور پھر ۲۸ صفر کو رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قریش کے عالی مرتبت خاندان بنو ہاشم سے تھا ۔آپؐ کے آباء واجداد اور مادران گرامی کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ جناب عبد اللہؑ سے لے کر حضرت آدمؑ تک اور جناب حضرت آمنہؑ سے لے کر جناب حضرت حوّا تک کوئی بھی بدکار اور کافر نہیں تھا ۔

معجزہ بطور دلیل نبوت:

انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے دلائل میں ان کے معجزات بھی ہوتے ہیں۔ معجزہ اس خارق اور خلاف عادت فعل کو کہتے ہیں جس کا ظہور قوت بشری سے خارج ہو۔ اور جسے خداوند عالم اپنے نبی کی تائید کے لئے ایجاد کرے۔ نیز معجزہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ظہور دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو۔ اور وہ نوع بشر کو چیلنج دے کر نبوت کے دعویٰ کے وقت صادر ہو۔ پس معلوم ہوا کہ معجزہ کا نبی کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ظہور پذیر ہونا نبی کی نبوت میں صادق ہونے کے براہین قاطعیہ اور دلائل یقینیہ میں سے ہے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند عالم نے اسے اپنے نبی کی تائید ہی کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔

خداوند عالم کے لئے محال ہے کہ وہ جھوٹے شخص کی تائید کرے اور اس کے ہاتھ میں معجزہ قرار دے۔ کیونکہ یہ امر عقلاً قبیح ہے اور خداوند عالم سے فعل قبیح کا صادر ہونا محال ہے۔

ہم نے معجزہ میں یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو۔ تا کہ کرامت کا مفہوم اس سے خارج ہو جائے کیونکہ کرامت مدعی نبوت کے علاوہ اولیاء اور صالح مومنین کے ہاتھوں پر بھی ظاہر ہوتی ہے۔

معجزہ کا دعویٰ نبوت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے تا کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ اس سے خارج ہو جائے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب سے منقول ہے کہ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس سے کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھینگے شخص کے لئے دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کردی تھی۔ چنانچہ مسیلمہ نے بھی ایک بھینگے شخص کے لئے دعا کی جس کے نتیجے میں اس کی صحیح آنکھ بھی جاتی رہی۔

یہ بھی لازمی ہے کہ معجزہ کے معارضہ کی طاقت نوع بشر میں نہ ہو۔ تا کہ جادو اور شعبدہ بازی کے افعال و اعمال اس سے خارج ہو جائیں کیونکہ ان کا مقابلہ یا معارضہ انسان کے لئے ممکن ہے۔ لیکن معجزے یعنی اس فعل کا جواب جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت محمدؐ کے معجزات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل آپ سے ان معجزات کثیرہ کا ظہور ہے جو معجزے کی مذکورہ بالا کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ آپ نے دعویٰ فرمایا اور آپ کا دعویٰ معجزہ کے ساتھ تھا اور معجزہ دعوے کے مطابق تھا۔ ان معجزات میں قرآن مجید اور تاسیس شریعت اسلامی سرفہرست ہیں۔

۱۔ قرآن مجید:

قرآن مجید اس وقت نازل ہوا جب عرب فصاحت و بلاغت کی کان تھے۔ تا ہم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ

اس کے مقابلے سے عاجز رہے۔پورے قرآن مجید کا مقابلہ اور معارضہ تو وہ کیا کرتے وہ اس کی ایک آیت کا جواب بھی نہ لاسکے۔اللہ تعالٰی نے انہیں اپنے اس ارشاد کے ساتھ چیلنج کیا کہ اگر جن اور انسان جمع ہو جائیں تب بھی وہ اس قرآن کی مثل نہیں لاسکتے۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا O[1]

یعنی "اے رسولؐ! کہہ دو کہ اگر جن اور انسان اس قرآن کی مثل لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل ونظیر نہیں لاسکتے۔اگر چہ وہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔"تفصیل کے لئے تفسیر البیان کا مطالعہ فرمائیں۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا پھر ایک ہی سورہ تیار کر کے لے آئیں لیکن وہ ایسا بھی نہ کر سکے۔چنانچہ جب انہیں قرآن مجید کے مقابلہ و معارضہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ وجدال پر تل گئے۔آخر کار خداوند عالم نے آپ کو فتح ونصرت اور ظفر و کامیابی سے ہمکنار کیا اور دشمنوں کو مغلوب ومقہور کیا۔آپ کا امر نبوت ظاہر ہوا اور مستحکم ہو گیا۔لہٰذا قرآن مجید خدائے علیم وخبیر کی جانب سے نازل شدہ ایک ایسی برہان دائمی اور زندہ جاوید معجزہ ہے جس کا مقابلہ باطل کے بس کی بات نہیں۔

۲۔شریعتِ اسلامی

شریعتِ اسلامی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔یہ قوانین کا ایک ایسا بےنظیر مجموعہ ہے جو انسان کی زندگی کے تمام دینی اور دنیاوی پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔چنانچہ اس میں وہ تمام احکام اور ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت انسان کو سعادت اور خوش بختی کے حصول کے لئے قدم قدم پر پڑتی ہے۔اس شریعت کی بنیاد سراسر عدالت اور حکمت پر ہے۔

نوع بشر شریعت اسلامی جیسے قوانین وضع کرنے سے قاصر ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ محدود عقل انسانی لامحدود مسائل کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کا مداوا تلاش کر سکتی ہے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف ممالک کی اسمبلیوں اور پارلیمنٹس میں محض ایک مسوّدہ قانون پر مہینوں بحث وتمحیص اور جانچ پڑتال کے بعد قانون کو آخری شکل دی جاتی ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی سقم رہ ہی جاتا ہے۔

شریعت اسلامی کے نفاذ کا زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کا دس سال کا زمانہ ہے۔بعثت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں آپ کو حکومت وریاست حاصل نہیں تھی چنانچہ قوانین اور شریعت کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا تھا۔ دس سال کی مختصر مدت میں نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے جامع اور ہمہ گیر قوانین عادلہ وضع کرنا اور ان پر عمل در آمد کرانا اس امر کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ شریعت کی تاسیس وتعمیر تعلیم الٰہی کی رہین منت ہے چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی دنیا کے وہ قانون داں جنہیں اپنی تہذیب وتمدن اور علمیت پر ناز ہے شریعت اسلامی کی خوشہ چینی پر مجبور ہیں اور اس کے باوجود ایسے جامع قوانین وضع کرنے سے قاصر ہیں جو انسانی معاشرے کی اصلاح اور سعادت کے ضامن ہوں۔

قرآن مجید اور شریعت اسلامی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے معجزات صادر ہوئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپؐ کے فرق اقدس پر ابر کا سایہ کرنا:

جب بعثت سے پہلے آپؐ نے حضرت خدیجہ کا مال تجارت لے کر شام کا سفر کیا تو ان کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ان دنوں صحراؤں میں شدید گرمی تھی۔ چنانچہ میسرہ نے دیکھا کہ ایک ابر آپ کے سر پر سایہ کیے رہتا تھا۔ جب آپؐ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب آپؐ رک جاتے تو وہ بھی رک جاتا۔ اس ابر کی وجہ سے حرارت آفتاب آپ تک نہیں پہنچتی تھی۔

۲۔ آپؐ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا:

ایک دفعہ آپؐ ایک غزوہ کے سلسلے میں تشریف لے جا رہے تھے اور ڈیڑھ ہزار کا لشکر آپؐ کے ہمراہ تھا راستے میں پانی ختم ہوگیا۔ لوگ پیاس کی شدت سے بے چین تھے۔ آپؐ نے ایک برتن منگوایا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا تو فوراً آپ کی معجزنما انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔ اس وقت آپؐ نے اپنے ایک صحابی جابر کو مخاطب کر کے فرمایا: اے جابر! اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی یہ پانی کافی تھا۔"

۳۔ آپؐ کا قلیل کھانے سے خلق کثیر کو سیر کرنا:

اس معجزے کا ظہور آپ سے متعدد مرتبہ ہوا۔ ایک موقع وہ تھا جب آپ نے دعوت ذوالعشیرہ دی تھی تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ آپ نے بنی ہاشم کے چالیس افراد کو کھانے کی دعوت دی اور جناب امیر علیہ السلام کو کھانے کی تیاری کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام بکرے کی ایک ران اور دودھ کا ایک پیالہ لائے۔ یہ کھانا سبھی نے کھایا لیکن اس میں کوئی کمی نہ ہوئی بلکہ صرف کھانے والوں کی انگلیوں کے نشان نظر آئے۔

۴۔ آپ کے ہاتھ پر سنگریزوں کا تسبیح خدا کرنا:

جناب ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ مکور عامری نے رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ آپ کوئی دلیل دیجیے جس سے پہچانا جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔پس آپؐ نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور انہیں آپ کے ہاتھ پر تسبیح خدا پڑھتے سنا گیا۔

ان کے علاوہ بھی آپ کے معجزات ہیں جو متعلقہ کتابوں میں مذکور ہیں ۔ان میں آپ کی دعاؤں کا مقبول ہونا ۔ وقت ہجرت غار ثور میں آپؐ کے نقش پا کا مخفی رہنا اور اسی غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا بن دینا اور آپؐ کا غیب کی خبریں دینا شامل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

O... آپؐ نے عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ ’’اے عمار! تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔‘‘

O... آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ ’’اے علی! تمہیں ناقہ صالحؑ کی کونچیں کاٹنے والے شخص سے مشابہ ایک ملعون شہید کرے گا۔‘‘

O... آپؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ ’’میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آملو گی‘‘

O... آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ ’’افسوس اس پر جو تم میں سے اونٹ پر سوار ہوگی اور خروج کرے گی مقام حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت سے لوگ مارے جائیں گے

O... آپؐ نے بنی امیہ کی سلطنت کی خبر دی۔

O... آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔

O... حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی ولادت کے وقت آپؐ نے انہیں ’’اے بادشاہوں کے باپ‘‘ کہہ کر بنی عباس کی حکومت کی خبر دی۔

O... آپؐ نے یہ خبر دی کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

O... آپؐ نے یہ خبر دی کہ ایران کی حکومت جلد ختم ہو جائے گی اور اس کے برعکس روم کی حکومت طویل عرصہ تک باقی رہے گی۔

O... آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کو غزوہ بدر کے موقع پر اس مال کی خبر دی جو وہ اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھ آئے تھے۔

تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ جب حضرت عباسؓ غزوہ بدر میں قید ہو گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ آپ اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل، نوفل، اور قثم کا فدیہ ادا کریں۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ میں تو پہلے سے ہی مسلمان ہوں۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر تو آپ ہم سے مقابلہ کرنے آئے تھے یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں ہے۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ مال کس کا ہے جو ام الفضل کے پاس رکھ کر آئے ہیں۔ اور اسے ہدایت کی ہے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل، عبداللہ، قثم کو دے دینا۔ یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث بہ رسالت کیا ہے یہ بات میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو معلوم نہ تھی۔،، اس کے بعد انہوں نے اپنا۔ اپنے دونوں بھتیجوں اور قثم کا فدیہ ادا کیا۔

قرآن مجید اور تاسیس شریعت کے سوا جن معجزات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے صدور کا علم تواتر کے ذریعے حاصل ہوا ہے لہٰذا یہ معجزات آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

☆-----☆-----☆

۴:۔ امامت

امامت دین اور دنیا کی اس عمومی رہبری کو کہتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ تا کہ وہ شریعت کی حفاظت کرے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے قائم مقام کا منصوب ہونا واجب ہے اور اس امر پر سوائے چند فرقوں کے تمام اسلامی فرقے متفق ہیں۔ بعض اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ نصب امام کا وجوب عقلی ہے۔

ہم پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ بشر کو ''دین اور تکلیف'' کی طرف دعوت دینا لطف ہے اور خداوند عالم پر واجب ہے لہٰذا جس طرح لوگوں کی اصلاح وفلاح کا اہتمام کرنے اور فساد کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک نبی کا معبوث ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح نبی کے احکام لوگوں تک پہنچانے۔ اسلامی حدود قائم کرنے۔ دین اسلام کی حفاظت کرنے۔ لوگوں میں عدل برقرار رکھنے، ان کے درمیان حق وانصاف کے مطابق فیصلے کرنے اور انہیں عبادت، معاملات اور سیاسیات کے احکام بتانے کے لئے ایک امام کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام بھی ایک لطف ہے اور لطف صاحب الطاف پر واجب ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی کو مبعوث کرنا خداوند عالم پر واجب ہے بالکل اسی طرح امام کو منصوب کرنا بھی اس پر واجب ہے۔ بنابرایں امامت کسی بشری حکومت کا نام نہیں ہے بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جو حکومت الٰہیہ کی اساس پر قائم ہے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی ایک بہت ہی عالی منصب ہے اور اس منصب کی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآں ہونے کے لئے امام کا بعض مخصوص اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ جس طرح نبوت کے لئے عصمت شرط ہے اسی طرح امامت کے لئے بھی عصمت شرط ہے اور اس کے لئے دلیل بعینہ وہی ہے جو نبی کے معصوم ہونے کے بارے میں بیان کی گئی ہے کیونکہ اگر امام معصوم اور ہمہ صفت موصوف نہ ہو تو اس پر وثوق اور بھروسہ نہیں رہے گا اور لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ نتیجتاً اس کے نصب کرنے کی غرض یعنی حفاظت شریعت بھی حاصل نہیں ہوگی۔ امام کا معصوم اور نقائص وعیب سے منزہ ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ لوگ اس م سے تمفر نہ ہوں ورنہ وہ اس کے اوامر ونواہی کو قبول نہیں کریں گے۔ اس کو اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ مفضول کو افضل پر مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے اور خدائے بزرگ وبرتر کی ذات سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا امام کا منصب ایک الٰہی منصب ہے اور وہ لوگوں کا بنایا ہوا یا منتخب کیا ہوا نہیں ہوتا بلکہ منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ تاہم مسلمان غیبت امام کے دوران میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے مجاز ہیں لیکن یہ بحث ہمارے موجودہ موضوع سے خارج ہے اور اس سلسلے میں دوسری متعلقہ کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین ہیں جو سب امام برحق ہیں۔ان میں سب سے پہلے امام جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔آپ کی امامت پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ حدیثِ دار:

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَO

" اور اپنے رشتہ دار کو ڈراؤ۔" (سورۂ شعراء۔آیت ۲۱۴)

تو رسول اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہاشم کے لئے ضیافت کا اہتمام کریں اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

ھٰذَا اَخِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ بَعْدِیْ وَ وَارِثِیْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْا

یعنی "یہ میرا بھائی ہے۔یہ میرا وصی ہے۔میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور میرا وارث ہے۔تم لوگ اس کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

۲۔ حدیث غدیر:

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر مسلمانوں کے اجتماع سے مخاطب ہو کر فرمایا: اَلَسْتُ اَوْلیٰ مِنْ اَنْفُسِکُمْ

یعنی "کیا میں تمہاری جانوں سے بھی بہتر اور اولی نہیں ہوں؟

اس پر لوگوں نے جواب دیا۔بَلٰی۔ یعنی بے شک آپ ہماری جانوں سے بھی بہتر اور اولی ہیں۔تب آپ نے فرمایا۔مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ

یعنی "جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے لوگوں سے اقرار لیا کہ آپ ان کی جانوں سے بہتر اور اولی ہیں اور پھر حضرت علی علیہ السلام کو ولائیت میں اپنے برابر قرار دیا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں لفظ مولا سے مراد اولی ہی ہے لہذا حضرت علیؑ مومنوں کی جانوں اور نفسوں سے اولی ہیں اور یہی منصب امامت ہے۔

۳۔حدیث طائر:

اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالٰی سے دعا مانگی کہ "اے اللہ! اپنے محبوب ترین بندے کو میری طرف بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ مل کر یہ پرندہ کھائے۔" اس وقت حضرت علیؑ وہاں پہنچے اور حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھانے میں شریک ہوئے۔ یہ حدیث حضرت علیؑ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خداوند عالم بلا استحقاق ان سے محبت نہیں کرتا اور جب وہ افضل ہیں تو مفضول کو افضل پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ حدیث منزلت:

اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

یعنی "اے علی! تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے نزدیک تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

یہ روایت تمام روایتوں میں واضح الثبوت اور صحیح السند ہے۔ اور شیعہ سنی اکابر علمائے حدیث نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرما کر گئے اس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ آپ نے اس حدیث کا اعادہ کئی دیگر مواقع پر بھی فرمایا۔

قرآن مجید اور کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی۔ شریک نبوت اور تبلیغ و رسالت میں ان کے وزیر تھے۔ خداوند عالم نے حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قوت بازو بنایا تھا اور اگر وہ حضرت موسیٰؑ کے بعد زندہ رہتے تو ان کے خلیفہ اور امام واجب الاطاعت ہوتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں حضرت علیؑ کے لئے وہ تمام منزلیں ثابت کردی ہیں جن پر حضرت ہارونؑ فائز تھے اور سوائے نبوت کے کسی سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ لہٰذا منصب امامت آپ کے لئے بدیہی طور پر ثابت ہے۔

۵۔ آیت ولایت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ O

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو انگشتری عطا فرمائی چنانچہ سیوطی نے اور علی ابن احمد الواحد نیشاپوری نے اسباب النزول میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خداوند عالم نے ولایت کو اپنی ذات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والے میں حصر کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے معنی اولیٰ کے ہیں اور چونکہ حضرت علیؑ کی ولایت بھی اللہ اور رسول کی ولایت کی ردیف میں مذکور ہے لہٰذا اس کا مطلب بھی اولیٰ ہی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں دلائل کی ایک طویل فہرست ہے ۔آپ علم وحلم شجاعت وسخاوت ،عبادت وعدالت ،فصاحت بلاغت ،زہد وتقویٰ ،سیاست ،جہاد،اور اسلام میں سبقت وغیرہ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام میں افضل ہیں اور چونکہ افضل پر غیر افضل کو مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے لہٰذا آپ سب پر مقدم ہیں ۔

حضرت علیؑ کے علم ودانش کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ'' یعنی تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں ۔اور فرمایا ۔ اَنَامَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِیْنَةَ فَلْیَاتِ الْبَابَ ۔یعنی ''میں شہرے علم ہوں اور علیؑ اسکے دروازہ پس جو شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازہ سے آئے''۔

صحابہ کرام اکثر وبیشتر حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے لیکن حضرت علیؑ نے کبھی کسی صحابی کی طرف رجوع نہیں کیا ۔حدیث ثقلین بھی حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے سب سے زیادہ عالم ہونے کی واضح دلیل ہے ۔آپ قوت حدس وذکاوت میں بھی تمام صحابہ کرام میں ممتاز ترین حیثیت رکھتے تھے ۔آپ نے کئی ایک غیبی خبروں کی پیش گوئی بھی فرمائی ۔ مثلاً آپ نے خود اپنی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی اور نہروان میں ہونے والے واقعات کی پیشگی خبر دی ۔آپ ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی آغوش مبارک میں پرورش پائی ۔آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ علوم حاصل کیے جو کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئے ۔

حضرت علیؑ میدان کارزار کے عظیم ترین شہسوار ہیں اور آپ کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل ہے ۔غزوات بدر ،احد ،احزاب ،اور حنین کے واقعات آپؑ کی جاں نثاری اور افضلیت کے شاہد ہیں ۔آپؑ نے کبھی بھی میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی اور کوئی بڑے سے بڑا تجربہ کار جنگجو بھی آپؑ کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکا ۔آپؑ کا اسم مبارک دلاوری اور فدا کاری اور فتح ونصرت کی علامت سمجھا جاتا ہے ۔

اگر خواهی که روزِ رَزم بر دشمن شوی غالب

بُکَن بر تیغ خود نامِ علیؑ ابنِ ا بی طالبؑ

جناب امیرؑ کی سخاوت میں برتری پر آیت ۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ ۔شاہد ہے آپؑ نے اپنے نفس پر سائل کو ترجیح دی ۔ چنانچہ خود بھوکے رہے اور کھانا سائل کو دے دیا ۔آپؑ نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کردہ ایک ہزار غلام آزاد کیے اور کبھی کسی سائل کو اپنے دروازہ سے مایوس نہیں لوٹایا اسی لئے معاویہ تک نے آپ کے بارے میں کہا کہ:

''اگر علیؑ کے پاس ایک کمرے میں بھوسہ اور دوسرے میں سونا ہوتا تو وہ سونے کو بھوسے سے پہلے راہ خدا میں دے دیتے''۔

آیت نجویٰ پر سوائے آپ کے کسی نے عمل نہیں کیا۔حضرت علیؑ کا زہد وعبادت ۔آپؑ کی سیرت سے واضح ہے آپ نے دنیا کو طلاق بائن دے دی تھی اور فرماتے تھے ۔"اے زرد اور سفید دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے۔"

آپ شب وروز نماز میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر زخم پڑ گیا تھا۔نماز اس قدر خشوع وخضوع سے پڑھتے تھے کہ ایک دفعہ جسم اطہر میں لگا ہوا ایک تیر نماز کے دوران نکال لیا گیا لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی ۔جو دعائیں آپ سے نقل ہوئی ہیں وہ آپ کی عبادت کی کثرت کی شاہد ہیں حتیٰ کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام جنہیں کثرت عبادت کی بنا پر زین العابدین اور سید الساجدین کے القاب ملے اپنے جدّ بزرگوار کی عبادت کے مقابلے میں اپنی عبادت کو ہیچ سمجھتے تھے ۔لوگوں نے نماز شب اور نوافل بجالانا آپ ہی سے سیکھا۔

آپ کی غذا بے حد سادہ اور قلیل ہوتی تھی ۔آپ جو کی روٹی تناول فرماتے تھے جس کے ساتھ نمک یا سرکہ ہوتا تھا۔

تری ذات میں ھے اگر شرر تو خیالِ فقر وغنا نہ کر

کہ جھاں میں نانِ شعیر پر ھے مدارِ قوّتِ حیدریؑ

آپؑ کا لباس بھی بے حد سادہ ہوتا تھا چنانچہ خود ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی قمیص میں اس قدر پیوند لگائے کہ مجھے پیوند لگانے سے شرم محسوس ہونے لگی ۔حالانکہ آپ کے پاس شام کے علاوہ تمام علاقوں سے بے شمار مال آتا تھا لیکن آپ یہ مال لوگوں میں تقسیم فرمادیتے تھے ۔خود آپ کا کفش اور نیام تلوار لیف خرما کا ہوتا تھا اور جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا تو ورثے میں کوئی مال نہیں چھوڑا ۔حضرت علیؑ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور ہمیشہ عفوو درگزر سے کام لیتے حتیٰ کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف فرمادیتے تھے ۔آپ نے جنگ جمل میں مروان اور ابن زبیر کو معاف کردیا ۔اسی طرح آپ نے جنگ صفین میں عمرو بن عاص اور بسر بن ارطاۃ سے اس وقت درگزر فرمایا جبکہ آپ کو ان پر مکمل تسلط حاصل ہو چکا تھا ۔جنگ صفین میں ہی جب دریا کا گھاٹ معاویہ بن ابوسفیان کے قبضے میں آیا تو اس نے آپ کے لشکر پر پانی بند کردیا لیکن جب بعد میں گھاٹ پر آپ کا قبضہ ہوگیا تو آپ نے معاویہ کے لشکر پر پانی بند نہیں کیا۔

آپ اپنے زمانے کے بہترین قاضی تھے اور عدل وانصاف آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔آپ جو مال آتا اسے لوگوں میں برابر تقسیم فرماتے اور خود اس میں سے ایک فرد کے برابر حصہ لیتے ۔جب آپ کے بھائی جناب عقیل نے کچھ زیادہ طلب کیا تو آپ نے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مشہور ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فصاحت اور بلاغت تو ۔۔**اظھر من الشمس**۔۔ہے۔آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سردار ہیں۔لوگوں نے کتابت اور خطابت آپ سے سیکھی ۔قریش میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

فصاحت و بلاغت کے طریقے آپ ہی نے بتلائے۔ نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے آپ کے افصح الناس ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ حضرت کے حسن خلق کے بارے میں ابن ابی الحدید فرماتے ہیں۔

''حضرت علیؑ کا حسن اخلاق'' بشاشت روئی اور تبسم مزاجی ضرب المثل بنا اگر چہ آپ کے دشمن اس بات کو عیب گردانتے تھے۔''

آپ کی قوت رائے و تدبیر بھی بے مثال تھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگوں اور دیگر مہمات کی سیادت آپ کے سپرد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے حضرت عمر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ جنگ روم و قبرص میں خود شریک نہ ہوں کیونکہ اگر خلیفہ پر کوئی ضرب پڑی تو شوکت اسلام میں فرق آئے گا۔ اسلامی سن کو ہجرت سے شروع کرنے کی رائے بھی آپ ہی نے دی۔ آپ نے حضرت عثمان کو بھی مفید مشورے دیئے اور اگر وہ ان پر عمل کرتے تو وہ واقعات پیش نہ آتے جو اوراق تواریخ میں محفوظ ہیں اور جن کی تصریح ابن ابی الحدید نے کی ہے۔

حضرت علیؑ کا حسن سیاست بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ آپ نے لوگوں میں عدل و مساوات کو قائم کیا۔ انہیں نیکی سے قریب اور بدی سے دور کیا۔ آپ نے طامع لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اطاعت خالق پر اطاعت مخلوق کو کسی حال میں مقدم نہیں کیا اور دوسرے کئی ایک حکمرانوں کے برعکس اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لئے کبھی حیلہ بازی سے کام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر دین اور تقویٰ حائل نہ ہوتا تو میں عرب کا سب سے چالاک سیاست داں ہوتا۔

جہاں تک حضرت علیؑ کے سب سے پہلے ایمان لانے کے مسئلے کا تعلق ہے۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ مردوں میں مسلم اول ہیں۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دوشنبہ کو مبعوث بہ رسالت ہوئے اور میں نے سہ شنبہ کو اسلام قبول کیا۔ آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ آپ کے بے شمار اوصاف جو آپ کی افضلیت پر دلیل ہیں مختلف کتابوں میں مفصلاً درج ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی طرح باقی گیارہ ائمہ بھی برحق اور منصوص من اللہ ہیں۔ حضرت علیؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امامت پر اور امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی امامت پر نص قائم فرمائی۔ اس کے بعد ہر امام نے دوسرے امام کی امامت پر نص قائم کی اور یہ بات شیعہ مذہب میں بالتواتر ثابت ہے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ وجوب نصب امام مسلمانوں کے مابین مسلم ہے اور جیسا کہ آیت مبارکہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ O (سورۃ البقرۃ ۱۲۴) سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت کے لئے عصمت شرط ہے یہ امر بھی بدیہی ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے سوا کسی نے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا ان کی عصمت ثابت ہے اور جن کی عصمت ثابت ہے ان کی امامت

بھی ثابت ہے۔ نیز چونکہ ائمہ اثناعشر کے علاوہ کوئی معصوم نہیں لہٰذا ان کے سوا کوئی امام بھی نہیں ہوسکتا۔

ائمہ اثناعشر کا منصوص من اللہ ہونا کئی ایک احادیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنّـِیْ تَـارِکٌـمْ فِیْـکُـمُ الثَّـقَـلَیْـنِ کِتَـابَ الـلّٰهِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ وَ اِنَّهُمَا لَنْ یَفْتَرِقَاحَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ ،فَلَا تُقَدِّمُوْهُمَا فَتُهْلِکُوْا ،وَ لَا تُقَصِّرُوْا عَنْهَا فَتُهْلِکُوْا ،وَ لَا تُعَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَعْلَمُ مِنْکُمْ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ "میرا یہ بیٹا امام ہے۔امام کا فرزند، امام کا بھائی اور نو اماموں کا باپ ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم۔ "میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قبیلہ قریش سے ہوں گے" یہ حدیث صحاح میں موجود ہے۔

فرمان نبویؐ ہے: **مَنْ مَاتَ وَ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً**

یعنی "جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔"

یہ حدیث اس امر پر دلیل ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ سابقہ حدیث کی رو سے ائمہ کی تعداد بارہ ہے اور اس تعداد کا اطلاق دوسرے قریشی خلفاء پر نہیں ہوتا لہٰذا ائمہ اثناعشر کی امامت ثابت ہے۔

سیرت ائمہ کا مطالعہ کرنے والوں سے بات پوشیدہ نہیں کہ تمام ائمہ علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں صفات کمالیہ و نفسیہ کے اعتبار سے یکتائے روزگار تھے۔ وہ علم، عبادت، سخاوت، زہد، تقویٰ، قوت رائے اور بصیرت وغیرہ میں سب سے افضل تھے۔ انہوں نے کئی علوم ایجاد فرمائے اور ان کے اصحاب نے ان سے اخذ کردہ روایات کی مدد سے چھ ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے چار سو کتابیں مشہور ہوئیں جنہیں اصول اربع مأۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صرف ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تیس ہزار احادیث نقل کی ہیں۔ حسن بن وشا جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کوفہ میں نو سو شیوخ سے ملاقات کی جن میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ مجھ سے یہ حدیث حضرت جعفر بن محمدؑ نے بیان فرمائی ہے۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام کے افضل اور امام برحق ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

۵:۔معاد

اجسام کے فنا ہو جانے کے بعد انہی اجسام کے دوبارہ وجود میں آنے کو معاد کہتے ہیں ۔قیامت میں خداوند عالم اجسام کو دوبارہ زندہ کرے گا تا کہ نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائے ۔

خداوند عالم نے بندوں پر شرعی تکالیف واجب کی ہیں اور انہیں اوامر ونواہی کا پابند کیا ہے اس نے اطاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب کا وعدہ فرمایا ہے دنیا میں بے شمار مظالم ہوتے ہیں جن کا انصاف نہیں ہو پاتا اور انسان بہت سے ایسے گناہ کرتا ہے جن کی سزا اسے اس زندگی میں نہیں ملتی ۔اسی طرح اطاعت کا ثواب اور نیکی کی جزا بھی اس دنیا میں حاصل نہیں ہوتی لہٰذا اگر سزا و جزاء کا کوئی اہتمام نہ ہو تو تکلیف عبث قرار پاتی ہے اور ظلم کی شکل اختیار کر لیتی ہے کیونکہ بلا معارضہ تکلیف دینا ظلم ہے علاوہ ازیں اس صورت میں خداوند عالم کی وعدہ خلافی لازم آتی ہے حالانکہ اس ذات اقدس سے نہ ہی ظلم اور وعدہ خلافی ممکن ہے اور نہ اس کا کوئی فعل عبث ہو سکتا ہے ۔لہٰذا حکمت الٰہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ایک دن ایسا بھی ہو جب لوگوں کو محشور کیا جائے تا کہ ظالم سے مظلوم کا حق لیا جائے اور نیکوکاروں کو ان کے اچھے اعمال کی جزا اور بدکاروں کو ان کے افعال شنیعہ کی سزا دی جائے اسی دن کو یوم حشر' یوم الدین' معاد اور قیامت کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ۔یہ دن کب آئے گا اس کا علم صرف اللہ تعالٰی کو ہے ۔

قیامت کے برحق ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ خداوند عالم نے انسان میں عاقبت اندیشی کی خاصیت ودیعت فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عاقبت واقعی ایک چیز ہے اگر عاقبت کا کوئی وجود نہ ہوتا تو انسانی ذہن میں اس کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ۔اس صورت میں انسان فکر واندوہ سے بے نیاز بہائم کی طرح کھا پی کر پلتا بڑھتا اور بالآخر مر جاتا لیکن اس کی ایسی بے مقصد زندگی عبث قرار پاتی اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ O ایک لاحاصل فعل ٹھہرتا اور چونکہ خدائے دانا وتوانا عبث اور بے مقصد افعال سے پاک وپاکیزہ ہے لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کا برپا ہونا تخلیق انسان کے مقصد کی تکمیل کے لئے لازمی ہے

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا گل سڑ کر خاک اور نیست ونابود شدہ انسانی اجسام کا اپنی اصل شکل وصورت میں دوبارہ وجود پذیر ہونا ممکن ہے؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ چونکہ خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا اس کا انسان کو وجود ثانی بخشنا عین ممکن ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وَضَرَبَ لَنَامَثَلاً وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ O (سورہ یسین ۷۸۔۷۹)

"ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی خلقت کی حالت بھول گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ ہڈیاں گل سڑ کر خاک ہو جائیں گی تو پھر بھلا کون دوبارہ زندہ کرسکتا ہے۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ وہی خدا زندہ کرے گا جس نے جب تم کچھ نہ تھے تمہیں پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا۔ وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے۔"

قیامت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت کا باعث بھی ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنے والا گناہوں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اطاعت کی طرف راغب ہوتا ہے وہ عدل وانصاف کی راہ پر چلتا ہے دوسروں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے۔ اخلاق حمیدہ سے متصف ہوتا ہے علم کے ذریعے کمال کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور حتی الامکان نفس کو رذائل سے پاک رکھتا ہے۔

یہ بات قرآن مجید کی متعدد آیات، بے شمار احادیث اور پیشوایان دین کے اقوال سے واضح اور دین محمدیؐ کی ضروریات میں سے ہے۔ کہ جس طرح قیامت پر ایمان رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان تمام باتوں کا ماننا بھی لازم ہے جو رسول اکرمؐ نے حیات بعد از ممات اور قیامت کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً حساب قبر، اعمال ناموں کا ہاتھ میں آنا، اعضائے انسانی کا باتیں کرنا۔ حساب محشر، صراط، میزان، شفاعت، جنت، حوض، جہنم وغیرہ ان سب منازل کی تفصیل متعلقہ دینی کتابوں میں درج ہے۔

☆......☆......☆

علم دین کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ O اَلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ O (سورۃ العصر)

''قسم ہے عصر کی کہ انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔''

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان حکیمانہ افعال کو کسی غرض و غایت کے پیش نظر انجام دیا ہے اور انسان چونکہ عالم سفلی کی اشرف المخلوقات میں سے ہے اس لئے اس کی خلقت کی بھی کوئی غرض ضرور ہے اور وہ غرض انسان کے لئے کوئی مضر چیز بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ مضر کام جاہل یا محتاج ہی سے صادر ہوسکتا ہے اور خداوند عالم ان چیزوں سے بالاتر ہے لہٰذا وہ غرض کوئی مفید چیز ہونی چاہیے نیز یہ غرض خداوند عالم کی طرف عائد نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ ذات اقدس تمام اغراض سے مستغنی ہے۔ لہٰذا لامحالہ تخلیق مخلوقات کی یہ غرض بندوں کی طرف عائد ہوگی اور چونکہ چند معمولی چیزوں کے سوا دنیوی حقیقی اغراض نہیں ہوسکتیں اس لئے تخلیق مخلوقات کی غرض دنیوی بھی نہیں ہوسکتی اور چونکہ یہ غرض تمام مقاصد سے عظیم تر اور تمام نعمتوں سے نفیس تر ہے لہٰذا اس کا حصول ہر ایک کی دسترس میں نہیں ہے بلکہ وہی اس کو حاصل کرسکتے ہیں جو اس کے مستحق ہوں اور کوئی شخص بغیر عمل کے کسی چیز کا مستحق نہیں ہوسکتا اور عمل کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم فقہ جانتا ہو لہٰذا علم فقہ کی ہمیں سب سے زیادہ ضرورت ہے (معالم الاصول)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔''علم دین حاصل کرنے' مصیبت پر صبر کرنے والے' اور معاش میں میانہ روی اختیار کرنے میں کمال تام ہے۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا''اے جابر! کیا صرف یہ کہنا کہ ہم اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں دعویٰ شیعیت کے لئے کافی ہے؟ خدا کی قسم جب تک کوئی شخص اللہ سے نہ ڈرے اور اس کی اطاعت نہ کرے ہمارا شیعہ نہیں ہوسکتا۔ اور اے جابر یہ تواضع' اور خشوع' ادائے امانت' کثرت ذکر خدا' روزہ نماز' والدین سے نیکی' ہمسایوں' فقیروں' مسکینوں' مقروضوں' اور یتیموں سے حسن سلوک' قول میں صداقت قرآن کی تلاوت' لوگوں کے بارے میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہنے اور اپنے قبائل کی اشیاء میں امین ہونے کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

جابر نے کہا''یا بن رسول اللہ! اس زمانے میں ایسا آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا'' آپ نے فرمایا''اے جابر! مذاہب باطلہ تم کو مذہب حق سے نہ ہٹا دیں۔ کیا ایک شخص کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ میں علیؑ کو دوست رکھتا ہوں اور رسولؐ علیؑ سے بہتر

ہیں؟اگر اس کے بعد رسول کی پیروی نہ کرے اور ان کی سنت پر عمل پیرا نہ ہو تو حضرت کی محبت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔اللہ سے ڈرو اور صحیح عمل کرو جو پیش خدا مقبول ہو۔کسی شخص اور خدا کے درمیان قرابت نہیں ہے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور عملاً اس کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے۔

اے جابر!اطاعت کے بغیر کوئی خدا کا مقرب نہیں بن سکتا۔اس کے بغیر اس کا ہمارے ساتھ ہونا بھی ہمیں برداشت نہیں اور نہ خدا پر کوئی حجت ہے۔جو اللہ کا مطیع ہے وہ ہمارا دوست ہے جو اللہ کا گنہگار ہے وہ ہمارا دشمن ہے عمل اور پرہیزگاری کے بغیر ہماری ولایت کو کوئی نہیں پا سکتا۔(اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''۔جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے علم دین عطا کرتا ہے۔''(اصول کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تا کہ وہ علم دین حاصل کریں۔''(اصول کافی جلد نمبر ا صفحہ ۳۱ حدیث ۸)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ''حلال و حرام کے بارے میں ایک سچے شخص سے ایک حدیث سن لینا دنیا کے تمام سونے چاندی سے بہتر ہے۔''(المحاسن)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور میں خواہش رکھتا ہوں کہ وہ آپ سے حلال و حرام کے بارے میں پوچھے اور جس چیز کی ضرورت نہ ہو نہ پوچھے۔آپ نے فرمایا ''کیا لوگوں سے حرام اور حلال سے بہتر بھی کسی چیز کے بارے سوال کیا جاتا ہے؟''(المحاسن)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ''تمہارے اوپر علم دین حاصل کرنا لازم ہے اور تم بدو عرب نہ بنو کیونکہ وہ علم دین حاصل نہیں کرتے۔تم ان میں سے نہ ہو ورنہ اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ کرے گا اور کوئی عمل اس کے نزدیک پاکیزہ نہ ہوگا۔''

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ مجھے ان فرائض کے بارے میں بتا دیجئے جو بندوں پر واجب ہیں آپ نے فرمایا۔''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کی گواہی نماز پنجگانہ کا قیام۔زکوٰۃ کی ادائیگی۔حج رمضان کے روزے اور ولایت آئمہ اطہار علیہم السلام،پس جو شخص ان فرائض پر عمل کرتا ہے برائیوں سے باز رہتا ہے نیکیوں کو اختیار کرتا ہے اور نشہ آور چیز سے پرہیز کرتا ہے وہ داخل جنت ہوگا۔''(الفقہ والمحاسن)

ابی اسامہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔''تقویٰ پرہیزگاری اور دین میں

کوشش سچ بات کہنا امانت ادا کرنا 'حسن خلق' پڑوسی سے نیکی اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا اپنے اوپر لازم کرو۔ اپنے آئمہ کے لئے زینت بنو اور ان کے لئے باعث ننگ نہ بنو۔ اپنے رکوع اور سجود کو طول دو۔ جب تم انہیں طول دیتے ہو تو شیطان تمہارے پیچھے سے کہتا ہے "ہائے اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی اس نے سجدہ کیا اور میں نے سجدہ سے انکار کیا۔" (اصول کافی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۷ حدیث ۹)

جو شخص نیکی کو پسند اور بدی کو ناپسند کرتا ہے وہ مومن ہے اور کوئی شخص بدی کا مرتکب ہوتا ہے اور بعد میں اسے ندامت ہوتی ہے تو یہ توبہ ہے اور توبہ کرنے والا شفاعت اور مغفرت کا مستحق ہے اور جو شخص بدی کو ناپسند نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے تو پھر وہ مستحق شفاعت بھی نہیں ہے۔

ابی بصیر کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت پر ام حمیدہ کے پاس تعزیت کے لئے گیا وہ روئیں ان کے رونے پر میں بھی رویا۔ پھر انہوں نے کہا "اے ابو محمد! اگر تو نے ابو عبداللہ کی شہادت کے موقع پر انہیں دیکھا ہوتا تو ایک عجیب چیز دیکھتا امام نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا: میرے تمام اقارب کو جمع کرو۔ چنانچہ ہم نے سب کو جمع کیا تو ان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا: "ہماری شفاعت نماز میں کاہلی کرنے والے کو نہیں پہنچے گی۔" (وسائل الشیعہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷)

☆-----☆-----☆

عبادات

تقلید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ Oاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ Oوَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ O مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ Oوَاللَّعْنَةُ الدَّائِمَةُ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنَ الْآنِ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِO

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے:

’’عوام کے لئے ضروری ہے کہ فقہاء یعنی احکام شریعت کو تفصیل وتحقیق کے ساتھ جاننے والوں میں سے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو اپنی نفسانی خواہشات کا تابع نہ ہو اور اپنے خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ہو اس کی تقلید کریں۔‘‘

امام زمانہ حضرت حجت علیہ السلام کا فرمان ہے:

’’زمانہ غیبت کبریٰ میں پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں کو بیان کرنے والے علماء کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی جانب سے آپ پر حجت ہوں۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے پیش نظر ان تمام لوگوں پر جو درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے اس کے بغیر ان کی عبادت اور ایسے تمام اعمال جن میں تقلید ضروری ہے باطل ہوں گے۔

شریعت کے فروعی احکام قاعدوں کو تفصیلی دلیلوں سے جاننے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے احکام کو بغیر دلیل کے جاننا اور بغرض عمل معلوم کرنا تقلید ہے۔ جو شخص رتبہ اجتہاد حاصل کر چکا ہو اس کے لیے تقلید جائز نہیں اور جو خود مجتہد نہ ہو اس پر تقلید واجب ہے۔ اجتہاد اور تقلید کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے یعنی احتیاط پر عمل کیا جائے لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ احتیاط پر وہی عمل کر سکتا ہے جو اختلافی مسائل میں تمام مجتہدین کے احکام سے پوری طرح باخبر ہو اور ایسا طریقہ عمل اختیار کر سکے جس میں کامل جامعیت پائی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی تقریباً اجتہاد ہی کی طرح دشوار اور مشکل ہے پس دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ یعنی ایک اجتہاد اور دوسری تقلید۔

احکام تقلید

مسئلہ ۱ : ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اصول دین پر بر بنائے دلیل اعتقاد رکھتا ہو۔اصول دین میں تقلید نہیں کر سکتا یعنی دلیل دریافت کیے بغیر کسی کی کہی ہوئی بات کو قبول کرنا جائز نہیں ۔تا ہم جہاں تک احکام دین کا تعلق ہے ضروری اور قطعی امور کے علاوہ جو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں کسی شخص کے لئے ان سے عہدہ بر آ ہونے کی تین صورتیں ہیں ۔

۱... اگر مجتہد ہو تو بر بنائے دلیل طے کرے کہ زیر نظر مسئلے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

۲... مجتہد کی تقلید کرے یعنی دلیل طلب کیے بغیر اس کے فتوے پر عمل کرے۔

۳... از راہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے ذمہ داری پوری کر دی ہے مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسروں کا کہنا ہو کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر کسی عمل کو بعض مجتہد واجب اور بعض مستحب گردانیں تو اسے بجا لائے ۔لہذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں ان کے لئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

مسئلہ ۲ : احکام دین کے بارے میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتوی پر عمل کیا جائے ۔ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد، بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو۔ عادل وہ شخص ہے جو ان تمام اعمال کو بجا لائے جو اس پر واجب ہیں اور ان باتوں کو ترک کر دے جو اس پر حرام ہیں ۔اور اس کے دل میں ایمان باخدا و رسول و خوف خدا اس طرح راسخ ہو جو کہ اس کو نیکیوں پر اکسائے اور برائیوں سے دور رکھے۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اگر اس کے اہل محلّہ یا ہمسایوں یا ان لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے جو اس سے میل جول رکھتے ہوں تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر در پیش مسائل کے بارے میں مجملا معلوم ہو کہ مجتہدین کے فتوے ان کے متعلق ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس مجتہد کی تقلید کی جائے جو اعلم ہو یعنی اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں احکام الٰہی کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۳ : مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے ۔اول یہ کہ ایک شخص خود صاحب علم ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔دوم یہ کہ دو اشخاص جو عالم اور عادل ہوں اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل اشخاص ان کی تردید نہ کریں اور بظاہر کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے ۔سوم یہ کہ کچھ اہل علم و اہل خبرا جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں کسی

کہ مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق سے انسان مطمئن ہو جائے۔

مسئلہ ۴ : اگر مجتہدوں کے فتوے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو اور اعلم کا شناخت کرنا بھی مشکل ہو تو احتیاط کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور اگر احتیاط ممکن نہ ہو تو اس شخص کی تقلید لازم ہے جس کے بارے میں اعلم ہونے کا گمان ہو بلکہ اگر ضعیف سا احتمال بھی اس امر کا ہو کہ ایک شخص اعلم ہے اور دوسرا اس کے مقابلے میں اعلم نہیں ہے تو اس کی تقلید کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۵ : کسی مجتہد کا فتوی حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں

اول : خود مجتہد سے اس کا فتویٰ سننا

دوم : دو عادل اشخاص سے سننا جو مجتہد کا فتویٰ بیان کریں۔

سوم : مجتہد کا فتویٰ کسی ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو۔

چہارم : اس فتویٰ کا مجتہد کے مسائل کے بارے میں تحریر کردہ کتاب میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کے درست ہونے کے بارے میں اطمینان ہو۔

مسئلہ ۶ : جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتویٰ تبدیل ہو چکا ہے وہ کتاب میں لکھے ہوئے فتوے پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتویٰ کے بدل جانے کا احتمال ہو تو چھان بین ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷ : اگر مجتہد اعلم کوئی فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے کے بارے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ (یعنی مجتہد اعلم) فتویٰ نہ دے بلکہ یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ یوں عمل کیا جائے مثلاً یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد ایک اور پوری سورہ پڑھے تو مقلد کو چاہیے کہ یا تو اس احتیاط پر (جسے احتیاط واجب کہتے ہیں) عمل کرے یا کسی ایسے دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے جس کی تقلید جائز ہو۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرا مجتہد) فقط سورہ حمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسرا سورہ ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں یہ فرمائے کہ محل تامل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸ : اگر مجتہد اعلم کسی مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط کرے مثلاً یہ فرمائے کہ نجس برتن ایسے پانی میں جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگر چہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد اس امر کا مجاز ہے کہ احتیاط کو ترک کر دے۔ اور اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ ۹ : اگر مرجع تقلید فوت ہو جائے تو اس کے مقلد پر واجب ہے کہ فوراً زندہ مجتہد اعلم کی تقلید کرے خواہ وہ مجتہد مردہ مجتہد کے برابر ہو یا کم ہو یا زیادہ ہو چونکہ مردہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰ : جن مسائل سے انسان کو عموماً سابقہ پڑتا ہے ان کا یاد کر لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے لیکن اگر اسے اعلم اور غیر اعلم کی آراء کے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو اور معاملے کو ملتوی کرنا اور احتیاط پر عمل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور اعلم تک رسائی بھی نہ ہو سکے تو غیر اعلم کی تقلید جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲ : اگر کوئی شخص کسی مجتہد کا فتویٰ کسی دوسرے شخص کو بتائے لیکن مجتہد نے اپنا سابقہ فتویٰ بدل دیا ہو تو اس کے لئے دوسرے شخص کو فتویٰ کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتویٰ بتانے کے بعد یہ محسوس ہو کہ (فتویٰ بتانے میں) غلطی ہوگئی ہے تو جہاں تک ممکن ہو اس غلطی کا ازالہ ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۳ : اگر کوئی مکلف ایک مدت تک بغیر کسی کی تقلید کیے اعمال بجالاتا رہے لیکن بعد میں کسی مجتہد کی تقلید کر لے تو اس صورت میں اگر مجتہد اس کے گزشتہ اعمال کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ صحیح ہیں تو وہ صحیح تصور ہوں گے ورنہ باطل شمار ہوں گے۔

احکام طہارت

مطلق اور مضاف پانی:

مسئلہ ۱۴ : پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف، مضاف پانی وہ ہوتا ہے جسے کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی یا گلاب کا عرق، اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے ملا ہوا ہو مثلاً وہ پانی جو اس حد تک مٹی وغیرہ سے ملا ہوا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جا سکے جیسے کیچڑ وغیرہ۔ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

اول : کُر پانی یعنی جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو۔

دوم : قلیل پانی (یعنی تھوڑا پانی)۔

سوم : جاری پانی

چہارم : بارش کا پانی۔

پنجم : کنویں کا پانی۔

۱۔ کُر پانی:

مسئلہ ۱۵ : جو پانی ایک ایسے برتن کو بھر دے جس کی لمبائی، چوڑائی، اور گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو اس کی مقدار ایک کر

کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اتنے پانی کا وزن تقریباً ۱۴۰۸ کلو ۴۹۰ گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶ : اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی میں گر جائے جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے میں نجاسات کی بُو، رنگ یا ذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۷ : اگر ایسے پانی کی بُو، رنگ یا ذائقہ جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۸ : اگر کوئی چیز جو عین نجس ہو مثلاً خون ایسے پانی میں گرے جس کی مقدار ایک کُر سے زیادہ ہو اور اس کی بُو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کُر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کُر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس تصور ہو گا جس کی بُو، رنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

مسئلہ ۱۹ : اگر فوارے کا پانی (یعنی وہ پانی جو جوش مار کر فوارے کی شکل میں اچھلے) ایسے دوسرے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کے پانی کا ایک ایک قطرہ گرے تو اسے پاک نہیں کرتا۔ البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس سے مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰ : اگر کسی نجس چیز کو ایک ایسے نل کے نیچے دھوئیں جو ایسے (پاک) پانی سے ملا ہوا ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس چیز کا دھوون اس پانی سے متصل ہو جائے جس کی مقدار کر کے برابر ہو تو وہ دھوون پاک ہو گا بشرطیکہ اس میں نجاست بُو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو۔

مسئلہ ۲۱ : اگر کُر پانی (یعنی وہ پانی جس کی کم از کم مقدار کُر ہو) کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور جو حصہ پانی کی شکل میں باقی رہے اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو جونہی کوئی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا۔ اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۲۲ : اگر پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب بھی کر کے برابر ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کر پانی ہی کی ہو گی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہو گا۔ اس کے برعکس جو پانی ایک کر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کر سے کم ہی سمجھا

جائے گا۔

مسئلہ ۲۳ : پانی کا ایک کر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہوسکتا ہے۔اول یہ کہ انسان کو خود اس بارے میں یقین ہو اور دوم یہ کہ دو عادل مرد اس کے بارے میں خبر دیں کہ پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہے بلکہ ایک مرد عادل یا کسی قابل اعتماد شخص کا کہنا بھی کافی ہے۔

۲ ۔ قلیل پانی:

مسئلہ ۲۴ : قلیل پانی یعنی تھوڑا پانی۔وہ پانی ہے جو زمین سے نہ اُبلے اور جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو۔

مسئلہ ۲۵ : جب قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس اس پر آن گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے مل جائے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہوگا۔

مسئلہ ۲۶ : جو قلیل پانی کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لئے ڈالا جائے وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے لیکن وہ قلیل پانی جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد وہ بھی نجس ہوگا۔

مسئلہ ۲۷ : جس پانی سے پیشاب یا پاخانہ کے خارج ہونے کے مقامات دھوئے جائیں وہ گرنے والا پانی نجس ہے لیکن عادتاً جسم پر رہ جانے والے قطرات اور رطوبت پاک ہے۔

۳۔ جاری پانی:

جاری پانی وہ ہے جو زمین سے ابلے اور بہتا ہو بشرطیکہ اس کے پیچھے کم از کم ایک کُر کی مقدار پانی ہمیشہ ذخیرہ رہے۔ مثلاً چشمے کا پانی یا کاریز کا پانی۔

مسئلہ ۲۸ : اگر نجاست جاری پانی سے آ ملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو، رنگ، ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔البتہ ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کر جتنا ہو یا اس پانی کے ذریعے جس میں کوئی تبدیلی (بو، رنگ، ذائقے کی) واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

مسئلہ ۲۹ : اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت یہ ہو کہ اگر اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ بھی جاری پانی کے حکم میں آتا ہے یعنی اگر نجاست اس سے آ ملے تو جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ، ذائقہ بدل نہ جائے پاک ہے۔

مسئلہ ۳۰ : ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک کسی

نجاست کے آملنے کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۳۱ : اگر ایک ایسا چشمہ ہو مثال کے طور پر سردی میں ابل پڑتا ہو لیکن گرمی میں اس کا جوش ختم ہو جاتا ہو تو وہ جاری پانی کے حکم میں اس وقت آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔

مسئلہ ۳۲ : اگر کسی حمام کے حوض کا پانی ایک کر سے کم ہو لیکن وہ پانی کے ایک ایسے ذخیرے سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بو، رنگ، ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۳ : حمام اور عمارت کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاور کے ذریعے بہتا ہے اگر اس حوض کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کر کے برابر پانی کے حکم میں شامل ہو گا۔

مسئلہ ۳۴ : جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو لیکن زمین سے نہ ابلتا ہو اگر وہ ایک کر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر اگر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہو گا۔

۴۔ بارش کا پانی:

مسئلہ ۳۵ : جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں بارش ہو جائے پاک ہو جاتی ہے اور فرش اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا بھی ضروری نہیں ہے۔ لیکن بارش کے دو تین قطرے کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

مسئلہ ۳۶ : اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور پھر دوسری جگہ چھینٹے پڑیں لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہوا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے سے چھینٹے پڑیں اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بو، رنگ، یا ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۳۷ : اگر مکان کی نچلی یا بالائی چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر نچلی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے پاک ہے۔ بشرطیکہ وہ پانی جو چھت سے زمین پر گر رہا ہے اس میں نجاست کی بو، ذائقہ، اور رنگ نہ ہو لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجس چیز کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۳۸ : جس نجس زمین پر بارش برس جائے پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ اس پر عین نجاست نہ ہو۔ اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور اس مقام پر جا پہنچے جو نجس ہے تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائیگی بشرطیکہ ابھی بارش ہو رہی ہو۔

مسئلہ ۳۹ : جو نجس مٹی بارش کے ذریعہ کیچڑ کی شکل اختیار کر لے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں عین نجاست موجود نہ ہو۔

مسئلہ ۴۰ : اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ اس کی مقدار ایک کر سے کم ہی کیوں نہ ہو اور بارش برستے میں کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بو، رنگ، یا ذائقہ، قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۱ : اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک فرش پر بارش برسے اور اس کا پانی نجس زمین پر بہنے لگے تو فرش نجس نہیں ہو گا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۵۔ کنویں کا پانی :

مسئلہ ۴۲ : ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگر چہ مقدار میں ایک کر سے کم ہو نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہو گا جب تک اس نجاست سے اس کی بو، رنگ، یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے لیکن مستحب یہ ہے کہ بعض نجاستوں کے گرنے پر کنویں سے اتنی مقدار میں پانی نکال دیں جو مفصل کتابوں میں درج ہے۔

مسئلہ ۴۳ : اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ تبدیلی ختم ہو جائے گی پانی پاک ہو جائے گا۔ اور بہتر ہے کہ یہ پانی کنویں کے سوتے سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۴۴ : اگر بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہو جائے اور اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو بارش تھمنے کے بعد نجاست کی آمیزش سے نجس ہو جائے گا۔

پانی کے احکام

مسئلہ ۴۵ : مضاف پانی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا اور نہ ہی ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۶ : مضاف پانی کی مقدار خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر دھار کی صورت میں گرے تو اس کا جتنا پانی نجس چیز سے متصل ہو گا نجس ہو گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا مثلاً اگر عرق گلاب کو گلابدان سے نجس ہاتھ پر چھڑ کا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۴۷ : اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہو ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۸: اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی تصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا ہے یا نہیں تو وہ مضاف تصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا صحیح نہیں۔

مسئلہ ۴۹ : ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح نہیں۔جونہی کوئی نجاست ایسے پانی سے آملتی ہے وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۰ : ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آپڑے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ بمقدار ایک کر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو۔تاہم اگر اس پانی کی بو، رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جو اس سے باہر ہے۔مثلاً قریب پڑے مردار کی وجہ سے اس کی بو بدل جائے تو پھر وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۵۱ : وہ پانی جس میں عین نجاست مثل خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے۔اگر بمقدار کر یا جاری پانی متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا بارش کا پانی اس پر گرا ئے یا بارش کا پانی اس دوران میں جب کہ مینہ پڑ رہا ہو پرنالے سے اس پر گرے اور ان تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جائے تو ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر چاہیئے کہ بارش کا پانی یا بمقدار کر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۵۲ : اگر کسی نجس چیز کو بمقدار کر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

مسئلہ ۵۳ : جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۵۴ : کتے، سور اور کافر کا جوٹھا نجس ہے اور اس کا کھانا اور پینا حرام ہے۔ مگر حرام گوشت جانوروں کا جوٹھا پاک ہے۔ اور بلی کے علاوہ اس قسم کے باقی تمام جانوروں کے جوٹھے کا کھانا پینا مکروہ ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

مسئلہ ۵۵ : انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرم گاہوں کو ان لوگوں سے جو بالغ ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح پاگل افراد اور ان بچوں سے جو اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو بیوی اور شوہر کے حکم میں آتے ہوں مثلاً کنیز اور اس کے مالک کے لئے اپنی شرم گاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

مسئلہ ۵۶ : اپنی شرم گاہوں کو کسی مخصوص چیز سے ڈھانپنا لازم نہیں مثلاً اگر ہاتھ سے بھی ڈھانپ لیا جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۵۷ : پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ نہ رو بقبلہ ہونا چاہئے اور نہ پشت بقبلہ۔

مسئلہ ۵۸ : اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے۔ اور اگر اس کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بہ قبلہ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شرم گاہ کو رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ موڑے۔

مسئلہ ۵۹ : اس بات میں احتیاط مستحب ہے کہ استبراء کے موقع پر وہ جس کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے اور پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے کے مقامات کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ اور پشت بقبلہ نہ ہو

مسئلہ ۶۰ : اگر اس لئے کہ نامحرم اسے نہ دیکھے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بیٹھ جائے اسی طرح کسی اور وجہ سے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۱ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لئے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ نہ بٹھائے۔ ہاں اگر بچہ خود ہی اس طرح بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۶۲ : چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱... بند گلیوں میں جب کہ صاحبان کوچہ نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲... کسی شخص کی زمین میں جب کہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳... ان جگہوں میں جو چند مخصوص جماعتوں کے لئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴... مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا موجب ہو

مسئلہ ۶۳ : تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے

۱... پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون باہر آیا ہو۔

۲... کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳... پاخانے کے مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گئے ہوں۔

O...... ان تین صورتوں کے علاوہ پاخانے کے مخرج کو یا تو پانی سے دھویا جا سکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اگر چہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶۴ : پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی بہ مقدار کر کے ہو یا جاری ہو تو پیشاب کی عین نجاست زائل ہونے کے بعد ایک دفعہ دھونا کافی ہے لیکن آب قلیل سے دو مرتبہ دھونا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

مسئلہ ۶۵ : اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

مسئلہ ۶۶ : پتھر' ڈھیلا' کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جا سکتا ہے اور ان میں معمولی نمی بھی ہو جو پاخانہ خارج ہونے کے مقام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پتھر' ڈھیلا' یا کپڑا' جس سے پاخانہ صاف کیا جائے اس کے تین ٹکڑے ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا چاہیے کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام بالکل صاف ہو جائے البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرّے باقی رہ جائیں جو نظر نہ آئیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸ : پاخانے کے مخرج کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو (مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ' انبیاء اور معصومین علیہم السلام کے نام لکھے ہوں) اور مخرج کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۶۹ : اگر ایک شخص کو شک ہو کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگر چہ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد وہ ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

مسئلہ ۷۰ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک ہو کہ آیا نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا تھا یا نہیں تو اس صورت میں جب احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے سے پہلے (طہارت کی جانب) متوجہ تھا اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہو گی لیکن آئندہ نمازوں کے لئے اسے (متعلقہ مقامات) کو پاک کرنا چاہیے۔

استبراء

مسئلہ ۷۱ : استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کرنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں کہ اس امر کا یقین ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں نہیں رہا اس کے کئی طریقے ہیں جن میں بہترین یہ ہے کہ پیشاب آنا بند ہو جانے کے بعد اگر پاخانہ کا مخرج نجس ہو گیا تو پہلے اسے پاک کیا جائے اور اس کے بعد تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کے جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین بار ختنے کی جگہ تک سونتے اور پھر تین دفعہ حشفہ (آلۂ تناسل کے سرے) کو زور سے دبا کے جھٹکے۔

مسئلہ ۷۲ : وہ پانی جو کبھی کبھی عورت سے ملاعبت یا ہنسی مذاق کرنے کے بعد انسان کے بدن سے خارج ہوتا ہے اسے مذی کہتے ہیں اور وہ پاک ہے۔ علاوہ ازیں وہ پانی جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتا ہے جسے وذی کہا جاتا ہے۔ یا وہ پانی جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتا ہے وہ ودی کہلاتا ہے پاک ہے۔ بشرطیکہ اس میں پیشاب کی آمیزش نہ ہو اور جب انسان نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہو اور اس کے بعد نمی خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین پانیوں میں سے کوئی ایک ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۷۳ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اور اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہوگا۔ لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ جو استبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت اس کے بدن سے خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں تو وہ پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہو گا۔

مسئلہ ۷۴ : اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کر کے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۷۵ : اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے یقین ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی

اور اس سے وضو بھی باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۷۶ : عورت کے لئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۷۷ : ہر شخص کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ رفع حاجت کے لئے جائے تو ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے۔یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

مسئلہ ۷۸ : رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی جانب منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے۔لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔علاوہ ازیں رفع حاجت کے لئے ہوا کے رخ کے بالمقابل اور گلی کوچوں اور راستوں میں اور مکان کے دروازے کے سامنے اور میوہ دار درخت کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے۔لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۷۹ : کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۰ : پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور بدن کے لئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۸۱ : نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہلے اور منی کے اخراج کے بعد انسان کے لئے پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاستیں

مسئلہ ۸۲ : دس چیزیں نجس ہیں یعنی۔

۱۔ پیشاب۔ ۲۔ پاخانہ۔ ۳۔ منی۔ ۴۔ مردار۔ ۵۔ خون۔

۶۔ کتا۔ ۷۔ سور۔ ۸۔ کافر۔ ۹۔ شراب۔ ۱۰۔ فقاع (خمر شعیر یا جو کی شراب)

۱۔۲۔ پیشاب اور پاخانہ:

مسئلہ ۸۳ : پیشاب اور پاخانہ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور اس کا خون رگوں میں رہتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے) نجس ہے۔لیکن ان حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے۔مگر ان کا خون رگوں میں نہیں ہوتا۔(مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے)اور اس طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۸۴ : جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے۔لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۵ : نجاست خور حیوان کا اور اس بھیڑ کا دودھ اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے۔اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳۔ منی

مسئلہ ۸۶ : انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے۔جس کا خون رگوں میں رہتا ہو (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے نکلے)۔

۴۔ مردار

مسئلہ ۸۷ : انسان اور رگوں میں خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے۔خواہ وہ قدرتی طور پر مرا ہو یا حیوان کی صورت میں شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔مچھلی چونکہ رگوں میں خون نہیں رکھتی اس لئے پانی میں بھی مر جائے تو پاک ہے۔

مسئلہ ۸۸ : لاش کے وہ اجزا جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں (مثلاً پشم، بال، ہڈیاں، اور دانت)۔

مسئلہ ۸۹ : جب کسی انسان یا رگوں میں خون رکھنے والے کسی حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران ان کا گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۹۰ : اگر ہونٹوں یا کسی دوسری جگہ سے مہین کھال (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۹۱ : مردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اگر اس کا چھلکا سخت ہو گیا ہو تو پاک ہے۔لیکن اس کا چھلکا دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۹۲ : اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ چرنے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر مایہ جو اس کے شیر دان میں ہوتا ہے پاک ہے۔لیکن اسے باہر سے دھو لینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۳ : بہنے والی دوائیاں، عطر، روغن، تیل، گھی، جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں باہر سے درآمد کیا جاتا ہے اگر ان کی

نجاست کے بارے میں یقین نہ ہوتو پاک ہے۔

مسئلہ ۹۴ : گوشت چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے پاک ہے۔لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی گئی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور تحقیق نہ کی ہو کی آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے اور ایسے چمڑے پر نماز جائز نہیں ہے۔البتہ اگر یہ چیزیں مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے لی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے حاصل کی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی لی جائیں اس چمڑے پر نماز پڑھنا اور اس گوشت اور چربی کا کھانا بھی جائز ہے۔

۵۔ خون

مسئلہ ۹۵ : انسان کا اور ہر اس حیوان کا خون جو رگوں میں خون رکھتا ہو نجس ہے پس ایسے جانوروں (مثلاً مچھلی اور مچھر) کا خون جو رگوں میں خون نہیں رکھتے پاک ہے۔

مسئلہ ۹۶ : جن جانوروں کا گوشت حلال ہے مگر انہیں شرع کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ذبح کیا جائے اور معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔لیکن اگر (خارج ہونے والا) خون جانور کے سانس کھینچنے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ خون نجس ہوگا۔

مسئلہ ۹۷ : مرغی کے جس انڈے میں خون کا ذرہ ہو اس سے احتیاط واجب کی بنا پر پرہیز کرنا چاہیے لیکن اگر خون زردی میں ہو تو جب تک اس کا نازک پردہ پھٹ نہ جائے سفیدی پاک ہوگی۔

مسئلہ ۹۸ : وہ خون جو بعض اوقات دودھ دوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو نجس کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۹۹ : اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو لعاب دہن سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۰ : جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کے نیچے جم جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو پاک ہے۔اور اگر خون کہیں تو نجس ہے۔ایسی صورت میں جبکہ ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے اگر خون کا نکالنا اور وضو یا غسل کی خاطر اس مقام کا پاک کرنا دقت طلب ہو تو تیمم کر لینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۰۱ : اگر کسی شخص کو یہ پتہ نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون جم گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۲ : اگر کھانا پکاتے ہوئے خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن نجس ہو جائے گا۔ ابال، حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۰۳ : جو زرد مادہ زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کے چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے اگر اس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو پاک ہوگا۔

۶۔۷ کتا اور سور

مسئلہ ۱۰۴ : وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں۔

۸۔ کافر

مسئلہ ۱۰۵ : کافر یعنی وہ شخص جو خدا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قیامت کا منکر ہو یا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک گردانتا ہو نجس ہے اور اسی طرح غلاۃ (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا فلاں امام میں سما گیا ہے) اور خارجی اور ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ سے دشمنی کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بھی جو حضرت خاتم الانبیاء محمدؐ ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے نجس ہیں اور ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اور یہی کیفیت اس شخص کی ہے جو نبوت یا ضروریات دین یعنی ان چیزوں (مثلاً نماز اور روزہ) کا منکر ہو جائے جنہیں مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۶ : کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کا بال، ناخن، اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۷ : اگر نابالغ بچہ کے ماں باپ دادی دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے (بجز اس صورت کے کہ وہ تمیز رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو) اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ دادا دادی میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو بچہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۸ : اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک تصور ہوگا لیکن اس پر اسلام کے احکام کا اطلاق نہیں ہوگا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے

مسئلہ ۱۰۹: جو شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

مسئلہ ۱۱۰ : شراب اور نشہ آور نبیذ نجس ہے اور اس بنا پر ہر وہ چیز بھی جو انسان کو مست کر دے اور خود بخود بہنے والی ہو نجس ہے

اور اگر بہنے والی نہ ہو (مثلاً بھنگ اور چرس) تو پاک ہے خواہ اس میں ایسی چیز ڈال دیں جو بہنے والی ہو۔لیکن ہر قسم کی منشیات کا کھانا پینا اور استعمال نشے کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۱ : سپرٹ صنعتی الکحل (جو دروازے،میزیں، کرسیاں،وغیرہ رنگنے کے لئے استعمال ہوتی ہے) کی تمام قسمیں نجس ہیں

مسئلہ ۱۱۲ : اگر انگور اور انگور کا رس خود بخود یا پکانے پر ابل جائیں تو نجس ہیں اور ان کا کھانا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۳ : کھجور منقی کشمش اور ان کا شیرہ خواہ خمیر ابل جائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے لیکن اگر ان سے نشہ پیدا ہو تو نجس اور حرام ہیں۔

۱۰ ۔ فقاع (جو کی شراب)

مسئلہ ۱۱۴ : فقاع جو کہ جو سے تیار ہوتی ہے اور نشہ آور ہوتی ہے نجس ہے ۔اور وہ پانی جو طب کے قاعدے کے مطابق جو سے حاصل کیا جاتا ہے اور ماء الشعیر کہلاتا ہے پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۵ : جو شخص فعل حرام سے مجنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے ۔اور حالت حیض میں اور روزہ کے دنوں میں بیوی سے صحبت کرنا بھی حرام سے مجنب ہونے کا حکم رکھتا ہے

مسئلہ ۱۱۶ : نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ اور ہر اس حیوان کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو پاک ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

مسئلہ ۱۱۷ : ہر چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے۔

اول : یہ کہ خود انسان کو یقین ہو کہ فلاں چیز نجس ہے۔اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں۔لہٰذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپرواہ لوگ اور ایسے اشخاص کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو یقین نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوم : یہ کہ جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو وہ موثق شخص کے بارے میں کہے کہ نجس ہے مثلاً کسی شخص کو اس کی بیوی نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی چیز جو اس کے اختیار میں ہے نجس ہے تو وہ نجس شمار ہوگی۔

سوم : اگر دو عادل مرد کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس ہوگی ۔بلکہ ایک عادل شخص یا ایک قابل اعتماد شخص جو خواہ عادل نہ بھی ہو کسی چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے تو اس چیز سے اجتناب برتنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۱۸ : اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان پائے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک ہوگی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۱۹ : اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں پاک ہوئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں نجس ہوگئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتہ چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۰ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہوگیا ہے۔ لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سا نجس ہوا ہے تو اسے دونوں سے اجتناب کرنا چاہیے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا کسی دوسرے کا جو اس کے زیر استعمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے

مسئلہ ۱۲۱ : اگر ایک پاک چیز ایک نجس سے متصل ہو جائے اور دونوں میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی رطوبت دوسری تک پہنچ جائے تو ان چیزوں کو نجس کردے گی اور اگر وہ اسی رطوبت کے ساتھ کسی تیسری چیز کے ساتھ لگ جائے تو اسے بھی نجس کردیتی ہے۔ مثلاً اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو جائے اور پھر یہ تر ہاتھ بائیں ہاتھ سے مس ہو جائے تو بایاں ہاتھ نجس ہو جائے گا اور بایاں ہاتھ کسی اور چیز سے لگے اور تری متصل ہو جائے تو اس چیز کو نجس کردے گا۔ لیکن اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہوگی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

مسئلہ ۱۲۲ : اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۲۳ : اگر دو چیزوں کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کونسی پاک ہے اور کونسی نجس اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک پاک اور تر چیز چھو جائے تو وہ نجس نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۴ : اگر زمین اور کپڑا یا انہی جیسی اور چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۲۵ : جب شیرے، تیل، گھی یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اگر وہ جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہو گا سارے کا سارا نجس ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کی صورت منجمد ہونے کی وجہ سے ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے اگر چہ بعد میں پر ہی ہو جائے تو صرف وہی حصہ نجس ہو گا جسے نجاست لگی ہے لہٰذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ نجس ہے اتنی مقدار چیز نکال لینے کے بعد باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ ۱۲۶ : اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندار ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں ایک تر پاک چیز پر بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

مسئلہ ۱۲۷ : اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۲۸ : جو اخلاط ناک یا گلے سے خارج ہوتی ہیں اگر ان میں خون ہو تو وہ مقام جہاں خون ہو گا نجس اور باقی حصہ پاک ہو گا لہٰذا اگر یہ اخلاط ناک یا ہونٹوں کے باہر لگ جائیں تو بدن کے جس مقام کے باقی حصہ میں شک ہو کہ وہاں (اخلاط کا) نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۲۹ : اگر ایک ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس کا پانی بہنا بند ہو جائے اور جو پانی اس کے نیچے جمع ہو گیا ہو وہ اس کے اندر والے پانی سے مل کر یکجا ہو جائے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر لوٹے کا پانی بہتا رہے تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۰ : اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ چنانچہ اگر انیما کا سامان یا اس کا پانی پاخانہ کے مخرج میں داخل کیا جائے یا سوئی، چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کے اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودہ نہ ہو تو اس کی صورت بھی ایسی ہی ہو گی۔

احکام نجاسات

مسئلہ ۱۳۱ : قرآن مجید کی تحریر کو نجس کرنا بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا واجب ہے۔ تحریر کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ نجس ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۲ : اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہو تو جلد کو پانی سے دھونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۳ : قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مردار پر رکھنا اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے خواہ وہ عین نجاست خشک

ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۴ : قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہوا سے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو ڈالنا چاہیے یا چھیل کر مٹا ڈالنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۵ : اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید لے لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۶ : اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو مثلاً وہ کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا پیغمبرؐ کا یا امام کا نام لکھا ہو بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اسے دھونا واجب ہے چاہے اس میں قابل تحمل مشقت ہی کیوں نہ ہو یا اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہیے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۷ : نجس چیز کا کھانا پینا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے بچے یا دیوانے شخص کو بھی کھلانا پلانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر بچہ یا دیوانہ شخص نجس غذا کھانے پینے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر دے تو اسے روکنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۳۸ : اگر ایک نجس چیز دھوئی جا سکتی ہو تو خواہ وہ کھانے کی چیز ہی کیوں نہ ہو اسے بیچنے یا ادھار دیتے وقت دوسرے فریق کو اس کے نجس ہونے کے بارے میں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹ : اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۰ : اگر کسی کے گھر کا کوئی حصہ یا فرش نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں کا بدن لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور ممکن ہو کہ نجاست کھانے پینے کی چیزوں میں سرایت کر جائے گی تو ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۱ : اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتہ چلے کہ غذا نجس ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو اس بات کا علم ہو جائے تو اس کے لئے دوسروں کا بتانا ضروری نہیں۔ البتہ وہ اگر ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ اس بات کا امکان ہو کہ ان لوگوں کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجس ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ کھانا کھانے کے بعد انہیں اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۱۴۲ : اگر کسی سے وقتی طور پر لی ہوئی چیز نجس ہو جائے اور اس کا مالک اسے ایسے کاموں میں استعمال کرتا ہو جن میں

اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً ایسے برتن جو کھانے پینے میں استعمال ہوتے ہوں تو لینے والے پر واجب ہے کہ مالک کو اس کے نجس ہو جانے کے متعلق بتادے۔لیکن اگر اس چیز کی نوعیت لباس کی ہو تو اس کے نجس ہونے کی اطلاع مالک کو دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۳ : اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا یہ کہ اس نے کسی چیز کو دھلایا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔لیکن اگر بچہ کی عمر مکلّف ہونے کے قریب ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا وہ بچہ اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہیے۔اور اسی طرح کسی چیز کے نجس ہونے میں بھی قبول کی جائے گی۔

مطہرات

مسئلہ ۱۴۴ : بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

۱...پانی ۲...زمین ۳...سورج ۴...استحالہ ۵...انقلاب ۶...انتقال ۷...اسلام ۸...تبعیت ۹...عین نجاست کا زائل ہو جانا ۱۰...نجاست کھانے والے حیوانوں کا استبراء ۱۱...مسلمانوں کا غائب ہو جانا ۱۲...ذبح کیے گئے جانور کے بدن سے بقدر معمول خون کا نکل جانا۔

ان مطہرات کے بارے میں مفصل احکام آئندہ مسائل میں بیان کیے جائیں گے۔

۱۔پانی:

مسئلہ ۱۴۵ : پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔

۱... پانی مطلق ہو۔مضاف پانی مثلاً عرق گلاب،عرق بید،وغیرہ سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

۲... پانی پاک ہو۔

۳... نجس چیز کے دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے۔جب کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو رنگ یا ذائقہ موجود نہ ہو۔لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو اور پانی کی بو،رنگ یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔مثلاً اگر کوئی چیز کر کے برابر یا آب قلیل سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو،رنگ یا ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری دفعہ استعمال کئے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

۴... نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست باقی نہ رہے۔نجس چیز کو آب قلیل یعنی ایک کر سے کم پانی

سے پاک کرنے کے کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۶ : بنا بر احتیاط لازم ہے کہ نجس برتن کو آب قلیل سے تین بار دھونا چاہیے۔لیکن ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔لیکن جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور بہنے والی چیز پی ہو اس میں پہلے مٹی جو بنا بر احتیاط پاک ہونی چاہیے ڈال کر مناسب مقدار میں پاک پانی ملانا چاہیے اور برتن کو مانجھنا چاہیے پھر اس پر پانی ڈالنا چاہیے تا کہ مٹی خارج ہو جائے۔اس کے بعد ایک کر کے برابر یا جاری پانی سے ایک دفعہ یا آب قلیل سے دو دفعہ دھونا چاہیے۔اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے دھونے سے پہلے مانجھ لینا چاہیے۔البتہ اگر کتے کے منہ کا پانی کسی برتن میں گر جائے تو مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۷ : جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی اور مناسب مقدار میں پانی ڈال کر خوب ہلائیں تا کہ مٹی سارے برتن کے اندر لگ جائے اس کے بعد اسے اسی ترتیب کے مطابق دھوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۴۸ : اگر کسی برتن کو سور چاٹے یا اس میں سے کوئی بہنے والی چیز پی لے یا اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے آب قلیل یا ایک کر کے برابر یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا چاہیے۔لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹ : جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا چاہیے۔اس بارے میں آب قلیل' کر کے برابر یا جاری پانی کی کوئی تخصیص نہیں۔

مسئلہ ۱۵۰ : اگر ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو اسے کر کے برابر یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندر اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کر کے برابر یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہیے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے اور اس برتن میں کوئی ایسی چکناہٹ ہو جو پانی کو اندرونی حصہ تک پہنچنے میں مانع ہو اسے خشک کر لینا چاہیے اور پھر برتن کو کر کے برابر یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۱ : نجس برتن کو آب قلیل سے دو طرح دھویا جا سکتا ہے۔ایک طریقہ تو یہ ہے کہ برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے۔اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

مسئلہ ۱۵۲ : اگر ایک بڑا برتن مثلاً دیگ یا مٹکا نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور ہر دفعہ خالی کر دینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی ڈالیں کہ اس کے تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس

کے تہہ میں جو پانی جمع ہو جائے اسے نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے گا۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے دھولیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۳ : اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھولیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۴ : اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کے تمام اطراف تک پہنچ جائے اور یہ عمل دو دفعہ کیا جائے تو تنور پاک ہو جائے گا۔ اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے۔ پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پر کر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۵ : اگر کسی نجس چیز کو کر کے برابر پانی یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور فرش اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لئے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا بھی ضروری ہے جب کہ پانی اس کے بغیر تمام جگہ نہ پہنچتا ہو۔ اور اگر لباس وغیرہ پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کر برابر پانی میں دو دفعہ دھونا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۵۶ : اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو آب قلیل سے دھونا مقصود ہو تو اس پر ایک دفعہ پانی ڈالیں جو بہہ جائے اور پیشاب بھی اس چیز میں باقی نہ رہے تو پھر دوسری دفعہ پانی ڈالنے پر وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن جہاں تک لباس فرش اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہیے تا کہ غسالہ (دھوون) ان میں سے نکل جائے۔ غسالہ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل چکنے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷ : جو چیز ایک شیر خوار بچہ کے پیشاب سے جس نے دودھ کے علاوہ کوئی غذا کھانی شروع نہ کی ہو نجس ہو جائے تو اس پر ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے۔ اور اس طرح پانی ڈالنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس اور فرش وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۵۸ : اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ اس طرح قلیل پانی ڈالنے سے کہ اس چیز کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر بہہ جائے پاک ہو جاتی ہے البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑ لینا چاہیے تا کہ ان کا دھوون نکل جائے۔

مسئلہ ۱۵۹ : اگر کسی ایسی چٹائی کو پاک کرنا مقصود ہو جو دھاگوں سے بنی ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے

خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانا پڑیں تا کہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۰ : اگر گندم، چاول، صابن، وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا لیکن اگر انکا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا وہی طریقہ ہے جو نجس شدہ مٹی کے برتن پاک کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصہ تک سرایت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۲ : اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو پیالے یا اس کے مثل کسی چیز میں رکھ کر تین دفعہ اس پر پانی گرانے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور وہ برتن بھی پاک رہتا ہے لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی گرایا جائے اسے نچوڑنا چاہیے اور برتن کو ٹیڑھا کرنا چاہیے تا کہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو بہہ جائے۔

مسئلہ ۱۶۳ : اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی کسی اور چیز سے رنگا گیا ہو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبویا جائے یا آب قلیل سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۴ : اگر کپڑے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں سڑی ہوئی مٹی کپڑے میں نظر آجائے اور یہ احتمال نہ ہو کہ اس کی وجہ سے پانی کپڑے کے اندر پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۶۵ : اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ذرہ یا اشنان اس میں نظر آئے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا اشنان میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی یا اشنان کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہوگا۔

(نوٹ) اشنان ایک قسم کی گھاس ہے جو کپڑے کو صابن کی طرح دھو کر صاف کرتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶ : جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہوگی لیکن اگر بو یا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہوگا لیکن اگر بو یا رنگ کی وجہ سے یہ یقین یا احتمال پیدا ہو کہ نجاست کے ذرے اس میں باقی رہ گئے ہیں تو وہ نجس ہوگی

مسئلہ ۱۶۷ : اگر کر برابر پانی یا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے اور پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا

جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۸ : اگر سر یا چہرے کے بالوں کو آب قلیل سے دھویا جائے تو ان سے غسالہ (دھوون) جدا کرنے کے لئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹ : اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ آب قلیل سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ادھر ادھر کے مقامات کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ مقامات اور وہ جگہ جو نجس ہے دھونے سے اکٹھے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کی بھی یہی صورت ہے لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

مسئلہ ۱۷۰ : جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جاسکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس کی ہے، جس پر تھوڑی بہت چکنائی ہو جو پانی کو بدن یا لباس تک پہنچنے سے نہ روکے۔

مسئلہ ۱۷۱ : اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو پہلے چکنائی دور کرنی چاہیے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

مسئلہ ۱۷۲ : جو نل کر کے برابر پانی سے متصل ہو وہ کر کے برابر پانی کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳ : اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہوگئی ہے۔ لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ دوبارہ پانی سے دھویا جائے اور یقین کرلیا جائے کہ عین نجاست دور ہوگئی ہے۔

مسئلہ ۱۷۴ : وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے غسالہ الگ ہو جائے ورنہ اس کا صرف ظاہری حصہ پاک ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵ : اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے لیکن اس کا غسالہ نجس ہوگا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آب جاری یا آب کثیر کو استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۶ : اگر پہاڑی نمک یا اسی جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۷ : اگر پگھلی ہوئی نجس شکر کی قند (مصری) بنالیں اور اسے کر کے برابر یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

۲۔ زمین :

مسئلہ ۱۷۸ : زمین پاؤں کے تلوے اور جوتی کے نچلے حصے کو جو نجس ہو گیا ہو تین شرطوں سے پاک کرتی ہے

اول : یہ کہ زمین پاک ہو۔

دوم : یہ کہ خشک ہو۔

سوم : یہ کہ اگر عین نجاست مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز جیسے متنجس مٹی پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے میں لگی ہو تو راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے۔ فرش، چٹائی یا سبزے پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتی کا نجس حصہ پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۷۹ : اگر پاؤں کا تلوا یا جوتی کا نچلا حصہ نجس ہو تو تارکول پر یا لکڑی کی فرش بچھی ہوئی زمین پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۰ : پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لئے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۱ : پاک ہونے کے لئے پاؤں یا جوتی کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۲ : جب پاؤں یا جوتی کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتا ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۳ : اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کا راستہ چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے چوپائے کی نعل، موٹر گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں کے پہیوں کی ہے۔

مسئلہ ۱۸۴ : اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو یا رنگ یا مہین ذرے جو نظر نہ آئیں پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۵ : جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے۔

۳۔ سورج:

مسئلہ ۱۸۶ : سورج ' زمین ' عمارت ' اور ان چیزوں کو جو مکان میں نصب ہوں مثلاً دروازے اور کھڑکیاں اور ان کیلوں کو جو دیواروں میں ٹھونکی گئی ہوں پانچ شرائط سے کرتا ہے۔

اول : یہ کہ نجس چیز تر ہو لہٰذا اگر خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہیے تا کہ سورج کے ذریعے خشک ہو۔

دوم : یہ کہ اگر اس چیز میں عین نجاست ہو تو اس چیز کو سورج کی دھوپ سے خشک ہونے سے پہلے اس نجاست کو دور کر لیا جائے۔

سوم : یہ کہ کوئی چیز سورج کی دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے پس اگر دھوپ پردے' بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہو گی البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

چہارم : یہ کہ فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر ہوا اتنی ہلکی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ نجس چیز کو خشک کرنے میں اس نے بھی کوئی مدد کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پنجم : یہ کہ بنیاد اور عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے سورج اسے ایک ہی مرتبہ خشک کر دے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر چمکے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہو گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

مسئلہ ۱۸۷ : سورج کی دھوپ سے نجس چٹائی کا پاک ہونا محل اشکال ہے لیکن درخت اور گھاس اس سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۸ : اگر سورج کی دھوپ نجس زمین پر پڑے اور بعد میں یہ شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہو گی اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر بھی وہی صورت ہو گی یعنی زمین نجس رہے گی۔

مسئلہ ۱۸۹ : اگر سورج کی دھوپ نجس دیوار کے ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔

۴۔ استحالہ:

مسئلہ ۱۹۰ : اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک زار میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں

کا آٹا پیس لیا جائے یا روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۱ : مٹی کا لوٹا اور دوسری ایسی چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں اور کوئلہ جو نجس لکڑی سے تیار کیا جائے نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۹۲ : ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب:

مسئلہ ۱۹۳ : اگر شراب خود بخود یا کسی چیز مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۴ : وہ شراب جو نجس انگور وغیرہ سے تیار ہو اگر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے اور بعد میں سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کوئی اور نجاست برتن کو لگے بغیر شراب سے مل جائے اور اس میں حل ہو جائے تو سرکہ بن جانے کے بعد اس کا پاک ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ احتیاط کی بنا پر وہ نجس ہے اس کا سرکہ ہونا اس کو پاک نہیں کرے گا۔

مسئلہ ۱۹۵ : جو سرکہ نجس انگور اور نجس کشمش اور نجس کھجور سے تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۹۶ : اگر انگور یا کھجور کے ڈنٹھل بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۷ : اگر انگور کے رس آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر اسے آگ پر اتنا ابالا جائے کہ ثلثان کم ہو جائے یعنی اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے ۔

مسئلہ ۱۹۸ : اگر انگور کے رس کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۱۹۹ : اگر انگور کے رس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر وہ جوش میں آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰ : اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو رس اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا رس نہ کہتے ہوں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

مسئلہ ۲۰۱ : اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانہ کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۲ : اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اگر اس کو ایسی دیگ میں ڈالا جائے جس میں جوش نہ آیا ہو تو وہ دیگ نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۳ : جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ (غورہ ہے یا انگور) یعنی کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا رس اس میں اگر جوش بھی آجائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال :

مسئلہ ۲۰۴ : اگر انسان کا خون یا رگوں میں خون رکھنے والے حیوان کا خون یعنی ایسے حیوان کا خون جس کا خون رگ کاٹنے سے اچھل کر نکلتا ہے کسی ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں دوسری نجاستوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے لیکن انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا نہیں بلکہ انسان کا خون کہلاتا ہے اس لئے نجس ہے۔

مسئلہ ۲۰۵ : اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ جو خون مچھر کے بدن سے نکلا ہے وہ وہی خون ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا یا خود مچھر کا خون ہے تو وہ خون پاک ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ خون وہی ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا ہے لیکن اب مچھر کا خون شمار ہوتا ہے تب بھی صورت وہی ہے یعنی وہ خون پاک ہے لیکن اگر مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیان وقفہ اتنا کم ہو کہ لوگ اس خون کو انسان کا خون ہی کہیں یا یہ معلوم نہ ہو کہ لوگ اسے مچھر کا خون کہیں گے یا انسان کا تو وہ خون نجس ہے۔

۷۔ اسلام:

مسئلہ ۲۰۶ : اگر کوئی کافر ”شہادتین“ پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دے دے مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن ‘تھوک‘ ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا چاہیے اور اس مقام کو پانی سے دھونا چاہیے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۰۷ : ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا لباس تری کے ساتھ اس کے بدن سے چھو گیا ہو اور اس کے مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۰۸ : اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک تصور ہوگا۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید یا رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو

صورت وہ ہی ہے۔ یعنی وہ پاک تصور ہوگا۔

۸۔ تبعیت:

مسئلہ ۲۰۹ : تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے

مسئلہ ۲۱۰ : اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور کوئی کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس یعنی شراب پر رکھی جاتی ہو اور اس سے نجس ہوگئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی پشت اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس پشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۱۱ : کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

۱... جو کافر مسلمان ہو جائے اس کا بچہ پاک اور طہارت میں اس کے تابع ہے اور بچے کے دادا، ماں یا دادی مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی صورت ہے۔

۲... ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے اسیر کر لیا ہو اور اس بچے کا باپ یا اجداد (دادا یا نانا وغیرہ) میں سے کوئی ایک اس کے ہمراہ نہ ہو۔ اس صورت میں بچے کے تابعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ جب وہ باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۲ : وہ تختہ یا پتھر جس پر میت کو غسل دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جائے نیز اس شخص کے ہاتھ جو میت کو غسل دے۔ یہ تمام چیزیں جو میت کے ساتھ دھوئی جاتی ہیں غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۱۳ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے جس سے وہ اس چیز کو دھوتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴ : اگر لباس یا اسی جیسی کسی چیز کو آب قلیل سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو۔ تا کہ جو پانی اس پر ڈالا ہے نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے پاک ہے۔

مسئلہ ۲۱۵ : جب نجس برتن کو آب قلیل سے دھویا جائے تو جو پانی اس کے پاک کرنے کے لئے اس پر ڈالا جائے اسے گرا دینے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹۔ عین نجاست کا دور ہونا:

مسئلہ ۲۱۶ : اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس ہوئی چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے۔ اور یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں مثال کے طور پر منہ یا ناک کے اندر والے حصوں کی ہے مثلاً اگر دانتوں کی ریخوں سے خون نکلے اور تھوک میں مل کر ختم ہو جائے تو منہ کا اندرونی حصہ پانی سے دھونا ضروری نہیں لیکن اگر منہ میں مصنوعی دانت ہوں اور وہ نجس ہو جائیں تو انہیں احتیاطاً دھو لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۱۷ : اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا کے ریزے رہ جائیں اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ خون غذا کے ریزوں تک پہنچ گیا ہے تو وہ غذا کے ریزے پاک ہوں گے بصورت دیگر وہ نجس ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۸ : ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور بدن کے وہ مقامات جن کے بارے میں علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی اگر نجس ہو جائیں تو انہیں پانی سے دھو لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۱۹ : اگر نجس گرد یا خاک کپڑے اور فرش یا ایسی ہی کسی اور چیز پر جم جائیں اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس گرد یا خاک اس سے الگ ہو جائیں تو اس کے بعد اگر کوئی تر چیز کپڑے وغیرہ سے مس کرے گی تو وہ نجس نہیں ہوگی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء:

مسئلہ ۲۲۰ : جس حیوان کو انسانی پاخانہ کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔ اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا چاہیے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور پاک غذا دیں حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جا سکے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو تیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو سات یا پانچ دن تک، اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے اور اگر اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی لوگ انہیں نجاست کھانے والے کہیں تو اس وقت تک انہیں نجاست کھانے سے باز رکھنا چاہیے جب تک یہ لوگ نہ کہیں کہ اب یہ نجاست کھانے والے نہیں ہیں۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا:

مسئلہ ۲۲۱ : اگر کسی مسلمان کا بدن یا لباس یا برتن اور فرش جیسی دوسری چیز جو اس کے قبضے میں ہو نجس ہو جائے اور پھر وہ مسلمان غائب ہو جائے تو یہ چیزیں چھ شرائط کے بعد پاک ہوں گی۔

اول : یہ کہ جس چیز نے اس مسلمان کے لباس کو نجس کیا ہے اسے وہ نجس سمجھتا ہو۔ لہٰذا اگر مثال کے طور پر اس کا لباس تر ہو اور کافر کے بدن سے چھو گیا ہو اور وہ اسے نجس نہ سمجھتا ہو تو اس کے غائب ہونے کے بعد اس لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا

ہے۔

دوم : یہ کہ اسے علم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس چیز سے لگ گیا ہے۔

سوم : یہ کہ کوئی شخص اسے اس چیز کو ایسے کام میں استعمال کرتے ہوئے دیکھے جس میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً اسے اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھے۔

چہارم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ وہ مسلمان جو کام اس چیز کے ساتھ کر رہا ہے اس کے بارے میں اسے علم ہو کہ اس چیز کا پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا مثال کے طور پر وہ مسلمان یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہیے اور نجس شدہ لباس کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔

پنجم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ اس مسلمان نے اس نجس شدہ چیز کو دھویا ہوگا لہٰذا اگر یہ یقین ہو کہ اس نے اس چیز کو نہیں دھویا تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اس مسلمان کی نظر میں نجس اور پاک چیزیں برابر ہوں اور ان میں کوئی فرق ہی نہ ہو تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جائے۔

ششم : یہ کہ وہ مسلمان بالغ ہو یا طہارت اور نجاست میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۲۲ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہوگئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کی خبر دیں تو وہ چیز پاک ہے اگر کوئی ایسا شخص جس کے قبضے میں کوئی نجس چیز ہو یہ کہے کہ وہ چیز پاک ہوگئی ہے یا ایک مسلمان نے ایک نجس چیز کو دھویا ہو گو معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح دھویا یا نہیں تو اس کی بھی وہی صورت ہے یعنی وہ چیزیں پاک تصور ہوں گی اور بعید نہیں کہ ایک عادل یا معتبر شخص کی گواہی بھی اس چیز کے پاک ہونے کے بارے میں کافی ہو۔

مسئلہ ۲۲۳ : اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۴ : اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے دھوئے جانے کا یقین ہی نہ آئے تو اسے چاہیے کہ گمان پر اکتفا کرے۔

۱۲_ معمول کے مطابق (ذبیحہ کے) خون کا بہہ جانا

مسئلہ ۲۲۵ : جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کے شرعی طریقے کے مطابق ذبح ہونے کے بعد اس کے بدن سے معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۶ : مذکورہ حکم اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری

نہیں ہوسکتا بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر اس کا اطلاق حلال گوشت والے جانور کے ان اعضاء پر بھی نہیں ہوسکتا جو حرام ہیں۔

برتن کے متعلق احکام

مسئلہ ۲۲۷ : جو برتن کتے' سور یا مردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا جب کہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کتے' سور یا مردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۸ : سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کا کسی طرح استعمال کرنا بھی حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے قبضے میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کا ترک کر دینا احوط ہے۔ سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لئے ان کی خرید و فروخت کرنے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۹ : اگر چائے کے لئے استعمال ہونے والے گلاس کے اس کلپ کو جو سونے یا چاندی سے بنایا جاتا ہے۔ گلاس سے علیحدہ کر لینے کے بعد بھی برتن ہی کہا جائے تو اس کا استعمال خواہ تنہا ہو یا چائے کے گلاس کے ساتھ ہو حرام ہے اور اگر اسے (کلپ کو) برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۰ : ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۱ : اگر جست کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور جست اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہیں تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲ : اگر کوئی غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اس ارادے سے کہ چونکہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے اور اس پر سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا اطلاق نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳ : حقے کا بادگیر (چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا) تلوار یا چھری چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب اس میں ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطر دانی' سرمہ دانی اور نسوار دانی استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ ۲۳۴ : مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے ضرورت رفع ہو جائے لیکن اس مقدار سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۳۵ : ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے۔شراب کی تیاری میں استعمال ہونے اور پینے کے کام آنے والے مخصوص برتنوں سے بھی بطور احتیاط وجوبی اجتناب کیا جائے

وضو

مسئلہ ۲۳۶ : وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۷ : چہرہ کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لیکر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخر کنارے تک دھونا چاہیے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آجائے اسے دھونا چاہیے۔اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہوگا لہٰذا یہ یقین کرنے کے لیئے کہ اتنا ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے بھی دھو لینا چاہیے

مسئلہ ۲۳۸ : اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے دیکھنا چاہیے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے۔علاوہ ازیں اگر اسکی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو اسے چاہیے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۳۹ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوؤں آنکھ کے کوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے میں مانع ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو اسے وضو سے پہلے تحقیق کر لینی چاہیے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۰ : اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا چاہیے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور انکے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۴۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے

مسئلہ ۲۴۲ : ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو ان کے بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لئے کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں سے کوئی باقی نہیں رہ گئی واجب ہے کہ ان اعضاء کی کچھ مقدار بھی دھولی جائے۔اور جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اتنی مقدار کا دھونا ضروری ہے اگر وہ نہ جانتا ہو کہ جو وضو وہ کر

چکا ہے اس میں یہ حصے دھوئے ہیں یا نہیں تو اس نے اس وضو سے جو نماز پڑھی ہے اگر اس کا وقت ابھی باقی ہو تو اسے چاہیے کہ ایک بار پھر وضو کرے اور وہ نماز دوبارہ پڑھے البتہ جن نمازوں کا وقت گزر چکا ہو ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۳ : چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہیے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۴ : اگر ہاتھ پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیرا جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے چہرے اور ہاتھوں پر پانی کی کچھ مقدار حرکت کرنے لگے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۴۵ : چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں بازو اور پھر بایاں بازو کہنی سے انگلیوں کے سروں تک دھونا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۶ : اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ کہنی پوری کی پوری دھل گئی ہے اس سے اوپر والا حصہ بھی دھونا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۷ : جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے بازوؤں کی کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو اسے چاہیے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۸ : وضو میں چہرے اور بازوؤں کا پہلی دفعہ دھونا واجب۔ دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ جہاں تک اس امر کا سوال ہے کہ کونسا دھونا پہلا' دوسرا' تیسرا سمجھا جائے اس کا دارومدار وضو کرنے والے کی نیت پر ہے۔ لہٰذا اگر مثال کے طور پر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے کوئی شخص دس بار پانی چہرے پر ڈالے تو کوئی حرج نہیں اور وہ اس کا پہلی دفعہ دھونا ہی تصور ہوگا۔ لیکن اگر تین دفعہ دھونے کی نیت سے تین بار پانی ڈالے تو تیسری بار پانی ڈالنا حرام ہوگا اور وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۹ : دونوں بازو دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے اس پانی کی تری سے کرنا چاہیے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے اور مسح اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

مسئلہ ۲۵۰ : سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہیے اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ طول میں ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور عرض میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۱ : یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر شخص کے سر کے آگے کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو اس کے چہرے پر آ گریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو اسے چاہیے کہ بالوں کی جڑوں پر مسح کرے یا مانگ نکال کر سر کی جلد پر مسح کرے اور اگر چہرے پر آ گرنے والے یا

سر کے دوسرے حصوں تک پہنچنے والے بالوں کو آگے کی طرف جمع کر کے دوسرے حصوں کے بالوں پر جو آگے کو بڑھ آئے ہوں مسح کرے گا تو وہ مسح باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۲ : سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی ایک انگلی سے لے کر پاؤں کے اوپر والے حصے کے ابھار تک مسح کرنا چاہیے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کے جوڑ تک مسح کیا جائے۔اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۳ : پاؤں پر مسح کا عرض جتنا بھی ہو کافی ہے۔لیکن بہتر ہے کہ تین جڑی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپر والے حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے ابھار کی جانب کھینچے یا ہاتھ پاؤں کے جوڑ پر رکھ کر انگلیوں کے سروں کی طرف کھینچے۔یہ درست نہیں کی پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

مسئلہ ۲۵۵ : ایک شخص کو چاہیے کہ سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچے یعنی ہاتھ کو حرکت دے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر حرکت دے تو وضو باطل ہو جاتا ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۶ : جس جگہ کا مسح کرنا ہو وہ خشک ہونی چاہیے۔اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہوگا۔لیکن اگر اس پر تری اتنی کم ہو کہ جو تری مسح کے بعد نظر آئے اس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ فقط ہتھیلی کی تری ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۷ : اگر مسح کرنے کے لئے ہتھیلی پر تری باقی نہ ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی ڈاڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کرنا چاہیے اور داڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۸ : اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لئے ہو تو سر کا مسح اس تری سے کرنا چاہیے اور پاؤں کے مسح کے لئے اپنی داڑھی سے تری حاصل کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۲۵۹ : موزے اور جوتے پر مسح کرنا جائز نہیں ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جا سکیں تو تیمم کرنا چاہیے اور تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنے کے علاوہ تیمم بھی کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۶۰ : اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔

ارتماسی وضو:

مسئلہ ۲۶۱ : ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور بازوؤں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈوبو دے۔

مسئلہ ۲۶۲ : ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور بازو اوپر سے نیچے کی جانب دھونے چاہئیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور بازو پانی میں ڈبوئے تو اسے چاہیے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور بازو کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔ لیکن وضو کی نیت چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبونے کے بعد باہر کھینچتے وقت کرے۔

مسئلہ ۲۶۳ : اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے بعض کا غیر ارتماسی (یعنی ترتیبی) طریقے سے کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

وہ دعائیں جن کا وضو کرتے وقت پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۶۴ : جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا وَّ لَمْ يَجْعَلْهُ نَجِسًا

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

مضمضہ یعنی کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ يَوْمَ اَلْقَاکَ وَاَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ

استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّشُمُّ رِيْحَهَا وَ رَوْحَهَا وَ طِيْبَهَا

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِیْ يَوْمَ تَسْوَدُّ الْوُجُوْهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ يَوْمَ تَبْيَضُّ الْوُجُوْهُ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ وَالْخُلْدَفِی الْجِنَانِ بِيَسَارِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآئِ ظَهْرِیْ وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ

النِّیْرَان

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ وَ عَفْوِکَ

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْ مَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

وضو کی شرائط

وضو کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

O...... پہلی شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی پاک ہو۔

O...... دوسری یہ ہے کہ وہ پانی مطلق ہو۔

مسئلہ ۲۶۵ : نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا درست نہیں خواہ وضو کرنے والا اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو کہ نجس یا مضاف ہے لہٰذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ چکا ہے تو چاہیے کہ صحیح وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے،

مسئلہ ۲۶۶ : اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لئے نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو تیمم کر لے اور نماز پڑھے لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے اور جب صاف ہو جائے تو اس سے وضو کر لے۔

O...... تیسری شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی مباح ہو۔

مسئلہ ۲۶۷ : ایسے پانی سے وضو کرنا حرام اور باطل ہے جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر رضامند ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۶۸ : کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے یا صرف مدرسہ کے طلباء کے لئے وقف ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عامۃ الناس عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۶۹ : اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض سبھی لوگوں کے لئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن

اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔ان لوگوں کے لئے جو کسی سرائے یا مسافر خانہ وغیرہ میں مقیم نہ ہوں اس سرائے یا مسافر خانہ کے حوض سے وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۰ : ایک شخص کے لئے بڑی نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ان کا مالک رضامند ہے یا نہیں۔لیکن اگر ان نہروں کا مالک وضو کرنے سے منع کرے یا معلوم ہو کہ وہ ان سے وضو کرنے پر رضامند نہیں یا وہ نابالغ یا پاگل ہو یا وہ نہریں کسی غاصب کے قبضے میں ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان نہروں کے پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے البتہ دیہات یا دیہات جیسے علاقوں کی نہروں سے اگر لوگ عام طور پر استفادہ کرتے ہوں تو ان سے وضو کرنے یا کسی اور طرح کا استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ ان کا مالک نابالغ یا پاگل ہی کیوں نہ ہو۔نیز ایسی نہروں کے مالک کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو ان سے استفادہ کرنے سے منع کرے

مسئلہ ۲۷۱ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کرلے تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہوا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ اس نے یہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کرلے تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

O ...... چوتھی شرط یہ ہے کہ وضو کا برتن مباح ہو

O ...... پانچویں شرط یہ ہے کہ جس برتن سے وضو کے لئے پانی استعمال کیا جائے وہ احتیاط واجب کی بنا پر سونے یا چاندی کا بنا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۲ : اگر کسی شخص کے پاس وضو کے لئے وہ پانی ہو جو غصب کیے ہوئے یا سونے یا چاندی سے بنے ہوئے برتن میں ہو اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقہ سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا مرتکب ہوتے ہوئے ہاتھ یا اس کے مانند کسی چیز سے پانی وضو کے اعضاء پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہوگا اور اگر اسی کیفیت کے ساتھ اگر سونے چاندی کے بنے ہوئے برتن سے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔خواہ اس کے پاس اس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر غصب کئے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وہ وضو باطل ہوگا۔قطع نظر اس سے کہ اس کے پاس اس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر سونے چاندی سے بنے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وضو صحیح

نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳ : اگر کسی حوض میں مثال کے طور پر غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو پانی لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۴ : اگر آئمہ طاہرینؑ یا ان کی اولاد کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

O...... چھٹی شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔

مسئلہ ۲۷۵ : اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہے یا جس کا مسح کیا جا چکا ہے تو وضو صحیح ہوگا

مسئلہ ۲۷۶ : اگر اعضاء وضو کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۷۷ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کرنے کے بعد متعلقہ شخص کو شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وضو کے وقت اس نے پاک یا نجس ہونے کی جانب توجہ نہیں دی تو وضو باطل ہے۔ اور اگر اسے علم ہو کہ توجہ دی تھی یا شک ہو کہ توجہ دی تھی یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن ہر صورت میں اسے نجس مقام کو دھولینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۸ : اگر کسی شخص کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ رکتا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس عضو کے جن حصوں پر زخم وغیرہ ہیں انہیں ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تاکہ اس پر یعنی خراش یا زخم پر پانی جاری ہو جائے اور اس کا وضو صحیح ہے۔

O...... ساتویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے وقت کافی ہو۔

مسئلہ ۲۷۹ : اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ متعلقہ شخص وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو اسے چاہیے کہ تیمم کرلے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لئے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۸۰ : جس شخص کو نماز کے لئے وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا پڑے اگر وہ بقصد قربت یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لئے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ لیکن مسئلہ جانتے ہوئے جان بوجھ کر اسی نماز کے لئے وضو کرے تو

اس کا وضو باطل ہے۔

O...... آٹھویں شرط یہ ہے کہ وضو بقصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سرانجام دینے کے لئے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۱ : وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے بجالائے تو کافی ہے۔

O...... نویں شرط یہ ہے کہ وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں بازو دھویا جائے۔ اس کے بعد سر کا پھر پاؤں کا مسح کیا جائے۔ بر بنائے احتیاط واجب بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔ اگر وضو اس ترتیب سے نہ کیا جائے تو باطل ہوگا۔

O...... دسویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعمال سرانجام دینے میں فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۲ : اگر وضو کے افعال سرانجام دینے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جب وضو کرنے والا شخص کسی عضو کو دھونا چاہے یا اس کا مسح کرنا چاہے تو اس اثناء میں ان مقامات کی تری جنہیں وہ پیشتر دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو خشک ہو جائے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً جب بایاں بازو دھوتے وقت دائیں بازو کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر تو وضو صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۳ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن ہوا کی گرمی یا بدن کی حرارت کی زیادتی یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری یعنی ان جگہوں کی تری جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا مسح کر چکا ہو خشک ہو جائے تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۸۴ : وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص چہرہ اور بازو دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہوگا۔

O...... گیارہویں شرط یہ ہے کہ انسان اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور سر اور پاؤں کا مسح خود ہی کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا بازوؤں پر پانی ڈالنے یا سر اور پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۵ : اگر کوئی شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کو اپنا نائب بنائے جو اسے وضو کرادے۔ اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو چاہیے کہ اسے ادا کرے بشرطیکہ اس کی ادائیگی پر قادر ہو اور ایسا کرنا اس کے حالات کی روشنی میں اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو لیکن پھر بھی اسے چاہیے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی خود اپنے ہاتھوں سے کرے اور اگر خود اپنے ہاتھوں سے مسح نہ کر سکتا ہو تو اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کے مسح کے مقامات پر کھینچے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اس

کے بازو سے تری حاصل کرے اس تری کے ساتھ اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

مسئلہ ۲۸۶ : وضو کے جو افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ان کے بارے میں اسے دوسروں کی مدد نہیں لینی چاہیے۔

O...... بارھویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے والے کے لئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۷ : جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا یہ کہ اگر پانی وضو کے لئے استعمال کرلے گا تو پیاسا رہ جائے گا اسے چاہیے کہ وضو نہ کرے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وضو کرلے تو خواہ اسے بعد میں علم بھی ہو جائے کہ پانی اس کے لئے مضر تھا اس کا وضو درست ہو گا بشرطیکہ اتنا ضرر نہ پہنچا ہو جتنا شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۸ : اگر چہرے اور بازوؤں کو کم از کم اتنے پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو تو اتنی مقدار سے ہی وضو کرنا چاہیے۔

O...... تیرھویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۹ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

مسئلہ ۲۹۰ : اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے تو وضو کے لئے میل کا دور کرنا بھی ضروری ہے علاوہ ازیں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکال دینی چاہیے۔

مسئلہ ۲۹۱ : اگر کسی شخص کے چہرے، بازوؤں، سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے ورم ہو جائے تو اسے دھو لینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو اسے کاٹ دینا چاہیے یا اس کے نیچے پانی پہنچانا چاہیے۔

مسئلہ ۲۹۲ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ تحقیق کرلے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ

گیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳ : جس جگہ کو دھونا ہو یا اس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۹۴ : اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ آیا وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچا ہے یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۵ : اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ آیا پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جب کہ وہ جانتا ہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۶ : اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۷ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی پہنچنے سے مانع ہو سکتی ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں اور امکان اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

مسئلہ ۲۹۸ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے اور مباح ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرے کہ اس کا شک وسوسہ کی حد تک پہنچ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے

مسئلہ ۲۹۹ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء نہ کیا ہو اور وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۰۰ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۳۰۱ : جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسا عمل پہلے واقع ہوا ہے اور یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لئے اسے نئے سرے سے وضو کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۰۲ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا اس کے دوران یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہوگئی ہو تو اسے چاہیے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے۔ اور اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو چاہیے کہ اسی حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۰۳ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنی حالت کی جانب متوجہ تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ آئندہ نمازوں کے لئے وضو کرے۔

مسئلہ ۳۰۴ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے اسے چاہیے کہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۵ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک ہو کہ آیا اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۰۶ : اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر آتا ہو یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا وقفہ مل جائے گا کہ استنجاء اور وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ اس وقفے کے دوران نماز پڑھے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز کے واجبات ادا کرنے کے لئے کافی ہو تو اسے چاہیے کہ اس دوران صرف نماز کے واجبات بجالائے اور مستحب افعال مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کو ترک کردے۔

مسئلہ ۳۰۷ : اگر کسی شخص کو بیماری کی وجہ سے وضو اور نماز کی مہلت نہ ملتی ہو اور نماز کے دوران کئی دفعہ اس کا پیشاب اور پاخانہ خارج ہوتا ہو اور اگر ہر دفعہ پیشاب یا پاخانہ آنے کے بعد وضو کرنا اس کے لئے دشوار نہ ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ پانی کا برتن قریب رکھے اور جب بھی پیشاب یا پاخانہ خارج ہو فوراً وضو کرے اور باقی ماندہ نماز پڑھے اگرچہ اظہر یہ ہے کہ اگر وہ نماز ایک وضو سے پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۰۸ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے یوں خارج ہوتا ہو کہ ہر دفعہ کے بعد وضو کرنا اس کے لئے دشوار ہو تو اس کی ہر نماز کے لئے بلا اشکال ایک وضو کافی ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ ایک وضو چند نمازوں کے لئے بھی کافی ہے ماسوا اس کے کہ کسی دوسرے حدث میں مبتلا ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا شدہ سجدے اور تشہد اور نماز احتیاط کے لئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۹ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگر چہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

مسئلہ ۳۱۰ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۱۱ : اگر کسی شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کے لئے اپنے آپ کو ایک ایسی تھیلی کے ذریعے محفوظ کرلے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے پیشاب خارج ہونے کے نجس شدہ مقام کو دھو لے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لئے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۱۲ : جو شخص پیشاب اور پاخانے کو روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب اور پاخانے کو روکے چاہے اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے بلکہ اس کا مرض اگر آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو اپنا علاج کرائے۔

مسئلہ ۳۱۳ : جو شخص اپنا پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کے دوران اپنے وظیفہ کے مطابق پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز پڑھتے ہوئے دور ہو جائے تو چاہیے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۴ : اگر کسی شخص کو یہ عارضہ ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔

وہ چیزیں جن کے لیے وضو کرنا چاہیے

مسئلہ ۳۱۵ : چھ چیزوں کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

اول : واجب نمازوں کے لیے سوائے نماز میت اور مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

دوم : اس سجدے اور تشہد کے لیے جو ایک شخص بھول گیا ہو جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدہ سہو کے لیے وضو کرنا واجب نہیں۔

سوم : خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لیے۔

چہارم : وضو کرنے کی نذر مانی ہو یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

پنجم : کسی نے نذر مانی ہو کہ اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن کی تحریر سے مس کرے گا۔

ششم : نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لیے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لئے جب کہ متعلقہ شخص مجبور ہو کر اس مقصد کے لئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے لیکن جو وقت وضو کرنے میں لگتا ہو اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں تاخیر سے کلام اللہ کی اہانت ہوتی ہے تو اس شخص کو چاہیے کہ وضو کیے بغیر قرآن جید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۳۱۶ : جس شخص نے وضو نہ کر رکھا ہو اس کے لئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے چھونا حرام نہیں۔

مسئلہ ۳۱۷ : بچے اور پاگل شخص کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے مس کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا چاہیے اور اسی طرح کسی بچے یا پاگل کو بغیر وضو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے کے لئے مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۸ : جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اور ان صفاتی ناموں کو چھونا جو صرف اس کے لئے مخصوص ہیں خواہ وہ کسی زبان میں لکھے ہوئے ہوں حرام ہے بہتر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی نہ چھوئے لیکن اگر بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۳۱۹ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باطہارت ہونے کے ارادے سے وضو یا غسل کرے تو صحیح ہے اور نماز کے وقت بھی اگر نماز کے لئے تیار ہونے کی نیت سے وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲۰ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کر چکنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۲۱ : میت کی نماز کے لئے اہل قبور کی زیارت کے لئے مسجد یا آئمہ علیہم السلام کے حرم میں جانے کے لئے قرآن مجید ساتھ رکھنے اسے پڑھنے' لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لئے اور سونے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اگر کسی شخص کا وضو

ہوتو دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور مذکورہ بالا کاموں میں سے کسی ایک کے لئے وضو کرے تو ہر کام جو باوضو ہو کر کرنا چاہیے کر سکتا ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلات وضو

مسئلہ ۳۲۲ : سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں۔

۱... پیشاب۔

۲... پاخانہ۔

۳... معدے اور آنتوں کی ہوا جو پاخانے کے مخرج سے خارج ہوتی ہے۔

۴... نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھ دیکھ سکے اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھ نہ دیکھتی ہو اور کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا۔

۵... ایسی چیزیں جن سے عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی' مستی' یا بے ہوشی۔

۶... عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۷... جنابت بلکہ بنا بر احتیاط واجب ہر وہ کام جس کے لئے غسل کرنا چاہیے۔

جبیرہ کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوائی جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو ایسے ہی وضو کرنا چاہیے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۴ : اگر کسی شخص کے چہرے اور بازوؤں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو ایسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہیے جیسا کہ وضو کے بارے میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۲۵ : اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو یا زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو

اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۲۶ : اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا چاہیے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور بازوؤں پر ہو اور خواہ سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصہ پر ہو۔

مسئلہ ۳۲۷ : اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا بازوؤں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو اسے چاہیے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۲۸ : اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو لیکن خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے۔ اور اگر پانی زخم کے لئے مضر نہ ہو۔ لیکن زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھویا نہ جاسکتا ہو تو چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۲۹ : اگر جبیرہ پورے چہرے یا ایک پورے بازو یا پورے دونوں بازوؤں پر پھیلا ہوا ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ بنابر احتیاط تیمم کرے اور وضوئے جبیرہ بھی کرے اور اگر جبیرہ پورے سر یا پورے دونوں پیروں پر پھیلا ہوا ہو تو صرف تیمم کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۳۲ : یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزاء سے بھی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ نجس نہ ہو نجس ہونے کی صورت میں پاک کپڑا رکھ کر اس پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۰ : جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو اسے چاہیے کہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

مسئلہ ۳۳۲ : اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کی اوپر والی طرف سے کھلا ہو تو اسے چاہیے کہ جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصہ پر اور جن جگھوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۳ : اگر چہرے یا بازوؤں پر کئی ایک جبیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا چاہیے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا چاہیے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۴ : اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بھی ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا ممکن ہو تو اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا بازوؤں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لیے جبیرہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۳۳۵ : اگر وضو کے اعضاء پر زخم یا جراحت نہ ہو یا ان کی ہڈی نہ ٹوٹی ہوئی ہو لیکن کسی دوسری وجہ سے پانی ان کے لیے مضر ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۶ : اگر وضو کے اعضاء کی کسی رگ سے خون نکل آیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو یا پانی اس کے لیے مضر ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۳۷ : اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا ناقابل برداشت تکلیف اٹھا کر ہٹائی جا سکتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ تیمم کرے ہاں جو چیز چپکی ہوئی ہے اگر وہ کوئی دوائی ہو تو جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

مسئلہ ۳۳۸ : غسل مس میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں غسل جبیرہ وضوئے جبیرہ کی مانند ہے لیکن متعلقہ شخص کو چاہیے کہ غسل ترتیبی کرے ارتماسی نہ کرے۔ اور زیادہ واضح یہ ہے کہ اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو اور اس پر جبیرہ ہو تو غسل واجب ہے اور احتیاطاً وہ جبیرہ پر مسح بھی کرے اور اگر زخم یا پھوڑا کا منہ کھلا ہو تو واجب ہے کہ غسل اور تیمم دونوں کرے اور غسل کرتے وقت احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑہ رکھے اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے اور اگر بدن کا کوئی عضوء ٹوٹا ہوا ہو تو چاہیے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو لازم ہے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۳۹ : اگر کسی ایسے شخص کہ جس کا وظیفہ تیمم ہو تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو اسے چاہیے کہ وضوئے جبیرہ کے احکام کے مطابق تیمم جبیرہ کرے۔

مسئلہ ۳۴۰ : جس شخص کو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھنی ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور

نہیں ہوگا تو وہ اوّلِ وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لیے واجب یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وضو یا غسل کرے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۴۱ : اگر کوئی شخص آنکھ کی بیماری کی وجہ سے پلکیں موند کر رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۴۲ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا وظیفہ تیمم ہے یا وضوئے جبیرہ تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور وضوئے جبیرہ دونوں بجالانے چاہئیں۔

مسئلہ ۳۴۳ : اگر آخر وقت تک کسی شخص کا عذر باقی رہے تو جو نمازیں اس نے وضوئے جبیرہ سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں : پہلا غسل جنابت، دوسرا غسل حیض، تیسرا غسل نفاس، چوتھا غسل استحاضہ، پانچواں غسل مس میت، چھٹا غسل میت، ساتواں وہ غسل جو نذر یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

جنابت کے احکام

مسئلہ ۳۴۴ : دو چیزوں سے انسان مجنب ہو جاتا ہے۔

۱... جماع سے۔

۲... منی خارج ہونے سے۔ خواہ وہ نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں ہو، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا متعلقہ شخص کے اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴۵ : اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز اور اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سُست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی تاہم اگر متعلقہ شخص بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو بلکہ اگر شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سُست ہو جائے وہ منی کے حکم میں ہوگی۔

مسئلہ ۳۴۶ : اگر کسی ایسے شخص کے بدن سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر

اوپر والے مسئلہ میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کر رکھا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے۔ اس کے لیے غسل ضروری نہیں۔

مسئلہ ۳۴۷ : منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لیے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت ہے تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

مسئلہ ۳۴۸ : اگر کوئی شخص عورت سے جماع کرے اور عضو تناسل ختنے کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کے بدن میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول اگلی جانب سے ہو یا پچھلی جانب سے اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج نہ ہوئی ہو پھر بھی دونوں مجنب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۴۹ : اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۰ : نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی یعنی خلاف وضع فطری فعل کرے اور منی اس کے بدن سے خارج ہو تو صرف غسل کرے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں غسل جنابت واجب ہو گا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم عورت کے ساتھ جماع کا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۵۱ : اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن بدن سے خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی اس کے بدن سے خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۲ : جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۳ : اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لیے غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں یا بعد میں۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں

مسئلہ ۳۵۴ : پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں:

اول : جیسا کہ وضو کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ تعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں اماموں اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے مس کرنے کی صورت میں اہانت لازم آئے تو حرام ہے۔

دوم : مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

سوم : دوسری (یعنی مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے علاوہ) مسجدوں میں ٹھہرنا اور احتیاط واجب کی بنا پر آئمہ کے حرم میں ٹھہرنا لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

چہارم : کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے یا کوئی چیز اٹھانے کے لیے اس میں داخل ہونا۔

پنجم : ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور وہ آیتیں چار سورتوں میں ہیں (۱) قرآن مجید کا ۳۲واں سورہ الم تنزیل (۲) ۴۱واں سورہ حم سجدہ (۳) ۵۳واں سورہ النجم (۴) ۹۶واں سورہ علق (اقراء)

وہ چیزیں جو مجنب کے لیے مکروہ ہیں

مسئلہ ۳۵۵ : نو چیزیں مجنب ہونے والے شخص کے لیے مکروہ ہیں۔

اول و دوم : کھانا اور پینا لیکن اگر وضو کر لے یا ہاتھ دھو لے تو مکروہ نہیں ہے۔

سوم : قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔

چہارم : اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد یا حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے مس کرنا۔

پنجم : قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔

ششم : سونا البتہ اگر وضو کر لے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کر لے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے

ہفتم : مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔

ہشتم : بدن پر تیل ملنا۔

نہم : احتلام کے بعد یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

مسئلہ ۳۵۶ : غسل جنابت بجائے خود مستحب ہے اور نماز واجب اور ایسی دوسری عبادات کے لیے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت اور سجدۂ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لیے غسل جنابت ضروری نہیں ہے احتیاط واجب کی بنا پر سجدہ سہو بغیر طہارت کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۷ : کسی شخص کے لیے یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب یا غسل مستحب کر رہا ہوں بلکہ فقط **قربةً الی اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے کے ارادے سے غسل کرلے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۵۸ : نماز کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے یا بعد میں واجب کی نیت سے غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۵۹ : غسل خواہ واجب ہو خواہ مستحب دو طریقوں سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

مسئلہ ۳۶۰ : ایک شخص کو چاہیے کہ غسل ترتیبی میں پہلے سر اور گردن اور بعد میں بدن دھوئے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۶۱ : اگر کوئی شخص اس بات کا یقین کرنا چاہے کہ اس نے سر اور گردن اور جسم کا دایاں یا بایاں حصہ مکمل طور پر دھولیا ہے تو اسے چاہیے کہ جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ کچھ مقدار دوسرے حصے کی بھی دھو لے۔

مسئلہ ۳۶۲ : اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتہ چلے کے بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور اسے چاہیے کہ بدن کا صرف وہ حصہ دھوئے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہو۔

مسئلہ ۳۶۳ : اگر کسی کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف سے ہو تو صرف اس مقدار کا دھولینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو چاہیے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۶۴ : اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھونے کے بارے میں شک ہو تو اس کا شک غیر معتبر ہے اور اس کا غسل صحیح ہے۔

ارتماسی غسل

مسئلہ ۳۶۵ : غسل ارتماسی میں ضروری ہے کہ ایک لحظہ میں تمام کا تمام بدن پانی سے گھر جائے لہٰذا اگر ایک شخص غسل ارتماسی کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو اگر اس کا پاؤں زمین پر لگا ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ پاؤں کو زمین پر سے اٹھا لے۔

مسئلہ ۳۶۶ : غسل ارتماسی میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب ایک شخص اس غسل کی نیت کرے تو اس کے بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو۔

مسئلہ ۳۶۷ : اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتہ چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا تو خواہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۳۶۸ : اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لیے وقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ غسل ارتماسی کرے۔

مسئلہ ۳۶۹ : جس شخص نے ایسا روزہ رکھا ہو جو واجب معین ہو یا حج یا عمرے کے لیے احرام باندھا ہو وہ غسل ارتماسی نہیں کر سکتا لیکن اگر اس نے بھول کر غسل ارتماسی کر لیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

مسئلہ ۳۷۰ : غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا احتیاطاً ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۷۱ : اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کر لے تو اگر چہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۲ : غسل میں بال کے جتنا بدن بھی بغیر دھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۳ : اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ آیا اس کا شمار بدن کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو اگر پہلے وہ حصہ بدن کے ظاہر میں تھا تو اسے دھونا چاہیے ورنہ اس کا دھونا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۴ : اگر گوشوارے کی جگہ کا سوراخ یا اسی جیسی کوئی اور چیز اس قدر کھلی ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا چاہیے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۵ : انسان کو چاہیے کہ جو چیز بدن تک پہنچنے میں مانع ہو اسے ہٹا دے اور اگر اس سے پیشتر کہ اسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ چیز ہٹ گئی ہے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۶ : اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے آیا کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے

میں مانع ہوتو اسے چاہیے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۷ : بدن پر موجود لمبے یا چھوٹے بالوں سمیت بدن کو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۷۸ : وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لیے بتائی جا چکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصب کیا ہوا نہ ہونا وغیرہ وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لیے بھی ہیں لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے لہٰذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد دائیں اور بائیں طرف دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تا ہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ فوراً غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۳۷۹ : اگر کسی شخص کا ارادہ یہ جانے بغیر کہ حمام والا اس پر راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کر لے اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۰ : اگر حمام والا ادھار پر غسل کرانے کے لیے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۱ : اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو تو اگر چہ وہ حرام کا مرتکب ہوگا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہوگا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

مسئلہ ۳۸۲ : اگر کوئی شخص پاخانہ کے مخرج کو حمام کے حوض کے پانی سے پاک کرے اور غسل کرنے سے پہلے شک کرے کہ چونکہ اس نے حمام کے حوض سے پاخانہ کے مخرج کو پاک کیا ہے اس لیے حمام والا اس کے غسل کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو اگر وہ غسل سے پہلے حمام والے کو راضی کر لے تو صحیح ورنہ اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۳ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ اس کا غسل صحیح ہے خواہ غسل کے وقت متوجہ ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۸۴ : اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے۔مثلاً پیشاب کرے تو چاہیے کہ اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرے۔اور اگر غسل ترتیبی کرے تو وضو کرنے کے احتیاط کو ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۳۸۵ : اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا وظیفہ تیمم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے اندازے کے مطابق اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے بلکہ اگر اس نے نماز

کے لیے غسل کیا ہو تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۸۶ : جو شخص جب ہوا گر وہ شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں اور احتمال یہ ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اس بات کی جانب متوجہ تھا یا نہ تھا تو حسب ظاہر دونوں صورتوں میں جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں لیکن اسے چاہیے کہ بعد کی نمازوں کے لیے غسل کرے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور وقت باقی ہو تو جو نماز پڑھ چکا ہو اسے از سر نو پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۷ : جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے مخصوص غسل جنابت کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لیے بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۸۸ : اگر کسی شخص کے بدن کے حصے پر قرآن کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو وضو یا غسل ترتیبی کرتے وقت اسے چاہیے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ یا خدا یا پیغمبر یا آئمہ اطہار علیہم السلام کے اسماء کو اپنے بدن پر نہ لکھے اور لکھے ہوئے ہوں تو ان کو مٹا دے۔

مسئلہ ۳۹۹ : جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو اسے نماز کے لیے وضو نہیں کرنا چاہیے اور غسل جنابت کے علاوہ کوئی بھی غسل خواہ واجب ہو یا مستحب نماز کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ وضو کرنا ہو گا۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۰ : خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے زور اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور زور اور سوزش کے ساتھ خارج ہو۔

مسئلہ ۳۹۱ : استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے: قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ۔

۱ ... قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصہ کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

۲... استحاضہ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے اگر چہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے کے ٹکڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لیے باندھتی ہیں۔

۳ ... استحاضہ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے کے ٹکڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

مسئلہ ۳۹۲ : استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہیے کہ ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے اور احتیاط کی بنا پر روئی بھی تبدیل کرے اور اگر شرم گاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہو تو اسے دھو لے۔

مسئلہ ۳۹۳ : استحاضہ متوسطہ میں عورت کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے لیے غسل کرے اور آئندہ صبح تک اپنی نمازوں کے لیے استحاضہ قلیلہ کے وہ افعال انجام دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان ہوئے ہیں اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لیے غسل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے لیے غسل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ نماز مغرب وعشاء سے پہلے غسل کرے۔خواہ خون آرہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۳۹۴ : استحاضہ کثیرہ میں عورت کو چاہیے کہ ان افعال کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہوا ہے ہر نماز کے لیے احتیاط کی بنا پر کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا دھوئے اور ایک غسل فجر کی ایک غسل ظہر وعصر کی اور ایک مغرب وعشاء کی نماز کے لیے کرے۔اور ظہر وعصر کی نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو اسے چاہیے کہ عصر کی نماز کے لیے دوبارہ غسل کرے اور اسی طرح اگر مغرب وعشاء کی نماز کے درمیان فاصلہ رکھے تو عشاء کی نماز کے لیے دوبارہ غسل کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۳۹۵ : اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لیے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کے وقت وضو یا غسل کرے۔اگر چہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۶ : مستحاضہ متوسطہ جس میں وضو کرنا بھی ضروری ہو اور غسل بھی ان دونوں میں سے جو بھی پہلے کر لے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کرے اور مستحاضہ کثیرہ اگر وضو کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

مسئلہ ۳۹۷ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیے غسل کرے اور اگر ظہر وعصر کے بعد قلیلہ متوسطہ ہو جائے تو مغرب وعشاء کی نماز کے لیے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۹۸ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ یا متوسطہ صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیے ایک غسل اور مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے ایک اور غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۹۹ : اگر مستحاضہ کثیرہ یا متوسطہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے

لیکن اگر صبح کی اذان کے نزدیک بقصد رجاء غسل کرے اور نماز تہجد پڑھے تو جائز ہے تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز کے لیے نئے سرے سے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۰ : مستحاضہ عورت کو چاہیے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لیے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ نماز کو جو وہ پڑھ چکی احتیاطاً دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ با جماعت پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے البتہ اگر نماز احتیاط بھولے ہوئے سجدے بھولے ہوئے تشہد اور سجدہ سہو کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے تو اس کے لیے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۱ : اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اسے چاہیے کہ اس کے بعد جو پہلی نماز پڑھے اس کے لیے استحاضہ کے افعال انجام دے لیکن بعد کی نمازوں کے لیے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۰۲ : اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کون سا ہے تو اسے چاہیے کہ جب نماز پڑھنا چاہے تو پہلے تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتہ چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کون سی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لیے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کرسکتی ہے۔

مسئلہ ۴۰۳ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضہ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفے کے مطابق نہ ہو مثلاً اس کا استحاضہ متوسطہ ہو اور اس نے عمل استحاضہ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۰۴ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق نہ کرسکے تو اسے چاہیے کہ جو اس کا یقینی وظیفہ ہو اس کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو اسے چاہیے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال سرانجام دے اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو استحاضہ متوسطہ کے افعال سرانجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ اس سے پہلے اسے ان تین اقسام میں سے کون سی قسم کا استحاضہ تھا تو اسے چاہیے کہ اسی قسم کے استحاضہ کے مطابق اپنا وظیفہ سرانجام دے۔

مسئلہ ۴۰۵ : اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا

ہے اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آجائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۴۰۶ : مستحاضہ عورت جو وضو یا غسل کے بعد یا ان کے دوران خون نہ دیکھے اگر وہ نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون دیکھے تو اگر وقت کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر لازم ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور اس نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آنے والا ہے۔

مسئلہ ۴۰۷ : مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۰۸ : اگر مستحاضہ عورت کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

مسئلہ ۴۰۹ : اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو یقین ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو جتنی دیر میں وضو غسل اور نماز بجالائے گی بالکل پاک ہو جائے گی تو اسے چاہیے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کیے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۰ : مستحاضہ کثیرہ اور متوسطہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے لیکن اگر اسے یقین ہو کہ جس وقت سے اس نے گذشتہ نماز کے لیے غسل کیا تھا اور خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۱۱ : مستحاضہ قلیلہ کو وضو کے بعد مستحاضہ متوسطہ کو غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ کو غسل کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے لیکن نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز میں مستحب کام مثلاً قنوت وغیرہ بجالا سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۲ : مستحاضہ عورت کا وضو یا غسل کے بارے میں جو وظیفہ ہے اگر وہ اس کے اور نماز کے درمیان فاصلہ کر دے تو اسے چاہیے کہ اپنے وظیفے کے مطابق دوبارہ وضو یا غسل کرے اور پھر فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۱۳ : اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کے لیے مضر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ غسل کے بعد خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکلے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ غسل کرے اور اگر نماز بھی پڑھ لی ہو تو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۱۴ : اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے۔ لیکن اگر غسل کے دوران استحاضہ متوسطہ استحاضہ کثیرہ ہو

جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴۱۵ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۴۱۶ : احتیاط کی بنا پر مستحاضہ کثیرہ عورت کا روزہ اس صورت میں صحیح ہوگا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے اور علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل کو انجام دے جو دن کی نمازوں کے لیے واجب ہیں لیکن اگر مستحاضہ متوسطہ ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے کی صحت کا انحصار غسل پر نہ ہو۔

مسئلہ ۴۱۷ : اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۱۸ : اگر کسی عورت کا استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو چاہیے کہ استحاضہ کثیرہ کے افعال انجام دے چنانچہ اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لیے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہوگا اور اسے استحاضہ کثیرہ کے لیے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۴۱۹ : اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضہ متوسطہ کثیرہ میں بدل جائے تو اسے چاہیے کہ نماز چھوڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لیے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور بنا بر احتیاط مستحب غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لیے وقت نہ ہو تو وضو کرکے غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر تیمم کے لیے بھی وقت نہ ہو تو بنا بر احتیاط نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اگر نماز کے دوران استحاضہ قلیلہ استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے مگر فرق اتنا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے استحاضہ متوسطہ کا غسل وضو کے لیے کفایت نہیں کرتا یعنی اسے اس غسل کے بعد نماز کے لیے وضو کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۴۲۰ : اگر نماز کے دوران خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ خون پورے طور پر بند ہو گیا تھا اور اس کے پاس اتنا وسیع وقت ہو کہ پاک ہو کر دوبارہ نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۲۱ : اگر کسی عورت کا استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بعد کی نمازوں کے لیے متوسطہ کا عمل بجا لائے مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو چاہیے کہ ظہر کی نماز کے لیے پہلے وضو کرے اور پھر غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لیے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لیے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے

لیے وقت باقی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز عصر کے لیے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لیے بھی غسل نہ کرے تو چاہیے کہ نماز مغرب کے لیے غسل کرے اور اگر اس کے لیے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لیے وقت ہو تو چاہیے کہ نماز عشاء کے لیے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۲ : اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضہ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۳ : اگر استحاضہ کثیرہ قلیلہ ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ پہلی نماز کے لیے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیے قلیلہ والے افعال بجالائے اگر استحاضہ متوسطہ قلیلہ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پہلی نماز کے لیے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیے قلیلہ والے افعال بجالائے۔

مسئلہ ۴۲۴ : مستحاضہ کے لیے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۲۵ : جس مستحاضہ نے نماز کے لیے وضو یا غسل کیا ہو وہ بنابر احتیاط اختیاری حالت میں اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن مجید کے الفاظ سے مس نہیں کر سکتی اور اضطراری حالت میں ایسا کرنا جائز ہے لیکن احتیاط کے طور پر اسے چاہیے کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۴۲۶ : جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لیے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لیے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے ٹکڑے کا تبدیل کرنا) انجام نہ دیے ہوں اور بعید نہیں ہے کہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہوں اگرچہ احتیاط ان کے ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۴۲۷ : جو عورت استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے لیے وقت سے پہلے اس آیت کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تو یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۴۲۸ : مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور اسے چاہیے کہ نماز آیات کے لیے وضو کرے اور استحاضہ متوسطہ اور استحاضہ کثیرہ میں بنابر احتیاط وضو سے پہلے غسل بھی کرے۔

مسئلہ ۴۲۹ : جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

مسئلہ ۴۳۰ : اگر مستحاضہ عورت چاہے کہ وہ نماز ادا کرے جو قضا ہوگئی ہے تو اسے چاہیے کہ ہر نماز کے لیے وہ افعال انجام دے جو نماز ادا کرنے کے لیے اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۴۳۱ : اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اس کے بدن سے خارج ہو رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے اور شرعاً حیض ونفاس کا حکم بھی نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی اور خون ہے اور وہ دوسرے خون کی نشانیاں بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ استحاضہ کے افعال انجام دے۔

حیض

حیض ایک خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لیے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے ''حائض'' کہتے ہیں۔

مسئلہ ۴۳۲ : حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے وہ اُچھل کر اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

مسئلہ ۴۳۳ : غیر سیدہ عورتیں پچاس برس پورے ہونے کے بعد بنابر مشہور یائسہ ہو جاتی ہیں لیکن سیدہ پر واجب ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے دوران حیض کی علامتوں کے ساتھ یا اپنی عادت کے دنوں میں خون دیکھیں تو اس کو حیض شمار کریں۔

مسئلہ ۴۳۴ : اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے یا کسی عورت کو یائسہ ہونے کے بعد خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۳۵ : حاملہ عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا ایک ہی حکم ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد بھی اگر حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو یہ خون حیض شمار ہوگا۔

مسئلہ ۴۳۶ : اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے نو سال پورے ہونے کا علم نہ ہو تو خواہ اس خون میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں اس پر حیض کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

مسئلہ ۴۳۷ : اگر کسی ایسی عورت کو خون آجائے جسے شک ہو کہ یائسہ ہوئی ہے یا نہیں اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا وہ خون حیض ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ یائسہ نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۴۳۸ : حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے کم ہو تو

وہ حیض نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۴۳۹ : حیض کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگا تار آئے۔لہٰذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے اور پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آجائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۴۰ : حیض کی ابتداء میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہوتو کافی ہے اور اگر تین دن میں تھوڑے سے وقت کے لیے بھی کوئی عورت پاک ہو جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہےتو اس صورت میں بھی وہ حیض کا خون شمار ہوگا

مسئلہ ۴۴۱ : ایک عورت کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن شروع صبح سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو وہ حیض ہے۔اور اگر پہلے دن کے وسط سے خون آنا شروع ہوا اور چوتھے دن اسی وقت بند ہوتو اس کی صورت بھی یہی ہے(یعنی وہ بھی حیض ہے)

مسئلہ ۴۴۲ : اگر کسی عورت کو حیض کی علامات کے ساتھ یا عادت کے ایام میں تین دن متواتر خون آتا رہے اور پھر رک جائے تو اگر اسے دوبارہ ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا وہ عادت کے ایام میں آئے اور اگر خون آنے اور درمیان میں خون رکنے کے دنوں کی مجموعی تعداد دس سے زیادہ نہ ہوتو وہ درمیانی دن بھی جن میں وہ پاک رہی ہے ایام حیض میں شمار ہوں گے۔لیکن احتیاط لازم کی بناپر پاکی کے درمیانی ایام میں ان کاموں کو انجام دے جو خون سے پاک عورت پر واجب ہیں۔اور حائضہ پر جو کام حرام ہیں ان کو بھی ترک کرے۔

مسئلہ ۴۴۳ : اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہیے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

مسئلہ ۴۴۴ : اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض تو اسے چاہیے کہ اپنی عبادات بجالاتی رہے۔بجز ایسی صورت کے جب کہ اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو(یعنی اس صورت میں اسے حیض قرار دے)

مسئلہ ۴۴۵ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو اسے چاہیے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

مسئلہ ۴۴۶ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے

بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے پھر روئی باہر نکالے پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو گئی ہو تو حیض ہے۔

مسئلہ ۴۴۷ : اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور تین دن کے بعد اس کی عادت کے دنوں میں یا حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

مسئلہ ۴۴۸ : چند چیزیں حائض عورت پر حرام ہیں:

اول : نماز اور اس جیسی اور عبادتیں جنہیں وضو یا غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا چاہیے لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لیے وضو غسل یا تیمم ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

دوم : وہ تمام چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آ چکا ہے۔

سوم : عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے خواہ عضو تناسل صرف ختنہ گاہ کی حد تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو، بلکہ احتیاط واجب اس میں ہے کہ ختنہ گاہ سے کم مقدار میں بھی داخل نہ کیا جائے۔ حالت حیض میں عورت کی پشت کی جانب سے مجامعت حرام ہے۔

مسئلہ ۴۴۹ : ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لیے ضروری ہو کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لیے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لیے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کی عادت ہو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۴۵۰ : اگر کسی مرد کی بیوی حیض کی حالت میں ہو اور وہ اس سے اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے مجامعت کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے اس کا کفارہ بعد میں بیان ہو گا۔

مسئلہ ۴۵۱ : حائض عورت سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیاں مثلاً بوسہ لینے اور چھونے کی ممانعت نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۵۲ : حیض کی حالت میں مجامعت کا کفارہ حیض کے پہلے حصے میں اٹھارہ چنوں کے برابر، دوسرے حصے میں نو چنے کے برابر، تیسرے حصے میں ساڑھے چار چنے کے وزن کے برابر سکہ دار سونا ہے۔ مثلاً اگر کسی عورت کو چھ دن حیض کا خون آئے اور اس کا شوہر پہلی یا دوسری رات یا دن میں اس سے جماع کرے تو اسے چاہیے کہ اٹھارہ چنوں کے برابر سونا دے۔ اور اگر

تیسری یا چوتھی رات یا دن میں جماع کرے تو نو چنوں کے برابر سونا دے۔اور اگر پانچویں یا چھٹی رات یا دن میں جماع کرے تو ساڑھے چار چنوں کے برابر سونا دے۔

مسئلہ ۴۵۳ : اگر سکہ دار سونا ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ اس کی قیمت دے اور اگر سونے کی اس وقت کی قیمت سے جب کہ اس نے جماع کیا تھا اس وقت کی قیمت جب کہ وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو مختلف ہو گئی ہو تو اس وقت کی قیمت کے مطابق حساب لگائے جب وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۴۵۴ : اگر کسی شخص نے حیض کے پہلے حصے میں بھی دوسرے حصے میں بھی اور تیسرے حصے میں بھی اپنی بیوی سے جماع کیا ہو تو وہ تینوں کفارے دے جو سب مل کر ساڑھے اکتیس چنے ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۵۵ : اگر کوئی شخص حیض والی عورت سے کئی بار جماع کرے تو بہتر یہ ہے کہ ہر جماع کے لیے کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۶ : اگر مرد کو جماع کے دوران معلوم ہو جائے کہ عورت کو حیض آنے لگا ہے تو اسے چاہیے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے اور اگر جدا نہ ہو تو احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۷ : اگر کوئی مرد حائض عورت سے زنا کرے یا یہ گمان کرتے ہوئے نامحرم حائض عورت سے جماع کرے کہ وہ اس کی اپنی بیوی ہے تب بھی اسے احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۴۵۸ : اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر یا بھول کر عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو کفارہ کی حاجت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۴۵۹ : اگر ایک مرد یہ خیال کرتے ہوئے کہ عورت حائض ہے اس سے مجامعت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ حائض نہ تھی تو کفارہ کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۶۰ : جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا کہ عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۱ : اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں تو اس کا قول قبول کر لینا چاہیے۔

مسئلہ ۴۶۲ : اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۳ : اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۴ : عورت کے خون حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لیے جو وضو یا غسل یا تیمم کر کے بجا لانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے اور لازم ہے کہ غسل کے بعد وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۴۶۵ : عورت کے خون حیض سے پاک ہوجانے کے بعد اگر چہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے۔ اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کرسکتا ہے گو بہتر ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ جب تک وہ عورت غسل نہ کرلے وہ دوسرے کام جو حیض کے وقت اس پر حرام تھے (مثلاً مسجد میں ٹھہرنا یا قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا) اس پر حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۴۶۶ : اگر پانی (عورت کے) وضو اور غسل کے لیے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے اور پانی صرف وضو کے لیے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لیے بھی پانی نہ ہو تو چاہیے کہ دو تیمم کرے۔ ایک غسل کے بدلے اور ایک وضو کے بدلے۔

مسئلہ ۴۶۷ : جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا کی حاجت نہیں۔ لیکن جو واجب روزے اس نے حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجا لانا چاہیے۔

مسئلہ ۴۶۸ : جب نماز کا وقت شروع ہوجائے اور عورت کو یقین یا احتمال ہو کہ اگر نماز میں دیر ہوئی تو حیض شروع ہوجائے گا تو فوراً نماز پڑھ لینا چاہیے۔

مسئلہ ۴۶۹ : اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اوّلِ وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے جتنا وقت اس کے حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد ایک نماز میں لگتا ہے اور وہ حائض ہوجائے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہے لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں اسے چاہیے کہ اپنی حالت کا لحاظ کرے مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اوّلِ وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہوگی جب کہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے وقت کے برابر وقت اوّل ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہوجائے۔ اور اس عورت کے لیے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۴۷۰ : اگر ایک عورت نماز کے آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زیادہ رکعت پڑھ سکے تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۴۷۱ : اگر ایک حائض عورت کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لیے وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے۔ لیکن اگر نہ بھی پڑھے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کی شرعی تکلیف ہی تیمم کرنا ہو مثلاً اگر پانی اس کے لیے مضر ہو تو اسے چاہیے کہ

تیمم کرے اور وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۷۲ : اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ آیا نماز کے لیے وقت باقی ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۴۷۳ : اگر کوئی عورت (حیض سے پاک ہونے کے بعد) اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ مقدمات نماز کی تیاری اور ایک رکعت نماز پڑھنے کے لیے اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تھا تو اسے چاہیے کہ اس نماز کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۴۷۴ : حائض عورت کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر رو بقبلہ بیٹھے اور ذکر، دعا، اور صلوات میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۷۵ : حائض کے لیے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا اور علاوہ ازیں مہندی یا اسی جیسی کسی اور چیز کا خضاب کرنا مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

مسئلہ ۴۷۶ : حیض والی عورتوں کی چھ قسمیں ہیں:

اوّل : وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ وعددیہ)

یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔

دوم : وقت کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ)

یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔ مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

سوم : عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت عددیہ)

یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت

یکساں نہ ہو۔مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک خون آئے اور دوسرے مہینے میں بارھویں سے سترھویں تاریخ تک آئے۔

چہارم : مضطربہ

یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت اس نے پیدا نہ کی ہو۔

پنجم : مبتدئیہ

یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

ششم : ناسیہ

یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کے لیے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت

جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض کا خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہوگی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آ چکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لیے پاک ہو جائے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور ہر ایک مہینے میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک ہوئی ایک اندازہ کے مطابق ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک رہی البتہ یہ ضروری نہیں کہ جن ایام میں وہ بیچ میں پاک رہی وہ ہر ایک مہینہ میں ایک اندازہ کے مطابق ہوں۔مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے اور دوسرے مہینے میں تین دن خون آنے کے بعد تین دن یا اس سے کم یا اس سے زیادہ مدت کے لیے

خون بند رہے اور پھر اسے دوبارہ خون آجائے اور کل ملا کر نو دن بنتے ہوں تو یہ تمام ایام حیض ہیں اور اس عورت کی عادت نو دن ہے۔

مسئلہ ۴۷۷ : جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے دو دن پہلے خون آجائے تو خواہ وہ خون حیض کی علامت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو حائض عورت کے لیے بیان کیے گئے ہیں اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا مثلاً اگر تین دن سے پہلے خون رک جائے تو اسے چاہیے کہ جو عبادات بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۷۸ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور بعد حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے اور وہ کل دن ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور اسے چاہیے جو عبادت وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے چند دن پہلے اسے حیض کی علامات کیساتھ خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ کی ہو تو چاہیے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور کل دنوں کی تعداد ملا کر دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۷۹ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے کچھ دنوں میں عادت سے پہلے کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو اسے چاہیے کہ ان میں عادت سے پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور ان سے پہلے کے دنوں کو استحاضہ قرار دے۔ اور جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین دن یا زیادہ ہو تو اس خون کو حیض قرار دے اور عادت کے وقت سے پہلے کے دنوں میں جو عادت کی مقدار تک پہنچیں احتیاط کرے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان سب

دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو عادت کے بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کی مقدار کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین دن یا ان سے زیادہ ہو تو اسے حیض قرار دے اور ان سے زیادہ دنوں میں عادت کی مقدار تک احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۸۰ : جو عورت عادت رکھتی ہو خون تین یا زیادہ دن تک آنے کے بعد رک جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان دونوں خون کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان وسطی دنوں کے جن میں خون نہیں آیا دس سے زیادہ ہو مثلاً پانچ دن خون آیا ہو اور پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) یہ کہ وہ تمام خون جو پہلی بار آیا ہے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں عورت کو چاہیے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے اور اگر پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کے مطابق اور کچھ مقدار عادت سے ایک یا دو دن پہلے آئے یا یہ کہ اس خون میں حیض کی علامت ہوں خواہ وہ عادت سے پہلے آئے یا بعد میں تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ پہلے خون کو حیض اور دوسرے کو استحاضہ قرار دے۔

(ب) یہ کہ پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ آئے اور جیسا کہ پہلی صورت میں کہا گیا ہے دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے۔ اس صورت میں چاہیے کہ تمام دوسرے خون کو حیض اور پہلے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(ج) یہ کہ دوسرے اور پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمع درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت کے جو مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ نہ ہو تمام کے تمام ایام حیض ہیں اور پہلے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں سے پہلے آئے اور دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لیے بند ہو جائے اور پھر پندرہویں تاریخ تک آئے تو تیسری سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور پہلی اور دوسری تاریخ کو آنے والا خون اور اسی طرح گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

(د) یہ کہ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم ہو اس صورت میں بعید نہیں ہے کہ جتنی مدت اس عورت کو خون ایام عادت میں آیا ہے اسے عادت سے پیشتر آنے

والے خون کی کچھ مدت کے ساتھ ملا کر تین دن پورے کرے اور انہیں ایام حیض قرار دے پس اگر ایسا ہو کہ وہ دوسرے خون کی اس مدت کو جو عادت کے دنوں میں آیا ہے حیض قرار دے (ان معنوں میں کہ وہ مدت اور پہلے خون کی وہ مدت جسے حیض قرار دیا ہے اور انکے درمیان خون نہ رکھنے کی مدت سب ملا کر دس دن سے تجاوز نہ کریں) تو یہ سب ایام حیض ہیں ورنہ چاہیے کہ پہلے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۱ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے بلکہ اس کے علاوہ کسی وقت میں حیض کے دنوں کے برابر دنوں میں حیض کی علامت کے ساتھ اسے خون آئے تو اسے چاہیے کہ اس خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

مسئلہ ۴۸۲ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ حیض کی علامات کے ساتھ اتنے دنوں کے لیے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اگر ان دونوں خونوں کے دنوں کی تعداد درمیانی مدت میں خون بند ہونے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ ان سب کو ایام حیض قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہو وہ حیض اور باقی خون استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد زیادہ ہو اور خون کی زیادہ مقدار حیض کی علامت رکھتی ہو تو یہ پہلا خون سارے کا سارا حیض شمار ہوگا۔

مسئلہ ۴۸۳ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارھویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۸۴ : جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن ہر مہینے میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہیے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن حیض کا خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور

پھر دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے ان درمیانی دنوں کے ساتھ جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں تو اس عورت کو بھی چاہیے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۵ : اگر کسی عورت کو جو وقت کی عادت رکھتی ہو اور اس کے دنوں کی تعداد یکساں نہ ہو ایسا خون آئے جس کی کچھ مقدار حیض کی علامات رکھتی ہو اور کچھ مقدار ایسی علامات نہ رکھتی ہو تو اس صورت میں کہ علامات والا خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت کے لیے نہ آئے اس کیلیے لازم ہے کہ اسے حیض اور اس خون کو جس میں حیض کی علامات نہ ہوں استحاضہ قرار دے لیکن جب اسے عادت کے وقت میں خون آئے تو اس خون کے حیض ہونے میں صفات حیض کا موجود ہونا معتبر نہیں لہٰذا جو خون عادت کے وقت میں آئے اگر اس کا حیض ہونا ممکن ہو تو لازم ہے کہ اسے حیض قرار دے مثلاً اگر اسے اپنی عادت کے وقت میں تین دن خون آئے تو خواہ اس میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی حیض ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر اسے اپنی عادت کی مدت میں ایک دن اور عادت سے پہلے دو دن خون آئے یا یہ کہ مثلاً اپنی عادت کے ایام میں ایک دن اور عادت کے بعد حیض کی علامت کے ساتھ دو دن خون آئے تو اس کیلیے بھی یہی حکم ہے۔ ان دو صورتوں میں بھی اس کے لیے لازم ہے کہ ان تین دنوں کو ایام حیض قرار دے۔ پس اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں خون آنا شروع ہونے سے لے کر دس دن سے پہلے بند ہو جائے تو وہ تمام خون حیض ہے اور اگر بعد میں بھی خون آئے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اگر اس خون کے آنے اور پہلے خون کے بند ہونے کے درمیان دس دن یا زیادہ وقفہ ہو تو وہ خون بھی حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۸۶ : اگر کوئی عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے علاوہ وقت میں حیض کی علامات کے ساتھ دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس کی علامتوں کے ذریعے اسے حیض یا استحاضہ قرار نہ دے سکتی ہو تو اسے چاہیے کہ اس خون کو چھ یا سات دن کے لیے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۷ : اگر ایک ایسی عورت کو جسے مثال کے طور پر ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آتا ہو اور کبھی پانچویں اور کبھی ساتویں تاریخ کو بند ہوتا ہو کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آجائے اور وہ حیض کی نشانیوں سے اس کی مدت کا تعین نہ کر سکتی ہو تو اسے چاہیے کہ مہینے کی پہلی تاریخ سے لے کر چھ یا سات دن کے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۸ : جس عادت والی عورت کو اپنی عادت کا وسط یا آخر معلوم ہو اگر اس کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کے چھ یا سات دن کا تعین اس طرح کرے کہ اس کا آخر یا وسط اس کی عادت کے مطابق ہو۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۸۹ : جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک جیسا نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے گا وہی اس کی عادت ہوگی۔مثلاً اگر پہلے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہوگی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لیے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے ان درمیانی دنوں کے ساتھ جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان دنوں کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے ان درمیانی دنوں کے ساتھ جن میں خون نہیں آیا اس عورت کی حیض کی عادت ہوگی اور یہ ضروری نہیں کہ ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا ہر مہینے میں ایک جیسی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے دو دن کے لیے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم دن کے لیے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہ سے چودہ تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ ہو تو اس کی عادت آٹھ دن ہوگی۔

مسئلہ ۴۹۰ : اگر کسی عورت کو جس کی عادت عدد کی ہو حیض کی علامتوں کے ساتھ اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن تک خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے تجاوز نہ کرے تو وہ انہیں ایام حیض قرار دے اگر چہ خون بند نہ ہو اور حیض کی علامت رکھے بغیر دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کی علامات شروع ہونے سے اپنی عادت کے دنوں کی تعداد تک حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴۔ مضطربہ

مسئلہ ۴۹۱ : اگر مضطربہ کو یعنی اس عورت کو جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور جتنا خون اسے آیا ہو اس میں حیض کی علامات ہوں تو پہلے مہینے میں دس دن اور دوسرے میں تین دن ایام حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۹۲ : اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند

دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت تک نہ آیا ہو تو سارے کا سارا حیض ہے۔اور اگر وہ اس تمام خون کو جو حیض کی علامات رکھتا ہو حیض قرار نہ دے سکے مثلاً یہ کہ پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ پانچ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ اور پھر پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اسے حیض قرار دے سکے یعنی جو تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو ان دونوں کے بارہ میں اسے احتیاط کرنی چاہیے اور جو خون درمیان میں آیا ہو اور حیض کی علامات نہ رکھتا ہو اسے استحاضہ قرار دے اور اگر ان میں سے صرف ایک کو حیض قرار دے سکتی ہو تو اسے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۵۔ مبتدئیہ

مسئلہ ۴۹۳ : اگر مبتدئیہ کو یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون جو مبتدئیہ کو آیا ہے حیض کی علامات رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کے مطابق حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر اس کی کوئی خاندان کی عورت نہ ہو یا اس کے خاندان کی عورتوں کی عادت مختلف ہو تو وہ پہلے مہینے کے دس دنوں کو ایام حیض قرار دے اور عادت مقرر ہونے تک اسی وظیفہ پر عمل کرے۔اور دوسرے مہینے میں تین دنوں کو ایام حیض قرار دے اور پھر دن پورے ہونے تک احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۹۴ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دن تک خون آئے جب کہ چند آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دنوں آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں۔اور جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ تک نہ آیا ہو تو وہ سارا حیض ہے۔لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن سیاہ خون آئے تو جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے اس عورت (یعنی مبتدئیہ) کو چاہیے کہ درمیان والے خون کو استحاضہ قرار دے اور اس کے دونوں طرف احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۹۵ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جبکہ جو خون چند دن آئے اس میں حیض کی علامات اور جو خون باقی چند دن آئے اس میں استحاضہ کی علامات ہوں لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم مدت تک آیا ہو تو جو خون اسے آئے ہیں سب استحاضہ ہیں۔

٦۔ ناسیہ

مسئلہ ۴۹٦ : اگر ناسیہ کو یعنی اس عورت کو جو اپنی عادت کی مقدار بھول چکی ہو حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ اسے حیض قرار دے۔ اور اگر وہ خون دس دن سے زیادہ دنوں تک آئے تو جتنی مدّت کے لیے اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال ہو اسے حیض قرار دے اور باقی استحاضہ ہے لیکن اگر اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال سات دنوں سے دس دنوں تک ہو تو ساتویں دن کے بعد احتیاط کرے۔

حیض کے متفرق مسائل

مسئلہ ۴۹۷ : اگر مبتدئیہ مضطربہ، ناسیہ اور عدد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں تو انہیں چاہیے کہ عبادت ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہیے کہ جو عبادت بجا نہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

مسئلہ ۴۹۸ : جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو۔ خواہ یہ عادت وقت کے اعتبار سے ہو یا عدد کے اعتبار سے ہو یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کے برخلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت بھی اور دنوں کی تعداد بھی یکساں ہوں تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اسے دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۹۹ : ایک مہینہ سے مراد۔ خون آنا شروع ہونے سے تیس دن تک ہے مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۰ : اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آجائے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا دس سے کم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دونوں خونوں کو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۱ : اگر کسی عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامات والا خون آئے تو اسے چاہیے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۲ : اگر کسی عورت کو خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ عبادت کے لیے غسل کرے اگر چہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو پھر غسل نہ کرے۔

مسئلہ ۵۰۳ : اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی شرمگاہ میں کچھ روئی داخل کرے اور پھر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد نکالے۔ پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادت بجالائے اور خون ختم نہ ہونے کی صورت میں اگر وہ حیض کی معین عادت نہ رکھتی ہو یا اس کی عادت دس دن کی ہو تو اسے چاہیے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا ختم ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دن سے کم کی ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون ختم ہو جائے گا تو اسے غسل نہیں کرنا چاہیے اور اگر اس بات کا احتمال ہو کہ خون دس دن کے بعد بھی آئے گا تو اسے چاہیے کہ ایک دن کے لیے عبادت ترک کرے اور بعد میں یہ جائز ہے کہ استحاضہ کے احکام پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ دسویں دن تک وہ تمام چیزیں ترک کرے جو حائض کے لیے انجام دینا جائز نہیں اور مستحاضہ کے وظائف کے مطابق عمل کرے اور یہ حکم اس عورت کے لیے مخصوص ہے جسے عادت سے پہلے لگاتار خون نہیں آتا تھا ورنہ عادت گزرنے کے بعد عبادت ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۴ : اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہیے کہ جو نمازیں اور روزے وہ ان دنوں میں نہیں بجالائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجالاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض تھا اور اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرے۔

نفاس

مسئلہ ۵۰۵ : بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے جو خون عورت کو آئے اگر وہ دس دن سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمہ پر بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے۔ اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰۶ : جو خون عورت کو بچہ کا پہلا جزء باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۷ : یہ ضروری نہیں کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل بھی ہو تب بھی اسے بچہ جننا کہا جا سکتا ہو تو وہ خون جو عورت کو دس دن تک آئے گا خون نفاس ہوگا۔

مسئلہ ۵۰۸ : یہ ہوسکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ مدّت تک نہ آئے لیکن وہ دس دن سے زیادہ نہیں آتا۔

مسئلہ ۵۰۹ : اگر کوئی عورت شک کرے کہ کوئی چیز سقط ہوئی ہے یا نہیں یا یہ کہ جو چیز سقط ہوئی ہے وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لیے تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۰ : مسجد میں ٹھہرنا اور دوسرے افعال جو حائض پر حرام ہیں بنا بر احتیاط نفساء پر بھی حرام ہیں۔اور جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۵۱۱ : جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے۔لیکن اگر اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو اس کے لیے کفارہ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۲ : جب عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اسے چاہیے کہ غسل کرے اور عبادت بجالائے اور اگر اسے دوبارہ خون آئے تو اگر جن دنوں میں اسے خون آیا ہے اور درمیانی دن جن میں وہ پاک رہی ہے سب ملا کر دس دن یا دس سے کم دن ہوں تو وہ تمام ایام نفاس ہیں اور اگر ان دنوں میں جب وہ پاک تھی اس نے روزہ بھی رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۵۱۳ : اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال اس بات کا ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو اسے چاہیے کہ کچھ روئی اپنی شرمگاہ میں داخل کرے اور کچھ دیر انتظار کرے پھر اگر وہ پاک ہو تو عبادات کے لیے غسل کرے۔

مسئلہ ۵۱۴ : اگر عورت کو خون نفاس دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدّت نفاس اور باقی استحاضہ ہے اور اگر عادت نہ رکھتی ہو تو اپنے کنبے کی عورتوں کی عادت کے برابر مدّت کو نفاس قرار دے اور باقی دس دن تک احتیاط کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارویں دن تک استحاضہ کے افعال بجالائے اور وہ کام جو نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کردے۔

مسئلہ ۵۱۵ : اگر کسی ایسی عورت کو جس کے حیض کی عادت دس دن سے کم ہو اپنی عادت سے زیادہ دن خون آئے تو اسے چاہیے کہ اپنی عادت کے دنوں کے بقدر نفاس قرار دے اور اس کے بعد اس پر واجب ہے کہ ایک دن عبادت ترک اور اس کے بعد جائز ہے کہ مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے یا یہ کہ دس دن تک عبادت ترک کرے۔اور اگر خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اسے چاہیے کہ عادت کے دنوں کے بعد دسویں دن تک بھی استحاضہ قرار دے اور جو عبادات وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے۔مثلاً جس عورت کی عادت چھ دن کی ہو اگر اسے چھ دن سے زیادہ خون آئے تو اسے چاہیے کہ چھ دن کو

نفاس قرار دے اور ساتویں دن بھی عبادت ترک کرے اور آٹھویں' نویں اور دسویں دن اسے اختیار ہے کہ یا عبادت ترک کرے یا استحاضہ کے افعال بجالائے اور اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آیا ہو تو اس کی عادت کے بعد کے دن سے وہ استحاضہ متصور ہوگا۔

مسئلہ ۵۱۶ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عادت رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدّت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کے بقدر وہ خون نفاس ہے اور جو خون نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدّت تک اسے متواتر خون آئے تو سترھویں تاریخ تک نفاس اور سترھویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتیٰ کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ عادت کے دنوں میں ہو تو حیض ہے خواہ اس میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر وہ خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آئے لیکن حیض کی علامات رکھتا ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے البتہ اگر وہ خون جو اسے نفاس سے دس دن گزرنے کے بعد آئے اس کی حیض کی عادت کے ایام میں نہ ہو اور حیض کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵۱۷ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدّت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دن کے لیے وہی حکم ہے جس کا ذکر آچکا ہے اور دنوں کی دوسری دہائی میں جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے اگر اس میں حیض کی علامات ہوں یا اس کی عادت کے وقت آیا ہو تو حیض ہے۔

غسلِ مسِ میّت

مسئلہ ۵۱۸ : اگر کوئی شخص کسی ایسے مردہ انسان کے بدن کو مس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو۔ یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو اسے چاہیے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مردے کا بدن مس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ اپنی مرضی سے مس کیا ہو خواہ بے اختیاری کے عالم میں حتیٰ کہ اس کا ناخن یا ہڈی مردے کے ناخن یا ہڈی سے چھو جائے تب بھی اسے چاہیے کہ غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۹ : اگر کوئی شخص اپنے بال مردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مردے کے بالوں سے لگائے اور بال اتنے لمبے ہوں کہ عرف عام میں مس میت کہنا اس پر صادق نہ آئے تو اس شخص پر غسل واجب

نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۰ : جس مردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا خواہ اس کے بدن کا جو حصہ چھوا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۵۲۱ : مردہ بچے کو چھونے پر حتیٰ کہ ایسے سقط شدہ بچے کو چھونے پر جس کے چار مہینے مکمل ہو چکے ہوں غسل مس میت واجب ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینے کا مردہ بچہ پیدا ہوا ہو اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو چکا ہو اور وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو چھو جائے تو ماں کو چاہیے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۲ : جو بچہ ماں کے مر جانے اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اگر وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو مس کرے تو اس پر واجب ہے کہ جب بالغ ہو تو غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۳ : اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے بدن کے کسی حصے کو مس کرے تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کو چاہیے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۴ : اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے کو عاقل ہونے اور بچے کو بالغ ہونے کے بعد چاہیے کہ غسل مس میت کرے۔ اگر بچہ ممیز ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اب بھی غسل کرے اور بالغ ہونے کے بعد دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۵۲۵ : اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک ایسا حصہ جدا ہو جائے جس میں ہڈی ہو اور اس سے پہلے کہ جدا شدہ حصہ کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کر لے تو اسے چاہیے کہ غسل مس میت کرے لیکن جو حصہ جدا ہوا ہو اگر اس میں ہدی نہ ہو تو اسے مس کرنے پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۶ : ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جس پر گوشت نہ ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے بنا بر احتیاط واجب غسل واجب ہے۔ اور دانت خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے جدا ہوئے ہوں ان کو مس کرنے پر غسل واجب نہیں۔

مسئلہ ۵۲۷ : غسل مس میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے لیکن جس شخص نے میت کو مس کیا ہو اگر نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۵۲۸ : اگر کوئی شخص کئی ایک میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

مسئلہ ۵۲۹ : جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لیے مسجد میں ٹھہرنا اور بیوی سے جماع کرنا اور ان

آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس سے ملتے جلتے افعال کے لیے اسے غسل کرنا چاہیے۔

محتضر کے احکام

مسئلہ ۵۳۰: جو مسلمان محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا اسے احتیاط کی بناپر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہیے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۳۱: اولیٰ یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی روبقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس میں اس پر نماز (یعنی نماز جنازہ) پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۳۲: جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اسے بنابر احتیاط روبقبلہ لٹانا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے ولی سے اجازت لینا احوط ہے۔

مسئلہ ۵۳۳: جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اسے شہادتین اور بارہ اماموں کے اقرار اور دوسرے دینی عقائد کی تلقین اس طرح کرنا کہ وہ سمجھ لے مستحب ہے۔ اور موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا اس کے (یعنی میت کے) اوپر واجب ہے۔

مسئلہ ۵۳۴: مستحب ہے کہ جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دُعا کی اس طرح تلقین کی جائے کہ وہ سمجھ لے۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَعَاصِیْکَ وَاقْبَلْ مِنِّیَ الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ یَا مَنْ یَّقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَ یَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اِقْبَلْ مِنِّیَ الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنِّیَ الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ" اس کے علاوہ کلمات فرج لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَرِیْمُ ..الخ۔ کی تلقین کی جائے۔

مسئلہ ۵۳۵: کسی کی جان سختی سے نکل رہی ہو تو اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۳۶: جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لیے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورۂ یٰسین، سورۂ صافات، سورۂ احزاب، آیت الکرسی، اور سورۂ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جا سکے پڑھا جائے۔

مسئلہ ۵۳۷: جو شخص جاں کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا اور کوئی چیز اس کے پیٹ پر رکھنا اور جنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا اور اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا اور رونا اور صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

مسئلہ ۵۳۸ : مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیے جائیں اور اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے اور اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے ۔اور اگر موت رات کو واقع ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہیے کہ جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں اور جنازے میں شرکت کے لیے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں ۔لیکن اگر اس کے مرنے کا یقین نہ ہو تو انتظار کریں تا کہ صورت حال واضح ہو جائے ۔علاوہ ازایں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو چاہیے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا بایاں پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

میت کے غسل، کفن، حنوط، نماز اور دفن کا واجب ہونا

مسئلہ ۵۳۹ : کسی مسلمان کا غسل ،کفن ،نماز میت اور دفن خواہ وہ اثناعشری شیعہ نہ بھی ہو ہر مکلّف کے لیے واجب ہے اور اگر کچھ لوگ ان کاموں کو انجام دے دیں تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھی ان واجبات کو ادا نہ کرے تو سبھی گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ ۵۴۰ : اگر کوئی شخص میت سے متعلقہ کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لیے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو دوسروں کو چاہیے کہ انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں ۔

مسئلہ ۵۴۱ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے ۔لیکن اگر اسے محض شک یا گمان ہو تو چاہیے کہ اقدام کرے۔

مسئلہ ۵۴۲ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے عمل میں لایا گیا ہے تو اسے چاہیے کہ ان کاموں کو دوبارہ سرانجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو (یعنی یقین نہ ہو) یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۴۳ : احتیاط کی بنا پر میت کے غسل ،کفن ،نماز اور دفن کے لیے اس کے ولی سے اجازت لے لینی چاہیے۔

مسئلہ ۵۴۴ : عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور اس کے بعد وہ مرد جو میت کے وارث ہوں اس کی وارث عورتوں سے مقدم ہیں۔

مسئلہ ۵۴۵ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی یا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل ،کفن ،اور دفن کو انجام دوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی

دیں کہ یہ شخص ٹھیک کہہ رہا ہے تو اس کے کہنے کو قبول کر لینا چاہیے۔

مسئلہ ۵۴۶ : اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لیے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اس شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو مرنے والے نے یہ کام انجام دینے کے لیے مقرر کیا ہو وہ اس وصیت کو قبول کرے۔ لیکن اگر قبول کر لے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے۔

میت کے غسل کی کیفیت

مسئلہ ۵۴۷ : میت کو تین غسل دینے واجب ہیں۔ پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری ملی ہوئی ہو (یعنی بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں) دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

مسئلہ ۵۴۸ : بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہونے چاہئیں کہ پانی کو مضاف کر دیں اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۵۴۹ : اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو بنا بر احتیاط مستحب جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

مسئلہ ۵۵۰ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کے بجائے خالص پانی سے دینا چاہیے لیکن اگر وہ حج کے احرام میں ہو اور سعی مکمل کر چکا ہو تو اس صورت میں کافور والے پانی سے غسل دینا چاہیے۔

مسئلہ ۵۵۱ : اگر بیری اور کافور یا ان میں کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو چاہیے کہ ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن ہو بنا بر احتیاط میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے اور تیمم بھی کرایا جائے۔

مسئلہ ۵۵۲ : جو شخص میت کو غسل دے اسے شیعہ اثناعشری مسلمان اور بالغ اور عاقل ہونا چاہیے اور غسل کے مسائل سے واقف ہونا چاہیے لیکن اگر غیر اثناعشری مسلمان کی میت کو اس کا اپنا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثنا عشری سے ذمے داری ساقط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۵۵۳ : جو شخص غسل دے اسے چاہیے کہ قربت کی نیت رکھتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیے غسل دے۔

مسئلہ ۵۵۴ : مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے۔ اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن، دفن، جائز نہیں ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر وہ اسلام کے حکم میں ہو تو اسے

غسل دینا چاہیے۔

مسئلہ ۵۵۵ : اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا چاہیے اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیے دفن کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۵۵۶ : مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو غسل دینا حرام ہے۔لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اگر چہ مستحب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو حالت اختیار میں غسل نہ دے۔

مسئلہ ۵۵۷ : مرد اس لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو اور عورت بھی اس لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۵۵۸ : اگر مرد کی میت کو غسل دینے کے لیے مرد نہ مل سکے تو عورتیں جو اس کی قرابت دار اور محرم ہوں مثلاً ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ یا وہ عورتیں جو دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کی محرم ہو گئی ہوں کپڑے یا کسی اور چیز کے نیچے سے جس سے اس کا بدن ڈھک جائے اسے غسل دے سکتی ہیں اور اسی طرح اگر عورت کی میت کو غسل دینے کے لیے کوئی اور عورت نہ ہو تو جو مرد اس کے قرابت دار محرم ہوں یا دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کے محرم ہو گئے ہوں اسے لباس کے نیچے سے غسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۵۵۹ : اگر میت اور جو شخص اسے غسل دے دونوں مرد ہوں یا دونوں عورتیں ہوں تو بہتر یہ ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو۔

مسئلہ ۵۶۰ : میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر اس پر نظر ڈالے تو گنہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵۶۱ : اگر میت کے بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر غسل دینے سے پہلے اس حصے کو دھو کر پاک کر لینا چاہیے اور بلکہ لازم یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک ہو۔

مسئلہ ۵۶۲ : غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب میت کو غسل ترتیبی دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے اور اگر ممکن ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے تینوں حصوں میں سے کسی حصے کو پانی میں نہ ڈبویا جائے بلکہ پانی اس کے اوپر ڈالا جائے۔

مسئلہ ۵۶۳ : جو فرد حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ ۵۶۴ : میت کو غسل دینے کی اجرت لینا حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت حاصل کرنے کے لیے میت کو غسل دے تو وہ غسل باطل ہے۔لیکن غسل کی تیاری کے کاموں کے لیے اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۵ : اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی امر مانع ہو تو ہر غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرانا چاہیے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تینوں غسلوں کے بدلے ایک اور تیمم بھی کرایا جائے اور جو شخص تیمم کرا رہا ہو وہ ان تیمموں میں سے ایک مافی الذمہ کی نیت کرے یعنی نیت کرے کہ یہ تیمم اس تکلیف شرعی کو بجالانے کے لیے کرا رہا ہوں جو مجھ پر واجب ہے تو پھر چوتھے تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۶ : جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

میت کے کفن کے احکام

مسئلہ ۵۶۷ : مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا چاہیے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۶۸ : لنگ اس طرح ہو کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن کے اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ یا پیراہن ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہیے کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہیے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر آسکے۔

مسئلہ ۵۶۹ : لنگ کی اتنی مقدار جو ناف سے گھٹنوں تک کے حصے کو ڈھانپ لے اور کرتے یا پیرہن کی اتنی مقدار جو کندھے سے نصف پنڈلی تک ڈھانپ لے کفن کے لیے واجب ہے اور اس مقدار سے زیادہ جو کچھ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے وہ کفن کی مستحب مقدار ہے۔

مسئلہ ۵۷۰ : اگر میت کے وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں کہ کفن واجب سے زائد (جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے) ان کے حصے سے لے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو بالغ نہ ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۵۷۱ : اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار جس کا ذکر دو سابقہ مسائل میں آچکا ہے اس کے تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن اس کے تہائی مال سے لیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۲ : اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کے اصل مال سے لیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب کفن میت کی حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سستی سے سستی قیمت پر حاصل کیا جائے اگر وارثوں میں سے وہ لوگ جو بالغ ہوں اجازت دیں کہ ان کے حصے سے لیا جائے تو جس حد تک وہ اجازت دیں ان کے حصے سے لیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۳ : عورت کے کفن کی ذمے داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔اسی طرح اگر عورت کو ان شرائط کے مطابق جن کی تفصیل طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے شوہر کے لیے لازم ہے کہ اسے کفن دے۔اور اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہیے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

مسئلہ ۵۷۴ : میت کو کفن دینا اس کے قرابت داروں پر واجب نہیں گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

مسئلہ ۵۷۵ : واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے کوئی بھی اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے۔

مسئلہ ۵۷۶ : مردار کی کھال یا غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ بھی ہو جائز نہیں پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو خواہ میت کو دفن بھی کیا جاچکا ہو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہیے۔

مسئلہ ۵۷۷ : میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا جس میں زردوزی کا کام کیا گیا ہو جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۷۸ : کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو اس جانور کی اون اور بالوں سے تیار کیا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے یا اس جانور کی کھال سے بنایا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حلال ہے اختیار کی حالت میں جائز نہیں لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بالوں اور اُون کا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا کفن نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۵۷۹ : اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو چاہیے کہ جتنا حصہ نجس ہوا ہے دھو ڈالیں یا کاٹ ڈالیں خواہ میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جاچکا ہو۔اور اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل دینا ممکن ہو تو چاہیے کہ بدل دیں۔

مسئلہ ۵۸۰ : اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا چاہیے

اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۸۱ : انسان کے لیے اپنی زندگی میں کفن بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

مسئلہ ۵۸۲ : غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کا حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملا جائے اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے اور کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہیے۔اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کا عطر زائل ہو گیا ہو تو کافی نہیں۔

مسئلہ ۵۸۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۸۴ : بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔اگر چہ کفن پہنانے کے دوران یا اس کے بعد بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۵ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ماسواء اس کے کہ احرام حج کی صورت میں سعی کرنے کے بعد مرے۔

مسئلہ ۵۸۶ : اگر چہ ایک ایسی عورت کے لیے جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو خوشبو لگانا حرام ہے لیکن اگر وہ عورت مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۸۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

مسئلہ ۵۸۸ : مستحب ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار کافور میں ملا لی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہیے جہاں لگانے سے بے احترامی ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۵۸۹ : اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لیے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ سات اعضاء کے لیے کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر چاہیے کہ پہلے پیشانی پر اور اس کے بعد اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

مسئلہ ۵۹۰ : مستحب ہے کہ دو تر و تازہ لکڑیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نماز میت کے احکام

مسئلہ ۵۹۱ : ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے احکام کے تحت ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۹۲ : ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن ایسے بچے کی میت پر نماز پڑھنا جو مردہ پیدا ہوا ہو مستحب نہیں۔

مسئلہ ۵۹۳ : میت کی نماز اسے غسل دینے، حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھنی چاہیے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۴ : جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کر رکھا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصب کردہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہے۔

مسئلہ ۵۹۵ : جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو اسے چاہیے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۹۶ : احتیاط کی بنا پر چاہیے کہ جس جگہ ایک شخص میت کی نماز پڑھے وہ غصبی نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے نیچی یا اونچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۹۷ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت با جماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جب کہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۹۸ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن اگر نماز با جماعت پڑھی جائے اور جماعت کی صف میت کے دونوں طرف سے گزر جائے تو ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۹ : بنا بر احتیاط میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ یا دیوار یا کوئی اور ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۰۰ : نماز پڑھتے وقت میت کی شرمگاہ ڈھکی ہوئی ہونی چاہیے اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی چیز سے کیوں نہ ہو ڈھانپ دیں۔

مسئلہ ۶۰۱ : نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھنی چاہیے اور نیت کرتے وقت میت کو معین کر لینا چاہیے کہ مثلاً

نیت کرنی چاہیے کہ میں اس میت پر قربۃ الی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔

مسئلہ ۶۰۲ : اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز میت نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

مسئلہ ۶۰۳ : اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص میت کے ولی سے اجازت حاصل کر لے۔

مسئلہ ۶۰۴ : میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر میت کسی صاحب علم وتقویٰ کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۵ : اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے واجب ہے کہ جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آ چکا ہے ان کے ساتھ اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔

نماز میت کا طریقہ

مسئلہ ۶۰۶ : میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

نیت کرنے اور پہلی تکبیر پڑھنے کے بعد کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ

دوسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

تیسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ

اور اگر میت عورت ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتِ

اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَّنَذِيْراً بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ...

دوسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّداً وَّ آلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَاصَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ صَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ

مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ اَللّٰهُمَّ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ اِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَ اِنْ كَانَ مُسِيْئاً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِيْ اَعْلىٰ عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلىٰ اَهْلِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَ ارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ اَمَتُكَ وَ ابْنَةُ عَبْدِكَ وَ ابْنَةُ اَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا خَيْراً وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهَا وَاِنْ كَانَتْ مُسِيْئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْهَا وَ اغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عِنْدَكَ فِيْ اَعْلىٰ عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلىٰ اَهْلِهَا فِي الْغَابِرِيْنَ وَ ارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔

مسئلہ ۶۰۷ : تکبیریں اور دعائیں یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھنی چاہئیں کہ نماز کی اپنی شکل نہ کھو بیٹھے۔

مسئلہ ۶۰۸ : جو شخص میت کی نماز با جماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہی ہو اسے چاہیے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مستحبات

مسئلہ ۶۰۹ : چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں۔

۱... جو شخص نماز میت پڑھے اس نے وضو یا غسل یا تیمم کرلیا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمم اس صورت میں کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نماز میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔

۲... اگر میت مرد کی ہو تو امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے جسم کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت کی ہو تو پھر اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

۳... نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔

۴... ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

۵... نماز پڑھنے والے اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نماز پڑھنے والے کے لباس کو حرکت دے تو وہ جنازہ کو جا چھوئے۔

۶... نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

۷... امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور جو لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں وہ آہستہ پڑھیں۔

۸... نماز جماعت میں ماموم خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

۹... نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لیے زیادہ دعا کرے۔

۱۰... باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ الصلواۃ کہے۔

۱۱... نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لیے لوگ زیادہ تر جاتے ہوں۔

۱۲... اگر حیض والی عورت نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نماز پڑھنے والوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۶۱۰ : نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

مسئلہ ۶۱۱ : میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں۔ اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ جانور اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۶۱۲ : اگر میت زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کے بجائے اسے کمرے یا تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۱۳ : میت کو قبر میں دائیں پہلو پر اس طرح لٹانا چاہیے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ رو بقبلہ ہو۔

مسئلہ ۶۱۴ : اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ انتظار کریں تا کہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ چاہیے کہ اسے کشتی میں ہی غسل دیں۔ حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد بنا بر احتیاط اگر ممکن ہو تو اسے چٹائی میں رکھیں اور اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں ورنہ کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھیں اور سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ نہیں گرانا چاہیے جہاں جانور اسے فوراً اپنا لقمہ بنا لیں۔

مسئلہ ۶۱۵ : اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے ناک یا کان یا دوسرے اعضاء کاٹ لے گا تو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے اسے سمندر میں ڈال دیں۔

مسئلہ ۶۱۶ : اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال میں سے لینے چاہئیں۔

مسئلہ ۶۱۷ : اگر کوئی کافر عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں مرا ہوا بچہ ہو یا بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہیے تا کہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۶۱۸ : مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۱۹ : مسلمان کو ایسی جگہ دفن کرنا جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز نہیں مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو۔

مسئلہ ۶۲۰ : میت کو غصبی جگہ میں یا ایسی زمین میں جو دفن کرنے کے علاوہ کسی مقصد کے لیے وقف ہو (مثلاً مسجد میں) دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۱ : میت کو کسی دوسرے مردے کی قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ ماسوا اس کے کہ قبر پرانی ہو گئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو۔

مسئلہ ۶۲۲ : جو چیز میت سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال، ناخن اور دانت ہی ہوں اسے بنابر احتیاط اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا چاہیے اور جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۲۳ : اگر کوئی شخص کنویں میں مر جائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو چاہیے کہ کنویں کا منہ بند کر دیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

مسئلہ ۶۲۴ : اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے اور اس کا رحم میں رہنا ماں کے لیے خطرے کا موجب ہو تو چاہیے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چاہیے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے سے یا پھر کسی اہل فن عورت کے ذریعے سے نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے محرم مرد کے ذریعے نکالیں جو اہل فن ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نامحرم مرد جو اہل فن ہو بچے کو باہر نکالے اور اگر کوئی ایسا شخص بھی موجود نہ ہو تو پھر جو شخص اہل فن نہ ہو وہ بچے کو باہر نکال سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۲۵ : اگر ماں مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہیے کہ خواہ وہ اس بچے کے زندہ رہنے کی امید نہ بھی رکھتے ہوں تب بھی ان اشخاص کے ذریعے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے میت کا بایاں پہلو چاک کر کے بچے کو باہر نکالیں اور پھر وہ پہلو دوبارہ سی دیں۔

دفن کے مستحبات

مسئلہ ۶۲۶ : مستحب ہے کہ متعلقہ اشخاص قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کیے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں قبروں پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ کر کے تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھائیں چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد کی ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت کی ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلہ کے طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور دعائیں جنہیں پڑھنے کے لیے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرنے کے وقت پڑھیں اور میت کو لحد میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دین اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تا کہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پہلے کہ لحد کو بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر رکھیں اور بایاں ہاتھ میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں اِسْــمَعْ اِفْهَــمْ يَــا فُلَانَ اِبْــنِ فُلَانٍ اور فلاں ابن فلاں کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں اِسْمَعْ اِفْهَمْ يَا مُوْسَىٰ بْنِ عِمْرَانَ۔

اس کے بعد کہیں هَـلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَنَّ مُـحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَ سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامٌ نِ افْتَـرَضَ الـلّٰـهُ طَـاعَـتَـهٗ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَبْنَ عَلِيٍّ وَّ جَعْفَرَبْنَ مُحَمَّدٍ وَّ مُوْسَىٰ بْنَ جَعْفَرٍ وَّ عَلِيَّ بْنَ مُوْسَىٰ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّ الْـحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّ الْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِیَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ آئِمَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْـمَعِيْنَ وَ اَئِمَّتُکَ اَئِمَّةُهُدیً اَبْرَارٍ يَا فُلَانُ اِبْنُ فُلَانٍ اور فلاں ابن فلاں کے بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔

اور پھر کہیں اِذَا اَتَـاکَ الْـمَـلَـکَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ وَ سَئَلاکَ عَنْ رَّبِّکَ وَ عَنْ نَبِيِّکَ وَ عَنْ کِتَابِکَ وَ عَنْ قِبْلَتِکَ وَ عَنْ اَئِمَّتِکَ فَلَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ وَ قُلْ فِیْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ رَبِّیْ

وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ نَبِيٌّ وَ الْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَ الْقُرآنُ كِتَابِيْ وَ الْكَعْبَةُ قِبْلَتِيْ وَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِمَامِيْ وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُجْتَبىٰ اِمَامِيْ وَ الْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَا اِمَامِيْ وَ عَلِيُّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِمَامِيْ وَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ اِمَامِيْ وَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ اِمَامِيْ وَ مُوْسىٰ الْكَاظِمُ اِمَامِيْ وَ عَلِيُّ الرِّضَا اِمَامِيْ وَ مُحَمَّدُ الْجَوَادُ اِمَامِيْ وَ عَلِيُّ الْهَادِيْ اِمَامِيْ وَ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ اِمَامِيْ وَ الْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِيْ هٰؤُلَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِيْ وَ سَادَتِيْ وَ قَادَتِيْ وَ شُفَعَآئِيْ بِهِمْ اَتَوَلّٰى وَ مِنْ اَعْدَآئِهِمْ اَتَبَرَّأُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ ثُمَّ اِعْلَمْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ

اور فلان ابن فلان کے بجائے میت اور اسکے باپ کا نام لے کر پھر کہیں اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَ اَوْلَادَهُ الْمَعْصُوْمِيْنَ الْاَئِمَّةَ الْاِثْنىٰ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَ اَنَّ مَاجَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ حَقٌّ وَ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَ سُؤَالَ مُنْكَرٍ وَ نَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ النُّشُوْرَ حَقٌّ وَ الصِّرَاطَ حَقٌّ وَ الْمِيْزَانَ حَقٌّ وَ تَطَائُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

پھر کہے اَفَهِمْتَ يَا فُلَانُ اور فلان کے بجائے میت کا نام لیں اور اس کے بعد کہیں ثَبَّتَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَ هَدَاكَ اللّٰهُ اِلىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَوْلِيَآئِكَ فِيْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ اس کے بعد کہیں اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَ اصْعَدْ بِرُوْحِهٖ اِلَيْكَ وَ لَقِّهٖ مِنْكَ بُرْهَاناً اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ۔

مسئلہ ۶۲۷ : مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے قرابت داروں کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے قرابت دار اسے قبر میں اتاریں۔

مسئلہ ۶۲۸ : مستحب ہے کہ قبر مربع یا مستطیل شکل کی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے تا کہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور انگلیاں کھول کر انہیں مٹی میں داخل کریں اور سات مرتبہ سورۂ مبارکہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھیں اور میت کے لیے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَ اصْعَدْ بِرُوْحِهٖ اِلَيْكَ وَ لَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَانًا وَاَسْكِنْ قَبْرَهٗ مِنْ رَّحْمَتِكَ مَا تُغْنِيْهِ بِهٖ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔

مسئلہ ۶۲۹ : مستحب ہے کہ جو لوگ تشییع جنازہ کے لیے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

مسئلہ ۶۳۰ : مستحب ہے کہ سوگواران کو پرسہ دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسا نہ دینا بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لیے تین دن تک کھانا بھیجا جائے اور ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۳۱ : مستحب ہے کہ انسان قرابت داروں کی موت پر اور خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور میت کے لیے قرآن مجید پڑھے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کردے تا کہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

مسئلہ ۶۳۲ : کسی کی موت پر بھی انسان کے لیے جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن نوچے اور اپنے آپ کو طمانچے مارے اور اذیت پہنچائے۔

مسئلہ ۶۳۳ : باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۴ : اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ نوچے اور خون آلود کرلے یا بال اکھیڑے تو بنابر احتیاط وہ ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶۳۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

مسئلہ ۶۳۶ : مناسب ہے کہ میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو اس کے لیے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس دفعہ انا انزلناہ پڑھی جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَهَا اِلٰى قَبْرِ فُلَانٍ اور فلان کے بجائے میت کا نام لیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۷ : نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نمازعشاء کے بعد پڑھی جائے۔

مسئلہ ۶۳۸ : اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہیے۔

نبش قبر

مسئلہ ۶۳۹ : کسی مسلمان کا نبش قبر یعنی اس کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۴۰ : امام زادوں، شہیدوں، عالموں، اور صالح لوگوں کی قبروں کا کھولنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں حرام ہے۔

مسئلہ ۶۴۱ : چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کا کھولنا حرام نہیں ہے۔

۱... جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی نہ ہو۔

۲... جب کفن یا کوئی چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعا یا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے تو ان چیزوں کو نکالنے کے لیے قبر کو نہیں کھولا جا سکتا۔

۳... جب قبر کا کھولنا میت کی ہتک کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتہ چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں روبقبلہ نہیں لٹایا گیا تھا۔

۴... جب کوئی حق ثابت کرنے کے لیے میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

۵... جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

۶... جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لیے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

۷... جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کا بدن چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

۸... جب میت کے بدن کا کوئی حصہ دفن کرنا مقصود ہو جو اس کے ساتھ دفن نہ ہوا ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کے اس حصہ کو اس طرح قبر میں رکھیں کہ میت کا بدن نظر نہ آئے۔

۹... جب میت کو مشاہد مشرفہ (یعنی مقدس مقامات مثلاً نجف اشرف' کربلائے معلیٰ' یا مشہد مقدس وغیرہ) میں منتقل کرنا مقصود ہو اور بالخصوص اگر اس نے اس بارے میں وصیت کی ہو۔

مستحب غسل

مسئلہ ۶۴۲ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت سے مستحب غسل ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱... غسل جمعہ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجالایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر غروب آفتاب تک بجالائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو مستحب ہے کہ ہفتہ کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجالائے۔ اور جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہوگا وہ رجاء کی نیت سے جمعرات کے دن غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مَحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

۲... ماہ رمضان کی پہلی اور سترہویں رات اور انیسوین' اکیسویں' اور تیئسویں راتوں کے پہلے حصے کا غسل اور چوبیسویں رات کا غسل۔

۳... عیدالفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے ظہر تک ہے اور ظہر کے بعد غروب آفتاب تک رجاء کی نیت سے کیا جا سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے

۴... عید فطر کی رات کا غسل۔ اس کا وقت مغرب کے اول وقت سے لے کر صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ رات کے پہلے حصے میں کر لیا جائے۔

۵... ماہ ذی الحجہ کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور نویں دن بہتر ہے کہ ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

۶... اس شخص کا غسل جس نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھی ہو جب کہ پورے چاند اور سورج کو گرہن لگا ہو۔

۷... اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل دیا جا چکا ہو۔

۸... احرام کا غسل۔

۹... حرم میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۰... مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۱... خانہ کعبہ کی زیارت کا غسل۔

۱۲... کعبہ میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۳... نحر اور ذبح اور حلق (بال مونڈنے) کے لیے غسل۔

۱۴... مدینہ منور میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۵... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں داخل ہونے کا غسل۔

۱۶... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل۔

۱۷... دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل۔

۱۸... نوزائیدہ بچے کو غسل دینا۔

۱۹... استخارہ کرنے کے لیے غسل۔

۲۰... دعائے باران کے لیے غسل۔

۲۱... پورے سورج گرہن کے وقت کا غسل (جب سورج مکمل طور پر سیاہ ہوجائے)۔

۲۲... غسل زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السلام قصد رجاء سے کیا جائے البتہ بعض مخصوص زیارتوں میں غسل مستحب ہے جو اپنے مقام پر مذکور ہے۔ اگرچہ زیارت دور سے کی جائے۔

مسئلہ ۶۴۳ : فقہا نے مستحب غسلوں کے بیان میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱... ماہ رمضان المبارک کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

۲... ماہ ذی الحجہ کے چوبیسویں دن کا غسل۔

۳... عید نوروز کے دن اور پندرھویں شعبان اور نویں اور سترھویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

۴... اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیے خوشبو استعمال کی ہو۔

۵... اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سوگیا ہو۔

۶... اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھتے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر پڑ گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

۷... مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا غسل۔

۸... دور یا نزدیک سے معصومینؑ کی زیارت کے لیے غسل۔ احوط یہ ہے کہ یہ تمام غسل رجاء کی نیت سے بجالائے جائیں۔

مسئلہ ۶۴۴ : اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل بجالائے تو کافی ہے۔

تیمّم

تیمّم کی پہلی صورت:

سات صورتوں میں وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرنا چاہیے۔اول یہ کہ وضو یا غسل کے اندازے کے مطابق پانی مہیا کرنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۶۴۵ : اگر انسان آبادی میں ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہیے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنے کے لیے اتنی جستجو کرے کہ آخر کار اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہو اور وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ راہ چلنا دشوار ہو تو چاہیے کہ چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی پرواز کے اندازے سے پانی کی تلاش میں جائے (مجلسی اولؒ نے کتاب شرح **من لایحضر الفقیه** میں اس تیر کے پرواز کی مقدار دو سو قدم معین کی ہے) ۔ورنہ ہر طرف انداز اُدو بار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

مسئلہ ۶۴۶ : اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض اونچی نیچی ہوں تو جو طرف ہموار ہو اس میں دو تیروں کی پرواز کے اندازے سے اور جو طرف ہموار نہ ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے اندازے سے تلاش کرے۔

مسئلہ ۶۴۷ : جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۴۸ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس وقت ہو اور یقین رکھتا ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لیے پانی تلاش کرنا واجب ہے اس سے دور مقام پر پانی موجود ہے تو اسے چاہیے کہ پانی حاصل کرنے کے لیے وہاں جائے اور اگر محض گمان رکھتا ہو کہ وہاں پانی ہے تو اس جگہ جانا ضروری نہیں البتہ اگر گمان قوی اور اطمینان کی حد تک ہو تو اسے چاہیے کہ پانی حاصل کرنے کے لیے وہاں جائے۔

مسئلہ ۶۴۹ : یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کو بھیج سکتا ہے جس کے کہنے پر اسے اطمینان ہو اور اس صورت میں اگر ایک شخص کئی اشخاص کی طرف سے جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۶۵۰ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کے اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو اسے چاہیے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو جائے یا اس کے حصول سے ناامید ہو جائے۔

مسئلہ ۶۵۱ : اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو

اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۲ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۳ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ وہ اس صعوبت کو برداشت نہ کر سکے تو تلاش ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۴ : اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۵ : اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو اگر کافی وقت ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۵۶ : اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہیے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۵۷ : جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کئے بغیر نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گذرنے سے پہلے اسے پتہ چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لیے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۵۸ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کسی شخص کا وضو باقی ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے باطل نہ کرے لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے مجامعت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۵۹ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باوضو ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیے پانی مہیا کرنا اس کے لیے ممکن نہیں ہے تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے باطل نہ کرے۔

مسئلہ ۶۶۰ : جب کوئی شخص فقط وضو یا غسل کے لیے پانی رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں اور پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ

گرائے۔

مسئلہ ۶۶۱ : اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ اسے پانی نہیں مل سکتا نماز کے وقت داخل ہونے کے بعد اپنا وضو باطل کردے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمم کی دوسری صورت :

مسئلہ ۶۶۲ : اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے یا چور اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے اور اگر پانی مہیا کرنے یا اسے استعمال کرنے میں اتنی تکلیف اٹھانی پڑے جو عام لوگوں کے نزدیک نا قابل برداشت ہو تو اس صورت میں یہی حکم ہے لیکن آخری صورت میں اگر تیمم نہ کرے اور وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۶۶۳ : اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لیے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور متعلقہ شخص مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرایہ پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو اسے چاہیے کہ انہیں حاصل کرے اور اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جا رہا ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنی زیادہ رقم خرچ ہوئی ہو کہ اس کے حالات کے پیش نظر اس کے لیے نقصان دہ ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۴ : اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لیے قرض اٹھائے تو اٹھا لے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضہ کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لیے قرض اٹھانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۵ : اگر کنواں کھودنے میں مشقت نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ پانی مہیا کرنے کے لیے کنواں کھودے۔

مسئلہ ۶۶۶ : اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے پانی دے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

تیمم کی تیسری صورت:

مسئلہ ۶۶۷ : اگر کسی شخص کو پانی استعمال کرنے سے اپنی جان پر بن جانے یا بدن میں کوئی عیب یا مرض پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا خوف ہو تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے لیکن اگر گرم پانی اس کے لیے مضر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ گرم پانی سے وضو یا غسل کرے۔

مسئلہ ۶۶۸ : کسی شخص کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اسے یقین ہو کہ پانی اس کے لیے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں بجا ہو اور اس احتمال سے اسے خوف لاحق ہو جائے تو چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ٦٦٩ : اگر کوئی شخص درد چشم میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لیے مضر ہو تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ٦٧٠ : اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا خوف کی وجہ سے تیمم کرے اور نماز سے پہلے اسے پتہ چل جائے کہ پانی اس کے لیے نقصان دہ نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اسے اس بات کا پتہ نماز کے بعد چلے تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہیے کہ وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر وقت گذر جائے تو قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ٦٧١ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ پانی اس کے لیے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ پانی اس کے لیے مضر تھا تو اگر نقصان اس حد تک نہ ہو کہ اس کا اٹھانا حرام ہو تو اس کا وضو اور غسل صحیح ہے۔

تیمم کی چوتھی صورت:

مسئلہ ٦٧٢ : اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ پانی وضو یا غسل کے لیے استعمال کر لینے سے زحمت میں مبتلاء ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

١... یہ کہ اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کر دے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہو جائے گا جو اس کی ہلاکت یا علالت کا موجب ہو گی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لیے سخت تکلیف کا باعث ہو گا۔

٢... یہ کہ اسے خوف ہو کہ جن لوگوں کی حفاظت کرنا اس پر واجب ہے وہ کہیں پیاس سے ہلاک یا بیمار نہ ہو جائیں۔

٣... یہ کہ کوئی اپنے علاوہ کسی دوسرے کی خاطر خواہ وہ انسان ہو یا حیوان' ڈرتا ہو اور اس کی ہلاکت یا بیماری یا بیتابی اسے گراں گزرتی ہو۔ ان صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ٦٧٣ : اگر کوئی شخص اس پاک پانی کے علاوہ جو وہ وضو یا غسل کے لیے رکھتا ہو اتنا نجس پانی بھی رکھتا ہو جتنا اسے اپنے اور اپنے متعلقین کے پینے کے لیے درکار ہو تو اسے چاہیے کہ پاک پانی پینے کے لیے رکھ لے اور تیمم کے ساتھ نماز پڑھے لیکن اگر پانی کسی حیوان یا نابالغ بچے کے لیے درکار ہو تو اسے چاہیے کہ نجس پانی انہیں دے دے اور پاک پانی سے وضو اور غسل کرے۔

تیمم کی پانچویں صورت:

مسئلہ ٦٧٤ : اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور وہ اتنی مقدار میں پانی رکھتا ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کر لے تو بدن یا لباس دھونے کے لیے پانی نہ بچتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ پانی وضو یا غسل کے لیے استعمال کر لے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

تیمّم کی چھٹی صورت:

مسئلہ ۶۷۵ : اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصب کردہ ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرے۔

تیمّم کی ساتویں صورت:

مسئلہ ۶۷۶ : جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جا سکے تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۷ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت باقی نہ رہے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۷۸ : اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۹ : اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود وضو نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا وظیفہ تیمم ہو تو اسے چاہیے کہ آئندہ نمازوں کے لیے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

مسئلہ ۶۸۰ : اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اگر اس کا وظیفہ تیمم ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد کی نمازوں کے لیے دوبارہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۸۱ : اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحبی افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ کے اندازے کے برابر بھی وقت نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورۃ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمّم کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۶۸۲ : مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے اور اگر مٹی نہ ہو تو ریت یا ڈھیلے پر اور اگر ریت یا ڈھیلا بھی نہ ہوں تو پتھر پر تیمم کیا جائے۔ احتیاط کی بنا پر پتھر کو ڈھیلے

پر مقدم کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۳ : سنگ گچ (جپسم) اور سنگ آہک (چونے کے پتھر) پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اختیار کی حالت میں پختہ گچ اور چونے اور پختہ اینٹ اور معدنی پتھر مثلاً سنگ عقیق پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۴ : اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلا یا پتھر نہ مل سکے تو اسے چاہیے کہ فرش اور لباس وغیرہ پر جو گرد و غبار ہو اس سے تیمم کرے اور اگر گرد بھی نہ ہو تو چاہیے کہ تر مٹی سے تیمم کرے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو جن چیزوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (گچ، چونا، اینٹ اور معدنی پتھر) ان پر بھی تیمم کرے اور اگر گرد اور تر مٹی بھی میسر نہ ہو تو ان چیزوں میں سے کسی ایک پر تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر تیمم کے نماز پڑھے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا کرے اور وقت میں دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۸۵ : اگر کوئی شخص فرش وغیرہ کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہو تو اس کا گرد پر تیمم کرنا باطل ہے اور اس طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہو تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۶۸۶ : جس شخص کے پاس پانی نہ ہو اگر وہ برف رکھتا ہو تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ اسے پگھلا کر پانی بنا لے اور اس سے وضو یا غسل کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضا کو تر کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کر لے اور وقت پر نماز پڑھے نیز احتیاط واجب ہے کہ آئندہ وقت میں قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۸۷ : اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہو جس پر تیمم باطل ہے تو متعلقہ شخص اس پر تیمم نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جا سکے تو اس مٹی وغیرہ پر تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۶۸۸ : اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جا سکے اور اس کا حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے مہیا کرے۔

مسئلہ ۶۸۹ : مٹی کی دیوار پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا مٹی کے ہوتے ہوئے تر زمین یا مٹی پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۹۰ : جس چیز پر انسان تیمم کرے وہ پاک ہونی چاہیے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک چیز نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن چاہیے کہ احتیاط کی بنا پر اس کی قضا کرے اور احتیاط واجب ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۱ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمم صحیح ہے اور اس پر تیمم کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس چیز پر تیمم

باطل تھا تو اسے چاہیے کہ جو نمازیں اس تیمم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۲ : ضروری ہے کہ ایک شخص جس چیز پر تیمم کرے اور جس مقام پر وہ چیز رکھی ہو وہ غصبی نہ ہو لہٰذا اگر وہ غصبی مٹی پر تیمم کرے یا ایسی مٹی کو جو اس کی اپنی ہو بلا اجازت دوسرے شخص کی زمین پر رکھ دے اور پھر اس پر تیمم کرے تو اس کا تیمم باطل ہوگا۔

مسئلہ ۶۹۳ : اگر کوئی شخص بھول کر یا غفلت کی وجہ سے غصبی چیز پر یا غصبی جگہ میں یا ایسی چیز پر جو غصبی ملکیت میں رکھی ہو تیمم کرلے تو تیمم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے اور اس پر تیمم کرے یا کسی ملکیت کو غصب کرے اور بھول جائے کہ غصب کی ہے اور جس چیز پر تیمم کر رہا ہو وہ اس زمین پر رکھ دی ہو یا اس ملکیت کی جگہ میں تیمم کرے تو ان پر اسی حکم کا اطلاق ہوگا جس کا اطلاق عمداً کام کرنے والے پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ۶۹۴ : اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں محبوس ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو اسے چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۵ : جس چیز پر ایک شخص تیمم کر رہا ہو بنا بر احتیاط چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ چیز گرد رکھتی ہو جو ہاتھ پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد بنا بر احتیاط واجب ہے کہ ہاتھ کو جھاڑے تا کہ اس کی گرد گر جائے۔

مسئلہ ۶۹۶ : گڑھے والی زمین پر اور راستے کی مٹی پر اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۶۹۷ : وضو یا غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں۔

۱... نیت۔

۲... دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہو۔

۳... اس مقام سے جہاں سر کے بال اگتے ہیں بھنووں اور ناک کے اوپر تک ساری پیشانی اور اس کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کا پھیرنا اور احتیاطاً چاہیے کہ ہاتھ بھنووں پر بھی پھیرے جائیں۔

۴... بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

مسئلہ ۶۹۸ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اس ترتیب سے کیا جائے ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی

پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمّم کے احکام

مسئلہ ۶۹۹ : اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذراسے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کی ضرورت بھی نہیں ۔اگر یہ کہا جاسکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہوگیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۰۰ : متعلقہ شخص کو چاہیے کہ اس بات کا اطمینان کرنے کے لیے کہ ہاتھ کی تمام پشت کا مسح کرلیا ہے کلائی سے قدرے اوپر والے حصہ کا مسح بھی کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷۰۱ : متعلقہ شخص کو احتیاط کی بنا پر چاہیے کہ پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح اوپر سے نیچے کی جانب کرے اور اس کے افعال ایک دوسرے سے متصل بجالانا ضروری ہیں ۔اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۲ : متعلقہ شخص کو چاہیے کہ نیت کرتے وقت اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے اور اگر غسل کے بدلے ہو تو چاہیے کہ غسل کا تعین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا وظیفہ انجام دے رہا ہوں تو گو تشخیص میں اشتباہ کرے اس کا تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۰۳ : احتیاط واجب کی بنا پر ممکنہ صورت میں تیمم میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت پاک ہوں۔

مسئلہ ۷۰۴ : انسان کو چاہیے کہ تیمم کرتے وقت انگوٹھی ہاتھ سے اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً اگر ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو اسے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۵ : اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جس کو کھولا نہ جاسکتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے اور اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جسے کھولا نہ جاسکتا ہو تو چاہیے کہ کپڑے وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۰۶ : اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آپڑیں تو چاہیے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۷ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں بجا ہو تو اسے چاہیے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ اسے یقین اور اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں

ہے۔

مسئلہ ۷۰۸ : اگر کسی شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور وہ تیمم نہ کرسکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی کو اپنا نائب بنائے اور جو نائب بنے اسے چاہیے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھ سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اس شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۰۹ : اگر کوئی شخص تیمم کے دوران شک کرے کہ آیا وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کا لحاظ نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو چاہیے کہ اس حصے کو بجا لائے۔

مسئلہ ۷۱۰ : اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں اور اگر یہ احتمال ہو کہ وہ تیمم کا عمل سرانجام دیتے وقت متوجہ تھا کہ تیمم صحیح انجام دے تو اس کا تیمم صحیح ہے۔ اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے کہ جب اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لیے طہارت شرط ہے یا تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۷۱۱ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کے لیے تیمم نہیں کرسکتا لیکن اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لیے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو (یعنی جس کی وجہ سے اس کا وظیفہ تیمم ہے) تو وہ اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۲ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا تو وقت وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے بلکہ اگر اسے امید ہو کہ اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو واجب یہ ہے کہ انتظار کرے اور نماز وضو یا غسل کر کے پڑھے یا جب وقت تنگ ہو جائے تو تیمم کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۳ : اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کرسکتا ہو اور اسے یقین یا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہونے والا نہیں تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اگر بعد میں عذر برطرف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۴ : جو شخص وضو یا غسل نہ کرسکتا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ مستحبی نمازیں دن رات کے ان نوافل کی طرح جن کا وقت معین ہے تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر احتمال ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو احوط یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۵ : جس شخص نے احتیاطاً غسل جبیرہ اور تیمم کیا ہو (مثلاً اگر اس کی پشت پر زخم ہو) اگر وہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو وہ بعد کی نمازوں کے لیے غسل کے بدلے احتیاطاً تیمم کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۱۶ : اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے تو عذر کے برطرف ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۷ : جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔ اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

مسئلہ ۷۱۸ : اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لیے جائز ہے کہ ان غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۱۹ : جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیے غسل واجب ہو تو اسے چاہیے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیے وضو واجب ہوتا ہے تو اسے چاہئے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۰ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو اس کے لیے نماز کی خاطر وضو کرنا ضروری نہیں لیکن اگر دوسرے غسلوں کے بدلے تیمم کرے تو وہ تیمم وضو کی کفایت نہیں کرتا لہٰذا اگر وہ وضو نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۱ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دوچار ہونا پڑے جو وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لیے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۲۲ : جب کسی شخص کے لیے لازم ہو کہ کوئی کام سرانجام دینے کے لیے مثلاً نماز پڑھنے کے لیے وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو اگر وہ پہلے تیمم میں وضو کے بدلے کی نیت یا غسل کے بدل کی نیت کرے اور دوسرا تیمم اپنے وظیفہ کو سرانجام دینے کی نیت سے کرے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۷۲۳ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لیے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو سرانجام دے سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز

میت یا سونے کے لیے تیمم کیا ہو تو وہ فقط وہ کام انجام دے سکتا ہے جن کے لیے اس نے تیمم کیا ہو۔

مسئلہ ۷۴۴ : چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

اول : یہ کہ پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کرلیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

دوم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو مجنب کرلیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

سوم : یہ کہ آخر وقت پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

چہارم : یہ کہ جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

پنجم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے استعمال کرلے یا ضائع کردے۔

نماز کے احکام

دینی اعمال میں سے نماز بہترین عمل ہے۔اگر یہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح نماز پنجگانہ بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان نماز اول وقت پڑھے اور جو شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ عذاب آخرت کا مستحق ہے۔ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر بجا نہ لایا،اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اس حالت میں مر جائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔پس انسان کو خیال رکھنا چاہیے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع اور خضوع اور سنجیدگی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کسی ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں بے حد گھٹیا اور ناچیز سمجھے اور اگر انسان نماز کے وقت پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی ۔علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ توبہ استغفار کرے اور نہ صرف وہ گناہ جو نماز قبول ہونے میں مانع ہیں (مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، نشہ آور مشروبات پینا، اور خمس اور زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا) ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کر دے اور اسی طرح بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کی حالت کے لیے نہ کھڑا ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی جانب نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی پہنے پاکیزہ لباس پہنے کنگھی اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں۔

۱... روزانہ کی نمازیں۔

۲... نماز آیات۔

۳... نماز میت۔

۴... خانہ کعبہ کے واجب طواف کی نماز۔

۵... باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

۶... جو نمازیں اجارہ، نذر، قسم اور عہد سے واجب ہو جاتی ہیں اور نماز جمعہ روزانہ کی نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشاء (چار رکعت) اور صبح (دو رکعت)

مسئلہ ۷۲۵ : جب انسان سفر میں ہو تو اسے چاہیے کہ چار رکعت والی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی مختصر کر کے دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۲۶ : اگر لکڑی یا کسی اور ایسی ہی سیدھی چیز کو (جسے شاخص کہتے ہیں) ہموار زمین میں گاڑا جائے تو صبح کے وقت جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جوں جوں سورج اونچا ہوتا جاتا ہے اس کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں اول ظہر شرعی کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گذرنے کے بعد اس کا سایہ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اور جوں جوں سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اس بنا پر جب سایہ کمی کے آخری درجے تک پہنچے اور دوبارہ بڑھنے لگے تو پتہ چلتا ہے کہ ظہر شرعی کا وقت ہو گیا ہے لیکن بعض شہروں میں مثلاً مکہ میں جہاں بعض اوقات ظہر کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے جب سایہ دوبارہ ظاہر ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۲۷ : ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے۔ ماسوا اس کے کہ آخری وقت تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہو گی اور اسے چاہیے کہ عصر کی

نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احوط یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور مافی الذمہ کی نیت سے چار رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۴۲۸ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہیے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کر چکے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

جمعہ کی نماز

مسئلہ ۴۲۹ : جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے۔اس میں صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب عینی ہے۔ جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں۔

اول : وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اظہر یہ ہے کہ شاخص کے سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے لہٰذا اگر سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک جمعہ کی نماز ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

دوم : نماز پڑھنے والوں کی تعداد پانچ اشخاص ہیں جن میں سے ایک امام ہو تو صحیح ہے۔

سوم : امام جمعہ کا امام معصوم ہونا ضروری ہے یا اس کا نائب خاص یا مجتہد جامع شرائط فتویٰ مبسوط الید ہو بصورت دیگر رجاء مطلوبیت کی نیت سے پڑھیں اور ظہر کو واجب کی نیت سے پڑھنا ہوگا

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں

اول : جماعت سے پڑھا جانا پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کا اضافہ کرے گا اور اگر وہ رکوع میں امام کو نہ پائے (یعنی نماز میں شامل ہو جائے) تو اس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احتیاط ترک نہیں ہوتی (یعنی اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے)

دوم : نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا جن میں سے پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کہ حمد و ثنا بیان کرے اور نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک سورہ پڑھے بعد میں بیٹھ جائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالائے اور پیغمبر اکرام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام پر صلوٰۃ بھیجے اور مومنین اور مومنات کے لیے استغفار (بخشش کی دعا) کرے اور ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی

اور زوال آفتاب سے پہلے خطبوں کا پڑھنا جائز ہے۔لیکن زوال کے بعد پڑھنا بہتر ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔لہٰذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا ضروری اور واجب ہے اور ضروری ہے کہ بیٹھنا مختصر اور خفیف ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت اور خطیب (یعنی جو شخص خطبے پڑھے) ایک ہی شخص ہو۔اور زیادہ قوی امر یہ ہے کہ خطبے میں طہارت شرط نہیں ہے۔خطبے کی مقدار جو واجب ہے اس کو عربی میں پڑھنا چاہیے۔اگر چہ زائد میں معتبر نہیں ہے ماسوا اس کے کہ حاضرین عربی زبان نہ جانتے ہوں جب کہ اس صورت میں بالخصوص تقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے احوط یہ ہے کہ عربی زبان اور حاضرین کی زبان ملا کر استعمال کی جائیں۔

سوم : یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ (یعنی ۵۵۸۰ میٹر جو پانچ کلومیٹر اور اسی ۸۰ میٹر مسافت ہے) سے کم نہ ہو۔پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ نماز (یعنی جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی لیکن اگر جمعہ کی نماز کے پڑھے جانے کے بعد پتہ چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلہ پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز واجب ہوگی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس بات کا علم وقت میں ہو یا وقت کے بعد ہو اور جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع شرائط ہو ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷۳۰ : جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو تو اس میں حاضر ہونا واجب ہے اور حاضری کے وجوب کے لیے چند چیزیں معتبر ہیں۔

اول : یہ کہ مکلف مرد ہو اور عورتوں کا جمعہ کے لیے نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

دوم : آزادی۔لہٰذا غلاموں کے لیے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

سوم : حاضر ہونا۔لہٰذا مسافر کے لیے جمعہ کی نماز میں شامل ہونا واجب نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نماز میں مسافر کی تکلیف قصر ہو یا اس مسافر کی طرح جس نے اقامت کا قصد کیا ہو یعنی پوری ہو۔

چہارم : بیماری اور اندھے پن سے شفایابی۔لہٰذا بیمار اور اندھے شخص پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے۔

پنجم : بوڑھا نہ ہونا۔لہٰذا بوڑھے مردوں پر یہ نماز واجب نہیں۔

ششم : یہ کہ خود انسان اور اس جگہ کے درمیان جہاں جمعہ کی نماز قائم ہو دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور جو شخص دو فرسخ کے سرے پر ہو اس کے لیے حاضر ہونا واجب ہے۔اور اسی طرح ایک ایسے شخص کے لیے جس کے لیے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا

مشکل ہو حاضر ہونا واجب نہیں ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ اگر مینہ برس رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہ ہو خواہ اس کے لیے حاضر ہونا کسی تنگی یا تکلیف کا موجب نہ ہو۔

مسئلہ ۷۳۱ : چند احکام جن کا تعلق جمعہ کی نماز سے ہے۔

اول : جس شخص سے جمعہ کی نماز ساقط ہوگئی ہو اور اس کا اس نماز میں حاضر ہونا واجب نہ ہو اس کے لیے جائز ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت میں ادا کرنے کے لیے جلدی کرے۔

دوم : اگر کسی شخص کے شہر میں جامع الشرائط جمعہ کی نماز قائم ہوتی ہو تو احتیاط کی بنا پر اس شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ زوال آفتاب کے بعد سفر شروع کرے۔

سوم : جب امام خطبہ پڑھنے میں مشغول ہو تو باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

چہارم : بنا بر احتیاط دونوں خطبوں کا توجہ سے سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لیے توجہ سے سننا واجب نہیں ہے۔

پنجم : جمعہ کے دن کی دوسری اذان بدعت اور یہ وہی اذان ہے جسے عام طور پر تیسری اذان کا نام دیا جاتا ہے۔

ششم : ظاہر یہ ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب ہے۔

ہفتم : جب جمعہ کی نماز کے لیے اذان دی جا رہی ہو تو خرید و فروخت اس صورت میں جب کہ وہ نماز میں مانع ہو حرام ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر حرام نہیں ہے۔ اور اظہر یہ ہے کہ خرید و فروخت حرام ہونے کی صورت میں بھی معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

ہشتم : اگر کسی شخص پر جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہو اور وہ اس نماز کو ترک کرے اور ظہر کی نماز بجا لائے تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۳۲ : واجب یہ ہے کہ جب تک مشرق کی جانب کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے انسان کے سر پر سے نہ گذر جائے وہ مغرب کی نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۳ : مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے لیکن اگر عشاء کی نماز متوجہ ہوتے ہوئے مغرب کی نماز سے پہلے پڑھی جائے تو وہ باطل ہے ماسوا اس کے کہ عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۳۴ : اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہیے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۵ : اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو اسے چاہیے کہ نیت مغرب کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز ختم کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۶ : عشاء کی نماز کا آخری وقت آدھی رات ہے اور رات کا حساب اول غروب آفتاب سے ابتدائے طلوع آفتاب تک کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۳۷ : اگر کوئی شخص گناہ کرتے ہوئے یا کسی عذر کی وجہ سے مغرب یا عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ صبح کی اذان سے پہلے پہلے ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر وہ نماز پڑھ لے۔

صبح کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۳۸ : صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر دوم اور صبح صادق کی نماز کا اول وقت ہے۔ اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

نماز کے وقت کے احکام

مسئلہ ۷۳۹ : انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی وقت شناس اور قابل اطمینان شخص کی اذان پر یا وقت داخل ہونے کے بارے میں اس کے خبر دینے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۴۰ : اگر کوئی شخص نماز کے اول وقت میں بادل یا غبار کی وجہ سے وقت کے داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے لیکن گمان رکھتا ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو وہ نماز میں مشغول ہو سکتا ہے تاہم جن باتوں میں وقت پہچاننے کے بارے میں رکاوٹ شخصی ہو مثلاً نابینا ہونا یا قید خانے میں ہونا ان میں احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۴۱ : اگر مذکورہ بالا قرائن میں سے کسی ایک کے مطابق کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد

پتہ چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ وقت داخل ہوگیا ہے یا نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہوگیا تھا تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۲ : اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہیے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اور اگر اسے یہ پتہ چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران وقت داخل ہوگیا تھا تب بھی اسے چاہیے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۳ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہوگیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہوگیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۴ : اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال بجا لانے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ مستحب امور نہ بجالائے مثلاً قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو اسے چاہیے کہ قنوت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۵ : جس شخص کے پاس نماز کی ایک رکعت ادا کرنے کے اندازے سے وقت ہو اسے چاہیے کہ نماز ادا کرنے کی نیت سے پڑھے البتہ اسے یہ نہیں چاہیے کہ نماز میں جان بوجھ کر اس وقت تک تاخیر کرے۔

مسئلہ ۷۴۶ : جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو اسے چاہیے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے۔ اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو اسے چاہیے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۷ : جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے۔ اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیے کہ

مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب پڑھے۔ اور اگر نماز عشاء پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ مقدار کے مطابق وقت باقی ہے تو اسے چاہیے کہ نماز مغرب فوراً ادا کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۸ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے۔ اور اس کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً اس لیے انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۹ : جب انسان کوئی ایسا عذر رکھتا ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور اسے علم ہو کہ اس کا عذر آخر وقت تک باقی رہے گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ انتظار کرے حتیٰ کہ اس کا عذر دور ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز (مثلاً اذان اور اقامت اور قنوت) کے لیے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور دوسری مجبوریوں کی صورت میں جو تیمم کرنے کا سبب نہ ہوں اگر اس امر کا احتمال ہو کہ اس کا عذر باقی رہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے لیکن اگر وقت کے دوران (یعنی آخر وقت گزرنے سے پہلے) اس کا عذر دور ہو جائے تو ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۰ : اگر ایک شخص نماز کے مسائل اور شکیات اور سہویات کا علم نہ رکھتا ہو اور اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز میں ان میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو اس پر واجب ہے کہ انہیں سیکھنے کے لیے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے لیکن اگر اسے اطمینان ہو کہ نماز صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے تو اول وقت میں نماز میں مشغول ہو سکتا ہے۔ پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کے حکم کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کے حکم کے متعلق اسے علم نہ ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک پر عمل کرے اور نماز ختم کرے تاہم اسے چاہیے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے البتہ اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ تردد کی صورت میں نماز قصد وجوب کے بجائے صرف قصد قربت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۱ : اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کرے تو اگر ممکن ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔ اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آ جائے جسے فوراً بجا لانا ضروری ہو تو اس کے لیے

بھی یہی حکم ہے مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہوگئی تو چاہیے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔ اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہوگی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی چاہئیں

مسئلہ ۷۵۲ : انسان کو چاہیے کہ نماز عصر نماز ظہر کے بعد اور نماز عشاء نماز مغرب کے بعد پڑھے۔ اور اگر جان بوجھ کر نماز عصر نماز ظہر سے پہلے اور نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۷۵۳ : اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنی شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ نماز ظہر تو پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۵۴ : اگر نماز عصر کے دوران کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے اسے چاہیے کہ نیت کو نماز عصر کی طرف موڑ دے اور نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۵ : اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت کا وقت بھی باقی نہ بچتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز عصر کی نیت سے نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۶ : اگر کسی شخص کو نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے شک ہو جائے کہ آیا اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو اسے چاہیے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے۔ اور اگر زیادہ وقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیت کو نماز مغرب کی طرف موڑ دے اور تین رکعت نماز ادا کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۷ : اگر کوئی شخص نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع پر پہنچنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں اور وقت کم ہو تو اسے چاہیے کہ نماز عشاء مکمل کرے اور اگر پانچ رکعت کی مقدار کے مطابق وقت ہو تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۸ : اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ رکھی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ جو نماز اسے اس نماز سے پہلے پڑھنی چاہیے تھی وہ اس نے نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا ہے۔ مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

مسئلہ ۷۵۹ : نماز قضا کی نیت نماز ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۰ : اگر نماز ادا کے لیے وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے۔لیکن یہ ضروری ہے کہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اس صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

مسئلہ ۷۶۱ : مستحب نمازیں بہت سی ہیں اور انہیں نافلہ کہتے ہیں۔اور مستحبی نمازوں میں سے روزانہ نافلہ نمازوں کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔یہ نمازیں جمعہ کے دن کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں۔جن میں سے آٹھ رکعت نافلہ ظہر۔آٹھ رکعت نافلہ عصر۔چار رکعت نافلہ مغرب۔دو رکعت نافلہ عشاء۔گیارہ رکعت نافلہ شب (یعنی تہجد)۔دو رکعت نافلہ صبح ہیں۔اور چونکہ نافلہ عشاء کی دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی چاہیں اس لیے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہیں لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی سولہ رکعت نافلہ پر چار رکعت کا اضافہ ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ پوری کی پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے بجالائی جائیں۔

مسئلہ ۷۶۲ : نافلہ شب (یعنی تہجد) کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلہ شب کی نیت سے اور دو رکعتیں نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے اور نافلہ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۷۶۳ : نافلہ نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ ۷۶۴ : ظہر اور عصر کی نافلہ نمازیں سفر میں نہیں پڑھنی چاہیں اور اگر نافلہ عشاء بقصدِ قربت پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ نافلہ نمازوں کا وقت

مسئلہ ۷۶۵ : نماز ظہر کی نافلہ نماز ظہر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔اور اس کی فضیلت کا وقت اول ظہر سے اس وقت تک ہے جب کہ شاخص کے سایہ کی مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں (یعنی ۲/۷) کے برابر ہو جائے مثلاً شاخص کی لمبائی سات گز ہو تو وہ سایہ جو ظہر کے بعد پیدا ہو دو گز تک پہنچ جائے وہ نافلہ ظہر کا آخری وقت ہے۔

مسئلہ ۷۶۶ : نافلہ عصر نماز عصر سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اس کی فضیلت کا وقت اس وقت تک ہے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں یعنی ۴/۷ تک پہنچ جائے اور اگر کوئی شخص چاہے کہ نافلہ ظہر یا نافلہ عصر ان نافلوں کے وقت کے بعد پڑھے تو اسے چاہیے کہ نافلہ ظہر کو نماز ظہر کے بعد اور نافلہ عصر کو نماز عصر کے بعد پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

مسئلہ ۷۶۷ : نافلہ مغرب کی فضیلت کا وقت نماز مغرب کے ختم ہونے سے سرخی کے زائل ہونے تک ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی جانب آسمان میں دکھائی دیتی ہے۔

مسئلہ ۷۶۸ : نافلہ عشاء کا وقت نماز عشاء ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۶۹ : نافلہ صبح نماز صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اور اس کی فضیلت کا وقت فجر اول کے بعد سے اس وقت تک ہے جب مشرق کی طرف سرخی ظاہر ہو اور فجر اول کی علامت نماز صبح کے وقت کے سلسلے میں بتائی جا چکی ہے۔ نافلہ صبح کا نافلہ شب (تہجد) کے فوراً بعد پڑھنا بھی ممکن ہے۔

مسئلہ ۷۷۰ : نافلہ شب (تہجد) کا وقت آدھی رات سے صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۷۱ : مسافر اور وہ شخص جس کے لیے نافلہ شب کا آدھی رات کے بعد ادا کرنا مشکل ہو اسے اول شب میں بھی ادا کرسکتا ہے۔

نماز غفیلہ

مسئلہ ۷۷۲ : مشہور مستحبی نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جاتی ہے اور بنابر احتیاط اس کا وقت مغرب کی سرخی زائل ہونے سے پہلے ہے اس کی پہلی رکعت میں حمد کے بعد کسی دوسرے سورۂ کے بجائے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰالِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِيْنَ☆

اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد بجائے کسی اور سورۂ کے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ☆

اور اس کے قنوت میں یہ پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِیْ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ كَذَا وَ كَذَا اور کلمہ کذا و کذا کے بجائے اپنی حاجتیں بیان کرنی چاہئیں اور اس کے بعد کہنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیُّ نِعْمَتِیْ وَ الْقَادِرُ عَلیٰ طَلِبَتِیْ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَمَّا قَضَیْتَهَا لِیْ☆

قبلہ کے احکام

مسئلہ ۷۷۳ : خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے وہ ہمارا قبلہ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کے نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ اسے قبلہ سے انحراف اور روگردانی کا یقین نہ ہو اور دوسرے کام جو قبلہ کی طرف منہ کر کے انجام دینے چاہئیں (مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا) ان کی بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۷۴ : جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پڑھ رہا ہو اس کا چہرہ اور سینہ اور پیٹ قبلہ کی طرف ہونے چاہیے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۵ : جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو اس کا چہرہ سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلہ کی طرف ہونے چاہئیں۔

مسئلہ ۷۷۶ : جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے اسے چاہیے کہ دائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل یوں لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۷ : نماز احتیاط اور بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلہ کی طرف منہ کر کے بجالانا چاہیے اور احتیاط مستحب کی بنا پر سجدہ سہو بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۷۸ : مستحبی نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں مستحبی نماز پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۷۷۹ : جو شخص نماز پڑھنا چاہے اسے چاہیے کہ قبلہ کی سمت کا تعین کرنے کے لیے کوشش کرے تاکہ قبلہ کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو حاصل کر لے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہیے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا ان کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتیٰ کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلہ کا رخ پہچانتا ہو قبلہ کے بارے میں گمان پیدا کر لے تو وہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۸۰ : جو شخص قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان رکھتا ہو اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کر سکتا ہو تو اپنے گمان پر عمل نہیں کر سکتا مثلاً مہمان صاحب خانہ کے کہنے پر قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کر لے لیکن کسی دوسرے طریقہ پر زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۸۱ : اگر کوئی شخص قبلہ کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے وسیع وقت رکھتا ہو تو چار نمازیں چاروں طرف منہ کر کے پڑھے (یعنی وہی ایک نماز چار مرتبہ ایک ایک سمت کی جانب منہ کر کے پڑھے)۔

مسئلہ ۷۸۲ : اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں سے ایک طرف ہے تو اسے چاہیے کہ دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۸۳ : جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی چاہئیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلی نماز ان کئی اطراف کو منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

مسئلہ ۷۸۴ : جس شخص کو قبلہ کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنا چاہیے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ گمان پر عمل کرے اور گمان ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام سرانجام دے درست ہے۔

نماز میں بدن کا ڈھانپنا

مسئلہ ۷۸۵ : مرد کو چاہیے کہ خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے واجب یہ ہے کہ سینے سے گھٹنوں تک بدن کا حصہ بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۶ : عورت کو چاہیے کہ نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ پاؤں کے تلوے بھی ڈھانپے البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لیے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے اسے چاہیے کہ چہرے کے اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں اور ٹخنوں سے کچھ نیچے تک بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۷ : جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجالا رہا ہو اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو نماز کے وقت کی طرح ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو بجالانے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۸ : اگر انسان جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے غلطی کرتے ہوئے نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۸۹ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتہ چلے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر اسے نماز کے

بعد پتہ چلے کہ نماز کے دوران اس کی شرمگاہ ننگی تھی تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ پہلے اس کی شرمگاہ ننگی تھی لیکن اب ڈھکی ہوئی ہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے (یعنی اس کی نماز صحیح ہے)۔

مسئلہ ۷۹۰ : جب کسی شخص کے پاس لباس نہ ہو تو وہ نماز میں اپنے آپ کو گھاس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۱ : مجبوری کے عالم میں انسان نماز میں اپنے آپ کو کیچڑ سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۲ : اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس کے ساتھ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور اس بات کا احتمال ہو کہ ایسی چیز اسے میسر آجائے گی تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اسے کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفہ کے مطابق نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۳ : اگر کسی ایسے شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لیے درخت کے پتے اور گھاس اور کیچڑ تک نہ ہو اور اس بات کا احتمال بھی نہ ہو کہ آخر وقت تک اسے کوئی چیز میسر آجائے گی تو اس صورت میں جب کہ احتمال اس امر کا ہو کہ کوئی نامحرم اسے دیکھ لے گا اسے چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اسے اطمینان ہو کہ کوئی نامحرم اسے نہیں دیکھے گا تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور احتیاط کی بنا پر ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھ لے اور دونوں حالتوں میں رکوع اور سجود اشارے سے بجالائے اور بنا بر احتیاط مستحب سجدے کا اشارہ کچھ زیادہ کرے۔

نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط

مسئلہ ۷۹۴ : نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں۔

اول : یہ کہ پاک ہو۔

دوم : یہ کہ مباح ہو۔

سوم : یہ کہ مردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

چہارم : یہ کہ ایسے حیوان سے نہ بنا ہو جس کا گوشت حرام ہو۔

پنجم : یہ کہ زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو۔

ششم : یہ کہ اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم کا بنا ہوا نہ ہو۔ اور ان کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

شرط اول:

مسئلہ ۷۹۵ : نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہیے اور اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۶ : اگر کوئی شخص جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۷ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کی بنا پر کسی نجس چیز کے بارے میں یہ نہ جانتا ہو کہ نجس ہے مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ کافر کا پسینہ نجس ہے اور اس کے ساتھ (یعنی کافر کے پسینے کے ساتھ) نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۸ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۹۹ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران یا اس کے بعد یہ بات یاد آئے تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔

مسئلہ ۸۰۰ : جو شخص وقت کی وسعت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران اس کا بدن یا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ وہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس بارے میں اسے شک ہو کہ اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اس صورت میں اگر لباس اور جسم پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور پاک بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۱ : جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران اس کا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اسے پتہ چل جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے یہ پتہ چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس بھی پاک

نہ کرسکتا ہو تو اسے چاہیے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

مسئلہ ۸۰۲ : کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر اس کا بدن نماز کے دوران نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے وہ اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن نجس ہے لیکن شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو اسے چاہیے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۸۰۳ : اگر کوئی ایسا شخص نماز پڑھے جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک رکھتا ہو اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۴ : اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ پاک نہ ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۵ : اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خونوں میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جن کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۶ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم یا پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ایسا خون ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۷ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن اور گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں اور اگر وضو کے گیلے اعضاء کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا اور اس سے پہلے کہ وہ اس حصے کو پاک کرے وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز باطل ہیں۔

مسئلہ ۸۰۸ : جو شخص صرف ایک لباس رکھتا ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لیے پانی ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ بدن پاک کرے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے اور اگر دیکھنے والا موجود ہو تو نجس لباس سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۹ : اگر ایک ایسا شخص جس کے پاس دو لباس ہوں یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سا نجس ہے تو اگر وہ وقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ دونوں لباسوں سے نماز پڑھے (یعنی ایک دفعہ ایک لباس پہن کر اور ایک دفعہ دوسرا لباس پہن کر دو دفعہ وہی نماز پڑھے) مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

شرط دوم:

مسئلہ ۸۱۰ : نماز پڑھنے والے کا لباس مباح ہونا چاہیے اور اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلے کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو تنہا شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکتیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جا سکتا ہے لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں اس وقت نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا کپڑا جو جیب میں رکھا ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نماز پڑھنے والے نے پہن رکھا ہو لیکن وہ ایک اور مباح ستر پوش بھی رکھتا ہو ان تمام صورتوں میں ان چیزوں کا غصبی ہونا نماز کے لیے کوئی ضرر نہیں رکھتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

مسئلہ ۸۱۱ : جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ نماز کو باطل کر دیتا ہے اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلہ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۱۲ : اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس صورت میں کہ وہ خود غاصب نہ ہو اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۳ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو کہ اس کا لباس غصبی ہے اور نماز کے دوران پتہ چل جائے اور کسی دوسری چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو اور وہ فوراً یا موالات (یعنی نماز کا تسلسل) ٹوٹے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً اس لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو یا وہ غصبی لباس فوراً نہ اتار سکتا ہو یا اگر لباس کا اتارنا نماز کے تسلسل کو توڑ دیتا ہو تو اس صورت میں کہ اس کے پاس ایک رکعت کے اندازے کے مطابق وقت بھی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کو توڑ دے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو غصب کردہ نہ ہو اور اگر اتنا وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کی حالت میں لباس اتار دے اور برہنہ لوگوں کی نماز کے احکام کے مطابق نماز ختم کرے۔

مسئلہ ۸۱۴ : اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لیے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے یا مثال کے طور پر غصبی لباس کے ساتھ اس لیے نماز پڑھے تاکہ اس لباس کو چور نہ لے جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۵ : اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں

۱... جس رقم کا خمس ادا نہیں کیا گیا اس کو لباس خریدنے کے لیے ثمن شخصی قرار دے، یعنی لباس بیچنے والے کو کہے کہ میں اس نوٹ سے یہ لباس خرید رہا ہوں تو اس صورت میں اس لباس میں نماز کا وہی حکم ہے جو غصبی لباس میں ہے۔

۲... کپڑے والے کے ساتھ سودا کرے اور اس کی قیمت طے کرنے کے بعد جیب سے رقم نکالے جس کو اس نے پہلے کپڑا خریدنے کے لیے معین نہیں کیا تھا اور وہ رقم دے جس کا خمس ادا نہیں کیا تو اس صورت میں اس لباس میں نماز جائز ہے۔

شرط سوم:

مسئلہ ۸۱۶ : یہ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اس مردہ حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو جو رگوں میں خون رکھتا ہو یعنی ایسا خون جس کی شہ رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے بلکہ اگر لباس اس مردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۱۷ : اگر مردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے نماز پڑھنے والے نے اپنے ساتھ اٹھا رکھی ہو تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۱۸ : اگر حلال گوشت مردار کی کوئی ایسی چیز (مثلاً بال اور اون) جو روح نہ رکھتی ہو نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

شرط چہارم:

مسئلہ ۸۱۹ : نماز پڑھنے والے کا لباس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہیں ہونا چاہیے۔ اور اگر ایسے جانور کا ایک بال بھی اس کے پاس ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۲۰ : اگر حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی اور رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو اگر وہ تر ہو تو نماز باطل۔ اور اگر خشک ہو اور اس کا عین جزء زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۱ : اگر کسی مسلمان کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مروارید اور موم اور شہد اس کے پاس ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۲۲ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مسلم ملک میں تیار کیا گیا ہو یا غیر مسلم میں بنا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۳ : یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہٰذا انسان کے لیے اس کے ساتھ نماز

پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۴ : کچے ریشم کی پوستین پہننے سے نماز میں کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ سنجاب کی پوستین کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۲۵ : اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہیے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

شرط پنجم:

مسئلہ ۸۲۶ : زردوزی کا لباس پہننا مردوں کے لیے حرام ہے اور نماز اس کے ساتھ باطل ہے لیکن عورتوں کے لیے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۷ : سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا اور سونے کی انگوٹھی ہاتھ یعنی انگلی میں پہننا اور سونے کی رسٹ واچ کلائی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کے لیے حرام ہے۔ اور ان چیزوں کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا باطل ہے۔ لیکن عورتوں کے لیے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۲۸ : اگر ایک آدمی نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اسی طرح جیب میں سونا یا سونے کی کوئی چیز رکھی ہو تو نماز صحیح ہے۔

شرط ششم:

مسئلہ ۸۲۹ : نماز پڑھنے والے مرد کا لباس حتیٰ کہ بنا بر احتیاط عرقچین (ایک قسم کی ٹوپی) اور ازاربند بھی خالص ریشم کا نہیں ہونا چاہیے اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم کا پہننا مردوں کے لیے حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳۰ : اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لیے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۱ : اگر کسی کو ایک لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۲ : اگر ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

مسئلہ ۸۳۳ : عورت کے لیے نماز میں یا اس کے علاوہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۳۴ : مجبوری کی حالت میں غصبی اور خالص ریشمی اور زردوزی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں علاوہ ازیں جو شخص یہ

لباس پہننے پر مجبور ہو اور ان لباسوں کے علاوہ کوئی اور لباس نہ رکھتا ہو تو وہ ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۳۵ : اگر کسی شخص کے پاس غصبی لباس اور مردار سے تیار کئے گئے لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہیے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۶ : اگر کسی شخص کے پاس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار کئے ہوئے لباس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہیے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۷ : اگر کسی مرد کے پاس خالص ریشم یا زردوزی کے لباس کے علاوہ اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہیے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۸ : اگر کسی شخص کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے اپنے بدن کی مقررہ مقدار کو نماز کے دوران ڈھانپ سکے تو اس پر واجب ہے کہ اگر ایسی چیز کرایہ پر یا خرید کر ملتی ہو تو اسے حاصل کرے لیکن اگر اس کے حصول کے لیے اتنی رقم درکار ہو جو اس کی استطاعت سے باہر ہو یا صورت ایسی ہو کہ اگر رقم لباس پر خرچ کر دے تو اس کی حالت کے لیے مضر ہو تو اسے چاہیے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۹ : جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس کے لیے مشقت اور سختی کا موجب نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے قبول کر لے بلکہ ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لیے تکلیف کا باعث نہ ہو تو اسے چاہیے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

مسئلہ ۸۴۰ : اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے کہ اس کا پہننا اس لباس کے کپڑے یا رنگ یا سلائی کے لحاظ سے اس کے معمول کے مطابق نہ ہو مثلاً یہ کہ کوئی اہل علم فوج یا پولیس کی وردی پہن لے تو اگر اس لباس کا پہننا ذلت کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے۔اور اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی شرمگاہ کو ڈھانپنے والا لباس صرف وہی ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۴۱ : اگر مرد زنانہ لباس پہنے اور عورت مردانہ لباس پہنے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کا پہننا حرام ہے۔اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے وہی حکم ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۸۴۲ : جس شخص کو لیٹ کر نماز پڑھنی چاہیے اگر اس کا لحاف حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہو تو اگر وہ (لحاف

اتارنے سے) برہنہ نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ لحاف نجس یا ریشمی ہو اور اسے "پہناوا" کہا جا سکے تو بھی اس میں نماز جائز نہیں ہے ہاں اگر اسے محض اپنے اوپر ڈال لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ البتہ جہاں تک تو شک کا سوال ہے اس کے استعمال میں کسی حالت میں بھی قباحت نہیں ماسوا اس کے کہ اس کا کچھ حصہ انسان اپنے اوپر لپیٹ لے اور اسے عرف عام میں پہناوا کہا جائے۔ اس صورت میں اس کے لیے وہی حکم ہے جو لحاف کے لیے ہے۔

جن صورتوں میں نماز پڑھنے والے کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

مسئلہ ۸۴۳ : تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جارہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

اول : یہ کہ اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

دوم : یہ کہ اس کے بدن یا لباس پر درہم (جس کی مقدار تقریباً شہادت والی انگلی کی اوپر والی گرہ کے برابر) کی مقدار سے کم خون لگ جائے۔

سوم : یہ کہ وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

چہارم : علاوہ ازیں ایک صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔ (ان چاروں صورتوں کے مفصل احکام آئندہ مسئلوں میں بیان کیے جائیں گے)۔

مسئلہ ۸۴۴ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو اور صورت ایسی ہو جس میں عموماً لوگوں کے لیے بدن یا لباس کا دھونا یا لباس بدلنا مشکل ہوتا ہے تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت نماز پڑھ سکتا ہے جب تک کہ زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہوگئی ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۴۵ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۴۶ : اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر لباس یا بدن کی وہ جگہ عموماً زخم کی رطوبت سے آلودہ ہو جاتی ہے اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۴۷ : اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو اس بواسیر سے جس کے مسے باہر نہ ہوں یا اس زخم سے جو منہ یا ناک وغیرہ کے

اندر ہو خون لگ جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اس بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھنا بلا اشکال جائز ہے جس کے مسے مخرج کے باہر ہوں۔

مسئلہ ۸۴۸ : اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو اس کے لیے اس خون کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۴۹ : اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ تمام زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو چاہیے کہ جو زخم ٹھیک ہو جائے نماز کے لیے بدن اور لباس کو اس کے خون سے دھو کر پاک کرے۔

مسئلہ ۸۵۰ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی کتے' سور' کافر' یا مردار یا حرام گوشت جانور کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حیض' نفاس' اور استحاضہ' کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کا خون یا حلال گوشت جانور کا خون کو بدن کے کئی حصوں پر لگا ہوا ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۱ : جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف تک پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے اور وہ دونوں خون ایک دوسرے سے مخلوط نہ ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کرنا چاہیے پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے اور اگر دونوں خون ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۵۲ : اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے تو ہر ایک خون کو الگ شمار کرنا چاہیے لہٰذا اگر کپڑے کا خون اور استر کا خون ملا کر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۵۳ : اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور اس کی اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کی اطراف کو آلودہ نہ کرے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا ظاہراً اشکال سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۴ : اگر بدن یا لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت سے اتصال کی وجہ سے خون سے نجس ہو جائیں تو اگر چہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو لیکن اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۵۵ : بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آ لگے مثلاً پیشا کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶ : اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس کے ساتھ شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نجس ہو جائے اور وہ مردار یا حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار نہ ہوا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اسی طرح اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۵۷ : نجس چیز مثلاً رومال' چابی' اور چاقو ' کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے اور بعید نہیں ہے کہ مطلق نجس لباس (جو پہنا ہوا نہ ہو) اور ڈھانپنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کے پاس ہو تو نماز کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ اور اگر مقررہ مقدار کو ڈھانپنے کی صلاحیت ہو تو نماز باطل ہے

مسئلہ ۸۵۸ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۹ : اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں اور وہ نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے تھا جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ تھی اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مستحب ہیں

مسئلہ ۸۶۰ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں ہونا مستحب ہیں اور ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

عمامہ بمعہ تحت الحنک' عبا' اور سفید لباس' اور ایسے لباس کا پہننا جو سب لباس سے پاکیزہ ہو اور خوشبو کا استعمال اور عقیق کی انگوٹھی پہننا۔

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۸۶۱ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں مکروہ ہیں اوران میں سے کچھ یہ ہیں۔ سیاہ' میلا' اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھولے ہوئے ہونا ۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر نمازی کا لباس اور انگوٹھی جاندار کی تصویر سے خالی ہو۔

نماز پڑھنے والے کی جگہ (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ)

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں

شرط اول: بنابر احتیاط وہ مباح ہو۔

مسئلہ ۸۶۲ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھے گو وہ فرش یا تخت اور ایسی ہی کسی چیز پر کیوں نہ ہو اگر اس کے اعضائے سجدہ کے مقامات غصبی ہوں تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہوگی اور آئندہ مسائل میں بھی یہی صورت ہے البتہ غصبی چھت اور غصبی خیمے کے نیچے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۳ : کسی ایسی جائداد پر جس کی منفعت کسی دوسرے شخص کا مال ہو اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا جو اس جائیدد کی منفعت کا مالک ہو باطل ہے مثلاً اگر مکان کا مالک یا کوئی اور شخص کرائے کے مکان میں اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے جس نے مکان کرائے پر لے رکھا ہو تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں کام پر خرچ کیا جائے اور اس کی وصیت پر عمل نہ ہوا ہو تو اس کی جائیداد میں بنابر احتیاط نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

مسئلہ ۸۶۴ : اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور کوئی دوسرا اس کی جگہ غصب کرلے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۵ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کے متعلق وہ بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص جس نے خود جگہ غصب کر رکھی ہو بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے متعلق اسے علم نہ ہو کہ غصبی ہے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے سجدہ کا مقام غصبی تھا تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۶۶ : اگر کوئی شخص ایک جگہ کے متعلق جانتا ہو کہ غصبی ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا باطل ہے اور

اس جگہ نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۸۶۷ : اگر کوئی شخص نماز واجب سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے۔اور اگر وہ شخص اس جانور پر سوار ہوتے ہوئے مستحبی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۶۸ : اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کرسکتا اور بنابر احتیاط اس پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۸۶۹ : اگر کوئی شخص ایک ایسی مشخص رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کی زکوٰۃ اور خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس جائیداد پر اس کا تصرف حرام ہے اور اس پر ادا کی گئی نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۰ : اگر کسی زمین کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدے لیکن انسان کو علم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو بنابر احتیاط اس زمین پر نماز پڑھنا باطل ہے اور اگر وہ اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۷۱ : جس میت نے خمس یا زکوٰہ ادا نہ کی ہو اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس پر نماز پڑھنا بنابر احتیاط باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص وہ رقم جو میت کے ذمے ہو ادا کردے یا ضمانت دے کہ ادا کردے گا تو اس جائیداد میں تصرف کرنے اور اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۲ : اگر مرنے والا شخص لوگوں کا مقروض ہو اور اس کے وارث بوجہ غفلت قرضہ ادا کرنے پر تیار نہ ہوں تو اس جائیداد پر تصرف حرام اور اس میں نماز پڑھنا بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۳ : اگر میت کے ذمہ قرض نہ ہو لیکن اس کے بعض وارث کمسن یا مجنون یا غائب ہوں تو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس میں نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۴ : مسافر خانہ یا حمام یا ایسی جگہوں میں جو آنے جانے والوں کے لیے تیار کی گئی ہوں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس قسم کی جگہوں کے علاوہ کسی جگہ اس وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے جب اس جگہ کا مالک اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی املاک میں بیٹھے اور سوئے کیونکہ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔

مسئلہ ۸۷۵ : کسی بہت وسیع زمین میں جہاں سے نماز کے وقت دوسری جگہ جانا زیادہ تر لوگوں کے لیے مشکل ہو مالک کی

اجازت کے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

شرط دوم:

مسئلہ ۸۷۶ : نماز پڑھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جس جگہ وہ نماز پڑھے وہ ہلتی جلتی نہ ہو اور اگر وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے مجبور ہو تو جو جگہ ہلتی جلتی ہو (مثلاً موٹر کار کشتی یا ریل گاڑی) اس میں پڑھے اور جہاں تک ممکن ہو اسے چاہیے کہ سکون اور قبلہ کی رعایت کرے اور اگر یہ چیزیں (یعنی موٹر کار کشتی یا گاڑی وغیرہ) قبلہ سے کسی دوسری طرف حرکت کریں تو اپنا منہ قبلہ کی جانب موڑ دے۔

مسئلہ ۸۷۷ : جب موٹر کار اور کشتی اور ٹرین اور انہی جیسی اور چیزیں کھڑی ہوئی ہوں تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۸ : گندم اور جو اور انہی جیسی دوسری چیزوں کے ڈھیر پر جو حرکت کیے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔

شرط سوم:

انسان کو چاہیے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے۔

مسئلہ ۸۷۹ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ مثلاً کسی ایسی چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۸۰ : بنا بر احتیاط کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو مثلاً فرش کے ایسے حصہ پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔

شرط چہارم:

یہ کہ جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا بھی نہ ہو سکے اور نہ وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدہ کی گنجائش بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۸۸۱ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۸۸۲ : انسان کو چاہیے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی قبروں سے آگے ہو کر نماز نہ پڑھے۔

شرط پنجم:

یہ کہ اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو اور اتنی تر نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے۔لیکن اگر سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے۔اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ قطعاً نجس نہ ہو۔

شرط ششم:

نماز کی حالت میں مرد اور عورت کے درمیان کم از کم دس ہاتھ سے کم فاصلہ نہ ہو۔یہ دس ہاتھ کا فاصلہ اس وقت ضروری ہے جب عورت اور مرد برابر کھڑے ہوں یا عورت مرد سے آگے کھڑی ہو۔اور اگر مرد عورت سے آگے کھڑا ہو اس طرح کہ مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ عورت کے سجدے کی جگہ سے آگے ہو تو یہ فاصلہ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۸۳ : اگر عورت مرد کے برابر یا دس ہاتھ سے کم فاصلہ پر اس سے آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگے تو انہیں چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھیں۔لیکن اگر ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے نماز کے لیے کھڑا ہو جائے (یعنی پہلے نماز شروع کرے) تو فقط وہ شخص جو بعد میں نماز میں مشغول ہوا سے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۴ : اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں تو دونوں کی نماز صحیح ہے خواہ ان کے درمیان دس ہاتھ سے کم فاصلہ کیوں نہ ہو۔

شرط ہفتم:

یہ کہ پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ پست یا زیادہ بلند نہ ہو۔اس مسئلے کی تفصیل سجدہ کے احکام میں آئے گی۔

مسئلہ ۸۸۵ : نامحرم مرد اور عورت کا ایک ایسی جگہ ہونا جہاں کوئی اور نہ ہو اور نہ کوئی وہاں آسکتا ہو ایسی صورت میں ان کے گناہ میں ملوث ہونے کا احتمال ہو حرام ہے۔اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ وہاں نماز نہ پڑھیں۔

مسئلہ ۸۸۶ : جس جگہ ستار اور اسی جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸۸۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانہ کعبہ کی چھت پر نماز واجب نہ پڑھی جائے۔لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور ظاہر یہ ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا اختیار کی حالت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸۸۸ : نماز مستحب خانہ کعبہ میں اور اس کی چھت پر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر دیوار کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

مسئلہ ۸۸۹ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے نماز مسجد میں پڑھی جائے اور سب مسجدوں سے بہتر مسجد الحرام ہے اور اس کے بعد مسجد نبویؐ اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد ہر شہر کی مسجد جامع اور محلّہ کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد ہے۔

مسئلہ ۸۹۰ : عورتوں کے لیے گھر میں بلکہ بند کوٹھری میں اور گھر کے پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۹۱ : آئمہ علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

مسئلہ ۸۹۲ : مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا جہاں نماز پڑھنے والے نہ ہوں (یعنی جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں) مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے مسجد کے علاوہ کسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۹۳ : مستحب ہے کہ جو شخص مسجد میں حاضر نہ ہوتا ہو تو انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے۔ اور کاموں کے بارے میں اس سے مشورہ نہ کرے۔ اور اس کے پڑوس میں نہ رہے۔ اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسئلہ ۸۹۴ : کئی ایک مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں کچھ یہ ہیں۔

۱... حمام۔

۲... شور زمین۔

۳... کسی انسان کے مقابل۔

۴... اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو۔

۵... سڑک، گلی اور کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کے لیے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

۶... آگ اور چراغ کے مقابل۔

۷... باورچی خانے میں اور ہراس جگہ جہاں آگ بھٹی ہو۔

۸... کنویں کے اور ایسے گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

۹... کسی جاندار چیز کے عکس یا مجسمے کے سامنے ماسوا اس کے کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے۔لیکن احتیاط واجب کی بناپراس جگہ نماز نہ پڑھی جائے۔

۱۰... ایسے کمرہ میں جس میں جنب شخص موجود ہو۔

۱۱... جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو۔

۱۲... قبر کے مقابل۔

۱۳... قبر کے اوپر۔

۱۴... دو قبروں کے درمیان۔

۱۵... قبرستان میں۔

مسئلہ ۸۹۵ : اگر کوئی شخص لوگوں کی گزرگاہ کے مقام پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے ہو تو نماز پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی بھی ہو تو کافی ہے۔

مسجد کے احکام

مسئلہ ۸۹۶ : مسجد کی زمین، چھت کوٹھے، اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتہ چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے اسے چاہیے کہ فوراً اس کی نجاست کو ہٹا دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصہ کو بھی نجس نہ کیا جائے لیکن اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا بطور احتیاط لازم ہے۔

مسئلہ ۸۹۷ : اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔لیکن احتیاط واجب کی بناپر اسے چاہیے کہ جو شخص اسے پاک کر سکتا ہو اسے اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۸۹۸ : اگر مسجد کی کوئی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے پھوڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اگر ایسا کرنا وقف کی مکمل بربادی اور نقصان کا موجب نہ ہو تو اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں پھوڑیں اور جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر مسجد کی اینٹ جیسی کوئی چیز نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں چاہیے کہ اسے پانی سے پاک کر کے اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

مسئلہ ۸۹۹ : اگر کوئی شخص مسجد کو غصب کرے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کر لے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ

جائے کہ اس میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو تب بھی احتیاط کی بنا پر اسے نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۹۰۰ : آئمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے اور اگر ان میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ بھی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

مسئلہ ۹۰۱ : اگر مسجد کی چٹائی نجس ہو جائے تو بنابر احتیاط اسے دھو کر پاک کرنا چاہیے اور اگر چٹائی کا نجس ہونا مسجد کی بے حرمتی میں شمار ہوتا ہو اور وہ دھونے سے خراب ہوتی ہو اور نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۰۲ : اگر عین نجاست اور نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہو تو اسے مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ بھی ہو ہوتی ہو تب بھی عین نجاست کو مسجد میں نہ لے جایا جائے۔

مسئلہ ۹۰۳ : اگر مسجد میں مجلس عزاء کے لیے خیمہ تانا جائے اور فرش کیا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان ان کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کو ضرر نہ پہنچائیں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۴ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو سونے سے اور ان چیزوں کی تصویروں سے نہ سجایا جائے جو انسان اور حیوان کی طرح روح رکھتی ہیں۔

مسئلہ ۹۰۵ : اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جا سکتا ہے اور نہ ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۰۶ : مسجد کے دروازوں کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لیے استعمال کرنا چاہیے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو کسی دوسری مسجد کے کام میں لانا چاہیے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جا سکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۹۰۷ : مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو ٹوٹنے پھوٹنے والی ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ بنایا جا سکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۰۸ : مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ

خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوے کے بارے میں تحقیق کرے کہ اسے نجاست تو نہیں لگی ہوئی اور مسجد میں داخل ہونے پر پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلنے پر پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد میں نکلے۔

مسئلہ ۹۰۹ : جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز مسجد کی تحیت (سلام) اور احترام کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۹۱۰ : بغیر مجبوری کے مسجد میں سونا اور دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کسی صنعت میں مشغول ہونا اور ایسے شعر پڑھنا جن میں نصیحت وغیرہ نہ ہو مکروہ ہے۔ نیز مسجد میں تھوکنا اور ناک صاف کر کے کثافت گرانا اور بلغم تھوکنا اور گمشدہ کو طلب کرنا اور اپنی آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اذان کے لیے آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان تمام کاموں میں سے کسی کام سے مسجد کی بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۹۱۱ : بچے اور دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز اور لہسن وغیرہ کھایا ہو جس کی بو لوگوں کو تکلیف دیتی ہو۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۹۱۲ : ہر مرد اور عورت کے لیے مستحب ہے کہ روزانہ کی واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لیے مشروع نہیں ہے۔ لیکن ایسی واجب نمازیں (مثلاً نماز آیات) جو روزانہ نہیں پڑھی جاتیں اگر با جماعت پڑھی جائیں تو تین دفعہ **الصلوٰۃ** کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۱۳ : مستحب ہے کے بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۱۴ : اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ☆اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ☆

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ☆اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ☆حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ☆

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ☆حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ☆

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ☆حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ☆

اللّٰہُ اَکْبَرُ ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ

اور اقامت میں اذان کی ابتداء سے دو مرتبہ الله اکبر اور آخر سے ایک مرتبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کم ہو جاتا ہے اور حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَل کہنے کے بعد دو دفعہ قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ کا اضافہ کر دینا چاہیے۔

اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیاً وَّلِیُّ اللّٰہِ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ: یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا پرستش کے قابل نہیں۔

اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّداًرَّسُوْلُ اللّٰہِ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اس کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیاًاَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ اللّٰہِ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر رسول کے بعد اللہ کے ولی ہیں۔

حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ: یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔

حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ: یعنی رستگاری کے لیے جلدی کرو۔

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ: یعنی بہترین کام کے لیے جلدی کرو۔

قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ : یعنی بالتحقیق نماز قائم ہو گئی۔

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ: یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔

مسئلہ ۹۱۵ : اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ ڈالا جائے تو اس (یعنی اذان یا اقامت) کو دوبارہ شروع سے کہنا چاہیے۔

مسئلہ ۹۱۶ : اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں اس طرح پھیرے کہ غنا ہو جائے یعنی اذان اور اقامت اس طرح کہے جیسا لہو ولعاب اور کھیل کود کی محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹۱۷ : دونمازوں میں اذان مشروع نہیں ہے اول عرفہ کے دن عصر کی نماز کیلیے جو کہ نویں ذی الحجہ کا دن ہے اور دوم عید قربان کی رات نماز عشاء کی اذان اس شخص کے لیے جو مشعر الحرام میں ہو اور ان دو نمازوں میں اذان اس صورت میں ساقط ہوتی ہے جب اس نماز اور اس سے پہلی نماز کے درمیان یا تو بالکل کوئی فاصلہ نہ ہو یا بہت کم فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۹۱۸ : اگر نماز جماعت کے لیے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اسے اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔

مسئلہ ۹۱۹ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے لیے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہو جائیں اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۰ : جہاں کچھ لوگ نماز جماعت پڑھ رہے ہوں یا ان کی نماز ابھی ابھی تمام ہوئی ہو اور صفیں ٹوٹی ہوں اگر کوئی شخص وہاں تنہا یا دوسری جماعت کے ساتھ جو قائم ہو رہی ہو نماز پڑھنا چاہے تو چھ شرطوں کے ساتھ اذان و اقامت اس پر سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱... یہ کہ نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان و اقامت کا ساقط ہونا معلوم نہیں ہے۔

۲... یہ کہ اس نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو۔

۳... یہ کہ نماز جماعت باطل نہ ہو۔

۴... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو۔لہذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

۵... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت دونوں ادا ہوں۔

۶... یہ کہ اس شخص کی نماز اور جماعت کا وقت مشترک ہو مثلاً دونوں نماز ظہر یا عصر پڑھی جائیں یا جو نماز با جماعت پڑھی جائے وہ ظہر ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص نماز ظہر پڑھے اور نماز جماعت عصر کی نماز ہو۔

مسئلہ ۹۲۱ : جو شرائط سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ آیا نماز جماعت صحیح تھی یا نہیں اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

مسئلہ ۹۲۲ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی کہی ہوئی اذان اور اقامت سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۳ : اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی اذان اور اقامت سنی جو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۴ : اگر کوئی مرد عورت اذان کو لطف اٹھانے کے ارادے سے سنیں تو خود اس کی اذان ساقط نہ ہوگی بلکہ اگر اسکا ارادہ لطف اٹھانے کا نہ ہو تب بھی ساقط نہ ہوگی۔

مسئلہ ۹۲۵ : ضروری ہے کہ نماز جماعت کے لیے اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۹۲۶ : اقامت اذان کے بعد کہنی چاہیے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور وضو یا غسل یا تیمم کے ذریعہ حدث سے طہارت کی حالت میں کہی جائے۔

مسئلہ ۹۲۷ : اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حَـيَّ عَـلَـىٰ الْفَلاَحِ کا جملہ حَـيَّ عَلَـىٰ الصَّلوٰۃِ سے پہلے کہے تو اسے چاہیے کہ جہاں سے ترتیب درہم برہم ہوئی ہے وہاں سے دوبارہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۸ : اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہیے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو مستحب ہے کہ دوبارہ اذان کہی جائے علاوہ ازیں اگر اذان اور اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لیے دوبارہ اذان اور اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۲۹ : اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہنی چاہیے پس اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً اس کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۰ : اذان اور اقامت نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہنی چاہئیں اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے۔

مسئلہ ۹۳۱ : اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں اسے چاہیے کہ اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ آیا اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۲ : اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران کوئی جملہ کہنے سے پہلے شک کرے کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ جس جملے کے کہنے کے بارے میں اسے شک ہوا ہے اسے کہے لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا

کوئی جملہ ادا کرتے ہوئے شک ہو کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ صحیح طور پر کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۳ : مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز کو بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

مسئلہ ۹۳۴ : مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے جوڑ نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں درمیان دیتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۵ : متعلقہ شخص کیلیے مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے اللہ کا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لیے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا اور مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۶ : مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان کہنے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت کو پہچاننے والا ہو اور اس کی آواز بلند ہو اور وہ بلند جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں:

۱۔ نیت	۲۔ قیام	۳۔ تکبیرت الاحرام	۴۔ رکوع
۵۔ سجود	۶۔ قرأت	۷۔ ذکر	۸۔ تشہد
۹۔ سلام	۱۰ ۔ترتیب	۱۱۔ موالات یعنی اجزائے نماز کا پے درپے بجالانا	

مسئلہ ۹۳۷ : نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی انسان اگر اس کو بجانہ لائے تو خواہ ایسا کرنا جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں

۱... نیت

۲... تکبیرۃ الاحرام

۳... رکوع سے متصل قیام (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا اور حالت قیام سے رکوع میں جانا)

۴... رکوع

۵... ہر رکعت میں دو سجدے۔اور جہاں تک زیادتی کا تعلق ہے اگر زیادتی عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے اور اگر غلطی سے ہوئی ہو تو رکوع یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں زیادتی سے نماز باطل ہو جاتی ہے ورنہ باطل نہیں ہوتی۔

نیت

مسئلہ ۹۳۸ : انسان کو چاہیے کہ نماز قربت کی نیت سے پڑھے یعنی خداوندِ عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیے پڑھے اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ نیت کا تلفظ نہ کرے بلکہ صرف ذہنی طور پر نماز اس کی رکعتوں اور وقت کا تعین اور تصور کرے۔

مسئلہ ۹۳۹ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔نیز مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو نماز ظہر کے وقت میں پڑھنا چاہے تو جو نماز پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

مسئلہ ۹۴۰ : انسان کو چاہیے کہ شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ تو کیا کر رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۴۱ : انسان کو چاہیے کہ فقط خداوند عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھے اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو دکھانے کے لیے ہو یا خدا اور لوگ دونوں اس کی نظر میں ہوں۔

مسئلہ ۹۴۲ : اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے بجا لائے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز تو خدا کے لیے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لیے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص طرز سے مثلاً جماعت سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کا کوئی مستحب حصہ مثلاً قنوت بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

مسئلہ ۹۴۳ : ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور انسان کو چاہیے کہ اللہ کے حروف اور اکبر کے حروف اور دونوں کلمے اللہ اور اکبر پے در پے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو کلمے صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۴۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو وہ اس سے پہلے پڑھ رہا ہو (مثلاً اقامت یا دعا ہے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو)۔

مسئلہ ۹۴۵ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو اس چیز کے ساتھ جو بعد میں پڑھی ہو مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سے ملا دے تو اسے چاہیے کہ اکبر کے حرف ''راء'' پر پیش دے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے کسی دوسری چیز سے نہ ملائے۔

مسئلہ ۹۴۶ : تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو اس کا تکبیرۃ الاحرام کہنا باطل ہے اور نماز بھی باطل ہو گی۔

مسئلہ ۹۴۷ : انسان کو چاہیے کہ تکبیر و حمد و سورہ ذکر اور دعایوں پڑھے کہ خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہے کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو سن لے۔

مسئلہ ۹۴۸ : اگر کوئی شخص گونگا ہو یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ جس طرح بھی کہہ سکے کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ دل میں کہے اور تکبیر کے لیے اشارہ کرے اور اگر ممکن ہو تو اپنی زبان کو بھی حرکت دے۔

مسئلہ ۹۴۹ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کے پہلے یا بعد کہے

یَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاکَ الْمُسِیْءُ وَ قَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْءِ اَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْءُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ مِنِّی (یعنی اے بندوں پر احسان کرنے والے خدا یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گنہگاروں سے درگزر کریں تو احسان کرنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں محمد و آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور محمد و آل محمد کے طفیل میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما)

مسئلہ ۹۵۰ : انسان کے لیے واجب ہے کہ تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں تک لے جائے اور ہتھیلی رو بہ قبلہ ہو اور

مستحب ہے کہ نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر لے جائے۔

مسئلہ ۹۵۱ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں اور قرأت میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو چاہیے کہ تکبیر کہے۔

مسئلہ ۹۵۲ : اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ اسے صحیح طریقہ سے کہا ہے یا نہیں تو خواہ اس نے کوئی چیز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ تکبیرۃ الاحرام کے بعد اور قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا بطور احتیاط ضروری ہے۔لیکن اس کو بلند آواز سے نہ کہے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

مسئلہ ۹۵۳ : تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقعے پر قیام اور رکوع سے پہلے قیام جسے قیام متصل بہ رکوع کہا جاتا ہے رکن ہے لیکن حمد اور سورہ پڑھنے کے موقعہ پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اسے بھول چوک کی وجہ سے ترک کردے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۵۴ : تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے کھڑا ہونا واجب ہے تا کہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

مسئلہ ۹۵۵ : اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور حمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل بہ رکوع نہیں بجالایا اس لیے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۵۶ : جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرأت کے لیے کھڑا ہو اسے چاہیے کہ بدن کو حرکت نہ دے اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط کی بنا پر کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بامر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۵۷ : اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۵۸ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۵۹ : جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اس پر کھڑا ہونا کہنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۶۰ : جب انسان نماز میں واجب اذکار میں سے کوئی چیز پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے اسے چاہیے کہ اس وقت کوئی چیز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۱ : اگر بدن کی حرکت کی حالت میں کوئی شخص مستحبی ذکر پڑھے مثلاً رکوع میں جائے یا سجدہ میں جانے کے وقت تکبیر کہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور انسان کو چاہیے کہ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

مسئلہ ۹۶۲ : ہاتھوں اور انگلیوں کو حمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

مسئلہ ۹۶۳ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ سکون حاصل کرنے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۴ : اگر نماز کے دوران کوئی شخص قیام سے عاجز ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو کوئی واجب ذکر نہ کرے۔

مسئلہ ۹۶۵ : جب تک انسان کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے بیٹھنا نہیں چاہیے مثلاً اگر کھڑے ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تب بھی اسے چاہیے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ سیدھا بیٹھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۶ : جب تک انسان بیٹھ سکے اسے لیٹ کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے تو چاہیے کہ جیسے بھی ممکن ہو بیٹھے اور اگر بالکل نہ بیٹھ سکے تو اسے چاہیے کہ جیسا کہ قبلہ کے احکام میں کہا گیا ہے دائیں پہلو لیٹے اور اگر دائیں پہلو نہ لیٹ سکے تو بائیں پہلو لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۹۶۷ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑے ہو کر بجالائے تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہیے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

مسئلہ ۹۶۸ : جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو اسے چاہیے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو چاہیے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہیے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۹ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو چاہیے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہیے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۰ : اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی ضرر پہنچے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی ڈرتا ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۷۱ : اگر کسی انسان کو یہ احتمال ہو کہ آخر وقت تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے گا تو بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے لیکن اگر آخر وقت تک کھڑا نہ ہو سکے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے اور اس صورت میں کہ اس نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو گیا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۲ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے اور کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو آپس میں متصل رکھے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے اور خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑا ہو اور پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا رکھے۔

قرأت

مسئلہ ۹۷۳ : انسان کو چاہیے کہ روزآنہ واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے حمد اور اس کے بعد بنا بر احتیاط واجب ایک پورے سورۃ کی تلاوت کرے اور والضحیٰ اور الم نشرح کی سورتیں واجب نماز میں ایک سورۃ شمار ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۹۷۴ : اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی تو اس کے لیے سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۷۵ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر حمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی لیکن اگر غلطی سے حمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران یاد آئے تو اسے چاہیے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور حمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۶ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۷۷ : اگر رکوع کے لیے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے حمد اور سورہ نہیں پڑھی تو اسے چاہیے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو اسے چاہیے کہ فقط سورہ پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہیے کہ

پہلے حمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ حمد اور سورہ یا فقط حمد نہیں پڑھی اسے چاہیے کہ کھڑا ہو اور حمد و سورہ پڑھے پھر رکوع کرکے نماز تمام کرے اور بنا بر احتیاط نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۹۷۸ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز میں ان چار سورتوں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیۃ سجدہ پائی جاتی ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۷۹ : اگر کوئی شخص بھول کر ایسا سورہ پڑھنا شروع کردے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیہ سجدہ تک پہنچنے سے پہلے اسے خیال آجائے تو اسے چاہیے کہ اس سورہ کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور اگر آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد یاد آئے تو احتیاطاً سجدے کا اشارہ کرے اور سورہ مکمل کرے اور نماز کے بعد چاہیے کہ اس کا سجدہ بجالائے۔

مسئلہ ۹۸۰ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی دوسرے کو آیہ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی (یعنی نماز پڑھنے والے کی) نماز صحیح ہے لیکن بنا بر احتیاط سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجالائے۔

مسئلہ ۹۸۱ : مستحبی نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز نذر کرنے کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہوگئی ہو لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحبی نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہیے (مثلاً نماز وحشت) جن میں مخصوص سورہ اور آیت پڑھنی ہوتی ہیں تو اسے چاہیے کہ وہی سورہ اور آیت پڑھے۔

مسئلہ ۹۸۲ : جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کردے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۳ : اگر کوئی شخص حمد کے بعد سورہ **قل ھو اللہ احد** یا سورہ **قل یا ایھا الکافرون** پڑھنے لگے تو اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر میں بھول کر سورہ جمعہ اور منافقون کے بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورہ جمعہ اور منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو پھر ان سورتوں کو نہ چھوڑے۔

مسئلہ ۹۸۴ : اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں جان بوجھ کر سورہ **قل ھو اللہ احد** یا سورہ **قل یا ایھا الکافرون** پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقون نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۵ : اگر کوئی شخص نماز میں سورہ **قل ھو اللہ احد** اور **قل یا ایھا الکافرون** کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے اور احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ نصف اور دو تہائی

کے درمیان اس سورہ کو نہ چھوڑے اور جب دو تہائی تک پہنچ جائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سورہ کی جانب پھر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۸۶ : اگر کوئی شخص کسی سورہ کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ اس نے پہلا سورہ دو تہائی سے زیادہ ہی کیوں نہ پڑھ لیا ہو اور خواہ وہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یا قُلْ یَااَیُّهَاالْکَافِرُوْنَ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۸۷ : مرد پر واجب ہے کہ صبح اور مغرب وعشاء کی نمازوں میں حمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز ظہر وعصر میں حمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۹۸۸ : مرد کو چاہیے کہ صبح کی نماز اور مغرب اور عشاء کی نماز میں خیال رکھے کہ حمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے جائیں۔

مسئلہ ۹۸۹ : صبح کی نماز اور مغرب وعشاء کی نماز میں عورت حمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسے چاہیے پڑھ سکتی ہے لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۰ : اگر کوئی شخص جب نماز بلند آواز سے پڑھنی چاہیے عمداً آہستہ پڑھے یا جب آہستہ پڑھنی چاہیے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران بھی اسے پتہ چل جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۱ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۲ : انسان کو چاہیے کہ نماز صحیح طور پر سیکھ لے تاکہ غلط نہ پڑھے اور جو شخص اسے کسی طرح بھی صحیح طور پر سیکھنے پر قادر نہ ہو اسے چاہیے کہ جس طرح بھی پڑھ سکے پڑھ لے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۳ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ اور نماز کے دوسرے حصے بخوبی نہ جانتا ہو لیکن انہیں سیکھنے پر قادر ہو تو اسے چاہیے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو سیکھ لے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ حتی الامکان نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۴ : واجبات نماز سکھانے کی اجرت نہ لینا بہتر ہے اور مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا بغیر اشکال کے جائز ہے۔

مسئلہ ۹۹۵ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ کا کوئی کلمہ نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر اسے نہ پڑھے یا ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً (ض) کے بجائے (ظ) کہے یا جہاں زیر اور زبر کے بغیر پڑھنا چاہیے وہاں زیر اور زبر لگائے یا تشدید حذف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۶ : اگر انسان نے کوئی کلمہ جس طرح یاد کیا ہوا ہے اسے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لیے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۹۷ : اگر کوئی شخص کسی کلمہ کی زیر اور زبر سے واقف نہ ہو یا اگر وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ایک کلمہ (س) سے ادا کرنا چاہیے یا (ص) سے تو اگر وہ کسی کلمے کو دو یا زیادہ طریقوں سے ادا کرے مثلاً **اھدنا الصراط المستقیم** میں کلمہ مستقیم ایک دفعہ (س) اور ایک دفعہ (ص) سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن جو کلمہ دو طریقوں سے پڑھے وہ اذکار میں سے ہو اور اس کا غلط پڑھنا اسے ذکر ہونے سے خارج نہ کرے یعنی غلط پڑھنے کے باوجود اسے ذکر ہی سمجھا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۹۸ : اگر کسی کلمہ میں واو ہو اور اس کلمے کے واو سے پہلے حرف پر پیش ہو اور اس کلمے میں واو کے بعد کا کلمہ ہمزہ ہو ۔مثلاً کلمہ ''سوء'' تو پڑھنے والے کو چاہیے کہ اس واؤ کو مد دے یعنی کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمہ میں الف ہو اور اس کلمہ میں الف سے پہلے حرف پر زبر ہو اور اس کلمہ میں الف کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً ''جاءَ'' تو چاہیے کہ اس کلمہ کے الف کو کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمہ میں ''ی'' ہو اور اس کلمہ میں ی سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو اور اس کلمہ میں یا کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً ''جِيئَ'' ہو تو چاہیے کہ ی کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف ''یعنی واؤ اور الف اور یا'' کے بعد ہمزہ کے بجائے کوئی ایسا حرف ہو جو ساکن ہو یعنی زیر اور زبر اور پیش نہ رکھتا ہو تب بھی ان تین حروف کو مد کے ساتھ پڑھنا چاہیے مثلاً **و الاالضالین** جس میں الف کے بعد حرف لام ساکن ہے پڑھنے والے کو چاہیے کہ اس کے الف کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر جو قاعدہ بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کے لیے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو ختم کرے اور پھر دوبارہ پڑھے

مسئلہ ۹۹۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بہ حرکت اور وصل بہ سکون نہ کرے اور وقف بہ حرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمے کے آخر میں زیر زبر یا پیش پڑھے اور اس کلمے اور اس کے بعد کے کلمے کے درمیان فاصلہ سے مثلاً کہے **الرحمٰن الرحیم** اور **الرحیم** کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے **ما لک یوم الدین** اور وصل بالسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمہ کے زیر زبر یا پیش کو نہ پڑھے اور اس کلمے کو بعد کے کلمے سے جوڑے مثلاً یہ کہے **الرحمٰن الرحیم** اور **الرحیم** کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً **مالک یوم الدین** کہے۔

مسئلہ ۱۰۰۰ : نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک حمد پڑھی جا سکتی ہے یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ کہی جا سکتی ہے یعنی

نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے ۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے اور وہ ایک رکعت میں حمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے لیکن نماز فرادیٰ ۔یعنی تنہا پڑھی جانے والی نماز میں بہتر ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے اور جہری یعنی بلند آواز سے پڑھی جانے والی نمازوں میں ماموم کے لیے احتیاط لازم یہ ہے کہ تسبیحات اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۰۰۱ : وقت تنگ ہو تو تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھنی چاہئیں۔

مسئلہ ۱۰۰۲ : مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا تسبیحات آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۱۰۰۳ : اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۴ : جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک ٹھیک پڑھ نہ سکتا ہو اسے چاہیے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۵ : اگر کوئی شخص نماز کی دو پہلی رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتہ چل جائے تو اسے چاہیے کہ حمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران یا رکوع کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۶ : اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں حمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ گمان کرتے ہوئے کہ آخری دو رکعتیں ہیں حمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتہ چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۷ : اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آ جائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن حمد اس کی زبان پر آ جائے تو اسے چاہیے کہ جو پڑھ رہا ہے اسے چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق دوبارہ حمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر اس کی عادت وہی چیز پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آئی ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۸ : جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفے کی ادائیگی کی نیت سے حمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس کے لیے حمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۹ : نماز پڑھنے والے کے لیے تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ یا کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اور اگر وہ رکوع کے لیے جھکنے سے پہلے استغفار پڑھ

رہا ہو اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہیے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۰ : اگر نماز پڑھنے والا تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں شک کرے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ پلٹ کر حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۱ : اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا کلمہ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ **قل ھو اللہ احد** درست پڑھا ہے یا نہیں تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا کلمہ دوبارہ صحیح طریقہ سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے ہاں اگر وسواس کی حد تک پہنچ جائے اور پھر بھی دوبارہ پڑھے تو احتیاط مستحب کی بنا پر پوری نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۲ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بسم اللہ بلند آواز سے کہے اور حمد اور سورہ کو میز کر کے پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور حمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے اگر فرادی نماز پڑھ رہا ہو تو سورہ حمد کے اختتام پر اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورہ حمد ختم کرنے کے بعد کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۳ : نماز پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ سب نمازوں میں حمد کے بعد پہلی رکعت میں سورہ **انا انزلناہ** اور دوسری رکعت میں سورہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۴ : پنج گانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورہ **قل ھو اللہ احد** کا نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۵ : ایک ہی سانس میں سورہ **قل ھو اللہ احد** کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۶ : جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اس کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر سورہ **قل ھو اللہ احد** دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

رکوع

مسئلہ ۱۰۱۷ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ ہر رکعت میں قرأت کے بعد اس قدر جھکے کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ سکے اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۱۸ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع کی مقدار بھر جھک جائے لیکن اپنے ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۱۹ : اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجالائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۰ : نماز پڑھنے والے کا جھکنا رکوع کی نیت سے ہونا چاہیے لہٰذا اگر کسی اور کام کے لیے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لیے جھکے تو اسے رکوع نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور دوبارہ رکوع کے لیے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۰۲۱ : جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لیے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو اسے چاہیے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۲ : جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا چاہیے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدہ کی جگہ کے قریب جا پہنچے۔

مسئلہ ۱۰۲۳ : نماز پڑھنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ **سبحان اللّٰہ** یا ایک دفعہ **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ** کہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو ذکر بھی اتنی مقدار میں کیا جائے کافی ہے لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ **سبحان اللّٰہ** کہنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۴ : ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا چاہیے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۰۲۵ : رکوع میں واجب ذکر پڑھنے کی مقدار کے برابر بدن ساکن ہونا چاہیے اور مستحب ذکر میں بدن کا ساکن ہونا اس صورت میں احوط ہے کہ جب وہ اسے رکوع قرار دے۔

مسئلہ ۱۰۲۶ : اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جب کہ رکوع کا ذکر واجب ادا کر رہا ہو بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجالائے لیکن اگر اتنی مدت کے لیے حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۷ : اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع کی مقدار کے مطابق جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان

بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۸ : اگر ایک شخص ذکر واجب کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھالے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حالت سے خارج ہو جائے اسے یاد آئے کہ اس نے ذکر رکوع ختم نہیں کیا تو اسے چاہیے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے اور اگر اسے رکوع کی حالت سے خارج ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۹ : اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق رکوع کی حالت میں نہ رہ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بقیہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۰ : اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے ذکر واجب اس طریقے سے ادا کرے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۱ : جب ایک شخص رکوع کی مقدار کے مطابق نہ جھک سکے تو اسے چاہیے کہ کسی چیز کا سہارا لے لے اور رکوع بجالائے اور اگر سہارا لے کر بھی معمول کے مطابق رکوع ادا نہ کر سکے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ جتنا بھی جھک سکے جھکے اور رکوع کے لیے اشارہ بھی کرے اور اگر بالکل ہی نہ جھک سکے تو اسے چاہیے کہ سر سے رکوع کے لیے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۲ : جس شخص کو رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرنا چاہیے اگر وہ اشارہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور ذکر رکوع پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۳ : جو شخص کھڑا ہو کر رکوع نہ کر سکے لیکن بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کے لیے جھک سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لیے جھک جائے۔

مسئلہ ۱۰۳۴ : اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد سر کو اٹھالے اور دوبارہ بقصد رکوع، رکوع کے انداز تک جھک جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۵ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور جب اس کا بدن سکون حاصل کرے تو اس کے بعد سجدے میں چلا جائے اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے یا بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۶ : اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچ جائے اسے یاد آجائے کہ رکوع کرنا بھول گیا ہے تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں چلا جائے اور اگر جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں رکوع کی جانب لوٹ جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۷ : اگر کسی شخص کی پیشانی مقام سجدہ سے لگ جانے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور رکوع کھڑا ہونے کے بعد بجالائے اور اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۸ : مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے اور پیٹھ کو ہموار رکھے اور گردن کو کھینچے اور پیٹھ کے برابر رکھے اور دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے اور ذکر سے پہلے یا بعد میں صلوات پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے۔

مسئلہ ۱۰۳۹ : عورتوں کے لیے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں

سجود

مسئلہ ۱۰۴۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور سجدہ یہ ہے کہ پیشانی کو خضوع (عاجزی) کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز میں سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔

مسئلہ ۱۰۴۱ : دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھولے سے ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے یا ان پر دو سجدوں کا اضافہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۲ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۰۴۳ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی مقام سجدہ پر نہ رکھے تو خواہ بقیہ اعضاء سجدہ زمین سے لگ بھی گئے ہوں اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی مقام سجدہ پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین تک نہ پہنچائے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۴ : انسان کے لیے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدہ میں تین دفعہ سبحان اللّٰہ یا ایک دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ

اَلْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ کلمات مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس مقدار میں ہر ذکر کا پڑھنا کافی ہے اور مستحب ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ بار پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۴۵ : سجدوں میں ضروری ہے کہ واجب ذکر کی مقدار کے برابر انسان کا بدن سکون کی حالت میں ہو اور ذکر مستحب پڑھنے کے وقت بھی بدن کا سکون کی حالت میں ہونا خصوصیت کے قصد کے ساتھ احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۶ : اس سے پیشتر کہ پیشانی مقام سجدہ سے لگے اور بدن سکون حاصل کرلے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے یا ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۷ : اس سے پیشتر کہ پیشانی مقام سجدہ پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے قبل کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتہ چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۴۸ : اگر کسی شخص کو سر سجدہ سے اٹھالینے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۹ : جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضاء میں سے کسی ایک کو بھی زمین پر سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن جس وقت ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو اگر پیشانی کے علاوہ کوئی عضو زمین پر سے اٹھالے اور دوبارہ رکھ دے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۰ : اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی مقام سجدہ سے اٹھالے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور اسے چاہیے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضاء سہواً زمین پر سے اٹھالے تو اسے چاہیے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۱ : پہلے سجدہ کا ذکر ختم ہونے کے بعد انسان کا چاہیے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کرلے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

مسئلہ ۱۰۵۲ : نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند نہیں ہونی چاہیے بلکہ واجب ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۵۳ : اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں جس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے

پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۴ : اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو اسے چاہیے کہ سر کو اٹھائے اور اس چیز پر رکھے جو بلند نہ ہو یا جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہو اور بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۵ : ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر وہ سجدہ کر رہا ہے کوئی چیز نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی خود سجدہ گاہ تک نہ پہنچ سکے تو اس کا سجدہ باطل ہے لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہو تو کائی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۶ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ سجدے میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۷ : نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ سجدہ میں پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے اور اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی وجہ سے انگوٹھوں کے سرے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں اسے چاہیے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۸ : جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سرے سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو اسے چاہیے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو اور اگر بچا بھی ہو لیکن بہت چھوٹا ہو تو احتیاط کی بنا پر سے چاہیے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اسکی کوئی انگلی بھی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہو اسے زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۵۹ : اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو لمبا کرے تو خواہ ساتوں اعضاء جن کا ذکر ہو چکا ہے زمین پر لگ جائیں احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے لیکن اگر اپنے آپ کو اتنا لمبا کرے کہ اس پر سجدہ کا لفظ صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۰ : سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ کرے پاک ہونی چاہیے لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف پر رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۱ : اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا وغیرہ ہو تو اسے چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو جو حصہ پیشانی کا صحت مند ہو اس

سے سجدہ کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو چاہیے کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند حصے کی اتنی مقدار جو سجدہ کے لیے کافی ہو زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۲ : اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر پھیلا ہوا ہو تو نماز پڑھنے والے کو احتیاط کی بنا پر چاہیے کہ خواہ دو دفعہ نماز پڑھنی پڑے پیشانی کی دونوں طرفوں میں سے کسی ایک سے اور ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو صرف ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور ٹھوڑی سے بھی ممکن نہ ہو تو سجدے کا اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۳ : جو شخص پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو اسے چاہیے کہ جس قدر بھی جھک سکے جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر اس طرح رکھے کہ لوگ کہیں کہ اس نے سجدہ کیا ہے ۔لیکن اسے چاہیے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۴ : اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ صحیح ہو رکھ سکے تو اس کے لیے لازم ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو ہاتھ سے بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۵ : اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ سجدے کے لیے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر ہاتھ وغیرہ سے سجدہ کا اشارہ کرے اور دل میں بھی سجدہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۶ : اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدہ کی جگہ سے اٹھ جائے تو اسے چاہیے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدہ کی جگہ پر نہ جانے دے اور قطع نظر اس کے کہ اس نے ذکر سجدہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا اور اگر سر کو نہ روک سکے اور وہ بے اختیار دوبارہ سجدہ کی جگہ پہنچ جائے تو دونوں ملا کر ایک سجدہ شمار ہوں گے اور اگر پہلے ذکر نہ پڑھا ہو تو بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ اب پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۶۷ : جہاں انسان کے لیے تقیہ کرنا ضروری ہو وہ فرش یا اس جیسی کسی چیز پر سجدہ کر سکتا ہے اور یہ لازم نہیں کہ نماز کے لیے کسی دوسری جگہ جائے لیکن اگر وہ چٹائی یا کسی دوسری چیز پر جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اس طرح سجدہ کر سکے کہ زحمت سے دوچار نہ ہو تو پھر اسے فرش یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۰۶۸ : اگر کوئی شخص پروں سے بھرے گئے گدے یا اس قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۹ : اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لیے مشقت کا

موجب نہ ہوتو اسے چاہیے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجالائے اور اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہوتو قیام کی حالت میں سجدے کے لیے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑا ہوکر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۷۰ : پہلی رکعت میں اور تیسری رکعت میں (مثلاً نماز ظہر' نماز عصر' نماز عشاء' کی تیسری رکعت) جس میں تشہد نہ ہو واجب ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سکون سے بیٹھے اور پھر اٹھے۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۱۰۷۱ : سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا چاہیے جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں مثال کے طور پر لکڑی اور درختوں کے پتے کھانے پینے کی چیزوں مثلاً' گندم' جو' اور کپاس' پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزا شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے' چاندی' نارکول' اور اسفالٹ' چمڑہ' پلاسٹک ربڑ' وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انگور کے پتوں کے خشک ہونے سے پہلے ان پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۷۳ : ان چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں مثلاً گھاس وغیرہ۔

مسئلہ ۱۰۷۴ : جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤزبان۔

مسئلہ ۱۰۷۵ : ایسی گھاس پر جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہوں اور بعض شہروں میں نہ کھائی جاتی ہوں اور کچے میووں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۶ : چونے کے پتھر اور سنگ گچ (جپسم) پر سجدہ صحیح ہے۔ اور پختہ گچ اور چونے اور اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۷۷ : کاغذ پر سجدہ صحیح ہے خواہ وہ کپاس یا اسی جیسی کسی چیز سے بنا ہو۔

مسئلہ ۱۰۷۸ : سجدے کے لیے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی' مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۹ : جو شخص کوئی ایسی چیز نہ رکھتا ہو جس پر سجدہ صحیح ہے یا اگر رکھتا بھی ہوتو سردی یا زیادہ گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہاتھ کی پشت پر یا اپنے لباس پر سجدہ کرے اور اگر لباس بھی میسر نہ ہو تو چاہیے کہ یا کسی ایسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر اختیار کی حالت میں سجدہ کرنا جائز نہ ہو لیکن جب تک ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرنا ممکن ہو ان دوسری چیزوں پر سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۰ : کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۱ : اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لیے چھڑا لینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۰۸۲ : جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہو اور وقت وسیع ہو تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو گزر چکی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۳ : جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتہ چلے کہ اس نے پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہیے کہ پیشانی کو اس چیز پر سے اٹھا لے اور اس چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور نماز کا وقت وسیع ہو تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو بتائی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۴ :اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے پیشانی ایک ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہیے کہ ایسی چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نئے سرے سے پڑھے اور اگر یہ صورت ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں پیش آئی ہو تو ایک سجدے کا تدارک کرے (یعنی ایک سجدہ ایسی چیز پر کرے جس پر سجدہ درست ہے) اور احتیاط واجب یہ کہ دوبارہ نماز ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۵ : اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عوام میں سے بعض لوگ جو آئمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ہو تو کوئی حرج نہیں ورنہ ایسا کرنا حرام ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۱۰۸۶ : کئی ایک چیزیں سجدے میں مستحب ہیں۔

۱... جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لیے تکبیر کہے۔

۲... سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیوں اور عورت اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

۳... نماز پڑھنے والا ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

۴... نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو بقبلہ

ہوں۔

۵... سجدے میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے۔

یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ اُرْزُقْنِیْ وَارْزُقْ عَیَالِیْ مِنْ فَضْلِکَ فَاِنَّکَ ذُوْالْفَضْلِ الْعَظِیْمُ ۔ یعنی اے ان سب میں بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو کہ عطا کرتے ہیں مجھے اور میرے اہل وعیال کو اپنے فضل وکرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

٦... سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

۷... ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

۸... پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو۔ **اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ** کہے۔

۹... سجدہ طولانی کرے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

۱۰... دوسرے سجدے میں جانے کے لیے بدن کے سکون کی حالت میں اللہ اکبر کہے۔

۱۱... سجدوں میں صلوٰۃ پڑھے۔

۱۲... سجدے سے قیام کے لیے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

۱۳... مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں اور عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملالیں۔ (سجدے کے دوسرے مستحبات مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔)

مسئلہ ۱۰۸۷ : سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کا گرد وغبار جھاڑنے کے لیے پھونک مارنا اس وقت جبکہ اس کے پہلو میں کوئی نمازی موجود ہو اور اس گرد وغبار سے متاثر ہو مکروہ ہے بلکہ پھونک مارنے کی وجہ سے کوئی حرف منہ سے عمداً نکل جائے تو نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

مسئلہ ۱۰۸۸ : قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی **والنجم** '**اقرء**' '**الم تنزیل**' '**حٰم سجدہ**' میں سے ہر ایک میں ایک آیت سجدہ ہے جسے انسان پڑھے یا سنے تو اسے چاہیے کہ آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جس وقت بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے اور ظاہر یہ کہ آیت سجدہ بغیر اختیار سننے میں سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۸۹ : اگر انسان آیت سجدہ سننے کے وقت خود بھی آیت پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ دو سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۰ : اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو اسے چاہیے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۱ : اگر کوئی شخص گراموفون یا ٹیپ ریکارڈر یا نادان بچے سے جو اچھے برے کی تمیز نہ رکھتا ہو یا کسی شخص سے جو قرآن شریف پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو آیت سجدہ سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب نہیں ہے اور آیت سجدہ اگر ریڈیو پر اور ٹیپ کی شکل میں نشر کی جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن پر آیت سجدہ تلاوت قرآن مجید کے قصد سے پڑھے اور دوسرا اسے ریڈیو کے ذریعے سنے تو سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۲ : قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے لیے انسان کی جگہ غصبی نہیں ہونی چاہیے اور پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی نہ ہونی چاہیے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہو اور رو بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے اور اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو علاوہ ازیں جن شرائط کا اطلاق نماز پڑھنے والے کے لباس پر ہوتا ہے وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس کے لیے نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی دوسری چیز پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہو اور بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جیسے سجدہ نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۴ : جب انسان قرآن مجید کے سجدہ واجب کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے یہ ذکر کہ پڑھے۔

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ حَـقّاً حَـقّاً ' لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَاناً وَّ تَصْدِيْقاً لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِيَةً وَّ رِقّاً سَجَدْتُ لَکَ يَا رَبِّ تَعَبُّداً وَّ رِقّاً لاَ مُسْتَنْكِفاً وَ لاَ مُسْتَكْبِراً بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ ضَعِيْفٌ خَائِفٌ مُسْتَجِيْرٌ.

تشہد

مسئلہ ۱۰۹۵ : سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں اور نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں بھی انسان کو چاہیے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے **اَشْهَـدُ اَنْ لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْکَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُـحَـمَّـدٍ** اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس ترتیب کے علاوہ کسی اور ترتیب سے نہ پڑھے۔ اور نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا

ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۶ :ضروری ہے کہ تشہد کے کلمات صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

مسئلہ ۱۰۹۷ :اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہوجائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا چاہیے پڑھے اور نماز ختم کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لیے سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو چاہیے کہ نماز پوری کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے اور بھولے ہوئے تشہد کے لیے احتیاطاً دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۰۹۸ :مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَخَیْرُ الْاَ سْمَآءِ لِلّٰہِ۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملائے اور اپنی گود پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے۔وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ

مسئلہ ۱۰۹۹ :مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

مسئلہ ۱۱۰۰ نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد نماز پڑھنے والا بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور اسکے بعد واجب ہے کہ کہے اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور مستحب ہے کہ۔اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھے

مسئلہ ۱۱۰۱ :اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہو مثلاً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا تو اسے چاہیے کہ سلام کہے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۲ :اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہوگئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

مسئلہ ۱۱۰۳ :اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً حمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہوجاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۴ :اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۵ :اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کی وجہ سے اس سے پہلے پڑھا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۶ :اگر ایک شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اس کے بعد رکن بجالائے مثلاً حمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۷ :اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً حمد بھول جائے اور سورہ پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجالائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کی وجہ سے پہلے پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۸ :اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ، پہلا سجدہ اور دوسرا سجدہ دوسرا سجدہ شمار ہوگا۔

موالات (تسلسل قائم رکھنا)

مسئلہ ۱۱۰۹ :انسان کو چاہیے کہ نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع سجود اور تشہد پے در پے اور تسلسل سے بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۰ :اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف اور کلمات کے درمیان فاصلہ رکھے اور فاصلہ اتنا ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ حروف اور کلمات معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۱ :رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی (یعنی لمبی) سورتیں پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔

قنوت

مسئلہ ۱۱۱۲ : تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔اور نماز وتر میں بھی باوجود یکہ وہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے ۔اور نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت ۔ نماز آیات میں پانچ قنوت ۔نماز عید فطر وقربان کی پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں ۔

مسئلہ ۱۱۱۳ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کی ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے ۔

مسئلہ ۱۱۱۴ : قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے لَاْاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ، لَاْاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَ مَا فِیْھِنَّ وَمَا بَیْنَھُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

مسئلہ ۱۱۱۵ : مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور امام اس کی آواز سن سکتا ہو تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۱۱۶ :اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آجائے تو مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آجائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے ۔

نماز کا ترجمہ

۱ سورۂ حمد کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ ، یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔"الرَّحْمٰنِ " اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔"الرَّحِیْمِ" اس کی رحمت ذاتی اور ازلی وابدی ہے۔" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ "یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔"اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں" مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ "یعنی وہ ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ "یعنی ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرما جو کہ دین

اسلام ہے۔"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے نعمتیں عطا کی ہیں جو کہ پیغمبر اور پیغمبروں کے جانشین ہیں" غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ" یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تو نے غضب کیا اور نہ ان کے راستے کی جانب جو گمراہ ہیں۔

۲... سورۂ اخلاص کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں۔"قل هو الله احد" یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ خداوند وہی ہے جو یکتا خدا ہے۔"اَللّٰهُ الصَّمَدُ" یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔"لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ" یعنی نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے۔"وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ" اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے مثل نہیں ہے۔

۳... رکوع سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ " یعنی میرا پروردگار بزرگ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔"سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ " یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا اور قبول کرتا ہے۔"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ " یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ " یعنی میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

۴... قنوت کا ترجمہ

"لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ " یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم وکرم ہے۔" لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ " یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔"سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ " یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خداوند جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔"وَ مَا فِیْهِنَّ وَمَا بَیْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ " یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں میں اور ان کے درمیان ہے عرش بزرگ کا پروردگار ہے۔" وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ " اور حمد وثنا اس خداوند کے لیے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

۵... تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ''یعنی اللہ تعالیٰ پاک اورمنزہ ہےاورثنااس کے لیے مخصوص ہےاوراس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی توصیف کی جائے۔

٦... تشہداور سلام کامل کا ترجمہ

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ''یعنی ستائش پروردگار کے لیے مخصوص ہےاور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہےاور جس کا کوئی شریک نہیں اور کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں ہے۔'' وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد ''یعنی اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمدؐ پر۔''وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ ''یعنی پیغمبر کی شفاعت قبول کراور آنحضرت کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر۔'' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ''یعنی اے پیغمبر آپ پر سلام ہواور آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ''یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پراور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ'' یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں۔

تعقیب نماز

مسئلہ ۱۱۱۷ : مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لیے تعقیب یعنی ذکراوردعااورقرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہےاور بہتر ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کرےاوراس کا وضو،غسل،تیمم باطل ہو جائے۔روبقبلہ ہو کر تعقیب پڑھےاور یہ ضروری نہیں کہ تعقیب عربی میں ہولیکن بہتر ہے کہ انسان وہ چیزیں پڑھے جو دعاؤں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور تسبیح حضرت زہرا علیہا السلام تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہیے۔

۳۴دفعہ الله اکبراس کے بعد۳۳دفعہ الحمد لله اوراس کے بعد۳۳ دفعہ سبحان الله اورسبحان الله ،الحمدلله سے پہلے بھی پڑھا جاسکتا ہےلیکن بہتر ہے کہ الحمد لله کے بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۱۱۸ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجالائے اوراتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر

رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو بار یا تین بار یا ایک بار شُکراً لِلّٰہِ، یاعَفْوا کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت اس سے دور ہو تو سجدۂ شکر بجالائے۔

پیغمبر اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات

مسئلہ ۱۱۱۹ : جب بھی انسان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثلاً محمدؐ سنے یا زبان سے ادا کرے تو واجب ہے کہ صلوٰۃ بھیجے خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور احمدؐ یا آنجناب کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰ اور ابو القاسم زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ صلوات بھیجے۔

مسئلہ ۱۱۲۰ : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان صلوات بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرت کو یاد کرے تو صلوات بھیجے۔

مبطلات نماز

مسئلہ ۱۱۲۱ : بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے۔

اول : یہ کہ نماز کے دوران نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے۔ مثلاً نماز پڑھتے ہوئے متعلقہ شخص کو پتہ چلے کہ جس لباس سے اس نے ستر پوشی کی ہوئی ہے وہ غصبی ہے۔

دوم : یہ کہ نماز کے دوران عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کردے مثلاً اس کا پیشاب نکل جائے تاہم جو شخص پیشاب یا پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے سلسلے میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران مستحاضہ عورت کا خون خارج ہو تو اگر وہ استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۲ : جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۲۳ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران اور یہ بھول گیا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور سو گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۴ : اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدۂ شکر میں ہے تو اگر اسے علم ہو کہ بے اختیار سو گیا تھا تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر جانتا ہو کہ اپنی مرضی سے سویا تھا اور اس بات کا احتمال ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز کے سجدے میں سو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

سوم : یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو باندھے۔

مسئلہ ۱۱۲۵ : اگر کوئی شخص بھول کر یا مجبوراً یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے وغیرہ کے لیے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چہارم : مبطلات نماز میں سے چوتھی چیز یہ ہے کہ حمد پڑھنے کے بعد انسان آمین کہے لیکن اگر غلطی سے یا تقیہ کے طور پر "آمین" کہے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

پنجم : مبطلات نماز میں سے پانچویں چیز یہ ہے کہ جان بوجھ کر یا بھول کر انسان پشت قبلہ کی طرف کر لے یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب مڑ جائے بلکہ اگر جان بوجھ کر اتنا مڑ جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہے تو خواہ وہ دائیں یا بائیں جانب تک نہ بھی پہنچے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۶ : اگر کوئی شخص عمداً یا سہواً سر کو اتنا گھمائے کہ قبلہ کی دائیں طرف یا بائیں طرف کے بالمقابل ہو جائے یا اس سے زیادہ انحراف ہو جائے تو نماز باطل ہے لیکن اگر وہ سر کو اتنا کم گھمائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے تو ایسا کرنا جان بوجھ کر اشتباہ کرتے ہوئے ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر اتنا گھمائے کہ لوگ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے لیکن وہ قبلہ کی دائیں یا بائیں حد تک نہ پہنچا ہو تو اس صورت میں اگر منہ کا موڑنا عمداً ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر وسہواً ہو تو نماز صحیح ہے۔

ششم : مبطلات نماز میں سے چھٹی چیز یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر کوئی ایسا کلمہ کہے جو کہ ایک حرف یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو خواہ اس کے کوئی معنی نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۱۲۷ : اگر کوئی شخص سہواً ایسا کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۲۸ : نماز کی حالت میں کھانسنے، ڈکار لینے اور آہ بھرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن آخ اور آہ اور انہی جیسے کلمات کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۹ : اگر کوئی شخص کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کے قصد سے "اللہ اکبر" کہے اور اسے کہتے وقت آواز بلند کرے تا کہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر کوئی چیز دوسرے کے علم میں لانے کے لیے کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۰ : سوائے ان چار آیات کے جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے اور جن کا ذکر جنابت کے احکام کے سلسلہ

میں ہو چکا ہے نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۱۳۱ : اگر کوئی شخص بغیر قصد جزیت عمداً یا احتیاطاً حمد اور سورۂ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۲ : انسان کو چاہیے کہ نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کہے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ جیسے اس نے سلام کہا ہے ویسے ہی جواب دے مثلاً اگر اس نے ''سلام علیکم'' کہا ہے تو جواب میں ''سلام علیکم'' ہی کہے لیکن ''علیکم السلام'' کے جواب میں جو صیغہ چاہے کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۳ : انسان کو چاہیے کہ خواہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب شمار نہ ہو تو پھر اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو اسے چاہیے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۴ : انسان کو چاہیے کہ سلام کا جواب اس طرح دے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرہ ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے تو اگر انسان اسے حسب معمول جواب دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۵ : یہ واجب نہیں کہ نماز پڑھنے والا سلام کا جواب دعا کے ارادے سے دے یعنی خداوند عالم سے سلام کرنے والے کے لیے سلامتی چاہے بلکہ اگر محض تحیت (سلام) کے قصد سے ہو تو بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۶ : اگر عورت یا نامحرم مرد یا ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کہے تو نماز پڑھنے والا اس کا جواب دے سکتا ہے لیکن اگر عورت ''سلام علیک'' کہہ کر سلام کہے تو نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ جواب میں ''سلام علیک'' کہے اور کاف پر زبر اور زیر اور پیش نہ دے۔

مسئلہ ۱۱۳۷ : اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۸ : اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو اس طرح غلط سلام کہے کہ وہ سلام ہی شمار نہ ہو تو اس سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۹ : کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں کلمہ ''علیک'' کہہ دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۰ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص

جواب دے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۱ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کہنے کا سلام کرنے والے کا ارادہ نہ ہو تو اس شخص کے جواب دینے کے باوجود سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۲ :اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو شک کرے کہ آیا سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو اسے چاہیے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے لیکن نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے تو اسے (یعنی نماز پڑھنے والے کو) چاہیے کہ سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۳ : سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

مسئلہ ۱۱۴۴ : اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۵ : اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے مثلاً اگر کوئی شخص "سلام علیکم" کہے تو جواب میں کہے "سلام علیکم ورحمۃ اللہ"

ہفتم : نماز کے مبطلات میں سے ساتویں چیز آواز کے ساتھ جان بوجھ کے ہنسنا ہے پس اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو ظاہر ہے کہ اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۶ : اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لیے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ نماز کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

ہشتم : نماز کے مبطلات میں سے آٹھویں چیز یہ ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لیے جان بوجھ کر آواز سے روئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دنیاوی کام کے لیے بغیر آواز کے بھی نہ روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا آخرت کے لیے یا غم حسینؑ کی یاد میں روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

نہم : نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے نویں چیز کوئی ایسا کام ہے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً تالی بجانا یا اچھلنا کودنا وغیرہ قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جو کام نماز کی شکل تبدیل نہ کرے (مثلاً

ہاتھ سے اشارہ کرنا) اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۷ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۸ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ آیا اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز ختم کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

دہم : مبطلات نماز میں سے دسویں چیز کھانا اور پینا ہے پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحبی نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز ختم کرے گا تو صبح کی اذان ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران پانی پی سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ کوئی ایسا کام (مثلاً قبلہ سے منہ پھیرنا) نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۱۴۹ : اگر کسی کے جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز کا تسلسل ٹوٹ جائے یعنی لوگ یہ نہ کہیں کہ وہ پے در پے نماز پڑھ رہا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور پہلی نماز کو بھی پورا کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۰ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل مل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

یازدہم : مبطلات نماز میں سے گیارہویں چیز دو رکعتی یا تین رکعتی نمازوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک پر باقی رہے۔

دوازدہم : مبطلات نماز میں سے بارہویں چیز یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کے رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے یا کسی رکن مثلاً رکوع اور دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے۔ البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۱ : اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ آیا دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۱۵۲ : کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے مکروہ ہے۔ ورنہ (یعنی اگر چہرہ زیادہ موڑے تو) جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسری میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر دیکھے تو وہ بھی مکروہ ہے اور اگر حمد اور سورۂ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لیے خاموش ہو جائے تو وہ بھی مکروہ ہے ہر وہ کام جو کہ خضوع وخشوع کو معدوم کردے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۳ : جب انسان کو نیند آرہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو جکڑ لے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

مسئلہ ۱۱۵۴ : اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا حرام ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا بدنی ضرر سے بچنے کے لیے اس کے توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۵۵ : اگر انسان اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۱۱۵۶ : اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ادا کرسکتا ہو اسے چاہیے کہ اسی حالت میں ادا کردے اور بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۵۷ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتہ چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ نماز تمام کرے۔ اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کے دوران اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لیے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۵۸ : جس شخص کے لیے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز مکمل کرے تو گناہ گار ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگر چہ

احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۵۹ : اگر کسی شخص کو رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ یہ چیزیں کہنے کے لیے نماز توڑ دے اور اگر اسے قرأت سے پہلے یاد آئے کہ اقامت کہنی بھول گیا ہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

شکیات

نماز کے شکیات کی تئیس قسمیں ہیں ان میں سے آٹھ اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہیے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جن کا حل ممکن ہے

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

مسئلہ ۱۱۶۰ : جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں

۱... دو رکعتی واجب نماز (مثلاً صبح اور نماز مسافر) کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۲... تین رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہے۔

۳... یہ کہ چار رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۴... یہ کہ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۵... دو اور پانچ رکعتوں کے درمیان یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے۔

۶... تین اور چھ رکعتوں کے درمیان یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے۔

۷... نماز کی رکعتوں میں شک یعنی انسان کو یہ علم نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

۸... چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۱ : اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو احتیاط یہ ہے کہ نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروانہیں کرنی چاہیے

مسئلہ ۱۱۶۲ : وہ شکوک جن کی پروانہیں کرنی چاہیے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱... اس چیز کے بارے میں شک جس کے بجالانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً یہ کہ انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے حمد پڑھی ہے یا نہیں۔

۲... سلام نماز کے بعد شک۔

۳... نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک۔

۴... کثیر الشک کا شک یعنی اس شخص کا شک جو زیادہ شک کرتا ہو۔

۵... رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جب کہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

۶... مستحبی نمازوں اور نماز احتیاط کے بارے میں شک۔

۱... اس فعل میں شک جس کا موقع گزر گیا ہو

مسئلہ ۱۱۶۳ : اگر نماز پڑھنے والا نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل سرانجام دیا ہے یا نہیں، مثلاً اسے شک ہو کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور جو فعل اس کے بعد سرانجام دینا ہو اور ابھی اس میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ جس فعل کے انجام دینے کے بارے میں شک کیا ہو اسے بجالائے، اور اگر وہ اس فعل میں مشغول ہو گیا ہو جو اسے بعد میں بجالانا تھا مثلاً سورہ پڑھتے ہوئے شک کرے کہ حمد پڑھی یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۴ : اگر نماز پڑھنے والا کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو اور یہ شک گذرے کہ پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۵ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال (مثلاً ذکر اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا) اس نے انجام دیئے ہیں یا نہیں تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۶ : اگر نماز پڑھنے والا اس حالت میں کہ سجدے میں جا رہا ہو شک کرے کہ رکوع بجالایا ہے یا نہیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ واپس مڑے اور رکوع بجالائے اور اگر شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۷ : اگر نمازی کھڑے ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ واپس مڑے اور بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۶۸ : جوشخص بیٹھ کر یالیٹ کرنماز پڑھ رہا ہو اگر حمد یا تسبیحات پڑھتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر اس سے پیشتر کہ حمد یا تسبیحات میں مشغول ہو شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۶۹ : اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے بجالائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں تو چاہیے کہ بجالائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو بجالایا تھا تو ایک رکن پڑھ جانے کی وجہ سے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۰ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بجالائے مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ حمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس سے پہلے ہی بجالا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لیے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۱ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو سجدے بجالایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروانہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں نہ ہوا تو چاہیے کہ جو رکن بجانہ لایا ہو اسے بجالائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو اسے چاہیے کہ بجالائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجالایا تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۲ : اگر نمازی شک کرے کہ وہ ایک ایسا عمل جو رکن نہیں ہے بجالایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے مثلاً جس وقت وہ سورہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ شک کی پروانہ کرے اور اگر اسے بعد میں یاد آئے کہ اس عمل کو بجا نہیں لایا تھا اور بعد میں آنے والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو چاہیے کہ اس عمل کو بجالائے اور اگر بعد میں آنے والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آئے کہ اس نے حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہیے کہ پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۳ : اگر نماز شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام انجام دینے کی وجہ سے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا وہ نمازی کی حالت سے خارج ہو گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پروانہ

کرے اور اگر ان صورتوں کے پیدا ہونے سے پہلے شک کرے تو چاہیے کہ سلام پڑھے خواہ وہ تعقیب میں ہی کیوں نہ مشغول ہو چکا ہو اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو خواہ تعقیب میں مشغول نہ بھی ہوا ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۲... سلام کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۴ : اگر نمازی سلام کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں۔ مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا یا نہیں چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف سے نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے۔

۳... وقت کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۵ : اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی اسے چاہیے کہ وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۷۶ : اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز درست پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۷ : اگر نماز ظہر و عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو احتیاط کی بنا پر چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۸ : اگر مغرب و عشا کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتہ چلے کہ اس نے نماز ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی پڑھی ہے تو اسے چاہیے کہ مغرب و عشا کی نماز کی قضا کرے (یعنی مغرب و عشا دونوں کی قضا کرے)۔

۴... کثیر الشک (جو شخص زیادہ شک کرتا ہو)

مسئلہ ۱۱۷۹ : کثیر الشک وہ شخص ہے جس کے بارے میں لوگ عموماً کہیں کہ وہ زیادہ شک کرتا ہے یا اس کی کیفیت ایسی ہو کہ ہر تین نمازوں میں کم از کم ایک دفعہ شک کرتا ہو تو ایسا شخص اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۰ : اگر کثیر الشک انسان نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے بجالانے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ اس جزو کو بجالایا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہیے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی

ایسی چیز کے بجالانے کے بارے میں شک کرے جونماز کو باطل کرتی ہو مثلاً شک کرے کہ نماز صبح کی دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے کہ نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۱ : جوشخص نماز کے کسی ایک عمل میں زیادہ شک کرتا ہو اگر اس کے علاوہ وہ نماز کے کسی دوسرے عمل میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے مثلاً جوشخص اس بارے میں زیادہ شک کرتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں اگر رکوع کے بجالانے میں شک کرے تو اسے چاہیے شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر سجدہ نہ کیا ہو تو رکوع بجالائے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۲ : جوشخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۳ : جوشخص کسی مخصوص جگہ نماز پڑھتے وقت زیادہ شک کرتا ہو اگر کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۴ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ آیا وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۵ : جوشخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ ایک رکن بجالایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ اس رکن کو بجالائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو چاہیے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران اسے یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۶ : جوشخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو بجالایا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل بجا نہیں لایا تو اگر بجالانے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بجالائے اور اگر اس کے مقام سے گزر گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پرواہ نہ کرے اور قنوت پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ حمد نہیں پڑھی تو چاہیے کہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۵... امام اور ماموم کا شک

مسئلہ ۱۱۸۷ : اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے مثلاً شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ یہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہیے کہ نماز کو اختتام تک پہنچائے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۶... مستحبی نماز میں شک

مسئلہ ۱۱۸۸ : اگر کوئی شخص نماز کی رکعتوں میں شک کرے اور شک زیادتی کی طرف ہو جو نماز کو باطل کرتی ہے تو اسے چاہیے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کے نافلہ میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں اور اگر زیادتی کی طرف والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نماز میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کے جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۹ : رکن کا کم ہونا نافلہ نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اس کو باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نماز نافلہ کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہیے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو بجالائے مثلاً اگر رکوع کے دوران اسے یاد آئے کہ سورہ حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہیے کہ واپس لوٹے اور حمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۱۹۰ : اگر کوئی شخص نافلہ کے افعال کے بارے میں کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکن ہو یا غیر رکن ہو اور اس فعل کا موقعہ نہ ہو تو چاہیے کہ اسے بجالائے اور اگر موقعہ گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے

مسئلہ ۱۱۹۱ : اگر کسی شخص کو دو رکعتی مستحب نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کو پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہیے کہ اس گمان کی پرواہ نہ کرے اور نماز اس کی صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم ہو تو چاہیے کہ اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۹۲ : اگر کوئی شخص نافلہ نماز میں کوئی ایسا فعل کرے جس کے لیے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے یا ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا قضاے سجدہ اور تشہد بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۹۳ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحبی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس نماز کا نماز جعفر طیار کی طرح کوئی مقررہ وقت نہ ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ نہیں پڑھی اور اگر وہ مستحبی نماز نافلہ یومیہ کی طرح مقررہ وقت رکھتی ہو اور اس وقت کے گزرنے سے

متعلقہ شخص شک کرے کہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

صحیح شکوک

مسئلہ ۱۱۹۴ : اگر کسی کو نو صورتوں میں چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

۱... یہ کہ دوسرے سجدے کے ذکر کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اس صورت میں اسے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑا ہو کر بجالائے۔

۲... دوسرے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد اگر انسان شک کرے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑا ہو کر بجالائے۔

۳... اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد شک ہو جائے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۴... اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم کرنے کے بعد شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ پڑھی ہیں تو اسے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے ہاں اگر ان چار شکوک میں سے کوئی ایک شک پہلے سجدے کے بعد یا دوسرے سجدے کا ذکر تمام ہونے سے پہلے لاحق ہو تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

۵... نماز کے دوران جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو اسے چاہیے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۶... اگر قیام کے دوران کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۷... اگر قیام کے دوران کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۸... اگر قیام کے دوران کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۹... اگر قیام کے دوران کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدہ سہو بجالائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ان چار صورتوں میں بے جا قیام کے لیے دو سجدہ سہو بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۹۵ : اگر صحیح شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے نماز نہیں توڑنی چاہیے بلکہ ان احکام کے مطابق عمل کرنا چاہیے جو بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۱۱۹۶ : اگر نماز کے دوران انسان کو شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لیے نماز احتیاط واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز کو باطل کرتا ہو از سر نو نماز پڑھے تو اس کی دوسری نماز بھی باطل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۷ : جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لیے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا (یعنی آئندہ فعل نماز میں مشغول ہو جانے پر اس کا شک یقین یا گمان میں بدل جائے گا) تو اس کے لیے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہے اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لیے رکوع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۸ : اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے ہی دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا وظیفہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو اسے چاہیے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۹ : جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں اسے چاہیے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۰ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران وہ شک کی حالت میں تھا مثلاً اسے شک تھا کہ اس نے دو

رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اوراس نے اپنے افعال کی بنیا دتین رکعتوں پر رکھی ہولیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو اسے چاہیے کہ نماز احتیاط پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۱ : اگر تشہد پڑھتے وقت یا قیام کی حالت میں آنے کے بعد کوئی شک کرے کہ وہ دوسجدے بجالایا تھا یا نہیں اور اسی وقت اسے ایسا شک لاحق ہو جو اگر دوسجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہو جو صحیح ہو مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۲ : اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دوسجدے بجالایا ہے یا نہیں اوراسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دوسجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۳ : اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین اور چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آجائے کہ اس نے اس سے پہلی رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۴ : اگر کسی شخص کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور بعد میں شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہیے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۵ : جو شخص نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا اس کے لیے جائز ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۶ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا اور اگر صحیح شکوک میں سے بھی تھا تو اس کا تعلق صحیح شکوک کی کون سی قسم سے تھا تو اس کے لیے واجب ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۷ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لیے اسے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہیے تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت بیٹھ کر بجالائے۔ اور اگر ایسا شک کرے جس کے لیے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیے تو اسے چاہیے کہ دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۰۸ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو اسے چاہیے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح بجالائے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جس کا حکم سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۹ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت کھڑا ہو سکے تو اسے چاہیے کہ اس شخص کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۱۰ : جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو اسے چاہیے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور حمد پڑھے اور رکوع میں جائے اور دو سجدے بجالائے پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو وہ دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے اور سلام کہے اور اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد ایک اور رکعت پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور تشہد کے بعد سلام کہے۔

مسئلہ ۱۲۱۱ : نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہے اور انسان کو چاہیے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۲ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لیے نماز احتیاط ساقط ہو جائے گی اور اگر نماز احتیاط کے دوران یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱۳ : اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو علم ہو جائے کہ اس نے اصلی نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور اصلی نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا عمل بھی انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لیے دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۴ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۵ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے اصلی نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۶ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز احتیاط شمار میں آجائے گی اور ایک رکعت نماز کی کسر(کمی)بجالائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اصلی نماز اور نماز احتیاط کے دونوں زائد سلاموں کے لیے دو سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۱۷ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لیے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱۸ : اگر کوئی شخص تین یا چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں اسے چاہیے کہ نماز احتیاط کو تمام کرے و راس کی نماز صحیح ہے اور زائد سلام کے لیے سجدہ سہو بجالائے اور اگر یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھ رہا ہو تو اگر اسے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئے تو وہ کھڑا ہو جائے اور نماز میں جو کمی رہ گئی ہو اس کے مطابق اسے تمام کرے اور اگر اسے رکوع کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۹ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے دوسرے رکوع سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور نماز احتیاط کو ایک رکعت پڑھ کر ہی ختم کردے اور زائد سلام کے لیے سجدہ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۰ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی اور وہ نماز احتیاط اپنی اصلی نماز کے فرق کے مطابق تمام نہ کرسکتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو نماز کی کمی بجالائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نماز دوبارہ پڑھے مثلاً تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں اگر دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھتے وقت اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو چونکہ وہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی دو رکعتوں کو کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی دو رکعتیں شمار نہیں کرسکتا اس لیے اسے چاہیے کہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز احتیاط کو چھوڑ دے پس اگر اسے یہ بات نماز احتیاط کے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئی ہو تو اسے چاہیے کہ اصلی نماز میں جتنی کمی رہ گئی ہو وہ پڑھے اور اگر اس کے بعد یاد آئی ہو تو دوبارہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۱ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو اور اس نے کوئی ایسا فعل بھی نہ کیا ہو (مثلاً قبلہ سے منہ موڑنا) جو نماز کو باطل کرتا ہو اسے چاہیے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو شک کی پروانہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۲ : اگر ایک شخص نماز احتیاط میں کوئی رکن بڑھا دے یا مثال کے طور پر ایک رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اسے چاہیے کہ دوبارہ اصلی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۳ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس فعل کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے بجالائے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو حمد پڑھے اور اگر رکوع میں جا چکا ہو تو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۴ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ عمل کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ کی طرف شک نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل نہیں کرتا اس لیے اسے سمجھنا چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۵ : اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لیے سجدہ سہو نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۶ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط بجالایا ہے یا نہیں وہ اپنے شک کی پروانہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۷ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد یا ایک سجدہ ادا کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد اس تشہد یا سجدے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۸ : اگر کسی شخص پر نماز احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا ایک تشہد کی قضا یا دو سجدہ سہو واجب ہوں تو اسے چاہیے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۹ : نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان رکھتا ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ یہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز

میں گمان رکھتا ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن افعال کے بارے میں گمان شک کا حکم رکھتا ہے پس اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ رکوع نہیں کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ اسے (یعنی رکوع) کو بجالائے اور اگر گمان رکھتا ہو کہ حمد نہیں پڑھی اور سورہ میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروانہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۳۰ : روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک اور سہو گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہٰذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ یہ دوسری رکعت یا پہلی رکعت ہے تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدۂ سہو

مسئلہ ۱۲۳۱ : انسان کو چاہیے کہ نماز کے سلام کے بعد پانچ چیزوں کے لیے اس طریقہ کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہوگا دو سجدہ سہو بجالائے۔

۱... نماز کی حالت میں سہواً کلام کرنا

۲... جہاں نماز کا سلام نہ کہنا چاہیے وہاں سلام کہنا مثلاً بھول کر پہلی رکعت میں سلام کہنا۔

۳... تشہد کا بھول جانا۔

۴... چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کا ذکر تمام کرنے کے بعد شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ

۵... ایک سجدہ بھول جانا یا جہاں کھڑا ہونا چاہیے (مثلاً حمد اور سورہ پڑھتے وقت) وہاں غلطی سے بیٹھ جانا یا جہاں بیٹھنا چاہیے (مثلاً تشہد پڑھتے وقت) وہاں غلطی سے کھڑے ہو جانا۔ ان تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ دو سجدے سہو کے بجالائے جائیں بلکہ ہر اس چیز کے لیے جو نماز میں بھول سے کم یا زیادہ ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدہ سہو کئے جائیں اور ان چند صورتوں کے بارے میں احکام کا آئندہ مسائل میں ذکر کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۳۲ : اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو اسے چاہیے کہ دو سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۳ : اس آواز کے لیے جو آہ بھرنے اور کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا لیکن مثال کے طور پر اگر کوئی شخص غلطی سے آخ یا آہ کہہ دے تو اسے چاہیے کہ سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۴ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۵ : اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور عموماً اسے ایک دفعہ بات کرنا سمجھا جاتا ہو تو اس کے لیے نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۳۶ : اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۷ : جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہیے اگر کوئی شخص غلطی سے **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** کہہ دے یا **السلام علیکم** کہے تو اگر چہ اس نے **ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** نہ کہا ہو تب بھی اسے چاہیے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے اگر غلطی سے **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۸ : جہاں سلام نہیں کہنا چاہیے اگر وہاں کوئی شخص تینوں سلام کہہ دے تو اس کے لیے دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۳۹ : اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ پلٹے اور سجدہ یا تشہد بجالائے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۴۰ : اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلی رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہیے کہ نماز کے سلام کے بعد احتیاط کی بنا پر سجدے یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد دو سجدۂ سہو بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۴۱ : اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ بجالائے تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اس کے لیے واجب ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے بجالائے اور اگر وہ سہواً سجدۂ سہو نہیں بجالایا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ فوراً بجالائے اور اس کے لیے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۴۲ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لیے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۳ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۴ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدۂ سہو میں سے ایک سجدۂ سہو نہیں بجالایا اور تدارک بھی ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ دو سجدۂ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کئے ہیں تو احتیاط واجب یہ کہ دوبارہ دو سجدۂ سہو بجالائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۴۵ : سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد فوراً سجدہ ء سہو کی نیت کرے اور پیشانی کسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احوط یہ ہے کہ کہے۔ **بسم اللہ و باللہ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ** اس کے بعد اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ بالا ذکر پڑھے اور پھر بیٹھ جائے اور تشہد

کے بعد کہے السلام علینا و علی عباداللہ الصالحین اور افضل یہ ہے کہ تینوں سلام پڑھے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

مسئلہ ۱۲۴۶ : اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط (مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور رو بہ قبلہ ہونا) اور دوسری شرائط پوری کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۴۷ : اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں سے اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں سے بھول جائے تو اسے چاہیے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کی قضا بجالائے اور ساتھ ہی وہ سجدہائے سہو بجالائے جو احتیاطاً ان کے لیے لازم ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۸ : اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو وہ ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے دونوں کو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۴۹ : اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۰ : اگر انسان نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ اور تشہد کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۵۱ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہیے کہ لوٹ جائے اور نماز کو تمام کرے اور بے محل سلام کے لیے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۲ : اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لیے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس سجدہ سہو کے علاوہ جو وہ سجدے یا تشہد کی قضا کے لیے ادا کرے دو اور سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۵۳ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو اسے چاہیے کہ سجدے کی قضا کرے اور دو سجدۂ سہو بجالائے اور احتیاطاً تشہد کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۴ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اسے کے لیے ان کی قضا کرنا یا سجدۂ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۵ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے بجالایا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۶ : جس شخص کے لیے سجدہ یا تشہد کی قضا واجب ہو اگر کسی دوسری چیز کی وجہ سے سجدۂ سہو بھی اس پر واجب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نماز ادا کرنے کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۷ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے یا تشہد کی قضا بجالایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو اسے چاہیے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا مستحب ہے۔

نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

مسئلہ ۱۲۵۸ : جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۹ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کرتے ہوئے نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں حمد اور سورۂ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں حمد اور سورۂ بلند آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۰ : اگر نماز کے دوران کسی شخص کی سمجھ میں یہ بات آئے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کئے بغیر نماز پڑھنے لگا ہے تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر اس کی سمجھ میں یہ بات نماز کے بعد آئے تو اسے چاہیے کہ وضو یا غسل کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۱ : اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پیشتر والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجالائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۶۲ : اگر کسی شخص کو **السلام علینا** کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا ہے تو اسے چاہیے کہ دو سجدے بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۶۳ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام واجب سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں ہیں تو اسے چاہیے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۶۴ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصہ کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں

نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا فعل بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو وہ نماز کو باطل کر دیتا ہے (مثلاً اس نے قبلہ کی طرف پیٹھ کی ہو) تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجالائے اور زائد سلام کے لیے دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۵ : جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک ایسا فعل انجام دے جو اگر نماز کے دوران کیا جائے تو نماز باطل کر دیتا ہو (مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے) اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی فعل کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو اسے چاہیے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجالائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھا ہو اس کے لیے دو سجدۂ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۶۶ : اگر کسی شخص کو پتہ چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے لیکن اگر اسے یہ پتہ چلے کہ اس نے نماز قبلہ کے دائیں طرف یا بائیں طرف منہ کر کے پڑھی ہے تو اگر یہ علم اسے نماز کا وقت گزرنے سے پہلے ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز قضا نہ ہو بجز اس صورت کے کہ یہ عمل حکم شرعی سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہو۔

مسافر کی نماز

مسافر کو چاہیے کہ ظہر عصر اور عشاء کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجالائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

پہلی شرط:

یہ کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو اور فرسخ شرعی ساڑھے پانچ کیلومیٹر سے قدرے کم ہوتا ہے (جہاں تک میلوں کا سوال ہے آٹھ فرسخ شرعی کے تقریباً ۲۸ میل بنتے ہیں) یعنی تینتالیس (۴۳) کلومیٹر اور دو سو میٹر۔

مسئلہ ۱۲۶۷ : جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو یعنی جانے کی مسافت اور اسی طرح واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اس بنا پر اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۶۸ : اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ اور دس دن سے پہلے پہلے واپس پلٹ آئے اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۶۹ : اگر ایک مسافر کا مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لیے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور چاہیے

کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۰ : اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص بتائے کہ کسی شخص کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو اس شخص کو چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۱ : اگر ایک ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو اسے چاہیے کہ نماز چار رکعتی بجالائے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۷۲ : جس شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ آٹھ فرسخ تھا تو تھوڑا سا سفر باقی ہو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۳ : اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان آئے جائے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے اسے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۲۷۴ : اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا راستہ آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۵ : اگر شہر کے اردگرد دیوار ہو تو انسان کو چاہیے کہ آٹھ فرسخ کی ابتداء کا حساب شہر کی دیوار سے کرے اور اگر شہر کی دیوار نہ ہو تو چاہیے کہ آٹھ فرسخ کا حساب اسکے آخری گھروں سے کرے۔

دوسری شرط :

یہ ہے کہ مسافر اپنے سفر کی ابتداء سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لیے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا چار فرسخ جانا چاہتا ہو اور پھر چار فرسخ طے کر کے اپنے وطن یا ایسی جگہ واپس آنا چاہتا ہو جہاں اس کا ارادہ دس دن ٹھہرنے کا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۶ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے (مثلاً کسی گمشدہ شخص یا چیز کو ڈھونڈنے کے لیے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پا لینے کے لیے اسے کہاں تک جانا پڑے گا) اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے

وطن تک کا یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مزید برآں اگر وہ سفر پر جانے کے دوران ارادہ کرے کہ وہ چار فرسخ کی مسافت جاتے ہوئے اور چار فرسخ کی مسافت واپس آتے ہوئے طے کرے گا تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۷ : مسافر کو نماز قصر کر کے اس صورت میں پڑھنی چاہیے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۸ : جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اگر چہ وہ ہر روز تھوڑی مقدار میں فاصلہ طے کرے لیکن جب وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے اور اہل شہر اسے نہ دیکھ سکیں اور اہل شہر کے اسے نہ دیکھنے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اہل شہر کو نہ دیکھے اسے چاہیے کہ نماز قصر پڑھے لیکن اگر وہ ہر روز اتنی تھوڑی مقدار میں راستہ طے کرے کہ عموماً لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ مسافر ہے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۹ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو (مثلاً نوکر جو اپنے آقا کے ساتھ سفر کر رہا ہو) اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۸۰ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۱ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے شک ہو کہ آیا چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا یا نہیں تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے شک اس وجہ سے پیدا ہوا ہو کہ اسے احتمال ہو کہ اس کے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور اس احتمال لوگوں کی نظر میں درست نہ ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

تیسری شرط:

یہ ہے کہ راستے میں مسافر اپنے ارادہ سے پھر نہ جائے پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۲ : اگر کوئی شخص چار فرسخ تک پہنچنے کے بعد سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگر وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لیے رہنا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۳ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لیے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس پہلی جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۴ : اگر چار فرسخ جانے کے بعد مسافر کا ارادہ متزلزل ہو جائے کہ آیا آٹھ فرسخ میں سے جو مسافت باقی ہے وہ طے کرے یا کسی جگہ دس دن ٹھہرے بغیر اپنے گھر کو واپس چلا جائے تو جس وقت وہ تردد کی حالت میں ہو کہ آیا آگے سفر کرے یا نہ کرے اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے خواہ اس کے بعد وہ پختہ ارادہ ہی کیوں نہ کر لے کہ بقیہ سفر کرے گا یا واپس لوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۸۵ : اگر کوئی شخص چار فرسخ طے کرنے کے بعد تذبذب میں پڑ جائے کہ آٹھ فرسخ میں سے باقی ماندہ سفر طے کرے یا اپنے گھر لوٹ جائے لیکن احتمال اس بات کا ہو کہ جس جگہ وہ تذبذب میں مبتلا ہوا ہے وہاں یا کسی اور جگہ دس دن قیام کرے گا اور بعد میں پختہ ارادہ کرے کہ دس دن قیام کئے بغیر باقی ماندہ راستہ طے کرے گا تو اس صورت میں لازم ہے کہ پوری نماز پڑھے خواہ تردد کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کا مصمم ارادہ یہ ہو کہ آٹھ فرسخ اور آگے جائے گا یا چار فرسخ تک جائے گا اور چار فرسخ واپسی پر طے کرے گا تو جس وقت وہ روانہ ہوگا اس وقت سے اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۸۶ : اگر چار فرسخ طے کرنے سے پہلے مسافر تذبذب میں پڑ جائے کہ بقیہ سفر طے کرے یا نہیں اور بعد میں مصمم ارادہ کر لے باقی ماندہ راستہ طے کر لے گا اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا یہ چاہے کہ چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ واپس آئے تو مصمم ارادہ کرنے کے بعد جس وقت سے راستہ طے کرنا شروع کرے نماز قصر کر کے پڑھے اور اس صورت میں اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ تذبذب کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے۔

چوتھی شرط:

یہ ہے کہ مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن میں سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۷ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن

ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۸ : جو شخص آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متذبذب ہو اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر باقی ماندہ راستہ آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ جانا اور واپس آنا چاہتا ہو اور واپسی کا راستہ بھی چار فرسخ ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

پانچویں شرط:

یہ ہے کہ مسافر حرام کام کے لیے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لیے سفر کرے تو اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے اور اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً یہ کہ اس سفر میں اس کے لیے کوئی ایسا ضرر مضمر ہو جس کی جانب پیش قدمی شرعاً حرام ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (جبکہ اس عورت کو کہا جائے کہ شوہر کی نافرمان ہے) اور فرزند ماں باپ کے منع کرنے کے باوجود (جب کہا جائے کہ وہ نافرمان ہے) ایسے سفر پر جائیں جوان پر واجب نہ ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی مسافر کو چاہیے کہ پوری نماز پڑھے) لیکن اگر سفر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۲۸۹ : جو سفر واجب نہ ہو اگر وہ والدین کی اذیت کا موجب ہو تو حرام ہے اور انسان کو چاہیے کہ اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور روزہ بھی رکھے (یعنی اگر رمضان المبارک کا مہینہ ہو تو روزے بھی رکھے)۔

مسئلہ ۱۲۹۰ : جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لیے بھی سفر نہ کر رہا ہو وہ اگر چہ سفر میں گناہ بھی کرے مثلاً غیبت کرے یا شراب پیے تب بھی اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۱ : اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لیے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے پس جو شخص مقروض ہو اگر وہ اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے اور قرضہ دینے سے فرار حاصل کرنے کے لیے سفر اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لیے ہو تو اگر چہ وہ سفر میں ترک کا مرتکب بھی ہو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۲ : اگر کسی شخص کا سفر حرام نہ ہو لیکن اس کی سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۳ : جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور نہ ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کی مدد کا موجب ہو تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لیے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز

قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۹۴ : اگر کوئی شخص سیر و تفریح کی خاطر سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۵ : اگر کوئی شخص کھیل تماشے اور خوش وقت گزارنے کے لیے شکار کو جائے تو اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے اور اگر حصول معاش کی خاطر شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لیے جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۶ : اگر کوئی شخص کوئی گناہ کا کام کرنے کے لیے سفر کرے۔ سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو اسے چاہیے کہ قصر کر کے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۷ : جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کی غایت کوئی ناجائز کام کرنا ہو) اگر وہ سفر کے دوران گناہ کا ارادہ ترک کردے اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ چار فرسخ جا کر بقدر چار فرسخ کا فاصلہ لوٹتے ہوئے طے کرنا چاہتا ہو تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۲۹۸ : جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کے لیے طے کرے گا تو اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں اگر وہ گزشتہ مسافت کی مقدار کے مطابق ہوں (یعنی جہاں اس نے ارادہ بدلا ہے وہاں تک آٹھ فرسخ پورے ہو گئے ہوں) تو صحیح ہیں ورنہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ان نمازوں کو دوبارہ پڑھے۔

چھٹی شرط:

یہ ہے کہ مسافر ان صحرانشینوں میں سے نہ ہو جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں خود اپنے اور اپنے حیوانات کے لیے پانی اور خوراک دیکھتے ہیں وہاں رک جاتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں صحرانشینوں کو ان مسافرتوں میں پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۲۹۹ : اگر کوئی صحرانشین جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لیے چراگاہ تلاش کرنے کے لیے سفر کرے اور اسباب اور ساز و سامان اس کے ہمراہ ہو تو وہ پوری نماز پڑھے ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۰ : اگر کوئی صحرانشین زیارت یا حج یا تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد کے تحت سفر کرے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر پڑھے۔

ساتویں شرط:

یہ ہے کہ اس شخص کا پیشہ سفر نہ ہو لہذا ساربان، گلہ بان، ڈرائیور اور ملاح وغیرہ کو چاہیے کہ خواہ وہ اپنے گھر کا سامان لے جانے کے لیے سفر کر رہا ہو نماز پوری پڑھے اور جس شخص کا پیشہ سفر ہو اس کے ساتھ وہ شخص بھی ملحق ہو جاتا ہے (یعنی اس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو اس شخص کے لیے ہے جس کا پیشہ سفر ہو) جو کسی دوسری جگہ پر کام کرتا ہو لیکن دنوں کی قابل شمار مقدار مثلاً ایک مہینے میں دس دن یا زیادہ وہاں تک سفر کر کے لوٹ آتا ہو مثلاً وہ شخص جس کی رہائش ایک جگہ ہو اور کام (تجارت اور معلمی وغیرہ) دوسری جگہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۱ : جس شخص کا شغل سفر کرنا ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً زیارت یا حج کے لیے سفر اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی موٹر گاڑی زیارت کے لیے کرائے پر چلائے اور اس سلسلے میں خود بھی زیارت کر لے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۲ : باربردار یعنی وہ شخص جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لیے سفر کرتا ہو اگر اس کا شغل سفر کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا شغل سفر کرنا نہ ہو اور سفر حج کے دنوں میں باربرداری کے لیے سفر کرتا ہو تو اس کے لیے احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۳ : جس شخص کا شغل باربرداری ہو اور وہ دور دراز مقامات سے حاجیوں کو مکہ لے جاتا ہو اگر وہ سال کا کافی حصہ سفر میں رہتا ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۰۴ : جس شخص کا شغل سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی موٹر گاڑی کرائے پر چلاتا ہو اسے چاہیے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۵ : ڈرائیور اور گھوم پھر کر کام کرنے والا شخص جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۶ : چہاروادار (وہ سوداگر جو چوپائے پر سودا لاد کر بیچتا ہے) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصہ اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتداء سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے اسے چاہیے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۷ : چہاروادار کے علاوہ جس شخص کا شغل سفر ہو اگر وہ اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن کے قصد سے رہے یا

اپنے وطن میں ہی دس دن رہے خواہ ایسا کرنا بغیر قصد کے ہی کیوں نہ ہو تو دس دن کے بعد جب وہ پہلا سفر کرے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۸ : چہاروادارجس کا شغل سفر ہو اگر وہ شک کرے کہ وہ اپنے وطن میں یا کسی دوسری جگہ دس دن رہا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۹ : جو شخص شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لیے کوئی وطن معین نہ کیا ہو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۰ : جس شخص کا شغل سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً وہ کسی شہر یا گاؤں میں کوئی سامان رکھتا ہو اور اسے اٹھانے کے لیے اسے پے درپے سفر کرنا پڑے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۱ : جو شخص اپنا پہلا وطن چھوڑ کر دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اس کا شغل سفر نہ ہو تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے۔

آٹھویں شرط:

یہ ہے کہ مسافر حد ترخص تک پہنچ جائے اور حد ترخص کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں۔ لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی سکونت کے مقام سے نکلے گا اس کی نماز قصر ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۳۱۲ : اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور ایسی جگہ پہنچے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے لیکن اہل شہر کو دیکھے یا اہل شہر کو نہ دیکھے اور اذان کی آواز سن سکے تو اگر وہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب کی بناپر اسے چاہیے کہ قصر اور پوری دونوں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۳ : جو مسافر اپنے وطن کو واپس آرہا ہو وہ جب اپنے اہل کو دیکھے اور وطن کی اذان کی آواز سنے تو اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے لیکن جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اس کی نماز قصر ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۴ : اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے رہنے والے لوگ دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ انسان تھوڑا سا بھی دور جائے تو وہاں کے لوگوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے لوگ اس جگہ سے دیکھے نہ جاسکتے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کرکے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

مسئلہ ۱۳۱۵ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ سے سفر کرے جہاں کوئی نہ رہتا ہو تو جب وہ ایسی جگہ پہنچے کہ اگر کوئی اس مقام (یعنی سفر شروع کرنے کے مقام) پر رہتا ہوتو وہاں سے نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کرکے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۶ : اگر مسافر اتنا دور نکل جائے کہ اسے یہ پتہ نہ چلے کہ جو آواز وہ سن رہا ہے وہ اذان کی آواز ہے یا کوئی اور آواز ہے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ آواز اذان کی ہی ہے لیکن اذان کے کلمات سمجھ میں نہ آئیں تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۱۷ : اگر مسافر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ شہر کی وہ اذان جو عموماً بلند جگہ سے کہی جاتی ہے نہ سن پائے لیکن وہ اذان جو بہت بلند جگہ سے کہی جاتی ہو سن لے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۸ : اگر مسافر کی قوت باصرہ یا قوت سامعہ یا اذان کی آواز غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے اور متوسط قوت کے کان اذان کی آواز نہ سن سکیں۔

مسئلہ ۱۳۱۹ : اگر مسافر کو سفر کے دوران کسی مقام پر شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس مسافر کو جو سفر سے لوٹ رہا ہو شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۰ : جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو وہ جب ایسی جگہ پہنچے جہاں سے وہ اپنے اہل وطن کو دیکھ لے اور وہاں کی اذان کی آواز سن لے تو اس کو چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۱ : جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران اپنے وطن پہنچ جائے اسے چاہیے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر چلا جائے یا چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ طے کر کے لوٹے تو جس وقت وہ حد ترخص پر پہنچے اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۲ : جس جگہ کو انسان نے اپنی سکونت اور زندگی بسر کرنے کے لیے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہاں پیدا ہوا ہو اور اس کے ماں باپ کا وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لیے اختیار کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۳ : اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ کچھ مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۳۲۴ : اگر انسان کسی جگہ کو اپنی زندگی بسر کرنے کا مقام قرار دے اور وہاں اس طرح زندگی بسر کرتا ہو جس طرح کوئی ایسا شخص جس کا وطن ہو (ان اکثر طالب علموں کی مانند جو علمی مراکز میں سکونت رکھتے ہیں اور اگر انہیں کوئی سفر پیش آئے تو دوبارہ وہیں واپس آجاتے ہیں خواہ وہ وہاں ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتے ہوں) تو اس جگہ کو اس کے وطن کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۳۲۵ : جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں

مقامات اس کا وطن ہیں اور اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لیے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۲۶ : جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں ارادے کے ساتھ رہے تو جس وقت تک وہ مکان اس کی ملکیت میں ہے جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۷ : اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لیے منتخب نہ کیا ہو اسے چاہیے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے اگر وہاں ذاتی ملکیت مکان یا گھر یا زمین ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۲۸ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ علم رکھتا ہو کہ بامر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۲۹ : اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں رات وہاں رہنے کا ہو جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۰ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی چاہیے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران میں رہے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۱ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو حدترخص کی مقدار بھر یا اس سے زیادہ دور ہوں تو اس کے جانے اور آنے کی مدت مثال کے طور پر تقریباً ایک یا دو گھنٹے ہو جو عام لوگوں کے نزدیک دس دن کے قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر وہ مدت اس سے زیادہ ہو تو احتیاطاً پوری اور قصر دونوں نمازیں پڑھے اور اگر وہ مدت سارا دن یا دن کا بیشتر حصہ ہو تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۳۲ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو مثلاً اس کا ارادہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آ گیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۳ : جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوگی اور اس کا یہ احتمال معقول بھی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۴ : اگر مسافر کو علم ہو کہ مثلاً مہینہ ختم ہونے میں دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے بلکہ اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور صورت یہ ہو کہ مثال کے طور پر معلوم ہو کہ مہینے کا آخری دن جمعہ ہے لیکن مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن جمعرات تھا جس سے اس کے قیام کی مدت نو دن بنے یا بدھ تھا جس سے وہ مدت دس دن بنے تو اس صورت میں اگر بعد میں معلوم بھی ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن بدھ تھا تو پوری نماز پڑھے اور اگر یہ صورت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگر چہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

مسئلہ ۱۳۳۵ : اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو اسے چاہیے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۶ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہ وہاں رہے اس کے روزے درست ہیں اور اسے چاہیے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۳۷ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو اسے چاہیے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۸ : اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو اسے چاہیے کہ نماز کو چار رکعتیں پڑھ کر ختم کرے۔

مسئلہ ۱۳۳۹ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز کے دوران اپنے ارادے سے پھر

جائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کو دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو قصر کی شکل میں ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اسے چاہیے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور جب تک وہاں رہے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۰ : جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

مسئلہ ۱۳۴۱ : جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو اسے چاہیے کہ واجب روزے رکھے اور مستحبی روزہ بھی بجالا سکتا ہے اور نماز جمعہ اور نافلہ ظہر وعصر وعشاء بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۲ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگر چہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہیے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لیے رہے تو اسے چاہیے کہ اس وقت سے جب وہ وہاں جائے اس وقت تک جب وہ لوٹے اور لوٹنے کے بعد پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر مسافت شرعیہ (یعنی آٹھ فرسخ) ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ لوٹنے کے وقت نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۳ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ ایک اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو اسے چاہیے کہ جاتے ہوئے اور اس جگہ پر جہاں وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو اسے چاہیے کہ جانے کے وقت اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۴ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی نماز پڑھنے کے بعد ایک ایسی جگہ جانا چاہے جو چار فرسخ سے کم دور ہو اور مذبذب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہ آئے یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا چاہے کہ واپس ہو جائے لیکن مذبذب ہو کہ آیا دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہ ٹھہرے یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی پوری نمازیں

پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۵ : اگر ایک مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تو خواہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کردے اسے چاہیے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۶ : اگر ایک مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذبذب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگر چہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۷ : جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لیے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لیے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ اکتیسویں (۳۱) دن پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۸ : تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی چاہیے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو پس اگر اس نے مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزارا ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۱۳۴۹ : مسافر مسجد الحرام میں اور مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے اور مسافر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی پوری نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ نماز ضریح مقدس کی اطراف کی ملحقہ دیواروں کے اندر پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۳۵۰ : اگر کوئی شخص جو علم رکھتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔ کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۱ : جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے اگر وہ بھول کر پوری نماز پڑھ لے اور وقت کے دوران اس امر کی جانب ملتفت ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۲ : جو مسافر یہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کرکے پڑھنی چاہیے اگر وہ پوری نماز پڑھے تو اسکی نماز صحیح ہے

مسئلہ ۱۳۵۳ : جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے اگر وہ قصر نماز کی بعض خصوصیات سے ناواقف ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلہ کا پتہ چل جائے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے مسئلہ کا پتہ چلے تو اس کے لیے نماز کی قضا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۴ : اگر مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے اور اگر وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتہ چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا اسے چاہیے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس امر کا پتہ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۵ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آجائے تو اسے چاہیے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۶ : جس شخص کو پوری نماز پڑھنی چاہیے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے ماسوا اس مسافر کے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۷ : اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۸ : اگر کسی مسافر کو بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے اور اگر چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہیے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۹ : جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی چاہیے اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۰ : جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۱ : جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی واجب ہو اگر اس کی ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگر چہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو اسے چاہیے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے اور اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ چار رکعتی قضا کرے اگر چہ یہ قضا وہ اس وقت کرے جب وہ سفر میں ہو۔ اور وہ ملازمین یا کاروباری حضرات جو ہر روز مسافت شرعی کے حامل شہروں میں جاتے آتے ہیں وہ سفر کے دوران نماز قصر جبکہ رہائش اور کاروباری مقام پر پوری نماز پڑھیں گے اور روزے کی صورت میں زوال سے پہلے کاروباری مقام پر پہنچ جائیں اور زوال کے بعد کاروباری مقام سے رہائشی مقام کو لوٹیں۔

مسئلہ ۱۳۶۲ : مستحب ہے کہ مسافر ہر نماز کے بعد تیس مرتبہ **سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر** کہے اور ظہر اور عصر اور عشاء کی تعقیبات کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان تین نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ ذاکرین وواعظین یا دوسرے افراد جو مہینہ میں مسلسل دس دن گھر نہ رہتے ہوں کثیر السفر ہیں وہ نماز پوری پڑھیں گے اور روزہ بھی رکھیں گے۔

قضا نماز

مسئلہ ۱۳۶۳ : جس شخص نے اپنی واجب نماز اس نماز کے وقت میں نہ پڑھی ہو اسے چاہیے کہ اس کی قضا بجالائے اگر چہ وہ نماز کے تمام وقت کے دوران سویا رہا ہو یا اس نے مدہوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ پنج گانہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں۔

مسئلہ ۱۳۶۴ : اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو اسے چاہیے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۶۵ : جس شخص کی نماز قضا ہو جائے اسے چاہیے کہ اس کی قضا کرنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۶ : جس شخص پر نماز کی قضا واجب ہو وہ نماز مستحبی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۷ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب

ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۶۸ : روزانہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر وعصر یا مغرب وعشاء اگر چہ دوسری نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۹ : اگر کوئی شخص چاہے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ ایک یومیہ نماز اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۰ : اگر کوئی شخص ان نمازوں کی ترتیب بھول جائے جو اس نے نہیں پڑھیں تو بہتر ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے وہ اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے وہ قضا ہوئیں تھیں مثلاً اگر ظہر کی ایک نماز اور مغرب کی ایک نماز کی قضا اس پر واجب ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی تھی تو پہلے ایک نماز مغرب اور اس کے بعد ایک نماز ظہر اور دوبارہ نماز مغرب پڑھے یا پہلے ایک نماز ظہر اور اس کے بعد ایک نماز مغرب اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ جو نماز بھی پہلے قضا ہوئی وہ پہلے ہی پڑھی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۱ : اگر کسی شخص کی ایک دن کی نماز ظہر اور ایک دن کی نماز عصر یا دو نماز ظہر یا دو نماز عصر قضا ہوئی ہوں اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی ہے تو وہ دو نمازیں چار رکعتی اس نیت سے پڑھے کہ ان میں سے پہلی نماز پہلے دن کی اور دوسری دوسرے دن کی قضا ہے تو ترتیب حاصل ہونے میں یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۲ : اگر کسی شخص کی ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء یا ایک نماز عصر اور ایک نماز عشاء قضا ہو جائے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے انھیں اسی ترتیب سے پڑھا ہے جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر اس سے ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء قضا ہوئی ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ پہلے کون سی قضا ہوئی تھی تو وہ پہلے ایک نماز ظہر اس کے بعد ایک نماز عشاء اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے یا پہلے ایک نماز عشاء اس کے بعد ایک نماز ظہر اور پھر دوبارہ ایک نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۳ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۴ : اگر کسی شخص کی مسلسل پانچ نمازیں قضا ہو جائیں اور اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے پہلے کون سی تھی تو اگر وہ نمازیں ترتیب سے پڑھے مثلاً نماز صبح سے شروع کرے اور ظہر وعصر اور مغرب وعشاء پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز صبح اور ظہر

وعصر اور مغرب پڑھے تو اسے ترتیب کے بارے میں یقین حاصل ہو جائیگا۔

مسئلہ ۱۳۷۵ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نہ کوئی ایک نہ ایک دن قضا ہوئی ہے لیکن ان کی ترتیب نہ جانتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ پانچ دن رات کی نمازیں پڑھے اور اگر چھ دنوں میں اس کی چھ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو چھ دن رات کی نمازیں پڑھے اسی طرح ہر اس نماز کے لیے جس سے اس کی قضا نمازوں میں اضافہ ہوا ایک مزید دن رات کی نمازیں پڑھے تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے قضا ہوئی تھیں مثلاً سات دن کی سات نمازیں نہ پڑھی ہوں تو سات رات دن کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ : مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں یا چار تھیں یا پانچ تھیں تو اگر وہ کمتر مقدار میں پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا شدہ نمازیں پڑھ لی ہیں مثلاً اگر بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ ساری زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۷ : جس شخص کی گزشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو اور اگر اس کی گزشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۸ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہوگئی ہیں یا گزشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمہ ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کرے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور اگر ظہر کی نماز کا وقت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لیے اسے نیت کو صبح کی قضا نماز کی طرف نہیں پھیرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۷۹ : اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمہ ہوں اور دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہوگئی ہوں اور ان سب نمازوں کو قضا کرنے کے لیے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سابق نمازیں قضا کرنے کے بعد ان قضا

نمازوں کو جو اس دن ادا نماز سے پہلے پڑھی ہوں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۰ : جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی نمازیں پڑھنے سے عاجز ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۸۱ : قضا نماز با جماعت بھی پڑھی جا سکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں مثلاً کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۲ : مستحب ہے کہ ممیز بچہ کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

مسئلہ ۱۳۸۳ : اگر کسی شخص نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور انہیں قضا کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اگر اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے اس واجب کو ترک کیا ہو احتیاط کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی نمازوں کی قضا کرے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی نمازوں کی قضا کرنا اس پر واجب نہیں اگرچہ بہتر ہے کہ ماں کی نمازیں بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۴ : اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۸۵ : اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ انہیں بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۶ : اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں یا انہیں بجالانے کے لیے قرعہ اندازی کر لیں۔

مسئلہ ۱۳۸۷ : اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لیے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی کو اجرت دے کر اس سے وہ نمازیں پڑھوائی جائیں) تو اگر اجیر اس کی نمازیں صحیح طور پر پڑھ دے تو اس کے بعد بڑے بیٹے پر کچھ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۸ : اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنی ماں کی صبح کی نماز اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتیں بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۹ : جس شخص کے اپنے ذمے کسی نماز کی قضا ہو اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۰ : اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اسے چاہیے کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۱ : اگر بڑا بیٹا باپ کی نمازیں قضا کرنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ بھی واجب نہیں۔

نماز جماعت

مسئلہ ۱۳۹۲ : واجب نمازیں خصوصاً پنج گانہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کو اور اس شخص کو جو مسجد کی اذان کی آواز سنتا ہو نماز صبح اور مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بالخصوص بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۳ : معتبر روایات میں وارد ہوا ہے کہ نماز با جماعت نماز فرادیٰ سے پچیس گنا افضل ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۴ : بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۵ : مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تا کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور نماز جماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جائے۔ہاں فضیلت کے وقت میں تنہا نماز پڑھنا اس نماز جماعت سے افضل ہے جو فضیلت کے وقت نہ پڑھی جائے نیز جو نماز جماعت کے ساتھ مختصر پڑھی جائے تو وہ لمبی کر کے پڑھی جانے والی نماز فرادیٰ سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۶ : جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے

مسئلہ ۱۳۹۷ : اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے اور پڑھی ہوئی نماز میں خرابی کا احتمال بھی نہ ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنے میں اشکال ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہے کہ امام جماعت بن کر نماز کا اعادہ کرے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی ایسا شخص ہو جس نے واجب نماز نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ ۱۳۹۸ : جس شخص کو نماز میں اس قدر وسواس ہوتا ہو کہ نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور وہ صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسواس سے نجات ملتی ہو اسے چاہیے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۹ : اگر باپ یا ماں اپنے فرزند کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اگر فرزند کا نماز جماعت ترک کرنا نافرمانی کا موجب بنتا ہو تو اس پر نماز جماعت واجب ہو جاتی ہے اور اس صورت کے علاوہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۰ : مستحب نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاسکتی سوائے نماز استسقاء کے جو بارش کے نزول کے لیے پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز کے کہ جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو مثلاً نماز عید فطر وقربان جو امام علیہ السلام

کے زمانے میں واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہوگئی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۱ : جس وقت امام جماعت نماز پنج گانہ میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی بھی نماز اس کی اقتدا میں پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۲ : اگر امام جماعت نماز پنج گانہ میں قضا شدہ اپنی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز کی قضا احتیاطاً کر رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۳ : اگر انسان کو علم نہ ہو کہ جو نماز امام پڑھا رہا ہے وہ واجب پنج گانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں امام کی اقتدا نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۴۰۴ : جماعت کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ امام مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو گی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۵ : اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی اقتدا کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۰۶ : اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے اور جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

مسئلہ ۱۴۰۷ : امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدی کی جگہ سے بنا بر احتیاط اونچی نہیں ہونی چاہیے اور اگر زمین ڈھلوان ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ تر بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو اور اس طرح ہو کہ عموماً اسے زمین کی سطح کہا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۰۸ : نماز جماعت میں اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۹ : اگر ان لوگوں کے درمیان جو ایک صف میں کھڑے ہوں ایک ایسے شخص کا فاصلہ ہو جائے جس کی نماز باطل ہو وہ لوگ اقتدا نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۴۱۰ : امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لیے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تا کہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

مسئلہ ۱۴۱۱ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتدا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۲ : جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضوء سے نہیں ہے تو خواہ امام خود امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتدا نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۳ : اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ اس کی نماز باطل تھی تو اگر مقتدی نے کوئی ایسا عمل نہ کیا ہو جس کے سہواً کرنے سے فرادیٰ نماز باطل ہو جاتی ہو (مثلاً رکوع کی زیادتی) تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۴ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے اقتدا کی ہے یا نہیں اور اگر وہ نماز یہ سمجھ کر پڑھ رہا تھا کہ جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور احتمال ہو کہ اس نے بھول چوک کی وجہ سے جماعت کی نیت نہیں کی تو اگر وہ (شک کرنے کے وقت) اس حالت میں ہو جو مقتدی کا وظیفہ ہے مثلاً امام کو حمد اور سورہ پڑھتے ہوئے سن رہا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے لیکن شک کرنے کے وقت اگر وہ کسی ایسے فعل میں مشغول ہو جو امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہو مثلاً رکوع یا سجدے میں ہو تو اسے چاہیے کہ نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

مسئلہ ۱۴۱۵ : اگر نماز کے دوران مقتدی فرادیٰ کا ارادہ کرنا چاہے تو اگر نماز کی ابتدا سے اس کا یہ ارادہ نہ رہا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کا ارادہ نماز کی ابتدا سے یہی تھا تو پھر اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۶ : اگر مقتدی امام کے حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ تمام حمد اور سورہ پڑھے اور اگر حمد اور سورہ ختم ہونے سے پہلے (یعنی امام کے حمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے) فرادیٰ کی نیت کرے تو ضروری ہے کہ حمد اور سورہ کی جتنی مقدار امام نے پڑھی ہے وہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۱۷ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ نماز جماعت کی نیت نہیں کر سکتا بلکہ اگر مذبذب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے بعد میں نماز جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے تو اس کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۸ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ نماز کے دوران اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

مسئلہ ۱۴۱۹ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے تو اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہوگی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع جھکے تاہم امام کے رکوع میں شریک نہ ہو پائے (یعنی امام اس وقت رکوع کے بعد کھڑا ہو چکا ہو) تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۰ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۱ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پیشتر کہ وہ بقدر رکوع جھک جائے اور امام رکوع سے سر اٹھا لے احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہیے کہ فرادیٰ کی نیت باندھ لے۔

مسئلہ ۱۴۲۲ : اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا حمد اور سورہ کے دوران اقتدا کرے اور اتفاقاً اس سے پیشتر کہ رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھا لے اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۳ : اگر کوئی شخص نماز کے لیے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو اسے چاہیے کہ نیت باندھے اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے لیکن سلام نہ کہے اور صبر کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کرے اور تکبیر کہے بغیر حمد اور سورہ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۴ : مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہیے احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف مرد ہو تو امام کے دائیں طرف قدرے پیچھے کھڑا ہو اور اگر مقتدی کئی ایک ہوں تو امام کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوں اور پہلی صورت میں اگر مقتدی کا قد امام سے لمبا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے یوں کھڑا ہونا چاہیے کہ رکوع اور سجود میں امام سے آگے نہ بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۴۲۵ : اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو کوئی پردہ وغیرہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۲۶ : اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی تنہا نماز پڑھنے والے کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان بقدر ایک میٹر سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کم فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۲۸ : اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو ایک میٹر سے زیادہ فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۲۹ : اگر نماز کے دوران مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک میٹر کا فاصلہ ہو جائے تو اس مقتدی کو چاہیے کہ فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کا ارادہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۰ : جو اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً دوسری نماز کے لیے امام کی اقتدا کر لیں تو پچھلی صف والوں کی نماز جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۱ : اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اس کے لیے حمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھا لے اور تشہد کے بعد اسے چاہیے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ کے لیے وقت نہ رکھتا ہو تو حمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر رکوع میں امام کے ساتھ نہ مل سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۲ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہوگی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو چاہیے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام کے ساتھ شریک کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۳ : اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتدا کرے گا اور حمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرنا چاہیے اور پھر اقتدا کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۳۴ : اگر کوئی شخص امام کی تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتدا کرے اور حمد اور سورہ کے لیے وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ حمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۵ : اگر ایک شخص جانتا ہو کہ وہ سورہ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور عمداً سورہ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہیے کہ منفرد کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۶ : جو شخص اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو بشرطیکہ سورہ زیادہ لمبا نہ ہو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا تو اسے تمام کرے اور اگر سورہ زیادہ طویل ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۷ : جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۸ : اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کون سی رکعت میں ہے تو وہ اقتدا کر سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ حمد اور سورہ قربت کی نیت سے پڑھے اگر چہ بعد میں اسے پتہ چل جائے کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت تھی۔

مسئلہ ۱۴۳۹ : اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے۔ حمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتہ چل جائے کہ وہ یعنی امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے پتہ چل جائے تو اسے چاہیے کہ حمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت نہ رکھتا ہو تو فقط حمد پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۰ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے حمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتہ چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے حمد وسورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو حمد وسورہ کا تمام کرنا اس کے لیے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۱ : اگر کوئی شخص نماز مستحب پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز مستحب کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز میں شامل ہو جائے بلکہ اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ پہلی رکعت میں شریک ہو سکے گا تب بھی مستحب ہے کہ اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۲ : اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ مستحبی نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر تمام کر دے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۳ : اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لیے فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۴ : جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام نماز کہنے کا انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر شروع سے فرادیٰ کا قصد رکھتا ہو تو نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

امام جماعت کی شرائط

مسئلہ ۱۴۴۵ : امام جماعت کے لیے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو اور اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا چاہیے۔ اگر ایک ممیز بچہ جو بھلے برے کو سمجھتا ہو کسی دوسرے ممیز بچے کی اقتدا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر چہ جماعت کے اثرات اس پر مرتب نہیں ہوتے یعنی اسے جماعت نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۴۴۶ : جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۷ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

مسئلہ ۱۴۴۸ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا وہ اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی ایسے شخص کی اقتدا کرنا جو لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو محل اشکال ہے (یعنی مشکل ہے کہ صحیح ہو)۔

مسئلہ ۱۴۴۹ : اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضوء سے نماز پڑھے تو اس کی اقتدا کی جا

سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۰ : اگر امام کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتدا کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۱ : بہتر یہ ہے کہ جو شخص جزام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس شخص پر حد شرعی جاری ہوئی ہو لوگ اس کی اقتدا نہ کریں او راسی طرح اہل شہر کسی خانہ بدوش کی اقتدا نہ کریں۔

مسئلہ ۱۴۵۲ : نماز کی نیت کرتے وقت مقتدی کو چاہیے کہ امام کو معین کرلے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۳ : مقتدی کو چاہیے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے لیکن اس کی پہلی اور دوسری رکعت اور امام کی دوسری اور چوتھی رکعت ہو تو اسے چاہیے کہ حمد اور سورہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۵۴ : اگر مقتدی نماز صبح ومغرب اور عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں امام کی حمد اور سورہ پڑھنے کی آواز سن رہا ہو تو خواہ وہ کلمات کو ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے اسے حمد اور سورہ نہیں پڑھنی چاہیے اگر امام کی آواز نہ سن پائے تو مستحب ہے کہ حمد اور سورہ پڑھے لیکن اسے چاہیے کہ آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز میں پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۵۵ : اگر مقتدی امام کی حمد اور سورہ کی قرأت کے بعض کلمات سن لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ خود حمد وسورہ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۵۶ : اگر مقتدی سہواً حمد اور سورہ پڑھے یا خیال کرتے ہوئے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ۔حمد اور سورہ پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۷ : اگر مقتدی شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا کوئی آواز سنے اور یہ نہ جانتا ہو کہ امام کی آواز ہے یا کسی اور کی ہے تو وہ حمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۸ : مقتدی کو نماز ظہر وعصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں حمد اور سورہ نہیں پڑھنی چاہیے اور مستحب ہے کہ ان کے بجائے کوئی ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۵۹ : مقتدی کو تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے نہیں کہنی چاہیے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام تکبیر نہ کہہ چکے مقتدی تکبیر نہ کہے۔

مسئلہ ۱۴۶۰ : اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ امام کے ساتھ

سلام کہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر نماز کی ابتداء سے ایسا کرنے کا قصد رکھتا ہو تو اگر جان بوجھ کر بھی امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۱ : اگر مقتدی تکبیرۃ الاحرام اور سلام کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں امام سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انہیں سن لے یا جان لے کہ امام انہیں کس وقت پڑھتا ہے تو احتیاط مستحب ہے کہ امام سے پہلے نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۶۲ : مقتدی کو چاہیے کہ جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ نماز کے دوسرے افعال مثلاً رکوع اور سجود امام کے ساتھ یا اس سے تھوڑی دیر بعد بجالائے اور اگر وہ ان افعال کو عمداً امام سے پہلے یا اس سے کافی دیر بعد انجام دے تو اس کی جماعت باطل ہوگی ہاں اگر فرادیٰ شخص کے وظیفہ پر عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۳ : اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھالے اور امام رکوع میں ہی ہو تو اسے چاہیے کہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ ہی سر اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع (جو رکن ہے) کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی لیکن اگر وہ دوبارہ رکوع میں جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو امام سر اٹھالے تو اس مقتدی کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۴ : اگر مقتدی سہواً سر سجدے سے اٹھالے اور دیکھے کہ امام ابھی سجدے میں ہے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو دو سجدوں کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے (جو کہ رکن ہے) نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۴۶۵ : جو شخص سہواً امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھالے اگر اسے دوبارہ سجدے میں جانے پر معلوم ہو کہ امام پہلے ہی سر اٹھا چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۶ : اگر مقتدی غلطی سے سر رکوع یا سجدے سے اٹھالے اور سہواً یا اس خیال سے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں لوٹ جانے سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے گا رکوع یا سجدے میں نہ جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۷ : اگر مقتدی سجدے سے سر اٹھالے اور دیکھے کہ امام سجدے میں ہے اس خیال کے ساتھ کہ یہ امام کا پہلا سجدہ ہے اور اس قصد کے ساتھ کہ امام سجدہ کرے سجدے میں چلا جائے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو مقتدی کا دوسرا سجدہ شمار ہوگا اور اگر اس خیال سے سجدے میں جائے کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ ہے اور بعد میں یہ معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو اسے چاہیے کہ اس قصد کے ساتھ سجدہ تمام کرے کہ امام کے ساتھ سجدہ کر رہا ہوں اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ سجدہ میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۶۸ : اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آ جائے تو امام کی قرأت کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر وہ سر اٹھا لے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۹ : اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قرأت کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو اگر وہ اس قصد کے ساتھ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمداً دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۷۰ : اگر مقتدی غلطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اگر وہ اس مقصد کے ساتھ کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر نہ اٹھائے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۷۱ : اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگ جائے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہیے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جا سکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ اسے چاہیے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

نماز جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

مسئلہ ۱۴۷۲ : احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف ایک ہو تو اسے تھوڑا سا امام کے پیچھے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو انہیں امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اور اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مردوں کو تھوڑا سا امام کے پیچھے دائیں طرف اور عورت یا عورتوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اور اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کو امام کے پیچھے اور عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۷۳ : اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۱۴۷۴ : مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں کھڑا ہو اور صاحبان علم و کمال اور متقی حضرات پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۷۵ : مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۷۶ : مستحب ہے کہ "قد قامت الصلاۃ" کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۷۷ : مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے اسے علم ہو کہ تمام اشخاص جنہوں نے اس کی اقتدا کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

مسئلہ ۱۴۷۸ : مستحب ہے کہ امام جماعت حمد اور سورہ اور بلند آواز میں پڑھے جانے والے اذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے کہ دوسرے سن لیں لیکن اسے چاہیے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۷۹ : اگر امام کو حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتدا کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتدا کے لیے آیا ہے۔

نماز جماعت کے مکروہات

مسئلہ ۱۴۸۰ : اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لیے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۱ : مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۲ : جو مسافر ظہر و عصر و عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لیے ان نمازوں میں کسی ایسے شخص کا امام بنا مکروہ ہے جو مسافر نہ ہو اور جو شخص مسافر نہ ہو اس کے لیے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں مسافر کی اقتدا کرے۔

نماز آیات

مسئلہ ۱۴۸۳ : نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہو گا چار چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہیں۔

۱... سورج گرہن۔

۲... چاند گرہن اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور کسی انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

۳... زلزلہ اگرچہ اس سے کوئی بھی خوف زدہ نہ ہوا ہو۔

۴... بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک۔ سیاہ اور سرخ آندھی، اور انہی جیسی دیگر آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۸۴ : زمین کے حادثات مثلاً سمندر کے پانی کا اتر جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے

ہیں اس صورت میں بھی احتیاط واجب کی بنا پر نماز آیات کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۸۵ : جن چیزوں کے لیے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو انسان کو چاہیے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے نماز آیات پڑھے مثلاً اگر سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آجائے تو دونوں کے لیے دو الگ نمازیں پڑھنی چاہیں۔

مسئلہ ۱۴۸۶ : اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں یا مختلف چیزوں کی وجہ سے مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کون سی قضا کون سی چیز کے لیے کر رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۷ : جن چیزوں کے لیے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس شہر میں وقوع پذیر ہوں فقط اسی شہر کے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لیے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۸ : انسان کو چاہیے کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اتنی دیر نہ کرے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنے لگے۔

مسئلہ ۱۴۸۹ : اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کر دے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل جانے کے بعد نماز پڑھے تو پھر اسے چاہیے کہ قضا کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۰ : اگر سورج یا چاند گرہن کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو اس صورت میں نماز آیات کا واجب ہونا احتیاط پر مبنی ہے اور اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن کے ختم ہونے سے ایک رکعت کی مقدار کے برابر وقت باقی ہو اس صورت میں نماز آیات واجب ہے اور ادا کی نیت سے پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۹۱ : جب بھی زلزلہ، گرج، اور برق وقوع پذیر ہوں تو انسان کو چاہیے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور تاخیر کرے تو گناہ گار ہے اور بنا بر احتیاط پڑھتے وقت ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۲ : اگر کسی شخص کو سورج یا چاند کے گرہن میں آنے کا پتہ نہ چلے اور ان کے گرہن سے نکل آنے کے بعد پتہ چلے کہ پورے سورج یا چاند کو گرہن لگا تھا تو اسے چاہیے کہ نماز آیات کی قضا کرے لیکن اگر اسے پتہ چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا

تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۳ : اگر کچھ اشخاص جن کے کہنے پر بھروسہ نہ ہو۔کہیں کہ سورج یا چاند کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا شخصی اطمینان حاصل نہ ہو اور ان اشخاص میں کوئی ثقہ شخص نہ ہو اور اس لیے وہ شخص نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جب کہ پورے سورج یا چاند کو گرہن لگا ہو انسان کو چاہیے کہ نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ دو اشخاص جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ سورج یا چاند و گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

مسئلہ ۱۴۹۴ : اگر انسان کو لوگوں کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج اور چاند کو گرہن لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان حاصل ہو جائے کہ سورج یا چاند گرہن لگا ہے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ ان کے کہنے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۵ : اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی اسے چاہیے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے خواہ گرہن کامل ہو یا کامل نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۹۶ : اگر نماز پنج گانہ کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لیے وقت ہو تو جو بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے وہ پڑھے جس کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو رہا ہے تو اسے چاہیے کہ پہلے نماز پنج گانہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۹۷ : اگر کسی شخص کو نماز پنج گانہ پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور نماز پنج گانہ کا وقت بھی تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے نماز پنج گانہ کو تمام کرے اور بعد میں نماز آیات پڑھے اور اگر نماز پنج گانہ کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد نماز پنج گانہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۴۹۸ : اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز پنج گانہ کا وقت تنگ ہے تو اسے چاہیے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور نماز پنج گانہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز پنج گانہ کو تمام کرنے کے بعد اس سے پیشتر کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات اسی جگہ سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

مسئلہ ۱۴۹۹ : اگر عورت کے حیض یا نفاس کی حالت میں ہونے کے وقت سورج یا چاند گرہن لگ جائے یا رعد اور برق اور انہی جیسی کوئی اور چیز وقوع پذیر ہو تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ اس کی قضا واجب ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۵۰۰ : نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں ۔اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ حمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ حمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اسی عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۱ : نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور حمد پڑھنے کے بعد ایک سورہ کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتی کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو تمام کر دے مثلاً **قل هو الله احد** کے قصد سے **بسم الله الرحمٰن الرحيم** پڑھے اور رکوع میں جائے اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے **قل هو الله احد** اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے **الله الصمد** پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے **لم يلد و لم يولد** اور رکوع میں چلا جائے اور پھر سر اٹھائے اور کھڑا ہو جائے اور پڑھے **ولم يكن له كفواً احد** اور اس کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ تمام کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۲ : اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ حمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ حمد پڑھے اور سورے کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۳ : جو چیز نماز پنج گانہ میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی جگہ تین دفعہ الصلوٰۃ کہنا مستحب ہے لیکن اگر نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جا رہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۵۰۴ : نماز آیات پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہے۔

مسئلہ ۱۵۰۵ : دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں، اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع

سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۶ : اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۷ : اگر کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو شک کرے کہ آیا وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجالایا ہے یا نہیں اسے بجالانا چاہیے لیکن اگر سجدے میں پہنچ گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵۰۸ : نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً یا سہواً کمی یا بیشی ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

عیدفطر وقربان کی نماز

مسئلہ ۱۵۰۹ : امام علیہ السلام کے زمانہ حضور میں عیدفطر وقربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے لیکن ہمارے زمانے میں جب کہ امام علیہ السلام غائب ہیں یہ نمازیں مستحب ہیں اور جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ (تنہا) دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۵۱۰ : نماز عیدفطر وقربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۱ : عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عیدفطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے اور زکوٰۃ فطرہ بھی دی جائے اور بعد میں نماز عید پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۵۱۲ : عیدفطر وقربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی پہلی رکعت میں حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد انسان کو چاہیے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے اور پانچویں قنوت کے بعد ایک تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور آخر میں سلام کہہ کر نماز تمام کردے۔

مسئلہ ۱۵۱۳ : عیدفطر وقربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے

اَللّٰهُمَّ اَهْلَ الْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ وَاَهْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَهْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَاَهْلَ التَّقْوٰى وَالْمَغْفِرَةِ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِىْ جَعَلْتَهٗ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْداً وَّلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ ذُخْراً وَّشَرَفاً وَّكَرَامَةً وَّمَزِيْداً اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ اَدْخَلْتَ فِيْهِ مُحَمَّداً وَّآلَ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُخْرِجَنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّداً وَّآلَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ

وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَاسَئَلَكَ بِهٖ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلِصُوْنَ.

مسئلہ ۱۵۱۴ : امام علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں مستحب ہے کہ نماز عید فطر وقربان کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر ہے کہ عید فطر کے خطبے میں زکوٰۃ فطرہ کے احکام اور عید قربان میں قربانی کے احکام بیان کئے جائیں۔

مسئلہ ۱۵۱۵ : عید کی نماز کے لیے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ شمس (۹۱واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورۂ غاشیہ (۸۸واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورۂ سبح اسم (۸۷واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ شمس پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۵۱۶ : نماز عید صحراء میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے

مسئلہ ۱۵۱۷ : مستحب ہے کہ نماز عید کے لیے پیدل اور پا برہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

مسئلہ ۱۵۱۸ : نماز عید میں زمین پر سجدہ کرنا اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جو شخص بھی نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو نماز بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۱۹ : مستحب ہے کہ عید فطر کی رات کی مغرب وعشاء کی نماز کے بعد اور عید کے دن کی نماز صبح کے بعد اور نماز عید فطر کے بعد یہ تکبیریں کہی جائیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا.

مسئلہ ۱۵۲۰ : عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اور ان کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۱ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید کے لیے جانے سے باز رہیں لیکن یہ احتیاط بوڑھی عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۲ : نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہیے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے باقی اذکار خود سے

پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۳ : اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد مقتدی کو چاہیے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھیں انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ **سبحان اللہ** یا ایک دفعہ **الحمد للہ** کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۴ : اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے کہ جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کرے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۵ : اگر کوئی شخص نماز عید میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو احتیاط یہ ہے کہ نماز کے بعد اسے بجا لائے لیکن اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لیے نماز پنجگانہ میں سجدہ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سجدہ سہو بجا لائے۔

نماز اجارہ

مسئلہ ۱۵۲۶ : انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لیے جو وہ زندگی میں نہیں بجا لایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جا سکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لیے ان نمازوں اور عبادات کو بجا لائے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۷ : انسان بعض مستحبی کاموں کے لیے مثلاً قبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قبور آئمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحبی کام انجام دے کر اس کا ثواب مردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

مسئلہ ۱۵۲۸ : جو شخص نماز کے لیے اجیر بنے اس کے لیے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کے مسائل تقلید کی رو سے صحیح طرز پر جانتا ہو یا یہ کہ احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۲۹ : اجیر کو چاہیے کہ نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ یہ میں نماز اس شخص کے لیے پڑھ رہا ہوں جس کے لیے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۰ : اجیر کو چاہیے کہ جو عمل بجا لائے اس کے لیے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا لا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۱ : اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجا لائے گا۔

مسئلہ ۱۵۳۲ : جس شخص کو میت کی نمازوں کے لیے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجالایا ہے تو دوبارہ کسی دوسرے شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۳۳ : جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اور اجیر قابل اطمینان شخص ہو اور کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے تو اس کا کہنا کافی ہے اسی طرح اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح ہی سمجھے۔

مسئلہ ۱۵۳۴ : جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے میت کی نمازوں کے لیے اجیر نہیں مقرر کرنا چاہیے اگر چہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح سے قضا ہوئی ہوں۔

مسئلہ ۱۵۳۵ : مرد عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت مرد کی طرف سے اجیر بن سکتی ہے اور جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے اجیر کو چاہیے کہ اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۵۳۶ : میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر وعصر یا مغرب وعشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۷ : اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے کے مطابق انجام دے گا تو اجیر کو چاہیے کہ اس عمل کو اسی طریقے کے مطابق انجام دے اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو اجیر کو چاہیے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس طرح عمل کرے مثلاً اگر میت کا وظیفہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی تکلیف ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۳۸ : اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو اسے چاہیے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۳۹ : اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لیے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے تو اسے چاہیے کہ ہر اجیر کے لیے وقت معین کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۰ : اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو ان نمازوں کے لیے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہیے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجالایا احتیاط واجب کی بنا پر ان کے لیے بھی اجیر مقرر کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۴۱ : جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول

کرلی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا اور اجارہ دیتے وقت وہ ایسا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ کرنے والا (جس نے اجیر بنایا تھا) باقی ماندہ نمازوں کی اجرت المثل (جتنی رقم کے بدلے باقی ماندہ نمازیں پڑھی جاسکیں) واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ یعنی اجیر ایسا کرنے پر یعنی کل نمازیں خود پڑھنے پر قادر نہیں تھا تو اس کے فوت ہوجانے پر باقی ماندہ نمازوں کے بارے میں اجارہ باطل ہے اور اجارہ دینے والا باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتا ہے یا گزشتہ مقدار کے اجارے کو فسخ کرسکتا ہے اور اس کی اجرت المثل دے سکتا ہے اور اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو اجیر کے ورثا کو چاہیے کہ اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لیے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۲ : اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے اور اس کے اپنے ذمہ بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس طرح عمل کرنے کے بعد اگر اس یعنی فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لیے اجیر مقرر کیا جاسکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جاسکتا ہے۔

روزہ

مسئلہ ۱۵۴۳ : روزہ بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم اور اہم عبادت ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کی خاطر طلوع صبح صادق سے لے کر رات ہونے تک بعض چیزوں سے پرہیز کرے۔ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے گئے ہیں اور یہ حکم قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۳ میں ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔یا ایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون "اے ایمان والو! روزہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا ہے تا کہ تم اس کی وجہ سے پرہیزگار بن جاؤ۔" اس سے مابعد کی آیات میں روزے کے متعلق چند بنیادی احکام تفصیل سے بتائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے چاہیے کہ اس بنا پر جتنے روزے نہ رکھ سکے بعد میں ان کی قضا کرے اور جو شخص با مشقت روزہ رکھ سکتا ہو اور نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔روزے کے بہت سے فائدے ہیں۔اس کے ذریعے انسان کے اندر اللہ تعالی کی شکرگزاری صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امیر آدمیوں کو روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا پتہ چلتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی رغبت ہوتی ہے روزہ انسان کے جسم کے اندرونی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم کے اندر پیدا شدہ نقصان دہ فاضل مادوں کو ختم کر دیتا ہے۔ماہ رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔اس مہینے میں عبادت اور نیک کاموں کا ثواب عام مہینوں سے کہیں زیادہ ہے۔لیلۃ القدر اسی مہینے میں آتی ہے جسے اللہ تعالی نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر انسان ارشاد الٰہی کی جو تعمیل کرتا ہے اس کی خوشی میں یکم شوال کو عید الفطر منائی جاتی ہے۔

روزے کے احکام

روزہ یہ ہے کہ قربت کی نیت سے خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے انسان صبح صادق سے رات تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

روزہ کی نیت

مسئلہ ۱۵۴۴ : انسان کے لیے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ میں کل روزہ رکھوں گا ضروری نہیں بلکہ اس کا یہ ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے فرمان کی تعمیل میں صبح صادق سے رات تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اور یقین حاصل کرنے کے لیے کہ اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے اسے چاہیے کہ کچھ دیر صبح صادق سے پہلے

اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۵ : انسان ماہ رمضان المبارک کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس مہینے کی پہلی رات کو ہی سارے مہینے کے روزوں کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۶ : ماہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت کا وقت رات کی ابتدا سے صبح صادق تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۷ : مستحبی روزے کی نیت کا وقت اول شب سے لے کر دوسرے دن مغرب سے پہلے اتنی دیر تک ہے جس میں نیت کی جا سکے اور اگر کسی شخص نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور مستحبی روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۸ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ دنوں میں روزے کی نیت کئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کر لے تو خواہ اس کا روزہ واجب ہو یا مستحب وہ روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو واجب روزے کی نیت نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک میں روزے کی نیت کئے بغیر سو جائے تو خواہ وہ ظہر سے پہلے ہی بیدار ہو جائے اور نیت کر لے اس کے روزے کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۹ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا روزہ رکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا یا نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن ماہ رمضان المبارک میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں ماہ رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کر لے تب بھی وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۵۰ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو وہ نہ رمضان شریف کا روزہ متصور ہوگا اور نہ وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۱ : اگر کوئی شخص مثال کے طور پر ماہ رمضان المبارک کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا یا تیسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۲ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو جائے اور پھر اسی دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اسکی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۳ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے

مسئلہ ۱۵۵۴ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۵ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے یا ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ ماہ رمضان ہے تو اس کا روزہ باطل ہو گا لیکن اسے چاہیے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزہ کو باطل کرتا ہو اور ماہ رمضان کے بعد اس روزہ کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۶ : اگر ماہ رمضان میں بچہ صبح صادق سے پہلے بالغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور اگر صبح صادق کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۷ : جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لیے اجیر بنا ہو اگر وہ مستحبی روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے یا دوسرے واجب روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحبی روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آ جائے تو اس کا مستحبی روزہ کالعدم ہو جائے گا اور اپنی نیت واجب روزے کی طرف موڑ سکتا ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۸ : اگر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً اس نے نذر مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر صبح صادق تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۹ : اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لیے مثلاً روزہ کفارہ کے لیے ظہر کے نزدیک تک نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۰ : اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ روزہ کی نیت کرے اور روزہ کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۵۶۱ : اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن وسط میں ظہر سے پہلے یا اس کے بعد تندرست ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ خواہ اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۲ : جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ ہے اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کرسکتا اور نہ ہی یہ نیت کرسکتا ہے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ قضا روزہ وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہوگا لیکن اگر نیت کرے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے چاہتا ہے اسے انجام دے رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے (یعنی وہ روزہ رمضان المبارک کا روزہ شمار ہوگا)۔

مسئلہ ۱۵۶۳ : اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحبی یا ایسے ہی کسی اور روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسے چاہیے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۴ : اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہے اس سے توبہ بھی کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن رات تک امساک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵ : اگر کوئی شخص مستحب روزہ اور ایسا واجب روزہ مثلاً کفارہ کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزہ کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۵۶۶ : نو چیزیں روزہ کو باطل کرتی ہیں،

۱... کھانا اور پینا۔

۲... جماع کرنا۔

۳... استمناء۔ اور استمناء یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں اس کے بدن سے منی خارج ہو جائے

۴... خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵... غبار حلق تک پہنچانا۔

۶... پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷... صبح صادق تک جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت پر باقی رہنا۔

۸... کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

۹... قے کرنا۔

ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

۱... کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۵۶۷ : اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے اور پیئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا اور پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ۔ اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۶۸ : جب روزہ دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہوگئی ہے تو اسے چاہیے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہوگا اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ : اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۷۰ : جو انجکشن (ٹیکے) عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں روزہ دار کے لیے جائز ہیں۔ لازم یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو غذا کی جگہ استعمال ہوتے ہیں

مسئلہ ۱۵۷۱ : اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی چیز کو عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۲ : جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لیے صبح صادق سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو اگر وہ خلال نہ کرے اور دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں سے کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۳ : منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ وہ لعاب ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں جمع ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۴ : سر اور سینے کے اخلاط (بلغم) جب تک منہ کے اندر والے حصہ میں نہ پہنچیں انہیں نگلنے میں کوئی حرج نہیں

لیکن اگر وہ منہ میں آجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں نگلا نہ جائے۔

مسئلہ ۱۵۷۵ : اگر روزہ دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مرجانے کا خوف لاحق ہوجائے تو وہ اتنا پانی پی سکتا ہے کہ مرنے سے بچ جائے لیکن اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور اگر ماہ رمضان المبارک ہو تو اسے چاہیے کہ دن کے بقیہ حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہوجاتا ہے۔ اور بعد میں اس روزے کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۵۷۶ : بچے یا پرندے کے لیے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا وغیرہ جو عموماً حلق تک نہیں پہنچتی ہو خواہ وہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ ادا کرے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۷ : انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہاں اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲... جماع

مسئلہ ۱۵۷۸ : جماع روزہ کو باطل کردیتا ہے خواہ عضو تناسل فقط ختنہ کی حد تک ہی کیوں نہ داخل ہو اور منی خارج نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۹ : اگر عضو تناسل ختنے کی مقدار سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۰ : اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار کے برابر داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس روزہ کی قضا کرے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۱ : اگر کوئی شخص بھول کر جماع کرے کہ روزہ سے ہے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہوجائے تو اسے چاہیے کہ فوراً جماع ترک کردے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۳... استمناء

مسئلہ ۱۵۸۲ : اگر روزہ دار استمناء کرے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۳ : اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی شخص کی منی خارج ہوجائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے

مسئلہ ۱۵۸۴ : اگر چہ روزے دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہوجائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہوجائے گی تب بھی اس کے لیے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہوجائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۵ : اگر روزہ دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر یہ واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۱۵۸۶ : جس روزہ دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آجائے گی۔

مسئلہ ۱۵۸۷ : جب روزہ دار کو احتلام ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہو گی تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

مسئلہ ۱۵۸۸ : جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور شوخی کرے تو خواہ منی نہ بھی نکلے اس کا روزہ باطل ہے۔اسے چاہیے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۱۵۸۹ : اگر روزہ دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کی طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے تو اگر اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہو گی تو اگر چہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے اس کا روزہ صحیح ہے البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہو گی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴... اللہ تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جھوٹی چیز منسوب کرنا

مسئلہ ۱۵۹۰ : اگر روزہ دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارہ سے یا ایسے ہی کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا آپ کے بارہ جانشینوں میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی چیز منسوب کرے تو اگر چہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کرلے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی کوئی جھوٹی چیز منسوب نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۵۹۱ : اگر روزہ دار کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ جس شخص سے وہ روایت سنی ہو یا جس کتاب میں لکھی دیکھی ہو اس کا حوالہ دے۔

مسئلہ ۱۵۹۲ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبرؐ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۹۳ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا تو اسے چاہیے کہ روزے کو تمام کرے اور اسکی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۹۴ اگر روزہ دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزہ دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرمؐ یا آپ کے جانشینوں سے منسوب کر دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۵۹۵ : اگر روزہ دار سے سوال کیا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور وہ عمداً جہاں جواب نہیں میں دینا چاہیے وہاں اثبات میں دے اور جہاں ہاں میں دینا چاہیے وہاں نہیں میں دے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۶ : اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول اکرمؐ کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی چیز ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جب کہ روزہ رکھا ہو کہے جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۵... غبار کو حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۱۵۹۷ : احتیاط واجب کی بنا پر غلیظ یا غیر غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو (مثلاً آٹا) یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہے (مثلاً مٹی) اور وہ غبار جس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو اس کا عمداً نگلنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۸ : اگر ہوا کی وجہ سے غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار غلیظ بھاپ، اور سگار، اور تمباکو، وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

مسئلہ ۱۶۰۰ : اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا بھاپ یا دھواں وغیرہ حلق میں چلا جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۰۱ : اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

٦ ... سر کو پانی میں ڈبونا

مسئلہ ۱۶۰۲ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر سارا سر پانی میں ڈبو دے تو خواہ اس کا باقی بدن پانی سے باہر رہے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سارا بدن پانی میں ڈوب جائے اور سر کا کچھ حصہ باہر رہے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۰۳ : اگر روزہ دار اپنے نصف سر کو ایک دفعہ اور باقی نصف کو دوسری دفعہ پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۴ : اگر روزہ دار سارا سر پانی میں ڈبونے کی نیت سے پانی کے نیچے چلا جائے اور شک کرے کہ آیا سارا سر پانی میں ڈوبا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے البتہ اس کا کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۵ : اگر سارا سر پانی میں ڈوب جائے تو خواہ کچھ بال پانی سے باہر بھی رہ جائیں پھر بھی روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۶ : پانی کے علاوہ دوسری سیال چیزوں مثلاً دودھ میں سر ڈبونے سے روزے کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ اظہر یہ ہے کہ آب مضاف میں سر ڈبونا روزے کو باطل نہیں کرتا اگر چہ احوط یہ ہے کہ پرہیز کریں۔

مسئلہ ۱۶۰۷ : اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سر پانی میں ڈوب جائے یا بھول کر کہ روزہ سے ہے اور سر پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۸ : اگر کوئی روزہ دار خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پانی میں گرا دے کہ اس کا سر پانی میں نہیں ڈوبے گا لیکن اس کا سارا سر پانی میں ڈوب جائے تو اس کے روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۹ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزہ سے ہے اور سر پانی میں ڈبودے یا کوئی دوسرا شخص زبردستی اس کا سر پانی میں ڈبودے تو اگر پانی میں ڈوبے ہوئے اسے یاد آئے کہ روزے سے ہے یا وہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ ہٹا لے تو روزہ دار کو چاہیے کہ فوراً اپنا سر پانی سے باہر نکالے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۰ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور غسل کی نیت سے سر پانی میں ڈبودے تو اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱۱ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے روزے سے ہے جان بوجھ کر غسل کے لیے اپنا سر پانی میں ڈبودے تو اگر اس کا روزہ رمضان المبارک کا روزہ ہو تو اس کا روزہ اور غسل دونوں باطل ہیں اور رمضان المبارک کے قضا روزے کے لیے بھی زوال کے بعد علی الاحوط یہی حکم ہے لیکن اگر مستحب روزہ ہو یا ایسا واجب روزہ ہو مثلاً روزۂ کفارہ جس کے لیے کوئی وقت معین نہیں ہے تو اس کا غسل صحیح ہے لیکن روزہ باطل ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا اطلاق واجب معین روزے پر بھی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۲ : اگر کوئی روزہ دار کسی شخص کو غرق ہونے سے بچانے کے سلسلے میں سر کو پانی میں ڈبودے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا خواہ اس شخص کو غرق ہونے سے بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو۔

۷... صبح صادق تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

مسئلہ ۱۶۱۳ : اگر جنب شخص ماہ رمضان المبارک میں جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ بھی باطل ہے اور ماہ رمضان کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۴ : اگر جنب شخص ماہ رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ ان واجب روزوں میں جن کا وقت ماہ رمضان کے روزوں کی طرح معین ہے جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۵ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۶۱۶ : اگر مجنب ماہ رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو چاہیے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور چند دنوں کے بعد یاد آئے تو چاہیے کہ اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۱۷ : اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کرلے جس کے پاس ماہ رمضان کی رات میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لیے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱۸ : اگر روزہ دار یہ جاننے کی جستجو کرے کہ اس کے پاس وقت ہے یا نہیں اور گمان کرے کہ اس کے پاس غسل کے اندازے کے مطابق وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرلے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر بغیر جستجو کیے گمان کرے کہ اس کے پاس وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کر کے روزہ رکھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۱۹ : جو شخص ماہ رمضان کی کسی رات جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح صادق تک بیدار نہ ہوگا اسے بغیر غسل کیے نہیں سونا چاہیے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲۰ : جب مجنب ماہ رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس کی عادت بیدار ہونے کی نہ ہو تو غسل سے پہلے نہ سوئے اگر چہ اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۲۱ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو اگر اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور صبح صادق تک سوتا

رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے بیدار ہونے کا عادی ہو اور اس کے بیدار ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۲ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اگر وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اسے غسل کرنا چاہیے تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور صبح صادق تک سویا رہے بنابر احتیاط اس پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۳ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے یقین ہو یا احتمال اس بات کا ہو کہ اگر وہ سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اگر وہ بیدار ہونے کے بعد غسل نہ کرنا چاہتا ہو یا مذبذب ہو کہ غسل کرے یا نہ کرے تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور بیدار نہ ہو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ اس کے لیے لازم ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۴ : اگر جنب شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اسے یقین ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا تو اگر دوبارہ سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر دوسری نید سے بیدار ہو جائے اور تیسری دفعہ سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ روزہ کی قضا بھی کرے اور احتیاط استحبابی کی بنا پر کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۶۲۵ : جب انسان کو نیند میں احتلام ہو جائے تو پہلی بار دوسری اور تیسری نیند سے مراد وہ نیند ہے جو انسان احتلام سے جاگنے کے بعد سوئے لیکن وہ نیند جس میں احتلام ہوا ہو پہلی نیند شمار نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۶۲۶ : اگر کسی روزہ دار کو دن میں احتلام ہو جائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں اگر چہ جلدی غسل کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۷ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں صبح صادق کے بعد جاگے اور یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے تو اگر چہ اسے معلوم ہو کہ یہ احتلام صبح صادق سے پہلے ہوا ہے اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۸ : جو شخص رمضان المبارک کا قضا روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح صادق تک جنب رہے تو خواہ اس کا اس حالت میں رہنا عمداً نہ ہو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۹ : جو شخص رمضان المبارک کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح صادق کے بعد بیدار ہو اور دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ یہ احتلام اسے صبح صادق سے پہلے ہوا ہے تو اگر اگلا ماہ رمضان آنے تک ان روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً پچھلے رمضان کے پانچ روزے اس کے ذمے ہوں اور رمضان المبارک کے آنے میں بھی پانچ دن باقی ہوں

تو بہتر یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کی دوبارہ قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۳۰ : اگر ماہ رمضان کے قضا روزوں کے علاوہ ایسے واجب روزوں میں جن کا وقت معین نہیں ہے مثلاً کفارہ کے روزے کوئی شخص عمداً صبح صادق تک جنب رہے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس دن کے علاوہ کسی دوسرے دن روزہ رکھے۔

مسئلہ ۱۶۳۱ : اگر ماہ رمضان کے روزوں میں عورت صبح صادق سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور عمداً غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے دنوں میں یہ صورت ہو تو روزہ باطل نہیں ہے اگر چہ احوط یہ ہے کہ غسل کر کے روزہ رکھے اور جس عورت کا وظیفہ حیض یا نفاس کے غسل کے بدلے تیمم ہو اگر وہ ماہ رمضان میں صبح صادق سے پہلے عمداً تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۲ : اگر کوئی عورت ماہ رمضان میں صبح صادق سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کے لیے وقت نہ ہو تو اسے چاہیے کہ تیمم کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ صبح صادق تک بیدار رہے اور جس جنب شخص کا وظیفہ تیمم ہو تو اس کے لیے بھی یہ حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۳ : اگر کوئی عورت ماہ رمضان المبارک میں صبح صادق کے نزدیک حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور نہ غسل کا وقت باقی ہو اور نہ ہی تیمم کا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۴ : اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے یا دن میں اسے حیض یا نفاس کا خون آ جائے تو اگر چہ یہ خون مغرب کے قریب ہی کیوں نہ آئے اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۵ : اگر عورت ماہ رمضان المبارک میں صبح صادق سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے میں کوتاہی برتے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر کوتاہی نہ کرے مثلاً منتظر ہو کہ حمام میسر ہو تو خواہ اس مدت میں وہ تین دفعہ سوئی ہو اور صبح صادق تک غسل نہ کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۶ : جو عورت استحاضہ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ بجالائے جس کا ذکر بیان شدہ احکام استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اظہر یہ ہے کہ استحاضہ متوسطہ میں اگر عورت غسل نہ بھی کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۷ : جس شخص نے مس میت کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے لگایا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں بھی مس میت کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۸... حقنہ لینا

مسئلہ ۱۶۳۸ : بہنے والی چیز سے حقنہ اگر چہ بامر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

۹... قے کرنا

مسئلہ ۱۶۳۹ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگر چہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۴۰ : اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھالے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۴۱ : اگر روزہ دار قے روک سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لیے مضر اور تکلیف کا باعث نہ ہو تو اسے چاہیے کہ قے کو روکے۔

مسئلہ ۱۶۴۲ : اگر روزہ دار کے گلے میں مکھی چلی جائے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ اسے باہر نکالے اور ایسا کرنے سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ۔لیکن اگر جانتا ہو کہ اسے نکالنے کی وجہ سے قے ہو جائے گی تو مکھی کا نکالنا واجب نہیں ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۳ : اگر روزہ دار سہواً کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے یاد آجائے کہ روزے سے ہے تو اس چیز کو نکالنا لازم نہیں اور روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۴ : اگر کسی روزہ دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آجائے گی تو اسے جان بوجھ کر ڈکار نہ لینا چاہیے لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۴۵ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آجائے تو اسے چاہیے کہ اس کو اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے متعلق احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۶۴۶ : اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں یعنی اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر مجنب سو جائے اور صبح صادق کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۷ : اگر روزہ دار سہواً کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اس خیال سے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمداً کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۸ : اگر کوئی چیز زبردستی روزے دار کی حلق میں انڈیل دی جائے یا اس کا سر زبردستی پانی میں ڈبو دیا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لیے اپنے آپ کچھ کھا لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۴۹ : روزہ دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہیے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کی حلق میں ڈال دیں گے یا اسے خود روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے اور لوگ کوئی چیز اس کی حلق میں ڈال دیں یا بامر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے بلکہ اگر وہ اس جگہ جانے کا ارادہ بھی کرے تو خواہ وہاں نہ جائے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جو روزہ دار کے لیے مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۶۵۰ : روزہ دار کے لیے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱... آنکھ میں دوائی ڈالنا اور سرمہ لگانا جب کہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچ جائے۔

۲... ہر ایسا کام انجام دینا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً فصد کھلوانا اور حمام جانا۔

۳... ناس کھینچنا بشرطیکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

۴... خوشبو دار بوٹیوں (گھاسوں) کو سونگھنا۔

۵... عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

۶... شیاف استعمال کرنا۔ یعنی کسی خشک چیز سے حقنہ لینا۔

۷... جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

۸... دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

۹... تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

۱۰... بلاوجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی خارج ہونے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے شہوت برانگیختہ ہو اور اگر ایسا کرنا منی کے اخراج کے قصد سے ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

ایسے مواقع جن میں روزہ کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

مسئلہ ۱۶۵۱ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے اور جس طرح گزشتہ مسئلوں میں تفصیل سے بتایا گیا ہے بیدار رہو اور دوبارہ سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اسے چاہیے کہ فقط اس روزہ کی قضا کرے لیکن اگر وہ عمداً کوئی دوسرا کام انجام دے جو روزہ کو باطل کرتا ہو جب کہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ کام روزہ کو باطل کرتا ہے تو قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۲ : اگر روزہ دار مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کفارہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ جان بوجھ کر کوئی جھوٹ اللہ تعالی یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرے اور جانتا ہو کہ ایسا کرنا حرام ہے تو اس پر کفارہ بھی واجب ہے خواہ وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ عمل روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

روزہ کا کفارہ

مسئلہ ۱۶۵۳ : ماہ رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کے طور پر انسان کو چاہیے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ان احکام کے مطابق جو آئندہ مسئلہ میں بیان کئے جائیں گے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ بقدر امکان صدقہ دے اور استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت بھی قدرت رکھتا ہو کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۶۵۴ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارہ کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے چاہیے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینہ کا ایک دن مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۵ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے وہ روزے ایسے وقت نہیں رکھنے چاہئیں کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرح کوئی ایسا دن آجائے جس میں روزہ رکھنا حرام ہے

مسئلہ ۱۶۵۶ : جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے چاہئیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۵۷ : اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے چاہئیں روزہ دار کو کوئی عذر پیش آجائے مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لیے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۵۸ : اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کردے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لیے بالعموم مضر ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو احتیاط کی بنا پر کفارہ جمع یعنی تینوں کفارے اس پر واجب ہو جاتے ہیں یعنی اسے چاہیے کہ ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور یہ تینوں چیزیں اس کے لیے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو اسے انجام دے۔

مسئلہ ۱۶۵۹ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات اللہ تعالیٰ یا نبی اکرمؐ اور معصومینؑ سے منسوب کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر کفارہ جمع واجب ہو جاتا ہے جس کی تفصیل گزشتہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۰ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ جماع کرے تو ہر دفعہ کے لیے اس پر کفارہ واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو حکم جماع کے لیے ہے وہی حکم استمناء کے لیے بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۱ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں جماع اور استمناء کے علاوہ کئی دفعہ دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ان سب کے لیے صرف ایک کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۲ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو اس پر ہر فعل کے لیے الگ الگ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۳ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً حرام غذا کھانے سے بھی ایک کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۴ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آجائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر چیز کا کھانا حرام ہو مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی غذا جو غذا کی صورت میں خارج ہو چکی ہو اس کے منہ میں آجائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو اسے چاہیے کہ اس روزے کی قضا کرے اور کفارہ جمع بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۵ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کردے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ حنث نذر (نذر توڑنے) کا کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶ : اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے اور جس کے کہنے پر اسے اعتماد نہ ہو

روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۶۷ جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کرے اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لیے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۸ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد کوئی عذر پیدا ہو جائے مثلاً حیض یا نفاس یا بیماری میں مبتلا ہو جائے تو واجب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۶۹ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں پتہ چلے کہ آج شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۰ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان المبارک کی آخری تاریخ ہے یا کہ شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتہ چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۱ : اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے روزے اور اپنی بیوی کے روزے کا کفارہ ادا کرے اور بیوی جماع پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۲ : اگر کوئی عورت اپنے روزہ دور شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۳ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران عورت بھی جماع پر راضی ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ مرد دو کفارے دے اور عورت ایک کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۷۴ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان المبارک میں اپنی روزہ دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر کفارہ ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور کفارہ بھی اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۵ : اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۶ : جو مرد سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور بھی کرے تو مرد پر بھی کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۷ : انسان کو چاہیے کہ کفارہ ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن اس کا فوراً انجام دینا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۸ : اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک اسے ادا نہ کرے تو کفارہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۷۹ : جس شخص کے لیے کفارے کے طور پر ایک دن ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا لازم ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی ایک فقیر کو ایک مد سے زیادہ غذا دے یا ایک فقیر کو ایک سے زیادہ مرتبہ پیٹ بھر کر کھلائے اور اسے اپنے کفارے میں زیادہ افراد کو غذا دینا یا کھانا کھلانا شمار کرے لیکن وہ یہ کر سکتا ہے کہ فقیر کے اہل وعیال میں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک مد دے دے خواہ وہ لوگ چھوٹے چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۰ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزہ کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ دس فقیروں کو فرداً فرداً ایک مد (چودہ چھٹانک) غذا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزہ کی قضا واجب ہے

مسئلہ ۱۶۸۱ : چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۲ : یہ کہ ایک شخص ماہ رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کی تفصیل سے بتایا گیا ہے صبح صادق تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۳ : جو کام روزہ کو باطل کرتا ہو اس کا مرتکب تو نہ ہو لیکن روزہ کی نیت نہ کرے یا دکھاوا کرے (یعنی لوگوں پر ظاہر کرے کہ روزے سے ہوں) یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے یا کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کرے جو روزہ کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۴ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔

مسئلہ ۱۶۸۵ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں یہ تحقیق کیے بغیر کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو چکی تھی نیز اگر تحقیق کرنے کے بعد یہ گمان رکھنے کے باوجود کہ صبح صادق ہو گئی ہے کوئی ایسا کام کرے جو روزہ کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق نہیں ہوئی تھی تب بھی اس روزے کی قضا انسان پر واجب ہے بلکہ اگر تحقیق کرنے کے بعد شک کرے کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح تھی تو اسے چاہیے کہ اس دن کے روزے کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۶۸۶ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا

ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۸۷ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق ہو گئی ہے اور اس انسان کے کہنے پر یقین نہ کرے یا خیال کرے کہ مذاق کر رہا ہے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۸۸ : یہ کہ اندھا یا اندھے جیسا کوئی شخص کسی دوسرے کے کہنے پر روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ ۱۶۸۹ : یہ کہ جب مطلع صاف ہو تو تاریکی کی وجہ سے انسان یقین کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا لیکن اگر ابر آلود فضا میں انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ افطار کا وقت نہیں ہوا تھا تو قضا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۰ : یہ کہ ٹھنڈک محسوس کرنے کے لیے یا بغیر کسی وجہ کے انسان کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے تو روزے کی قضا واجب ہے اور اگر نماز واجب کے وضو کے علاوہ کسی وضو کے لیے کلی کی جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی نگل لے یا نماز واجب کے وضو کرتے وقت کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۱ : یہ کہ کوئی شخص مجبوری یا اضطرار یا تقیہ کے تحت روزہ افطار کرے اس صورت میں اس پر روزے کی قضا واجب ہے لیکن کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۲ : اگر روزہ دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۳ : روزہ دار کے لیے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا چاہے تو لازم ہے کہ پہلے اس قدر تھوکے کہ منہ میں موجود پانی ختم ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۹۴ : اگر انسان جانتا ہو کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو اسے کلی نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۶۹۵ : اگر کسی شخص کو ماہ رمضان المبارک میں تحقیق کرنے کے بعد یقین ہو جائے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو صبح ہو گئی تھی تو اس کے لیے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۶ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ افطار کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی

ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے بھی ایسا کام انجام دے سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

مسئلہ ۱۶۹۷ : اگر ایک دیوانہ شخص صحت مند ہو جائے تو اس کے لیے دیوانگی کے زمانے کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۸ : اگر ایک کافر مسلمان ہو جائے تو اس کے لیے اپنے زمانہ کفر کے روزوں کی قضا کرنا واجب نہیں لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جتنے دن کافر رہا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۹۹ : جو روزے انسان کی مستی کی وجہ سے چھوٹ جائیں اسے چاہیے کہ ان کی قضا کرے خواہ جس چیز کی وجہ سے مست ہوا ہو وہ اس نے علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

مسئلہ ۱۷۰۰ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لیے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضا کرے مثلاً اگر کوئی شخص رمضان المبارک سے پہلے سفر اختیار کرے اور رمضان المبارک میں واپس آئے اور بعد میں شک کرے کہ آیا ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا یہ کہ مثلاً اس نے ماہ رمضان المبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر اختیار کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر مقدار یعنی پانچ روزوں کی قضا پر اکتفا کر سکتا ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ مقدار یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۱ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی قضا واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان المبارک کے پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان المبارک کے شروع ہونے میں بھی پانچ دن باقی ہوں تو پہلے آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۲ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان المبارک کے روزے کی قضا کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری ماہ رمضان کی قضا میں نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۰۳ : جس شخص نے رمضان المبارک کا قضا روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے اگر قضا کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۰۴ : اگر کسی نے میت کا روزہ قضا کیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۰۵ : اگر کسی نے بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں اس کی خاطر ان کا قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۶ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک طول کھینچ جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضا اس پر واجب نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ ہر دن کے لیے ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان المبارک تک باقی رہے تو اسے چاہیے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لیے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۰۷ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان المبارک تک قضا شدہ روزے نہ رکھ سکے تو اسے چاہیے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے نیز اگر رمضان المبارک میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان المبارک کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان المبارک تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو جو روزے نہ رکھے ہوں اسے چاہیے کہ ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لیے مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۰۸ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان المبارک تک عمداً روزوں کی قضا نہ کرے تو اسے چاہیے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر ایک دن کے لیے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۰۹ : اگر کوئی شخص روزے قضا کرنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر ایک دن کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضا کرے گا لیکن قضا کرنے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۰ : اگر انسان کا مرض چند سال طول کھینچ جائے تو اسے چاہیے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے اور اس سے پہلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۱۷۱۱ : جس شخص کے لیے ہر روزہ کے عوض ایک مد غذا فقیر کو دینا واجب ہو وہ چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا

ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۲ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے قضا کرنے میں کئی سال کی تاخیر کردے تو اسے چاہیے کہ قضا کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے لیکن باقی سال کی تاخیر کے لیے اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۳ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ ان کی قضا بجالائے اور ہر دن کے لیے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیر کو کھانے دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان المبارک تک قضا نہ کرے تو ہر دن کے لیے ایک مد طعام کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۷۱۴ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو کفارہ بھی مکرر ہوجائے گا (یعنی جتنی دفعہ جماع یا استمناء کرے اتنی دفعہ ہی کفارہ بھی دینا ہوگا) لیکن اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵ : باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کو چاہیے کہ اس کے روزوں کی قضا اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں اس سے قبل تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۶ : اگر کسی کے باپ نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے مثلاً نذر کے روزے نہ رکھے ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا ان روزوں کی قضا کرے لیکن اگر باپ کسی کے روزوں کے لیے اجیر بنا ہوا اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

مسئلہ ۱۷۱۷ : جس مسافر کے لیے سفر میں چار رکعتی نماز کے بجائے دو رکعت پڑھنا لازم ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو مثلاً وہ شخص جس کا شغل ہی سفر ہو یا جس کا سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو اسے چاہیے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۱۸ : ماہ رمضان المبارک میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لیے سفر کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح رمضان المبارک کی چوبیسویں تاریخ سے پہلے سفر کرنا بھی مکروہ ہے بجز اس کے کہ یہ سفر حج یا عمرہ یا کسی ضروری کام کے لیے ہو۔

مسئلہ ۱۷۱۹ : اگر ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً اس نے کسی خاص

دن کے لیے روزے کی نذر کی ہو تو بہتر ہے کہ جب تک مجبور نہ ہو اس دن سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو اور ایسا کرنا ممکن ہو تو کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کرے اور اس دن کا روزہ رکھے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سفر کرنا جائز ہے اور کسی جگہ دس دن ٹھرنے کا قصد کرنا واجب نہیں ہے اور اگر انسان اس دن کا روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۲۰ : اگر کوئی شخص روزے کی نذر کرے لیکن اس کے لیے دن معین نہ کرے تو وہ روزہ سفر میں نہیں رکھ سکتا لیکن اگر نذر کرے کہ سفر کے دوران ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو وہ نذر بھی صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۱ : مسافر طلب حاجت کے لیے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحبی روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ تین دن بدھ جمعرات اور جمعہ ہوں۔

مسئلہ ۱۷۲۲ : اگر کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا صحیح نہیں سفر میں روزہ رکھے اور دن میں اسے مسئلے کا پتہ چل جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر افطار تک پتہ نہ چلے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۳ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ سفر میں روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۴ : اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے روزہ کو تمام کرے اور اگر ظہر سے پہلے سفر اختیار کرے تو جونہی وہ حد ترخص پر پہنچے گا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۵ : اگر مسافر ماہ رمضان المبارک میں (خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے) ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۶ : اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے اس دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۲۷ : مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لیے ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

وہ اشخاص جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے

مسئلہ ۱۷۲۸ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لیے تکلیف کا موجب ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں اسے چاہیے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۲۹ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکے اگر وہ رمضان المبارک کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۷۳۰ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں (یعنی تکلیف کی صورت میں)اسے چاہیے کہ ہر روزے کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار اشد ضروری ہو اس سے زیادہ پانی نہ پیئے اور بعد میں جب روزہ رکھنے پر قادر ہو تو جو روزے نہ رکھے ہوں احتیاط کی بنا پر ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۱ : جس عورت کا وضع حمل کا وقت قریب ہو اور اس کا روزہ رکھنا اس کے حمل یعنی پیٹ میں جو بچہ ہو اس کے لیے مضر ہو اس عورت پر روزہ واجب نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ ہر دن کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر روزہ خود اس عورت کے لیے مضر ہو تو بھی اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اسے چاہیے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۲ : جو عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو (خواہ وہ بچہ کی ماں ہو یا دایہ ہو یا بچہ کو مفت دودھ پلا رہی ہو)اگر اس کا روزہ رکھنا دودھ پینے والے بچہ کے لیے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں اور اسے چاہیے کہ ہر دن کے لیے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر روزہ رکھنا خود اس کے لیے بھی مضر ہو تو روزہ اس پر واجب نہیں لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیے مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس دودھ پلانے والی کو کوئی اور ایسی عورت مل جائے جو بلا اجرت بچہ کو دودھ پلائے یا بچہ کو دودھ پلانے کے لیے بچے کے باپ سے یا ماں سے یا کسی اور شخص سے جو اسے اجرت دے اجرت لے لے تو دودھ پلانے والی کے لیے واجب ہے کہ بچہ اس عورت کو دے دے اور خود روزے رکھے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۳۳ : مہینے کی پہلی تاریخ مندرجہ ذیل چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے۔

۱... انسان خود چاند دیکھ لے۔

۲... ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے۔اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے

۳... دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

۴... شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۴ : حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۵ : منجموں کی پیشن گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۶ : چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند ظہر سے پہلے دکھائی دے تو وہ دن مہینے کا پہلا دن شمار نہ ہوگا لیکن اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی کا چاند گزشتہ رات نکلا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۷ : اگر کسی شخص پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند رات تھی تو اسے چاہیے کہ اس دن کے روزہ کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۸ : اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں بھی ثابت ہو جائے گی خواہ وہ دوسرے شہر اس شہر سے دور ہوں یا نزدیک اور خواہ اس شہر کا اور ان دوسرے شہروں کا افق ایک ہی ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۳۹ : مہینے کی پہلی تاریخ تار برقی سے ثابت نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے کہ انسان کو علم ہو کہ تار دو عادل مردوں کی شہادت کی رو سے کسی دوسرے ایسے طریقے سے آیا ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۰ : جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان المبارک کا آخری دن یا ماہ شوال کا پہلا دن ہے اس دن اسے چاہیے کہ روزہ رکھے لیکن اگر دن میں اسے پتہ چل جائے کہ یکم شوال ہے تو اسے چاہیے کہ روزہ افطار کر لے۔

مسئلہ ۱۷۴۱ : اگر ایک شخص جیل میں یا کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں ماہ رمضان المبارک کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جس مہینے کا احتمال ہو کہ رمضان المبارک ہے اس میں روزے رکھنا صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ جس مہینے میں روزے رکھے ہیں اس کے گیارہ مہینے گزرنے کے بعد دوبارہ ایک مہینے کے روزے رکھے۔

حرام اور مکروہ روزے

مسئلہ ۱۷۴۲ : عید فطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۳ : اگر عورت کے مستحبی روزہ رکھنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خواہ شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اس کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۴۴ : اگر اولاد کا مستحبی روزہ باپ اور ماں یا دادا کے لیے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لیے مستحبی روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۵ : اگر کوئی بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھ لے اور دن کے دوران باپ اسے منع کرے تو اگر بیٹے کا باپ کا کہنا نہ ماننا باپ کی اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ روزہ توڑ دے۔

مسئلہ ۱۷۴۶ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ اس کے لیے مضر نہیں ہے تو اگر چہ ڈاکٹر کہے کہ مضر ہے اس شخص کو روزہ رکھنا چاہیے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لیے مضر ہے تو اگر چہ ڈاکٹر یہ کہے کہ مضر نہیں ہے اس شخص کو چاہیے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر وہ روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۴۷ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ روزہ اس کے لیے مضر ہے اور اس احتمال کی بنا پر اس کے دل میں خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں قابل قبول ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور اگر روزہ رکھے تو روزہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۸ : جس شخص کا عقیدہ ہو کہ روزہ اس کے لیے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتہ چلے کہ روزہ رکھنا مضر تھا تو اس صورت میں جبکہ ضرر اس درجہ کا ہو کہ جان بوجھ کر اس کا ارتکاب کرنا حرام ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۹ : جن روزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

مسئلہ ۱۷۵۰ : عاشور کے دن احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے لیکن اس دن کا روزہ مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا ہے۔

مستحب روزے

مسئلہ ۱۷۵۱ : بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزوں کے لیے بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱... ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے اگر کوئی شخص یہ روزے نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام یا ۱۲٫۶ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

۲... ہر مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ۔

۳... رجب اور شعبان کے پورے مہینے یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

۴... شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

۵... ذی قعدہ کی پچیسویں اور انتیسویں تاریخ۔

۶... ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ یوم عرفہ تک لیکن اگر انسان روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

۷... عید غدیر کا مبارک دن (۱۸ ذی الحجہ)۔

۸... روز مباہلہ (۲۴ ذی الحجہ)۔

۹... محرم کی پہلی تیسری اور ساتویں تاریخ۔

۱۰... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن (۱۷/ ربیع الاول)۔

۱۱... جمادی الاول کی پندرہویں تاریخ۔

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے دن یعنی ۲۷/ رجب کو بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اور جو شخص مستحبی روزہ رکھے اس کے لیے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام تک پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب یہ ہے کہ اس کی دعوت قبول کرلے اور روزہ دن میں ہی توڑ دے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

مسئلہ ۱۷۵۲ : مندرجہ ذیل اشخاص کے لیے مستحب ہے کہ اگر چہ روزے سے نہ ہوں تاہم ماہ رمضان المبارک میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہوں۔

۱... وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے وطن میں یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

۲... وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور اس صورت میں جب کہ وہ پیشتر سفر میں روزہ توڑ چکا ہو تو تب بھی یہی حکم ہے۔

۳... وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے اگر چہ اس نے کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہو۔

۴... وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۷۵۳ : روزہ دار کے لیے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب وعشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے یعنی روزہ دار کو غذا کی اتنی زیادہ خواہش ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے اور پھر نماز پڑھے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت ہی ادا کرے۔

اعتکاف

مسئلہ ۱۷۵۴ : اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ ایک صاحب عقل وایمان انسان تین دن مسجد میں ٹھہرے اور بنا بر احتیاط اس کا ایسا کرنا عبادت، نماز، اور دعا وغیرہ کے مقصد سے ہو اگر چہ بنا بر اقوی یہ معتبر نہیں ہے۔

اعتکاف صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں

۱... نیت:

O... انسان کو چاہیے کہ باقی عبادات کی طرح اعتکاف کی نیت بھی با قصد قربت کرے اور یہ نیت اعتکاف کی ابتدا سے کرتے ہوئے اس پر آخر تک قائم رہے لہٰذا اگر رات کو نیت کر کے اعتکاف کی ابتدا اول فجر سے کی جائے تو یہ امر اشکال سے خالی نہیں۔

O... ایک اعتکاف سے دوسرے اعتکاف کی طرف عدول جائز نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دونوں اعتکاف واجب ہوں یا دونوں مستحب ہوں یا ایک واجب ہو اور دوسرا مستحب۔

O... ایک شخص کی طرف سے اعتکاف کرنے کے بعد دوسرے شخص کی نیابت اختیار کرنا جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ انسان کسی دوسرے کی نیابت سے اپنے اعتکاف کی طرف یا اپنے اعتکاف سے کسی دوسرے کی نیابت کی طرف عدول

کرے۔

۲... روزہ:

O... اعتکاف اسی وقت صحیح ہے جب روزہ بھی صحیح ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا روزے سے ہو لہٰذا اگر کسی شخص کا روزہ رکھنا سفر وغیرہ کی وجہ سے صحیح نہ ہو تو اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوگا۔

O... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ماہ رمضان المبارک میں اور بالخصوص ماہ مبارک کے آخری عشرے میں کیا جائے۔

۳... مدت:

O... کسی شخص کا اعتکاف کی غرض سے مسجد میں تین دن سے کم ٹھہرنا صحیح نہیں ہے البتہ ایک دن یا چند دن یا ایک رات یا چند راتیں زیادہ ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں۔

O... پہلی اور چوتھی راتوں کے برخلاف درمیانی دو راتیں اعتکاف میں داخل ہیں اگرچہ پہلی اور چوتھی راتوں کو بھی نیت میں شامل کرنا جائز ہے۔

O... اگر انسان اعتکاف کی نذر کرے تو اس کی مدت کم از کم تین دن ہونی چاہیے لہٰذا اگر وہ تین معین دنوں کی نذر کرے اور تیسرے دن عید ہو تو اعتکاف صحیح نہیں ہوگا۔

O... اگر اعتکاف کے لیے پانچ دن کی نذر اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ یہ دن اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوں گے تو نذر باطل ہوگی اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے کم نہیں ہوں گے تو تین دن تک اعتکاف کرنا واجب ہے اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے کم نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے زیادہ نہیں ہوں گے تو چھٹے کا اضافہ کرنا بھی واجب ہے اس صورت میں انسان کو اختیار ہے کہ چوتھے اور پانچویں دن کے روزوں کو بھی پہلے تین دنوں کے روزوں سے متصل سمجھے یا ان دو دنوں کو چھٹے دن کے ساتھ ملا کر انہیں تین علیحدہ روزے شمار کرے۔

۴... مکان:

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف کے لیے مندرجہ ذیل مساجد میں سے کسی ایک میں ٹھہرے اور بنا بر احتیاط اگر ممکن ہو تو اعکاف انہی مساجد میں بجالائے۔

O... مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد کوفہ، مسجد بصرہ، اور شہر کی جامع مسجد۔

O... اگر انسان کسی معین مسجد میں اعتکاف کرے اور پھر وہاں اعتکاف جاری رکھنے میں کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو

اعتکاف باطل ہوجاتا ہے۔ایسی صورت میں اس اعتکاف کو کسی دوسری مسجد میں جاری رکھنا صحیح نہیں۔بلکہ انسان پر واجب ہے کہ اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا کسی دوسری مسجد میں یا رکاوٹ دور ہوجانے پر اسی مسجد میں بجالائے۔

O... مسجد میں اس کی محراب منبر' چھت' زیر خانہ (مثلاً مسجد کوفہ کا بیت الطشت) اور باقی ملحقات بھی شامل ہیں اور مسجد میں کسی خاص جگہ اعتکاف کرنے کا قصد کرنا لغو ہے۔

۵... اجازت :

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف میں مشغول ہونے سے پہلے ان اشخاص سے اجازت حاصل کرے جن سے اجازت حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہو مثلاً غلام کو چاہیے کہ اپنے آقا سے اور بیوی اپنے شوہر سے (بالخصوص جب اس کے اعتکاف کرنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو)

O... اور اولاد والدین سے (بالخصوص اگر انہیں محبت کی بنا پر اولاد کے اعتکاف کرنے سے اذیت پہنچے) اجازت حاصل کرے۔

۶... تسلسل:

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف کی مدت ایک مسجد میں گزارے لہٰذا خواہ وہ جاہل کے حکم میں ہو یا عالم کے اگر وہ بلا وجہ وہاں سے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہے بلکہ بعید نہیں کہ اگر وہ بھولے سے بھی نکلے تو باطل ہو بجز اس کے اسے زبردستی وہاں سے نکالا جائے یا اس کا نکلنا کسی حاجت (مثلاً پیشاب، پاخانہ، غسل جنابت، استحاضہ، یا غسل مس میت) کی بنا پر ہو اگر چہ اس کا سبب اس کے اختیار سے ہو۔

O... علاوہ ازیں مریض کی عیادت یا جنازہ کی تشیع اور میت کے غسل' نماز اور دفن کے لیے نکلنا بھی جائز ہے لیکن کسی مومن کو خدا حافظ کہنے یا گواہی دینے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

O... اگر کوئی کام عام طور پر ضروریات میں شمار ہو تو اس کے لیے نکلنا بھی جائز ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر انسان کو چاہیے کہ سب سے قریب راستہ اختیار کرے اور ضرورت سے زیادہ نہ رکے۔اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو لیکن حدث مسجد میں ٹھہرنے سے مانع بھی نہ ہو (مثلاً میت کا غسل) تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔

O... اعتکاف کے دوران ایسے کاموں میں مشغول ہونا جس سے اعتکاف کی صورت باقی نہ رہے اعتکاف کو باطل کردیتا ہے۔خواہ ایسا کرنا مجبوری اور جبر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر انسان کو چاہیے کہ باہر بیٹھنا چھوڑ دے اور اگر اس پر مجبور ہو تو حتی الامکان سائے سے اجتناب کرے۔

O... اعتکاف بجائے خود مستحب ہے لیکن کبھی کبھی (مثلاً نذر اور اس سے مشابہ صورتوں میں) عارضی طور پر واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اگر اعتکاف معین واجب ہو تو شروع سے ہی واجب ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر واجب مطلق ہونے کی صورت میں بھی شروع سے واجب ہے لیکن بنابر اقویٰ اگر مطلقاً واجب یا مستحب ہو تو شروع سے واجب نہیں ہے البتہ دو دن گزرنے کے بعد تیسرے دن کا واجب ہونا معین ہے بجز اس کے کہ اگر نیت کرتے وقت کسی وجہ سے تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے اور دو دن بعد وہ وجہ پیش آ جائے تو اسے تیسرے دن کو چھوڑنے کا اختیار رہے۔ تاہم اگر نیت کرتے وقت شرط نہ کی ہو تو نیت سے پہلے یا بعد میں کی ہوئی شرط معتبر نہیں ہے۔

O... اگر کوئی وجہ درپیش نہ ہوتے ہوئے بھی تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے احتیاطاً جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص نیت کرتے وقت چھوڑنے کی شرط کرے اور پھر بعد میں اس شرط کو ختم کر دے تو بظاہر اس کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرے اور نذر میں تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کرے تو اگر اعتکاف شروع کرنے کی نیت کے وقت چھوڑنے کی شرط نہ کرے تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کرنے والے کی جگہ غصب کر کے وہاں بیٹھ جائے اور اعتکاف کرنے والا اسے ہٹا کر خود بیٹھ جائے تو اعتکاف کا باطل ہونا غور اور تامل کے قابل ہے اور ظاہراً باطل نہیں ہوگا۔

اعتکاف کے چند اور احکام

اعتکاف کرنے والے کے لیے چند چیزوں کا چھوڑنا ضروری ہے۔

O... عورت سے صحبت کرنا اور بنابر احتیاط اسے چھونا۔ نیز شہوت کے ساتھ مرد یا عورت کا بوسہ لینا۔

O... اعتکاف کے دوران استمناء کرنا حرام ہے۔

O... لذت حاصل کرنے کے لیے خوشبو سونگھنا تاہم اگر قوت شامہ کام نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

O... بنابر احتیاط واجب خرید و فروخت کرنا بلکہ مطلقاً تجارت کا معاملہ کرنا' تاہم باقی مباح دنیاوی کاموں مثلاً دستکاری سے کپڑا تیار کرنے یا کپڑے سینے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی اجتناب کیا جائے اگر ضروریات خورد و نوش بہم پہنچانے کے لیے انسان سودا فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور سودا فروخت کرنے کے علاوہ یہ ضروریات مہیا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور سودا فروخت کرنے کے لیے کسی شخص کو وکیل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو وہ سودا فروخت کر سکتا ہے۔

O... کسی شخص سے تلخ کلامی کرنا جب اس کا مقصد حق ظاہر کرنا اور دوسرے شخص کو خطا سے بچانا نہ ہو بلکہ دینی یا دنیاوی

معاملات میں غلبہ حاصل کرنا اور اپنی فضیلت جتانا مقصود ہو ہاں اگر اس کا مقصد حق ظاہر کرنا ہو تو یہ بہترین عبادت ہے۔

O... احتیاط مستحب کی بنا پر اعتکاف کرنے والے کو ہر ایسی چیز سے اجتناب کرنا چاہیے جو حج کے دوران حالت احرام میں ہے اگر چہ بنابر اقویٰ اس کا خلاف صحیح ہے اور بالخصوص سلے ہوئے کپڑے پہننا بالوں کو صاف کرنا شکار کا گوشت کھانا اور نکاح اعتکاف کرنے والے کے لیے جائز ہے۔

O... جو چیزیں اعتکاف کرنے والے کے لیے حرام ہیں خواہ وہ دن میں وقوع پذیر ہوں یا رات کو بظاہر اعتکاف کو فاسد کر دیتی ہیں۔

O... اگر مذکورہ بالا چیزوں سے اعتکاف فاسد ہو جائے تو اگر اعتکاف واجب معین ہو تو اس کی قضا کرنا واجب ہے اور واجب غیر معین ہو تو ادا کی نیت سے دوبارہ اعتکاف کرنا چاہیے اسی طرح اگر کسی شخص کا اعتکاف مستحب ہو اور دو دن گزر جانے کے بعد فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے لیکن اگر دو دن گزرنے سے پہلے فاسد ہو جائے تو پھر اس شخص پر کچھ واجب نہیں اور اس اعتکاف کی فوراً قضا کرنا بھی واجب نہیں۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کے دوران کوئی معاملہ کرے تو اگر چہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے لیکن معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

O... اگر اعتکاف کرنے والا اپنے اعتکاف کو جماع کے ذریعے فاسد کر دے تو خواہ وہ دن میں جماع کرے یا رات کو اس پر کفارہ واجب ہے لیکن بنابر اقویٰ جماع کرنے کے علاوہ کسی دوسرے فعل سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگر چہ احتیاط کرنا مستحب ہے اور یہ امر بعید نہیں کہ اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی مانند ہو۔

O... اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں اعتکاف کرے اور پھر اسے جماع کے ذریعے دن میں فاسد کر دے تو اس پر دو کفارے یعنی ایک رمضان المبارک کے روزے کا دوسرا اعتکاف کا) واجب ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی قضا کے دوران اعتکاف کرے اور زوال کے بعد اسے فاسد کر دے تو اگر وہ اعتکاف نذر کی وجہ سے واجب ہو تو نذر کی مخالفت کی بنا پر اس پر تین کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

O... اگر کوئی شخص اپنی روزے دار بیوی سے ماہ رمضان المبارک میں اعتکاف کی حالت میں اس کی مرضی کے خلاف جماع کرے تو بنابر احتیاط اس پر چار کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

خمس

زکوٰۃ کے بعد خمس ایک ایسی چیز ہے جو مستحقین کی امداد کے لیے ہے اس کے بارے میں سورۃ انفال کی اکتالیسویں آیت میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

و اعلموا انما غنتم من شی فان لله خمسه و للرسول O "اور جان لو جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول کے قرابت داروں یتیموں، مسکینوں، اور پردیسیوں کا ہے اگر تم اللہ پر اور اس وحی پر ایمان رکھتے ہو جسے ہم نے اپنے بندے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے"۔

خمس کا نصف حصہ ان سادات کا حق ہے جو فقیر یا یتیم ہوں یا مسافرت کے دوران تنگ دست ہو گئے ہوں اور نصف حصہ امام وقت علیہ السلام سے متعلق ہے آپ کے زمانہ غیبت میں یہ حصہ آپ کے ایسے نائب کو دینا چاہیے جو مجتہد امین اور مصارف سے آگاہ ہو اور یا پھر اس سے اس حصے کے خرچ کرنے کے متعلق اجازت حاصل کر لینی چاہیے اور اقوی یہ ہے کہ سہم سادات بھی بغیر حاکم شرع کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں اس لیے ہم نے تمام مقلدین کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

سہم امام علیہ السلام ان مقاصد پر خرچ کرنا چاہیے جن کے متعلق آپ کی رضامندی معلوم ہو مثلاً محتاج مومنین کو دیا جائے اور مستحب یہ ہے کہ آپ کے نام سے تصدق کیا جائے۔

سہم امام کے بعض اہم مصارف حسب ذیل ہیں جہاں پر حاکم شرع کی اجازت سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

۱... ان واعظین (مبلغین) کو دیا جائے جو علوم دین کی ترویج کریں اور اسلام کی سربلندی اور اشاعت کیلیے خدمات انجام دیں۔

۲... ان اہل علم کی اعانت کی جائے جو علوم دین کے حصول میں مصروف ہوں اور جاہلوں کو تعلیم دے کر اور گمراہوں کو راہ راست پر لا کر اسلامی معاشرے میں اصلاح کی کوشش کریں۔

۳... ایسے دوسرے کاموں پر خرچ کیا جائے جن سے مومنین کے دین کی اصلاح ہو ان کے نفوس کی تکمیل ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سلسلے میں مرجع اعلم سے رجوع کیا جائے جو اس کی جہات عامہ سے واقف ہیں۔

خمس کے احکام

مسئلہ ۱۷۵۵ : خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے۔

۱... کاروبار کا نفع۔

۲... معدن (کانیں)۔

۳... گنج (دفینہ)۔

۴... حلال مال جو حرام مال سے خلط ملط ہو جائے۔

۵... جواہرات جو غواصی یعنی سمندر میں غوطہ لگانے سے دستیاب ہوتے ہیں۔

۶... جنگ کا مال غنیمت۔

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خرید ے۔

ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

۱... منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۵۶ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجالا کر اس کی اجرت کے طور پر کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۵۷ : اگر کسی کو کمائی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دیدے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۸ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۹ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اسکا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے۔ لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو

اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۰ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ جائے تو اسے چاہیے کہ اس سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۱ : جس شخص کے اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کوئی شخص کوئی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لیے وقف کردے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس میں منفعت حاصل کریں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو انہیں چاہیے کہ زائد کمائی پر خمس ادا کریں اور اسی طرح وہ کسی طریقے سے اس جائیداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے ٹھیکے پر دے دیں تو انہیں چاہیے کہ اس نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : جو مال کسی فقیر نے بطور خمس اور زکوٰۃ اور صدقہ مستحبی سے حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے بطور خمس دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کوئی شخص ایسی رقم سے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو کوئی چیز خریدے یعنی بیچنے والے سے کہے کہ ''میں یہ جنس اس رقم سے خرید رہا ہوں'' تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق جنس سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی حاجت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کوئی شخص کوئی جنس خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس پر خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے جنس بیچنے والے کو دی ہے اس کے خمس کے لیے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۶ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مال خریدے جس پر خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۷ : اگر کوئی شخص کسی کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس پر خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اس کے پانچویں حصے (یعنی خمس) کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۸ : اگر کسی شخص کو کوئی مال کسی کافر یا ایسے شخص سے ملے جو خمس ادا کرنے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے (یعنی جس شخص کو مال ملے اس کے لیے) اس مال پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۹ : تاجر پیشہ وار کاریگر اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ وہ جب سے منفعت کما رہے ہوں اس پر جب ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں اور جس شخص کا شغل کسی پیشہ سے کمائی کرنا نہ ہو اگر اسے اتفاقاً کوئی منفعت حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ منفعت حاصل ہو اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۰ : سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منفعت حاصل ہو وہ اس پر خمس ادا کر سکتا ہے اور اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور وہ خمس ادا کرنے کے لیے قمری سال اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۱ : اگر کوئی تاجر یا پیشہ ور وغیرہ خمس دینے کے لیے سال کی مدت معین کرے اور اس سے منفعت حاصل ہو لیکن سال کے دوران مر جائے تو چاہیے کہ اس کی وفات تک کے اخراجات اس منفعت میں کر کے باقی ماندہ پر خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۷۲ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار میں قیمت میں اضافہ ہوا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۳ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور چڑھے گی اس جنس کو سال کے خاتمے کے بعد تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار میں قیمت بڑھی ہو اس پر خمس دینا واجب نہیں ہے بلکہ اصل اور نفع کے مجموعے سے خمس کی جو نسبت ہو اسی نسبت سے موجودہ مال میں جنس یا قیمت کی شکل میں خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۴ : اگر کسی شخص کے پاس مال تجارت کے علاوہ کوئی مال ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو یا جس پر خمس واجب ہی نہ ہو مثلاً کوئی ایسی چیز جو اس نے خرچے کے لیے خریدی ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار میں اس چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس پر خمس ادا کرے اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا بھیڑ موٹی ہو جائے تو اگر ان چیزوں کی نگہداشت سے اس کا مقصد نفع کمانا تھا تو اسے چاہیے کہ ان کی قیمت میں جو زیادتی ہوئی ہے اس پر خمس ادا کرے بلکہ اگر اس کا مقصد نفع کمانا نہ بھی رہا ہو تب بھی اسے چاہیے کہ ان پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۵ : اگر کوئی شخص اس ارادے سے باغ لگائے کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اسے بیچ ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ پھلوں اور درختوں کی نشو و نما اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں

کے پھل بیچے گا ان کی قیمت سے نفع اٹھائے گا تو پھر اسے فقط پھلوں پر اور درختوں کے بڑھنے پر خمس دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۷۶ : اگر کوئی شخص بید اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو اسے چاہیے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں۔ اور تنہا ان شاخوں کی قیمت سے یا دوسری منفعتوں سے ملا کر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زائد رقم پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۷ : اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں مثلاً جائیداد کا کرایہ لیتا ہو اور لین دین بھی کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کی اخراجات سے زائد ہو اس پر خمس ادا کرے اور اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہیے کہ جو نفع کمایا ہو اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۷۸ : انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لیے کرے مثلاً دلالی اور بار برداری کی سلسلے میں جو کچھ خرچ کرے انہیں وہ منفعت میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار پر خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۹ : سوداگری کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے سامان، مکان، خریداری، بیٹے کی شادی، بیٹی کے جہیز اور زیارت وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں اور اس نے فضول خرچی بھی نہ کی ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۰ : جو مال انسان نذر اور کفارہ پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو بطور ہدیہ یا انعام کے دیدے بشرطیکہ وہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۱ : اگر انسان ایک ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ عموماً ہر سال کچھ نہ کچھ جہیز لڑکیوں کے لیے تیار کرتے رہتے ہوں اور وہ سال کے دوران اسی سال کے منافع سے جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو تو اس کو اگر سال کے اندر اندر اپنی لڑکی کی ملکیت قرار دے دے اور لڑکی اس کو استعمال نہ کرے تو لڑکی پر خمس واجب ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت میں نہیں دیا تو خود شخص پر خمس دینا واجب ہوگا یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو اور اگر حیثیت سے زیادہ لڑکی کی ملکیت میں دے گا تو جو مقدار حیثیت سے زیادہ ہوگی اس پر وہ شخص خود خمس ادا کرے باقی مال میں تصرف نہ کرنے کی صورت میں لڑکی خمس ادا کرے۔ کسی کی حیثیت کا تعین عقلاء اور عرف عام کی نظر میں جو ہو وہ معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۲ : جو مال کسی شخص نے حج اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ طول کھینچ جائے تو جو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۳ : جو شخص کسی پیشے یا تجارت سے منفعت حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل کی ہوئی منفعت کو مدنظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۴ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیے اپنی تجارت کے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے اور خمس اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہیے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

مسئلہ ۱۷۸۵ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیے سامان خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس ادا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے۔

مسئلہ ۱۷۸۶ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۸۷ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کر سکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۸ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۰ : اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے

منافع سے اپنے حاصل کردہ قرضے کو منہا نہیں کرسکتا۔ بلکہ اگر سال کے شروع میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع حاصل کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اپنے قرضے کی مقدار اس منافع میں سے منہا نہیں کرسکتا ۔ماسوا اس کے کہ قرضہ منافع حاصل کرنے کے بعد لیا ہو البتہ دونوں صورتوں میں وہ اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۱ : اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لیے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض اٹھائے تو وہ اپنے پیشے کے منافع سے اس قرض کی مقدار کو منہا نہیں کرسکتا۔ ہاں جو مال بطور قرض لیا ہو یا جو چیز اس قرض سے خریدی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اس صورت میں وہ اپنا قرض اس سال کے منافع میں سے ادا کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : انسان ہر چیز کا خمس اسی چیز کی شکل میں دے سکتا ہے اور چاہے تو جتنا خمس اس کے ذمے ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی اور جنس کی شکل میں دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : جس شخص پر خمس واجب الادا ہو اور سال بھر گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس ادا نہ کیا ہو اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ اس مال میں تصرف نہیں کرسکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ خمس دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ (یعنی وہ تصرف نہیں کرسکتا)۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کرسکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۹۵ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مشورہ کرلے اور خمس کو اپنے ذمے لے تو سارا مال استعمال کرسکتا ہے اور سمجھوتے کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۶ : جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دے دے اور اس کا شراکت دار نہ دے اور آئندہ سال میں وہ شراکت دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا شراکت کے سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کردیا ہو) اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۷ : اگر نابالغ بچے کے پاس کوئی سرمایہ ہو اور اس سے منافع حاصل ہو تو بالغ ہونے کے بعد اسے اس پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۸ : جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ اس دوسرے شخص نے اس پر خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو وہ (یعنی مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس ادا نہیں کیا تب بھی اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۹ : اگر کوئی شخص اپنی تجارت کے منافع سے سال کے دوران کوئی ایسی جائیداد خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس ادا کرے اور اگر خمس ادا نہ کرے اور اس جائیداد کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے اور جائیداد کے علاوہ فرش وغیرہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۰ : جس شخص نے شروع سے یعنی جب سے اس پر خمس کی ادائیگی واجب ہوئی ہو خمس نہ دیا ہو مثال کے طور پر اگر وہ کوئی جائیداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے یہ جائیداد اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ ڈالے گا مثلاً کھیتی باڑی کے لیے زمین خریدی ہو اور اس کی قیمت اس رقم سے ادا کی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو تو اسے چاہیے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اسے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو اسے چاہیے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۱ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے پیشے کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے اور اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور دوسری ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے وہ چیزیں اس سال کے دوران خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے تو اس پر خمس دینا اس کے لیے لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس سال کے دوران خریدی ہیں یا اس سال کے ختم ہو جانے کے بعد خریدی ہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

۲... معدن (کانیں)

مسئلہ ۱۸۰۲ : اگر کوئی شخص سونے، چاندی، سیسے، تانبے، پتھر کے کوئلے، فیروزہ، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کان سے یا دوسری کانوں سے کوئی چیز حاصل کرے تو اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۳ : کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال معمولی سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا ہوا سے منہا کر کے جو باقی بچے اس پر

خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۴ : جس شخص نے کان سے منافع حاصل کیا ہو اور اس نے جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہوگا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے کاروبار کا منافع اس منافع سے ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸۰۵ : گچ، چونا، ملتانی مٹی اور سرخ مٹی معادنی چیزوں میں سے نہیں ہیں اور جو شخص انہیں زمین سے نکالے اسے اس صورت میں خمس دینا چاہیے کہ فقط وہ چیز یا اس کے دوسرے کاروبار کے منافع سے ملا کر وہ چیز اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۸۰۶ : جو شخص کان سے کوئی چیز حاصل کرے اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے اور خواہ ایسی زمین ہو جو کسی کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۰۷ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں یا اس پر خمس واجب الادا نہیں تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وزن کر کے یا کسی طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۸ : اگر کئی شخص مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو اگر چہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہوا ہو انہیں چاہیے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۰۹ : اگر کوئی شخص دوسرے کی جائیداد سے کوئی معدنی چیز نکالے تو جو کچھ اسے دستیاب ہو وہ جائیداد کے مالک کا مال ہے اور چونکہ جائیداد کے مالک نے وہ معدنی چیز نکالنے کے لیے کچھ خرچ نہیں کیا اس لیے جب اس کی مقدار نصاب کی حد تک پہنچ جائے اسے (یعنی جائیداد کے مالک کو) چاہیے کہ جو کچھ کان سے نکالا گیا ہو اس تمام تر پر خمس ادا کرے۔

۳... گنج (دفینہ)

مسئلہ ۱۸۱۰ : دفینہ وہ مال ہے جو زمین یا درخت یا پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے وہاں سے نکالے اور اس کی صورت یہ ہو کہ اسے دفینہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۱۸۱۱ : اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ خود اس کا مال ہے اور اسے چاہیے کہ اس پر خمس دے لیکن اگر وہ دفینہ سونے اور چاندی کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس پر خمس کا واجب ہونا احتیاط کی بنا پر ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲ : دفینہ اگر چاندی ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار چاندی اور اگر سونا ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار سونا

ہے اور اگر سونے یا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو سونے چاندی میں سے کسی ایک کو اس کے نصاب کا معیار بنالیں۔

مسئلہ ۱۸۱۳ : اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے دفینہ ملے جو اس نے کسی سے خریدی ہو اور اسے معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے تو وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ یہ ان لوگوں میں سے کسی کا مال ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے (یعنی اس شخص کو جسے دفینہ ملے) چاہیے کہ سابقہ مالک کو اطلاع دے اور اگر پتہ چلے کہ اس کا مال نہیں ہے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو خبر کرے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اگر پتہ چلے کہ وہ ان میں سے کسی کا بھی مال نہیں ہے تو پھر وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۴ : اگر کسی شخص کو ایسے کئی ایک برتنوں سے مال ملے جو ایک جگہ دفن کئے ہوئے ہوں اور اس مال کی مجموعی قیمت ۱۵ مثقال چاندی یا سونے کے برابر ہو تو اسے چاہیے کہ اس مال کا خمس ادا کرے لیکن اگر مختلف مقامات سے دفینے ملیں تو ان میں سے جس دفینے کی قیمت مذکورہ مقدار تک پہنچے اس پر خمس واجب ہے اور جس دفینے کی قیمت اس مقدار تک نہ پہنچے اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۵ : جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو تو خواہ ان میں سے ہر ایک کے حصے کی مقدار اتنی نہ بنتی ہو انہیں چاہیے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۱۶ : اگر کوئی شخص مچھلی کی طرح کا کوئی حیوان خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر چہ اس بات کا احتمال ہو کہ یہ مال بائع کا ہے لیکن خریدار کے لیے ضروری نہیں کہ بائع کو اس کی اطلاع دے اور اس مال پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے لیکن اگر وہ جانور چوپایوں کی قسم کا ہو تو خریدار کے لیے لازم ہے کہ بائع کو اطلاع دے اور اگر وہ مال کی نشانی بتادے تو مال اس کا ہے ورنہ جسے ملا ہو اس کا ہے اور اس پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

۴... وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

مسئلہ ۱۸۱۷ : اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہو جائے کہ انسان کے لیے انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہ ہو اور حرام کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور انسان کو یہ علم بھی نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ ہے تو اسے چاہیے کہ تمام مال کا خمس دے اور خمس ادا کرنے کے بعد بقیہ مال اس شخص پر حلال ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۸ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان حرام کی مقدار خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ ہو جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو اسے چاہیے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے اور احتیاط واجب یہ

ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

مسئلہ ۱۸۱۹ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو تو ان دونوں کو چاہیے کہ باہمی رضامندی سے فیصلہ کرلیں لیکن اگر مال کا مالک راضی نہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ اسے دیدے اور بہتر یہ ہے کہ جس مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ بھی اسے دیدے۔

مسئلہ ۱۸۲۰ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس دیدے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

مسئلہ ۱۸۲۱ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس ادا کردے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو اس کی نیت سے (یعنی اس مال کے مالک کی نیت سے) صدقہ کردے اور بعد میں اس مال کا مالک مل جائے تو ضروری نہیں کہ کوئی چیز اسے دے بشرطیکہ صدقہ کے طور پر دینے کے لیے حاکم شرع سے اجازت لی ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۲ : اگر حلال مال حرام سے خلط ملط ہو جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند مخصوص افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ ان میں سے کون سا مالک ہے تو اسے چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو ان سب افراد کو راضی کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو قرعہ ڈالے اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ مال اسے دیدے۔

۵... غواصی سے حاصل کیے ہوئے جواہرات

مسئلہ ۱۸۲۳ : اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لولو مرجان یا دوسرے جواہرات نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہیے اور بنا بر احتیاط ان کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے لہٰذا جتنی مقدار میں بھی ہوں اور خواہ نکالنے والا ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۲۴ : اگر سمندر میں غوطہ زنی کئے بغیر دوسرے ذرائع سے جواہرات نکالے جائیں تو بنا بر احتیاط ان پر خمس واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے جواہرات حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا چاہیے جب جو کچھ اسے دستیاب ہوا ہو (یعنی جواہرات) وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۵ : مچھلیوں اور ان دوسرے حیوانات کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت

میں واجب ہوتا ہے جب کہ ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا متعلقہ شخص کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۶ : اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی جواہر اس کے ہاتھ آجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۲۷ : اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور اس میں سے کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی جواہر ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً جواہرات ہوتے ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس پر خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً جواہر نگل لیا ہو تو اس پر خمس اس صورت میں واجب ہے کہ وہ جواہر تنہا یا انسان کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۸ : اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور جواہر نکال لائے تو اگر اس دریا میں جواہر پیدا ہوتے ہوں تو اس شخص کو چاہیے کہ جو جواہر نکالے ان کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۲۹ : اگر کوئی شخص پانی (یعنی دریا یا سمندر) میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۰ : جس شخص کا پیشہ غوطہ زنی یا معدنیات نکالنا ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لیے لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۱ : اگر کوئی بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر جواہر نکال لائے تو اس پر خمس واجب الادا نہیں لیکن اگر اس کے پاس حرام مال میں ملا ہوا حلال مال ہو تو اس کے ولی کو چاہیے کہ اس مال کو پاک کرے۔

٦... مال غنیمت

مسئلہ ۱۸۳۲ : اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور کچھ چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں تو انہیں غنیمت کہا جاتا ہے اور اس مال کی حفاظت یا اس کی نقل و حمل وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد اور جو رقم امام علیہ السلام اپنی مصلحت کے مطابق خرچ کریں اور جو مال خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد باقی ماندہ پر خمس ادا کرنا واجب ہے اور امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں جو مال ملے احتیاط کی بنا پر وہ بھی غنیمت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۱۸۳۳ : اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خریدے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس خود اس زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے اور اگر وہ مکان اور دکان وغیرہ مسلمان سے خریدے تو بھی اسے چاہیے کہ اس کی زمین (یعنی مکان اور دکان کی زمین) کا خمس دے اور یہ خمس دیتے ہوئے قصد قربت ضروری نہیں ہے بلکہ جو حاکم شرع اس سے (یعنی کافر ذمی سے) خمس لے اس کے لیے بھی ضروری نہیں کہ قصد قربت کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۴ : اگر کافر ذمی ایک مسلمان سے خریدی ہوئی زمین دوسرے مسلمان کے ہاتھ بیچ دے تب بھی اس کافر سے خمس ساقط نہیں ہوتا لیکن مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کافر ذمی مرجائے اور کوئی مسلمان وہ زمین اس کے وارث کے طور پر حاصل کرے تب بھی یہی حکم ہے اور دونوں صورتوں میں اگر بالفرض خود اس کافر نے یا اس سے پہلے کسی دوسرے شخص نے خمس ادا نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان اس زمین کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۵ : اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت یہ شرط عائد کرے کہ وہ خمس نہیں دے گا یا یہ شرط لگائے کہ خمس بائع کے ذمے ہوگا تو اس کی شرط درست نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ خمس ادا کرے لیکن اگر وہ یہ شرط لگائے کہ بائع اس کی طرف سے خمس کی مقدار خمس کے مستحقین کو دے دے تو بائع کے لیے ضروری ہے کہ اس شرط کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۶ : اگر کوئی مسلمان کافر ذمی کو بغیر خرید و فروخت زمین دے دے اور اس کا عوض لے لے مثلاً اس کے ساتھ سمجھوتہ کرے تو کافر ذمی کو چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۷ : اگر کافر ذمی نابالغ ہو اور اس کا ولی اس کے لیے زمین خریدے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ معاملہ کے سلسلے میں اس سے شرط طے کر لی جائے کہ وہ اس کا خمس دے گا۔

خمس کا مصرف

مسئلہ ۱۸۳۸ : خمس دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے جو حاکم شرع کی اجازت سے کسی محتاج یا یتیم محتاج سید کو یا ایسے سید کو دینا چاہیے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور اس سلسلہ میں ہم نے تمام مخیر اور جن پر حقوق شرعیہ واجب ہیں مال سادات کو مقررہ مقام پر خرچ کی اجازت عام دے دی ہے۔ اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو موجودہ زمانہ میں جامع الشرائط مجتہد کو دینا چاہیے یا ایسے کام پر خرچ کرنا چاہیے جس کی وہ مجتہد اجازت دے لیکن اگر انسان یہ چاہے کہ امام علیہ السلام کا حصہ کسی ایسے مجتہد کو دے جس کی وہ تقلید نہ کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ ایسا کرنے کے لیے اس مجتہد کی اجازت لے جس کی وہ تقلید کرتا ہو اور اسے یہ اجازت اس صورت میں لینی ہوگی کہ مرجع تقلید میں دو شرطیں پائی جائیں ایک

یہ کہ ولایت فقیہ مطلقہ کا قائل ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کے لیے واجب الاطاعت سمجھے اور دوسرے یہ کہ وہ حکم دے کہ سہم امام اس تک پہنچایا جائے ۔ اوران شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط ختم ہو جائے تو اس کو دوسرے مجتہد کو دینے کے لیے اپنے مرجع کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ۔

مسئلہ ۱۸۳۹ : جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ محتاج بھی ہو لیکن جو سید سفر میں نا چار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں محتاج نہ بھی ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۸۴۰ : جو سید سفر میں نا چار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کا سفر گناہ کی غرض سے ہو یا اس کا سفر کرنا گناہ کا ارتکاب ہو) احتیاط واجب کی بنا پر اسے خمس نہیں دینا چاہیے ۔

مسئلہ ۱۸۴۱ : جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو اسے خمس نہیں دینا چاہیے ۔

مسئلہ ۱۸۴۲ : جو سید معصیت کار ہو اگر اسے خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد ہوتی ہو تو اسے خمس نہ دیا جائے اور احوط یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو ۔ کو خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد نہ ملتی ہو ۔

مسئلہ ۱۸۴۳ : جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا وہ لوگوں میں اسطرح مشہور نہ ہو کہ انسان کو یقین اور اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے ۔

مسئلہ ۱۸۴۴ : اگر کوئی شخص اپنے شہر میں باحیثیت سید کے مشہور ہو تو خواہ انسان کو اس کے سید ہونے کے بارے میں یقین یا اطمینان نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے ۔

مسئلہ ۱۸۴۵ : اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو شوہر کو اسے اس مقصد کے لیے خمس نہیں دینا چاہیے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کے اخراجات اس عورت پر واجب ہوں اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لیے جائز ہے کہ خمس اس عورت کو دیدے تا کہ وہ ان دوسرے لوگوں پر خرچ کرے اور اسے اس غرض سے خمس دینے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرے (یعنی اس مقصد کے لیے اسے خمس نہیں دینا چاہیے) ۔

مسئلہ ۱۸۴۶ : اگر کسی شخص پر کسی سید کے یا سیدانی کے اخراجات واجب ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کی خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ مقدار اس مقصد سے دیدے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ دوسری ضروریات پر خرچ کرے تو کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ ۱۸۴۷ : اگر کسی محتاج سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات نہ دے سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۸ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک محتاج سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ مقدار میں خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۴۹ : اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق سید نہ ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ کوئی سید ایسا بعد میں یا مستقبل قریب میں بھی نہیں ملے گا یا یہ کہ جب تک کوئی مستحق سید ملے خمس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ خمس دوسرے شہر لے جائے اور مستحق کو پہنچا دے اور جائز ہے کہ خمس دوسرے شہر لے جانے کے اخراجات خمس میں سے وضع کرے اور اگر خمس تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہ برتی ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۰ : جب کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق موجود نہ ہو تو اگر چہ اسے یقین یا اطمینان ہو کہ بعد میں مل جائے گا اور خمس کے مستحق شخص کے ملنے تک خمس کی نگہداشت بھی ممکن ہو تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جاسکتا ہے اور اگر وہ خمس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لیے کوئی چیز دینا ضروری نہیں لیکن وہ خمس کے دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات خمس سے وضع نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۸۵۱ : اگر کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق مل جائے تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا کر مستحق کو پہنچا سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس کو لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے اور خمس ضائع ہو جائے تو اگر چہ اس نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔(یعنی اسے چاہیے کہ خمس کا عوض دے۔)

مسئلہ ۱۸۵۲ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو تو اس کے لیے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں اور اگر وہ خمس ایسے شخص کو دیدے جو حاکم شرع کی جانب سے خمس کے حصول کے لیے وکیل مقرر کیا گیا ہو اور وہ وکیل خمس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے اور اس نقل و حمل میں خمس تلف ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی کہ خمس دینے والے کے لیے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں)۔

مسئلہ ۱۸۵۳ : یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی واقعی قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا (ماسوا سونے اور چاندی کے سکوں اور انہی جیسی دوسری چیزوں کے)ہر صورت میں محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۴ : جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے اسے احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ خمس اس مستحق شخص کو دے دے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کی طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرضہ چکا لے۔

مسئلہ ۱۸۵۵ : مستحق شخص یہ نہیں کرسکتا کہ خمس لے کر اس کے مالک کو بخش دے۔ ہاں جس شخص کے ذمے خمس کی زیادہ مقدار واجب الادا ہو اور وہ محتاج ہو گیا ہو اور چاہتا ہو کہ خمس کے مستحق لوگوں کا مقروض نہ رہے تو اگر خمس کا مستحق شخص راضی ہو جائے کہ اس سے خمس لے کر پھر اسے بخش دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ دین اسلام کا ایک اہم رکن اور نماز اور روزے کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ نماز اور روزہ جسمانی عبادات ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کی تاکید تقریباً ۸۲ مقامات پر کی گئی ہے اور ۳۲ جگہ تو اس کا ذکر نماز جیسی افضل ترین عبادت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

کسی شخص کا صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت گناہ ہے قرآن مجید میں سورہ توبہ کی پچیسویں آیت میں ارشاد ہوا کہ اے رسولؐ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے اور انہیں بتا دیجئے کہ ان کا جمع کیا ہوا سونا چاندی قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی سونا چاندی ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔اب اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ چکھو۔

سورۂ توبہ کی ساٹھویں آیت میں ارشاد ربانی کے مطابق زکوٰۃ مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں کو دی جاتی ہے۔

۱... فقراء۔
۲... مساکین۔
۳... عاملین زکوٰۃ یعنی وہ کارندے جو زکوٰۃ جمع کرتے ہیں۔
۴... مولفۃ القلوب یعنی جنکی تالیف قلب مقصود ہو۔
۵... رقاب یعنی وہ جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا ہو۔
۶... غارمین یعنی وہ مقروض جو قرضہ ادا نہیں کرسکتے۔
۷... فی سبیل اللہ۔

زکوٰۃ کے احکام

مسئلہ ۱۸۵۶ : زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے۔

۱... گندم	۲... جو	۳... کھجور
۴... کشمش	۵... سونا	۶... چاندی
۷... اونٹ	۸... گائے	۹... بھیڑ بکری (گوسفند)

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اسے

چاہیے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصرف میں سے کسی ایک مصرف میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۷ : احتیاط واجب کی بناپر چاہیے کہ سلت پر جو گندم کی طرح ایک نرم اناج ہے اور جو کی خاصیت رکھتا ہے اور علس پر جو گندم جیسا ہوتا ہے اور صنعا کے لوگوں کی غذا ہے زکوٰۃ دی جائے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

مسئلہ ۱۸۵۸ : زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور اس مال کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور اس میں تصرف کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۹ : اگر انسان گیارہ مہینے گائے، گوسفند، اونٹ، اور سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگر چہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی اسے چاہیے کہ اگلے سال کی ابتداء کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

مسئلہ ۱۸۶۰ : اگر گائے اونٹ گوسفند سونے اور چاندی کا مالک سال کے دوران بالغ ہو جائے مثلاً اگر کوئی بچہ پہلی محرم کو چالیس بھیڑوں کا مالک ہو اور دو مہینے کے بعد بالغ ہو جائے تو اگر چہ پہلی محرم سے گیارہ مہینے گزر جائیں لیکن اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ اس کے بالغ ہونے کے گیارہ مہینے گزرنے کے بعد واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۸۶۱ : گندم اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں گندم اور جو کہا جائے اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ انگور ہوں اور کھجور پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب عرب اسے تمر کہیں لیکن گندم اور جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت کھلیان گاہنے اور بھوسہ الگ کرنے کا ہے اور کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۶۲ : گندم، جو، کشمش، اور کھجور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو کہ سابقہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر ان کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور ان میں تصرف کرنے پر قادر ہو تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے اور اگر بالغ یا عاقل نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۳ : اگر گائے، گوسفند، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک پورا سال یا سال کا کچھ حصہ دیوانہ رہے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۴ : اگر گائے، گوسفند، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور گندم، جو اور کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۵ : اگر کوئی مال انسان سے غصب کرلیا گیا ہو اور وہ اس میں تصرف نہ کر سکے تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۶ : اگر کوئی شخص سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لے لے اور وہ ایک سال تک اس کے پاس رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔

گندم' جو' کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۸۶۷ : گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۸ : جس انگور' کھجور، جو اور گندم پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی محتاج کو زکوٰۃ کے قصد کے بغیر دے دے تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار صرف کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۶۹ : اگر گندم' جو' کھجور، اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مر جائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی چاہیے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مر جائے تو ہر اس وارث کو جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اپنے حصے پر زکوٰۃ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۷۰ : جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر متعین کیا گیا ہو وہ گندم اور جو کے کھلیان بنانے اور بھوسہ الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ان چیزوں کا مالک زکوٰۃ نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۸۷۱ : اگر کسی شخص کے کھجور اور انگور کے درختوں یا گندم اور جو کی زراعت کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۲ : اگر گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص زراعت اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کر دے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۳ : اگر کوئی شخص گندم' جو' کھجور اور انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دے دی ہے یا نہیں تو اس پر ان کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی اور حاکم شرع جنس کی اتنی مقدار کے سودے کی اجازت نہ دے جو بطور زکوٰۃ دینی ضروری ہو تو اتنی مقدار کا سودا باطل ہے اور حاکم شرع زکوٰۃ کی مقدار خریدار سے لے سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ کی مقدار کے برابر جنس کے سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور خریدار کو چاہیے کہ اتنی مقدار کی قیمت حاکم شرع کو دے دے اور اگر اتنی مقدار کی قیمت اس نے

بیچنے والے کو دے دی ہو تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۴ : اگر گندم، جو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو اور ان اجناس کے خشک ہونے کے بعد اس مقدار سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۵ : اگر کوئی شخص گندم، جو اور کھجور کو خشک ہونے سے پہلے خرچ کر لے تو وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۶ : کھجور کی تین قسمیں ہیں۔

۱... وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اور اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

۲... وہ جو رطب ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

۳... وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے کی صورت میں تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگر چہ احتیاط مستحب زکوٰۃ دینے میں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۷ : جس گندم، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے ادا کر دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس بھی پڑی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۷۸ : اگر گندم، جو، کھجور اور انگور بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوں یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۹ : اگر گندم، جو، کھجور، اور انگور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جا سکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فی صد ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۰ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد بطور زکوٰۃ ادا کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۱ : اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ

ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ زکوٰۃ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۲ : اگر گندم جو اور کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو ان کی سنچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی کے اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سنچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی کے اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۳ : اگر کسی زراعت کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں زراعت کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سنچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ کا بیسواں حصہ اور اس کی ملحق زراعت کی زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۴ : جو اخراجات کسی شخص نے گندم، جو، کھجور اور انگور پر کیے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔ اور حساب لگانے کے بعد اس کے مخارج منہا کر کے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۸۵ : جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا ہے بلکہ اسے چاہیے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے۔

مسئلہ ۱۸۸۶ : جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر زراعت کی پیداوار ۸۵۰ کیلوگرام ہو اور حکومت اس میں سے ۵۰ کیلوگرام بطور لگان کے لے تو زکوٰۃ فقط ۸۰۰ کیلوگرام پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۷ : کسی شخص کے لیے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تا کہ جو اور گندم کھلیان کی حد تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور خشک ہو جائیں اور پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو وہ زکوٰۃ کی مقدار کی قیمت لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۸ : زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ اس کے مستحق شخص یا حاکم شرع یا ان کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۸۹ : جب کوئی شخص زراعت یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق یا ان کے وکیل کو دے

دے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ زراعت کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۰ : اگر انسان کئی ایک شہروں میں گندم، جو، کھجور اور انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسری سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے زراعت اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور ان سب کی پیداوار ایک ہی پیداوار شمار ہوتی ہو تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق یعنی ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت ادا کرے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر انتظار کرے تا کہ باقی ماندہ اجناس پک جائیں پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۱ : اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۲ : اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے اندازے کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کی خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۳ : اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا منقیٰ یا کوئی اور خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے اور اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور بطور زکوٰۃ دے تو اگر چہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے لیکن حاکم شرع کی اجازت سے کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۴ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو چاہیے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۹۵ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گندم جو کھجور اور انگور بھی ہو اور اس سے پیشتر کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے بیباق کر دیں تو جس وارث کا حصہ تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام تک پہنچتا ہو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو میت کا قرضہ ادا نہ ہو اور اگر

اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لیے یہ واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر میت کا مال اس قرضے سے زیادہ ہو تو چاہیے کہ جس جنس پر زکوٰۃ واجب ہے اسے کل مال کی نسبت سے دیکھا جائے اور اسی نسبت سے اس زکوٰۃ والی جنس میں سے زکوٰۃ کم کر دی جائے ۔اس کے بعد جس جس وارث کا حصہ نصاب کی حد تک پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۶ : جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جو، کھجور، اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اس کے لیے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی اقسام میں سے الگ الگ زکوٰۃ نکالے۔

سونے کا نصاب

مسئلہ ۱۸۹۷ : سونے کے نصاب دو ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جب کہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک (جو رائج پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں) پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتا ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو رائج تین مثقال کے برابر ہوتا ہے یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لیے یہی حکم ہے یعنی کہ اگر تین مثقال اضافہ ہو تو تمام تر پر زکوٰۃ دینی چاہیے اور اگر صرف تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

مسئلہ ۱۸۹۸ : چاندی کے نصاب دو ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مثقال رائج ہے لہٰذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲... اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور

جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس بنا پر انسان کے پاس جتنا سونا یا چاندی ہو اگر وہ اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے دے تو وہ ایسی زکوٰۃ ادا کرے گا جو اس پر واجب تھی اور اگر وہ کسی وقت واجب مقدار سے کچھ زیادہ دے دے مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہو اور وہ اس کا چالیسواں حصہ دے دے تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ تو وہ ہوگی جو اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال پر وہ ایسی زکوٰۃ دے گا جو اس پر واجب نہ تھی۔

مسئلہ ۱۸۹۹ : جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگر چہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی ان چیزوں کے پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے اسے چاہیے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۰ : سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ سکوں میں ڈھلے ہوئے ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۱ : وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر لین دین کے لیے ان کا رواج باقی نہ ہو تو زکوٰۃ ان پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۲ : جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جبکہ وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۰۳ : جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۳ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۴ : اگر کوئی شخص جو سونا اور چاندی رکھتا ہو گیارہ مہینے کے دوران انہیں دوسرے سونے اور چاندی یا کسی دوسری چیز میں بدل لے یا انہیں پگھلائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۵ : اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا اور چاندی پگھلائے تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ان چیزوں کو پگلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۶ : اگر کسی شخص کے پاس جو سونا اور چاندی ہو اس میں سے کچھ بڑھیا قسم کا اور کچھ گھٹیا قسم ہو تو وہ بڑھیا کی زکوٰۃ بڑھیا اور گھٹیا کی زکوٰۃ گھٹیا میں سے دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر سونے اور چاندی کے نصاب میں کچھ حصہ گھٹیا ہو تو وہ گھٹیا حصے میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ساری زکوٰۃ بڑھیا سونے اور چاندی سے دے۔

مسئلہ ۱۹۰۷ : سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسرے دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۸ : کوئی شخص سونے اور چاندی کے جو سکے رکھتا ہو اگر ان میں دوسرے دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۹۰۹ : اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ کے لیے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے دو شرطیں اور بھی ہیں۔

پہلی شرط

یہ ہے کہ حیوان سارا سال بے کار رہا ہو اگر سارے سال میں اس نے ایک یا دو دن بھی کام کیا ہو تو بنا بر احتیاط اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

دوسری شرط

یہ ہے کہ وہ حیوان سارا سال جنگل کی گھاس چرے لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی زراعت میں چرے جو خود شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک یا دو دن مالک کی مملوکہ گھاس یا چارا کھائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۰ : اگر کوئی شخص اپنے اونٹ، گائے، اور گوسفند کے لیے ایک ایسی چراگاہ خریدے جس میں کسی نے کاشت نہ کی ہو یا اسے پٹے پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگر چہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا ٹکس ادا کرے تو چاہیے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۱ : اونٹ کے نصاب بارہ ہیں۔

۱... پانچ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس مقدار تک نہ پہنچ جائے زکوٰۃ دینی واجب نہیں۔

۲... دس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... پندرہ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... بیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پچیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

۶... چھبیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۷... چھتیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۸... چھیالیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۹... اکسٹھ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۱۰... چھہتر اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۱... اکانوے اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۲... ایک سو اکیس اونٹ۔ اوراس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ان کے لیے زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور یا پچاس سے پچاس تک کا حساب کرے اور ہر پچاس اونٹ کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا چاہیے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو اسے چاہیے کہ سو کے لیے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۲ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے اسے چاہیے فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی

صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۳ : گائے کے دو نصاب ہیں

۱... اس کا پہلا نصاب تیس ہے جب کسی شخص کی گائیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو اسے چاہیے کہ ایک ایسا بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بچھڑا نر ہو۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں اسے چاہیے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے اسے چاہیے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دوگنی ہے تو اس کے لیے اسے چاہیے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گائیوں کی تعداد بڑھتی جائے اسے چاہیے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس دستور کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو اسے چاہیے کہ تیس یا چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لیے تیس کی اور چالیس کے لیے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی۔

بھیڑ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۴ : گوسفند یعنی بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں۔

۱... پہلا نصاب چالیس عدد ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲... دوسرا نصاب ایک سو اکیس ہے اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... تیسرا نصاب دو سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... چوتھا نصاب تین سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پانچواں نصاب چار سو اور اس کے اوپر ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا چاہیے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے مطابق نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۵ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہیے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۶ : اونٹ، گائے اور بھیڑیں جب نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں اور کچھ مادہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۷ : زکوٰۃ کے سلسلے میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی اور غیر عربی اونٹ ایک جنس اور اس طرح زکوٰۃ کے ضمن میں بکری اور بھیڑ اور شیشک (ایک سال کا بکری کا بچہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۸ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور بکری دے تو احتیاطاً چاہیے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۱۹۱۹ : جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو اور گائے اور اونٹ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۰ : اگر کئی افراد باہم شریک ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے تو اس کو چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۱ : اگر ایک شخص کئی جگہ گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں رکھتا ہو اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۲ : اگر کسی شخص کی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار اور عیب دار بھی ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۳ : اگر کسی شخص کی ساری گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہیں میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست اور بے عیب ہوں اور جوان ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا ہے بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار یا کئی ایک عیب دار اور کئی ایک بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست اور بے عیب اور جوان جانور دے۔

مسئلہ ۱۹۲۴ : اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب وہ رکھتا ہو اسے اس جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ : جس شخص پر گائے اور بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ واجب ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دیدے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان پر زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں اسے چاہیے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

مسئلہ ۱۹۲۶ : انسان زکوٰہ کو آٹھ کاموں پر خرچ کرسکتا ہے۔

۱... فقیر و مسکین۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایا ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کرسکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

۲... وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے اس کی نگہداشت کرے حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امام یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

۳... وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں

۴... ان غلاموں کو خریدنا جو مشکلات سے دوچار ہوں اور انہیں آزاد کرنا۔

۵... وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو۔

۶... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) یعنی وہ کام جن میں قصد قربت کیا جا سکے مثلاً مسجد اور ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہو اور شہر کی صفائی کرنا اور سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا وغیرہ۔

۷... ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو ناچار ہو گیا ہو اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لیں اور اگر کچھ رقم اور جنس رکھتا ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیے کم پڑتی ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۸ : جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ خرچ کر دے اور بعد میں شک کرے کہ جو

کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۲۹ : جس ہنرمند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لیے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

مسئلہ ۱۹۳۰ : جس فقیر کے پاس اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان برتنوں اور گرمیوں اور سردیوں کے لباس اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی ان کے ہوتے ہوئے بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے) اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۱ : جس فقیر کے لیے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ سیکھ لے اور زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۲ : جو شخص پہلے فقیر تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ اب وہ فقیر رہا ہے یا نہیں اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگر چہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۳ : جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان پیدا نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۴ : جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ شخص اس فقیر کو زکوٰۃ دیتے ہوئے اپنے قرضے کی مقدار اس سے کم کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۵ : اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس کو قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے بلکہ اگر میت کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۶ : یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے کہے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں شرمندگی محسوس کرتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۷ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلہ سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دیدے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے (یعنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی نہیں ہوئی) لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو وہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر کالعدم ہو گئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان کو چاہیے کہ اس کا عوض اس سے لے لے اور مستحق کو دیدے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لیا جا سکتا اور انسان کو چاہیے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ مستحق کو دے۔

مسئلہ ۱۹۳۸ : جو شخص مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہوا سے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۹ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہوا سے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۰ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگر چہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ اس قرضے کو جو اسے اس سے وصول کرنا ہو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۱ : جس مسافر کا سفر کا خرچ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگر چہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اس جگہ تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۲ : جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو دے دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

مسئلہ ۱۹۴۳ : جو شخص زکوٰۃ لے اسے شیعہ اثنا عشری ہونا چاہیے اور اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو دوبارہ زکوٰۃ دینی چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۴۴ : اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ شخص فقیر ہو تو انسان اس کے ولی کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے

رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۴۵ : اگر انسان بچے یا دیوانے کے ولی تک نہ پہنچ سکے تو وہ خود یا کسی امانت دار شخص کے ذریعے مال زکوٰۃ ان پر خرچ کرسکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان لوگوں پر خرچ کی جارہی ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۹۴۶ : جو فقیر بھیک مانگتا ہو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۴۷ : جو شخص شراب پیتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی بلکہ اگر کوئی شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو خواہ اس کا تارک نماز ہونا علانیہ نہ بھی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۸ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔ بشرطیکہ قرض نان ونفقہ اور اخراجات جو اس زکوٰۃ دہندہ پر واجب ہوں ان میں خرچ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۹ : انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کا خرچہ اس پر واجب ہو مثلاً اولاد کے اخراجات زکوٰۃ سے ادا نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ خود ان کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۰ : اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لیے دے تاکہ وہ اسے اپنی بیوی اور نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۱ : اگر بیٹے کو علمی دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو باپ وہ کتابیں زکوٰۃ سے خرید کر انہیں بیٹے کے استعمال میں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۲ : جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کے لیے بیوی مہیا کرنے کی خاطر زکوٰۃ میں سے خرچ کرسکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لیے ایسا ہی کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۳ : کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے خرچہ دیتا ہو یا جسے شوہر خرچہ نہ دیتا ہو لیکن ممکن ہو کہ لوگ اسے خرچہ دینے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۱۹۵۴ : جس عورت نے کسی شخص سے متعہ کیا ہو اگر وہ عورت فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں ہاں اگر عقد کے سلسلے میں شوہر نے عہد کیا ہو کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی وجہ سے اس کا خرچہ دینا شوہر پر واجب ہو تو اگر شوہر اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

مسئلہ ۱۹۵۵ : عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۶ : سید غیر سید سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہوں اور وہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو غیر سید سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۷ : جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید ہے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ ۱۹۵۸ : انسان کو چاہیے کہ زکوٰۃ باقصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کی نیت سے دے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ فطرہ ہے لیکن مثال کے طور پر اگر گندم اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو تو اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ معین کرے کہ گندم کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

مسئلہ ۱۹۵۹ : اگر کسی شخص پر کئی چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ کچھ زکوٰۃ دے اور ان چیزوں میں سے کسی کی نیت بھی نہ کرے اور جو چیز اس نے دی ہو اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہو جن پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگی لیکن اگر نقدی دی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی کی ہم جنس نہ ہو تو زکوٰۃ ان سب چیزوں پر تقسیم کی جائے گی مثلاً اگر کسی پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہو اور مثال کے طور پر وہ ایک بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر دے دے اور ان چیزوں میں سے (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی نیت نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہوگی لیکن اگر کچھ چاندی کے سکے اور نوٹ دے تو بھیڑوں اور سونے کے سلسلے میں جو زکوٰۃ اس کے ذمے ہے اس میں تقسیم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۶۰ : اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیے کسی کو وکیل بنائے تو جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے سپرد کر رہا ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کی نیت کرے کہ جو کچھ اس کا وکیل بعد میں فقیر کو دے گا وہ زکوٰۃ ہے اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ فقیر تک پہنچنے کے وقت تک وہ اس نیت پر قائم رہے۔

مسئلہ ۱۹۶۱ : اگر کوئی شخص قصد قربت کئے بغیر زکوٰۃ فقیر کو دے دے اور اس سے پیشتر کہ وہ مال کالعدم ہو جائے زکوٰۃ کی نیت کرے تو وہ مال زکوٰۃ سمجھا جائے گا۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۹۶۲ : احتیاط کی بنا پر انسان کو چاہیے کہ گندم اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے اور سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے دینی چاہیے۔ یا اپنے مال سے علیحدہ کر دینی چاہیے لیکن اگر وہ شخص کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا

کسی ایسے فقیر کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہو جو کسی لحاظ سے برتر ہو وہ یہ کرسکتا ہے کہ زکوٰۃ علیحدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۳ : زکوٰۃ کو علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لیے ضروری نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے۔لیکن اگر اس کی دسترس کسی ایسے شخص تک ہو جسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۴ : جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۶۵ : جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے مال زکوٰۃ کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے زکوٰۃ دینے میں اتنی تاخیر کی ہو کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے فوراً دے دی ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر اتنی تاخیر نہ کی ہو مثلاً دو تین گھنٹے تاخیر کی ہو اور انہی دو تین گھنٹوں میں مال زکوٰۃ تلف ہو گیا ہو تو اس صورت میں اگر مستحق موجود نہ تھا تو زکوٰۃ دینے والے پر کسی چیز کی ادائیگی واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو واجب ہے کہ اس مال زکوٰۃ کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۶۶ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ اس مال سے علیحدہ کردے جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ باقی ماندہ مال پر تصرف کرسکتا ہے اگر وہ زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے علیحدہ کرے تو اس سارے مال پر تصرف کرسکتا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

مسئلہ ۱۹۶۷ : انسان نے جو مال زکوٰۃ علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لیے اٹھا کر وہ کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۹۶۸ : اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کردیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ دے دے تو منفعت فقیر کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۹ : جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دے دے بجز اس صورت کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۰ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال کے ساتھ تجارت کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر منافع ہو تو اسے چاہیے کہ مستحق کو دے دے

مسئلہ ۱۹۷۱ : اگر کوئی شخص اس سے پیشتر کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ متصور نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہو چکی ہو اور فقیر ابھی تک اپنے فقر پر باقی ہو (یعنی غنی نہ ہوا ہو) تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۲ : اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ

چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگ دست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۳ : اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۴ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرومند محتاجوں کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم و کمال کو ان لوگوں پر جو اہل علم و کمال نہ ہوں اور جو لوگ سوال کرنے کے عادی نہ ہوں انہیں سوال کرنے والوں پر ترجیح دی جائے۔ہاں اگر فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو تو پھر مستحب ہے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۷۵ : بہتر ہے کہ زکوٰۃ کھلم کھلا دی جائے اور مستحبی صدقہ خفیہ طور پر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۷۶ : جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس کے لیے معین شدہ کسی دوسرے مصرف میں بھی نہ لاسکتا ہو تو اگر اسے امید نہ ہو کہ بعد میں کوئی مستحق اپنے شہر میں جلد ہی مل جائے گا تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دوسرے شہر لے جائے اور زکوٰۃ کو معین مصرف میں لے آئے اور اس کے لیے جائز ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات مال زکوٰۃ سے وضع کرلے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۷ : اگر زکوٰۃ دینے والے کے اپنے شہر میں کوئی مستحق شخص مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جاسکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے بجز اس صورت کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۸ : جو شخص گندم، جو کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو ان اجناس کے تولنے اور ناپنے کی اجرت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۹ : جس شخص کو زکوٰۃ میں ۲ مثقال اور ۱۵ نخود یا اس سے زیادہ چاندی دینی ہو وہ احتیاط مستحب کی بنا پر ۲ مثقال اور ۱۵ نخود سے کم چاندی کسی فقیر کو نہ دے اور اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً گندم اور جو دینے ہوں اور ان کی قیمت ۲ مثقال اور ۱۵ نخود چاندی تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ایک فقیر کو اس سے کم نہ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۰ : انسان کے لیے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ

فروخت کردے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لیے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اگر وہ ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق شک کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۲ : فقیر کے لیے یہ جائز نہیں کہ زکوٰۃ کی مقدار سے کم مقدار پر سمجھوتہ کرے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کرلے یا زکوٰۃ مالک سے لے کر اسے بخش دے لیکن اگر کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کہ وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ توبہ کرے تو فقیر اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسی کو بخش سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۳ : انسان قرآن مجید یا دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر وقف کر سکتا ہے خواہ وہ اولاد یا ان لوگوں پر ہی وقف کرے جن کا خرچہ اس پر واجب ہے اور وہ وقف کا متولی خود بھی بن سکتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۴ : انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں پر وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچ اس پر واجب ہو تا کہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

مسئلہ ۱۹۸۵ : حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لیے انسان سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لیے زکوٰۃ لے چکا ہو۔

مسئلہ ۱۹۸۶ : اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور اگر فقیر کو یہ یقین نہ ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ جتنی مقدار دوسروں کو دے اتنی مقدار خود بھی لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۷ : اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے بیان کی گئی ہیں تو اسے یعنی فقیر کو چاہیے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۸ : اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں باہم شریک ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کرلیں اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے اسے علم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس شخص کا اپنے حصے میں تصرف کرنا بھی اشکال رکھتا ہے بجز اس کے کہ اپنے شریک کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے اور اس کے منع کرنے پر حاکم کی اجازت سے وہ خود ادا کردے اس کا عوض حاکم شرعی

یا اپنے شریک سے لے۔

مسئلہ ۱۹۸۹ : اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے ہو اور کفارہ اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ خمس یا زکوٰۃ پہلے دے یا کفارہ اور نذر اور قرض وغیرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۹۰ : جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لیے کافی نہ ہو اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اور اس کا باقی مال حج اور قرض پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو اس کا مال حج پر خرچ کرنا چاہیے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے خمس اور زکوٰۃ اور قرض پر تقسیم کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۹۱ : جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو، اور اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی خود کما سکتا ہو، تو اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا مستحب ہو تو فقط سبیل اللہ کے حصے سے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب نہ ہو اور نہ ہی مستحب ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

مسئلہ ۱۹۹۲ : شب عید الفطر کو غروب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو فقیر ہو نہ ہی کسی دوسرے کا غلام ہو اسے چاہیے کہ اپنے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اس کے یہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) کے حساب سے گندم یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار وغیرہ مستحق شخص کو دے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت نقدی کی شکل میں دے دے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۳ : جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچ نہ ہو اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا سال بھر کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ فطرہ کا دینا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۴ : جو لوگ شب عید الفطر کے غروب کے وقت کسی شخص کے یہاں کھانے والے سمجھے جائیں اسے چاہیے کہ ان کا فطرہ دے قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچہ اس شخص پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

مسئلہ ۱۹۹۵ : اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے یہاں کھانا کھانے والا ہو اور دوسرے شہر میں ہو وکیل کرے کہ اس (یعنی صاحب خانہ) کے مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا تو خود صاحب خانہ کے

لیےاس کافطرہ دیناضروری نہیں

مسئلہ ۱۹۹۶ : جومہمان شب عیدالفطر کےغروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے وارد ہواوراس کے یہاں کھانا کھانے والوں میں شمار ہواس کافطرہ صاحب خانہ پرواجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۷ : جومہمان شب عیدالفطر کےغروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کےبغیر وارد ہوجائے اور کچھ مدت صاحب خانہ کے یہاں رہےاس کےفطرہ کا صاحب خانہ پرواجب ہونامحل اشکال ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ واجب نہیں ہے اگر چہ بہتر ہے کہ صاحب خانہ اس کافطرہ بھی دےاور اگرانسان کوکسی شخص کاخرچہ دینے پرمجبور کیا گیا ہوتو اس کےفطرہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۸: جومہمان شب عیدالفطر کےغروب کے بعد وارد ہوا گروہ صاحب خانہ کے یہاں کھانا کھانے والا شمار ہوتو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بناپرواجب ہےورنہ واجب نہیں ہے ۔خواہ صاحب خانہ نے اسے غروب سے پہلے دعوت دی ہواور وہ افطار بھی صاحب خانہ کےگھرہی کرےاور وہ اگراس گھرمیں رات کوقیام بھی کرےتو وجوب لازمی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۹ : اگرکوئی شخص شب عیدالفطر کےغروب کےوقت دیوانہ ہواوراس کی دیوانگی عیدالفطر کےدن ظہر کےوقت تک باقی رہےتو زکوۃفطرہ اس پرواجب نہیں ہےورنہ احتیاط واجب کی بناپرلازم ہے کہ زکوۃفطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۰ : غروب سے پہلے یاغروب کے دوران اگرکوئی بچہ بالغ ہوجائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہوجائے یا کوئی فقیرغنی ہوجائےتو اگروہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہوتو اسے چاہیے کہ زکوۃفطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۱ : جس شخص پرشب عیدالفطر کےغروب کےوقت فطرہ واجب نہ ہواگرعید کے دن ظہر کےوقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہوجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ زکوۃفطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۲ : اگرکوئی کافر شب عیدالفطرغروب کے بعد مسلمان ہوجائے تو اس پرفطرہ واجب نہیں ہے لیکن اگرایک ایسا مسلمان جوشیعہ نہ ہوعید کاچاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہوجائےتو اسے چاہیے کہ زکوۃفطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۳ : جس شخص کے پاس صرف اندازاًایک صاع (یعنی تقریباً تین کیلو) گندم وغیرہ ہواس کے لیے مستحب ہے کہ زکوۃفطرہ دےاور اگروہ اہل وعیال بھی رکھتا ہواور ان کافطرہ بھی دیناچاہتاہوتو اس کے لیے جائز ہے کہ فطرہ کی نیت سے وہ صاع گندم وغیرہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کودیدےاور وہ بھی اسی مقصد سے دوسرے کودےدےاور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتٰی کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جوچیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کودے جو خودان لوگوں میں سے نہ ہوجنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کودیا ہےاور اگران لوگوں میں سے کوئی نابالغ ہوتو اس کا ولی اس کے

بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ جو چیز نابالغ کے لیے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲۰۰۴ : اگر شب عید الفطر کے غروب کے بعد کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو اشخاص غروب کے بعد سے عید کے دن کے وقت ظہر کے وقت سے پہلے تک صاحب خانہ کے یہاں کھانا کھانے والوں میں سمجھے جائیں وہ ان سب کا فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۵ : اگر کوئی شخص کسی کے یہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے یا غروب کے دوران کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے یہاں کھانے والا وہ بن جائے مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو شوہر کو چاہیے کہ اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۰۶ : جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ خود دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۷ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہو اور وہ فطرہ نہ دے تو وہ خود اس شخص پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰۸ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اور وہ اپنا فطرہ خود دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰۹ : جس عورت کا شوہر اس کا خرچ نہ دیتا ہو اگر وہ کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھاتی ہو تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جس کے یہاں وہ کھانا کھاتی ہے اور اگر وہ کسی کے یہاں کھانا کھاتی ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۰ : جو شخص سید نہ ہو وہ سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے یہاں کھانا کھانے والوں میں سے بھی ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۱۱ : جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو اور اگر ماں یا دایہ کا خرچ خود بچے کے مال سے پورا ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۲ : انسان اگر چہ اپنے اہل وعیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو اسے چاہیے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

مسئلہ ۲۰۱۳ : اگر انسان کسی شخص کو اجیر مقرر کرے اور اس سے طے کرے کہ اس کا سارا خرچ دے گا تو اسے چاہیے کہ اس کا فطرہ بھی دے لیکن اگر یہ طے کرے کہ اس کے خرچ کی مقدار سے دے گا مثلاً اس کے خرچ کے لیے نقدی نہ دے گا تو اس کا (یعنی اجیر کا) فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۴ : اگر کوئی شخص شب عید الفطر غروب کے بعد فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے مال سے

دینا چاہیے لیکن اگر وہ غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں ہے

زکوۃ فطرہ کا مصرف

مسئلہ ۲۰۱۵ : اگر زکوۃ فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں لایا جائے جن کا ذکر مال کی زکوۃ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو کافی ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ فقط شیعہ اثناعشری فقراء کو دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۱۶ : اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان کے لیے جائز ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے ولی کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

مسئلہ ۲۰۱۷ : جس فقیر کو فطرہ دیا جائے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن شرابی کو فطرہ دینا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بے نمازی کو اور اس شخص کو جو کھلم کھلا گناہ کا مرتکب ہوتا ہو فطرہ نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۱۸ : جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں صرف کرتا ہو اسے فطرہ نہیں دینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۰۱۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع (جو تقریباً تین کلو ہوتا ہے) سے کم فطرہ نہ دیا جائے البتہ اگر اس سے زیادہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۲۰ : جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو مثلاً کسی گندم کی قیمت معمولی قسم کی گندم کی قیمت سے دو چند ہو تو اگر کوئی شخص اس بڑھیا جنس کا آدھا صاع بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۱ : انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گندم کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۲ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ زکوۃ دینے میں اپنے فقیر قرابتداروں کو دوسروں پر ترجیح دے اور ان کے بعد ہمسایہ فقراء کو اور ان کے بعد اہل علم فقراء کو دوسروں پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی اور لوگ کسی اور وجہ سے برتری رکھتے ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھے۔

مسئلہ ۲۰۲۳ : اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال اس کو دیا تھا وہ کالعدم نہ ہو گیا ہو تو اسے چاہیے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ خود اپنے مال سے فطرہ دے اور اگر وہ مال کالعدم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور انسان کو چاہیے کہ فطرہ

دوبارہ دے۔

مسئلہ ۲۰۲۴ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ دیا جا سکتا ہے لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ یہ شخص پہلے غنی (یعنی مال دار تھا) تو اسے محض اس کے کہنے پر فطرہ نہ دیا جائے بجز اس صورت کے کہ انسان کو اس کے کہنے سے اطمینان ہو جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۲۵ : انسان کو چاہیے کہ زکوٰۃ فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیے دے اور اس کے دیتے وقت فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۲۶ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے مہینے سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہ رمضان المبارک سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷ : گندم یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہیں ملی ہونی چاہیے اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک (جو تقریباً تین کلو کے برابر ہوتا ہے) پہنچ جائے یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۸ : اگر کوئی شخص کوئی عیب دار چیز فطرہ کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۹ : جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گندم سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۰ : عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ فطرہ عید کی نماز سے پہلے دے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہ پڑھے تو فطرہ کی ادائیگی میں ظہر کے وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۱ : اگر کوئی شخص فطرہ کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۲ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ کے واجب ہونے کے وقت فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کیے بغیر فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۳۳ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے مصرف میں لا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۰۳۴ : اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرہ سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرہ کے لیے ہوگی تو ایسا کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵ : کسی شخص نے جو مال فطرہ کے لیے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ شخص فقیر تک پہنچ سکتا تھا اور اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۶ : اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقہ میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

حج

حج بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم ہے ۔اس سے مراد مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی زیارت کرنا اور ان دوسرے اعمال کا بجالانا ہے جن کا حکم دیا گیا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج میں حج کے بارے میں مفصل احکام دیئے ہیں ۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"اے رسول !وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کردی اوراس سے کہا کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور سجود کرنے والوں کے لیے صاف ستھرا رکھنا اور لوگوں کو حج کی خبر کردو تا کہ وہ تمہارے پاس جوق در جوق پیادہ اور ہر طرح کی (دبلی) سواریوں پر جو دور دراز راستے طے کر کے آئی ہوں (سوار ہو کر) آ پہنچیں تا کہ وہ دنیاو آخرت کے فائدوں پر فائز ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو چوپائے انہیں عنایت فرمائے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت چند متعین دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں تو تم لوگ (قربانی کا گوشت) خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ ۔پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے بدن کی کثافت دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم (عبادت خانہ) خانہ کعبہ کا طواف کریں ۔یہی حکم ہے"

حج کے احکام

مسئلہ ۲۰۳۷ : حج خانہ خدا کی زیارت کرنا اور ان اعمال کو سرانجام دینا ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی ہر اس شخص کے لیے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے ۔

اول : یہ کہ انسان بالغ ہو ۔

دوم : یہ کہ عاقل اور آزاد (یعنی دیوانہ بھی نہ ہو اور کسی کا غلام بھی نہ ہو)

سوم : یہ کہ حج پر جانے کی وجہ سے کسی ایسے ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جائے جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کسی ایسے واجب کام کو ترک نہ کردے جو حج سے زیادہ اہم ہو ۔

چہارم : یہ کہ مستطیع ہو یعنی استطاعت رکھتا ہو اور مستطیع ہونا کئی ایک چیزوں پر منحصر ہے ۔

۱... یہ کہ انسان راستے کا خرچ اور سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو جس سے ان چیزوں کو مہیا کر سکے ۔

۲... اتنی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مکہ مکرمہ جا کر حج بجالا سکتا ہو ۔

۳... مکہ مکرمہ جانے کے لیے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا

آبرو ضائع ہو جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جا سکتا ہو تو اگر چہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو اسے چاہیے کہ اس راستے سے چلا جائے۔

۴... اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

۵... جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں (مثلاً بیوی اور بچے) اور جن لوگوں کے اخراجات برداشت کرنا لوگ اس کے لیے ضروری سمجھتے ہوں ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

۶... حج سے واپسی کے بعد وہ ایسا ہنر یا زراعت یا جائیداد کی آمدنی یا معاش کا دوسرا ذریعہ رکھتا ہو کہ مجبور نہ ہو جائے اور سختی سے زندگی نہ گزارے۔

مسئلہ ۲۰۳۸ : جس شخص کی حاجت اپنے ذاتی مکان کے بغیر رفع نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب مکان کے لیے بھی رقم رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰۳۹ : جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور عورت مجبور ہو جائے اور سختی سے زندگی بسر کرے تو اس پر حج واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۴۰ : اگر کسی شخص کے پاس حج کے لیے زادِ راہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا اسے کہے کہ تم حج کو جاؤ میں تمہارا سفر خرچ دوں گا اور تمہارے حج کے لیے سفر کے دوران تمہارے اہل وعیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو حج اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۱ : اگر کسی شخص کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس کے ساتھ یہ شرط طے کی جائے کہ وہ حج کرے گا اور وہ اس شرط کو قبول کر لے تو اگر چہ وہ مقروض ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لیے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۲ : اگر کسی کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ حج کو جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس پر حج واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۳ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے جو حج کے لیے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا ہو اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۴۴ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے کہ حج اس پر واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگر چہ بعد میں وہ

خود بھی مال حاصل کر لے دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۵ : اگر کوئی شخص تجارت کی غرض سے مثال کے طور پر جدہ تک جائے اور اتنا مال اس کے ہاتھ آجائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت پیدا کر لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ جا سکتا ہو اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۶ : اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ بھیج دے تو اسے چاہیے کہ جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۰۴۷ : اگر کوئی شخص استطاعت رکھتا ہو اور حج کو نہ جائے اور پھر فقیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ خواہ اسے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے بعد میں حج کرے اور اگر وہ کسی بھی طرح حج کو نہ جا سکتا ہو اور کوئی اسے حج کرنے کے لیے اجیر بنائے تو اسے چاہیے کہ مکہ جائے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو اس کی طرف سے حج کرے اور پھر دوسرے سال تک مکہ میں رہے اور اپنا حج کرے لیکن اگر ممکن ہو کہ اجیر بنے اور اجرت نقد لے لے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اس بات پر راضی ہو کہ اس کا حج دوسرے سال بجالایا جائے تو اجیر کو چاہیے کہ پہلے سال خود اپنا حج اور دوسرے سال اس شخص کے لیے حج بجالائے جس نے اسے اجیر بنایا ہو۔

مسئلہ ۲۰۴۸ : انسان جس سال مستطیع ہوا ہو اگر اسی سال مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام میں نہ پہنچ سکے اور بعد میں آنے والے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن کئی سال پیشتر سے مستطیع رہا ہو اور حج پر نہ گیا ہو تو پھر خواہ زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اسے حج کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۰۴۹ : کوئی شخص جس سال میں پہلی دفعہ مستطیع ہوا ہو اگر اس سال حج نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس بات سے ناامید ہو جائے کہ بعد میں خود حج کر سکے گا تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لیے بھیج دے بلکہ اگر ناامید نہ بھی ہوا ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اجیر مقرر کرے اور اگر بعد میں اس قابل ہو جائے تو خود بھی حج کرے اور اگر اس کے پاس کسی سال پہلی دفعہ اتنا مال ہو جائے کہ جو حج کے لیے کافی ہو اور بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور توانائی حاصل کرنے سے ناامید ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ ایسے شخص کو نائب بنائے جس کا حج پر جانے کا یہ پہلا موقع ہو (یعنی اس سے پہلے حج کرنے نہ گیا ہو)۔

مسئلہ ۲۰۵۰ : جو شخص حج کرنے کے لیے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو اسے چاہیے کہ اپنی طرف سے طواف نساء

بجالائے اور اگر نہ بجالائے تو اجیر پر اپنی عورت حرام رہے گی اور احتیاط مستحب کی بنا پر اجیر کی طرف سے بھی طواف نساء بجالائے۔

مسئلہ ۲۰۵۱ : اگر کوئی شخص طواف نساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کی بجا آوری بھول جائے اور چند دن کے بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو جائے اور بجالائے تو یہ صحیح ہے اور اگر واپس ہونا اس کے لیے مشقت کا موجب ہو تو طواف نساء کی بجا آوری کے لیے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے کام کرنے کی دعوت دی جائے اور برے کاموں سے منع کیا جائے۔ یہ عظیم دینی فریضہ ہے جس کا ترک کرنا گوناگوں معاشرتی خرابیوں کا موجب ہے۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے ''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۰۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ''وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دو گے''

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ایسا وقت واقعی آنے والا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ہاں۔

پھر فرمایا۔ اور وہ وقت بھی آئے گا جب تم منکر بجالانے کا حکم دینے لگو گے اور معروف انجام دینے سے روکنے لگو گے۔

پھر عرض کیا۔ کیا ایسا وقت آنے والا ہے۔

آپ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اس سے بھی بدتر وقت اور وہ وہ وقت ہوگا جب تم معروف کو بری نظر سے دیکھو گے اور بری چیزوں کو فعل خیر سمجھنے لگو گے۔

آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ۔ ''امر بالمعروف سے فرائض قائم رہیں گے، مذاہب محفوظ ہوں گے، حلال کی کمائی حاصل ہو جائے گی، ظلم سے روکا جائے گا، زمین آباد ہو جائے گی، ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل وانصاف قائم ہو جائے گا جب تک امر بالمعروف ہوتا رہے گا لوگ خیر و برکت میں ہوں گے اور عمل خیر بجالانے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تو ان کے یہاں سے برکت اٹھ جائیگی، وہ ایک دوسرے پر مسلط ہو جائیں گے،

اور زمین پر اور آسمان میں ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا“۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب، وجوب کفائی ہے یعنی اگر ایک فرد اسے انجام دے دے تو دوسروں پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سبھی گناہ گار ہوتے ہیں تا ہم یہ کسی خاص طبقے سے مختص نہیں اور اگر وجوب کی شرائط موجود ہوں (جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا) تو علماء، غیر علماء، عادل، فاسق، حاکم، رعیت، مالدار اور فقیر سب پر واجب ہے۔

اگر کوئی نیک کام مستحب ہو تو اس کا امر کرنا بھی مستحب ہے یعنی اگر کوئی شخص اس کا امر کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہوگا لیکن اگر امر نہ کرے تو اس پر کوئی عتاب نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱... یہ کہ انسان معروف اور منکر (یعنی اچھے اور برے سے) خواہ اجمالی طور پر ہی سہی واقف ہو۔ جو شخص کسی چیز کی اچھائی اور برائی سے واقف ہی نہ ہو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں۔

۲... یہ کہ دوسرے شخص کے امر و نہی کے قبول کرنے کا احتمال ہو۔ لہٰذا جس شخص کے بارے میں علم ہو کہ وہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۳... یہ کہ جس شخص کو اچھا کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا امر کیا جائے وہ عمل خیر کو چھوڑنے اور برا فعل انجام دینے پر مصر ہو۔ اگر اس شخص میں اچھائی اپنانے اور برائی چھوڑنے کی علامات موجود ہوں تو پھر اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں بلکہ اگر اس کا احتمال بھی ہو کہ وہ برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی اپنا لے گا تب بھی واجب نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کر دے یا کسی حرام فعل کا مرتکب ہو جائے اور یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ اپنی روش پر قائم رہے گا یا اس سے نادم ہو جائے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص خواہ ایک بار ہی فعل خیر چھوڑنے پر اور فعل بد انجام دینے کا قصد رکھتا ہو تو اسے امر و نہی کرنا واجب ہے۔

۴... یہ کہ معروف (یعنی کار خیر) انجام دینا اور منکر یعنی فعل بد سے باز آنا اس شخص کا فعلی فریضہ ہو لہٰذا اگر وہ معذور ہو مثلاً اس کا اعتقاد ہو کہ جو کام وہ کر رہا ہے وہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے یا جو کام چھوڑ رہا ہے وہ واجب نہیں تو خواہ اس کا یہ عذر فعل کی تعیین میں اشتباہ کی بنا پر ہو یا اس کے اجتہاد یا تقلید کا اقتضاء یہی ہو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۵... یہ کہ امر و نہی سے اس کے نفس، آبرو، یا مال وغیرہ کو یا مسلمانوں کے مفاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے ورنہ امر و نہی کرنا واجب نہیں اور بظاہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس ضرر کا علم ہو یا ظن ہو یا احتمال قوی ہو کہ اس قسم کے خوف کے قابل اتنا سمجھا جاتا

ہوتا ہم یہ صورت اس وقت ہے جب امر و نہی کا اثر یقینی نہ ہو اور اگر اثر یقینی ہو تو اس کی اہمیت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے چنانچہ بعض مواقع پر ضرر کا علم ہوتے ہوئے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کا محض احتمال یا ظن ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے درجات

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مندرجہ ذیل مختلف درجات ہیں۔

۱... انسان کم از کم دل ہی میں معروف کو دوست رکھتا ہو اور منکر سے نفرت کرتا ہو اور اس کے وجود میں آنے پر راضی نہ ہو۔نیز یہ کہ منکر بجالانے والے سے ناخوشی کا اظہار کرے۔اس سے ملاقات اور کلام ترک کر دے یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے فعل بد کے مرتکب ہونے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کے فعل پر ناخوشی اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔یہ ایسا ہی معروف ہے لیکن صرف نفرت دل کو یا اس کی رغبت کو امر بالمعروف و نهي عن المنكر کے مراتب میں شمار کرنا صحیح نہیں کیونکہ صرف محبت اور نفرت کو امر اور نہی نہیں کہا جاتا دونوں یعنی نفرت شر اور خیر کی محبت لوازم ایمان میں سے ہے مومن کی ذاتی صفات میں سے ہے۔

۲... فعل بد انجام دینے کو زبانی وعظ و نصیحت کرے اور اسے سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں سے ثواب اور نافرمانوں سے عتاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۳... خلاف ورزی کرنے والے کی مار پیٹ کے ذریعے عملاً تادیب کرے تا کہ وہ اپنی روش سے باز آجائے۔انسان کو چاہیے کہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب موقع نرمی اور سختی اختیار کرے۔مثلاً اگر دلی نفرت اور ناراضگی کے اظہار سے مقصد حاصل ہو سکے تو اسی پر اکتفا کرے ورنہ زبانی وعظ و نصیحت اور بالآخر عملی تادیب کا طریقہ اختیار کرے(اور بظاہر پہلے دو طریقے ایک ہی درجے کی چیز ہیں جن میں سے جس کے زیادہ مؤثر ہونے کا احتمال ہو اسے یا اگر ممکن ہو تو دونوں طریقے بیک وقت استعمال کرے۔

O... تیسرا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے دو طریقے موثر ثابت نہ ہوں اور بنا بر احتیاط انسان کو چاہیے کہ اس میں بھی سختی کم کرے لیکن اگر کم سختی کے موثر ہونے کی امید نہ ہو تو ابتداءً مناسب سختی کر سکتا ہے۔

۴... اگر مذکورہ بالا طریقے موثر ثابت نہ ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف اس سے بھی زیادہ سختی کی جائے مثلاً کیا اسے زخمی یا قتل کر دیا جائے۔اس کے متعلق دو قول ہیں اور زیادہ اقویٰ یہ ہے کہ یہ طریقے اختیار نہ کیا جائے۔اسی طرح کوئی عضو توڑنا یا کسی عضو کو عیب دار کرنا بھی بنا بر اقویٰ جائز نہیں۔لہٰذا اگر خطا سے عمداً تادیب کرنے کا یہ

نتیجہ نکلے تو دونوں صورتوں میں تادیب کرنے والا خسارے کا ضامن ہوگا اور اسے شرع کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق دیت ادا کرنی ہوگی۔ تاہم اگر خلاف ورزی کرنے والے کی خلاف ورزی کا مفسدہ اس کے زخمی کرنے یا قتل کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہو تو صرف امام یا نائب امام یہ اقدام کرسکتا ہے اور اس کی کوئی دیت نہ ہوگی۔

۵... انسان کو اپنے گھر والوں کے متعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کے بارے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کے اہل خانہ مثال کے طور پر نماز کے واجبات یا شرائط ذکر قرأت اور وضو وغیرہ صحیح طور پر انجام نہیں دیتے یا طہارت کے بارے میں کوتاہی برتتے ہیں یا مثلاً وہ فعل حرام (مثلاً غیبت' باہمی عداوت وغیرہ) کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ امر و نہی کے طریقوں کے مطابق اپنے فریضے پر عمل کرے۔

معروف امور (یعنی اچھی چیزیں)

۱... انسان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو۔

O... ارشاد ہوا ہے کہ "جو اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھتا ہے اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جاتی ہے"

O... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! میرے بندوں میں سے کسی بھی بندے نے مخلوق کو چھوڑ کر مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا جس کی نیت کا مجھے علم نہ ہو چکا ہو اور پھر اگر آسمان اور زمین اس کے خلاف مکر اور تدبیر کرتے ہیں تو میں خود اس کی نجات کے لیے بچنے کی راہ بنا دوں گا۔

۲... انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے کیونکہ وہ اپنی مخلوق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے مفادات سے باخبر اور ان کی ضروریات پوری کرنے پر قادر ہے۔

O... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہے"

O... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "بے نیازی اور عزت گردش کرتی رہتی ہے اور اگر ایسی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں توکل پایا جائے تو اسی کو اپنا وطن قرار دیتی ہے"

۳... انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔

O... امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں "اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کوئی مومن بندہ اللہ کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ اپنے اس مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کریم ہے۔ تمام خیر اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف اسے ناامید کرے۔ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اسی کی طرف رغبت کرو۔"

۴... انسان مصیبت کے وقت صبر کرے اور فعل حرام کے محرکات خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان کے مقابلے میں استقامت سے کام لے۔

O... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اللہ صبر کرنے والوں کو بلا حساب اجر اور جزا دیتا ہے۔"

O... رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" ناپسند چیز پر صبر کرو۔ صبر کرنے میں خیر کثیر ہے اور یہ یاد رکھو کہ فتح اور کامیابی صبر کے ساتھ ہے راحت سختی اور مشقت کے ساتھ ہے۔ بے شک ہر سختی کے بعد آسانی اور آرام ہے۔"

O... امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں" صبر فتح اور کامیابی کے بغیر نہیں ہے اگر چہ زمانہ طولانی ہو جائے"

O... صبر کی دو قسمیں ہیں۔ مصیبت آنے پر صبر کرنا جو خوبی اور وقار ہے اور اس سے بہتر وہ صبر ہے کہ جو فعل حرام سے دور رہنے میں استعمال کیا گیا ہو۔"

۵... انسان عفت نفس اختیار کرے۔

O... امام ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں" اللہ کے نزدیک کوئی عبادت عفت شکم وفرج سے بہتر نہیں ہے"

O... امام ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔" جعفری شیعہ وہ ہے جس کا شکم اور فرج عفت دار ہو۔"

O... "اس کی شدید کوشش ہو کہ اپنے خالق کے لیے کام کرے۔ اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اس کے عذاب سے خائف ہو۔"

۶... انسان علم اور حلم کی صفات سے آراستہ ہو۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔" اللہ تعالیٰ جاہل کو ہرگز ترقی نہیں دیتا اور جو شخص صفت حلم سے آراستہ ہو اسے ذلیل نہیں کرتا۔"

O... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔" جو شخص حلیم ہو اسے اس صفت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ سب لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے مددگار رہوں گے۔"

O... امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔" جب تک انسان حلم سے آراستہ نہ ہو گا وہ عبادت گزار نہ ہو سکے گا۔"

۷... انسان متواضع ہو۔ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اور موت کو زیادہ یاد کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے" جو شخص تواضع اور فروتنی سے پیش آئے اللہ اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے اللہ اسے نیچا کرتا ہے اور جو اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اللہ اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرے اللہ اسے محروم رکھتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرے اللہ اسے دوست رکھتا ہے"

۸... انسان انصاف کرے اور دینی بھائیوں سے ہمدردی کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آنا اور اللہ کے لیے ہر حال میں دینی بھائی سے ہمدردی کرنا تمام اعمال سے اچھا ہے۔''

۹... انسان دوسروں کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''بشارت ہو اس شخص کو جو لوگوں کے بجائے خدا کا خوف رکھتا ہو اور مومنین کی عیب جوئی کے بجائے اپنے عیوب کے علاج میں مشغول ہو اور سب سے جلد جس عمل خیر کا ثواب ملتا ہے وہ حسن سلوک ہے اور سب سے پہلے جس برے فعل کی سزا ملتی ہے وہ بدفعلی اور زنا کاری ہے انسان کے لیے یہی عیب کافی ہے کہ دوسروں کے عیوب دیکھے اور اپنے عیوب کی طرف ملتفت نہ ہو اور جسے خود ترک نہیں کرسکتا اسے دوسروں کے لیے ننگ و عار سمجھے اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو معمولی چیز پر اذیت پہنچائے۔

O... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے اللہ اس کے ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جو اپنے دین کی خاطر کام کرتا ہے اللہ اس کے دنیاوی کام پورے کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ اچھا رابطہ رکھتا ہے اللہ اس کے اور لوگوں کے روابط کی اصلاح کرتا ہے۔''

۱۰... انسان زہد اختیار کرے اور دنیا سے ترک رغبت کو اپنا شعار قرار دے۔

O... امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں ''جو شخص دنیا میں زہد کو اپنا شعار قرار دے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو حکمت سے مضبوط کردیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری کرتا ہے اور اس کی آنکھوں کو دنیا کے عیوب اور درد و دوا دیکھنے کی بینائی عطا کرتا ہے اور اسے امن و امان کے ساتھ دارالسلام کی طرف لے جاتا ہے۔''

O... ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کافی عرصے کے بعد بڑی مشکل سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو۔ پرہیزگار اور محنت کش رہو۔ اور جس چیز تک تمہاری رسائی نہ ہو سکے اس کی طمع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ لوگوں کے مال و متاع اور عورتوں پر نگاہ نہ رکھو اور لوگوں کے مال اور اولاد کی طرف تمہارا دل مائل نہ ہو جائے۔ رسول اللہ جو کی روٹی پر زندگی گزارتے تھے حلوہ کی جگہ خرما استعمال کرتے تھے۔ آگ کھجور کی ٹہنیوں سے روشن کرتے تھے۔ مصیبت میں رسولؐ کے مصائب کو یاد کرو کیونکہ ان کے برابر کسی پر بھی مصائب نہیں آئے۔''

منکرامور (یعنی بری چیزیں)

غصہ اور غضب:

O... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "غصہ اور غضب ایمان کو اسی طرح فاسد کرتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے۔"

O... امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "غصہ اور غضب ہر شر کی کنجی ہے۔"

O... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "جو شخص غصہ اور غضب کرتا ہے اسے کبھی راحت نہیں ملے گی حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے جو شخص اپنی قوم پر غضب کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے شیطان کی پلیدی اس سے دور ہو جائے گی اور جو شخص ذی رحم رشتے داروں سے خفا ہو جائے وہ ان سے قریب ہو کر انہیں مس کرے کیونکہ ذی رحم کو مس کرنے سے سکون آتا ہے۔"

حسد:

O... رسول اکرمؐ نے ایک دن اصحاب سے فرمایا "تم میں بھی گزشتہ امتوں کی طرح ایک بیماری آ گئی ہے اور وہ حسد ہے۔ یہ بیماری مال کو ختم نہیں کرتی بلکہ دین کو ختم کر دیتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ کو روکے اور زبان کو بند رکھے اور اپنے مومن بھائی کو طعنہ نہ دے۔"

O... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔"

ظلم

O... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "انسان جو چیز ظلم کے ذریعے حاصل کرے وہ اس کے نفس یا مال یا اولاد سے واپس لے لی جائے گی۔"

O... نیز جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ظلم سے کامیابی حاصل کرنے والوں کی ہرگز خیر نہیں ہے۔ مظلوم کا جتنا مال جاتا ہے وہ ظالم کے دین سے اس سے زیادہ لیتا ہے۔"

شرانگیزی

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "قیامت کے دن خدا کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جس کی عزت لوگ اس کے شر کے ڈر سے کریں۔

O... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''جس شخص کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو وہ جہنمی ہے۔''

O... نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''خلق خدا میں سب سے زادہ مبغوض بندہ وہ ہے جس کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو۔''

خرید و فروخت کے احکام

مسئلہ ۲۰۵۲ : کاروباری آدمی کے لیے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے ۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''جو شخص خرید و فروخت کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ ان کے احکام سیکھ لے اور اگر ان احکام کے سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔

مسئلہ ۲۰۵۳ : اگر انسان مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل ہے تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۰۵۴ : جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور کچھ اخراجات (مثلاً بیوی بچوں کا خرچ) اس پر واجب ہوں اسے چاہیے کہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لیے مثلاً اہل و عیال کے رزق میں کشائش پیدا کرنے اور فقراء کی مدد کرنے کے لیے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مستحبات

خرید و فروخت میں چار چیزیں مستحب ہیں

۱... یہ کہ جنس کی قیمت میں مسلمان خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

۲... یہ کہ جنس کی قیمت میں سخت گیری نہ کرے یعنی زیادہ مہنگی نہ بیچے۔

۳... یہ کہ جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو کچھ کم لے۔

۴... یہ کہ اگر کوئی شخص کچھ خریدنے کے بعد پشیمان ہو کہ اس چیز کو واپس کرنا چاہیے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

مسئلہ ۲۰۵۵ : خاص خاص مکروہ معاملات ۔

۱... جائیداد کا بیچنا بجز اس کے کہ اس رقم سے دوسری جائیداد خریدی جائے ۔

۲... قصاب بننا۔

۳... کفن بیچنا۔

۴... پست لوگوں سے معاملہ کرنا۔

۵... صبح کی اذان سے سورج نکلنے کے وقت تک معاملہ کرنا۔

۶... گندم، جو اور انہیں جیسی دوسری چیزوں کی خرید وفروخت کو اپنا پیشا قرار دینا۔

۷... اگر کوئی شخص کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے معاملہ میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔

حرام معاملات

مسئلہ ۲۰۵۶ : چھ قسم کے لین دین حرام ہیں۔

۱... عین نجاست۔ مثلاً نشہ آور مشروبات، اور وہ کتے جو شکار یا حراست وحفاظت کے لیے نہ ہوں، مردار اور سور کی خرید وفروخت ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید وفروخت اس صورت میں جائز ہے جب ان سے حلال فائدہ حاصل کرنا ہو۔(مثلاً پاخانے سے کھاد بنائی ہو) اگر چہ احتیاط اس میں ہے کہ ان کی خرید وفروخت سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲... غصبی مال کی خرید وفروخت۔

۳... احتیاط کی بنا پر ان چیزوں کی خرید وفروخت حرام ہے جو عموماً مال تجارت متصور نہ ہوتی ہوں مثلاً درندوں کی خرید وفروخت۔

۴... جس لین دین میں سود ہو۔

۵... ایسی چیز کی خرید وفروخت جس سے عام طور پر صرف حرام فعل انجام پاتا ہو مثلاً جوے کے آلات۔

۶... ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز کی ملاوٹ کی گئی ہو جب کہ ملاوٹ کا پتہ نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے۔ مثلاً ایسے گھی کا بیچنا جس میں چربی ملا دی گئی ہو اور اس عمل کو ''غش'' کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی چیز میں ملاوٹ کر کے مسلمانوں کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے یا ان کے ساتھ مکر وحیلہ کرتا ہے وہ ہماری امت سے نہیں ہے اور جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ غش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کے معاش کے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۷ : جو پاک چیز نجس ہوگئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر خریدار اس چیز کو ایسے کام کے لیے خریدے جس کے لیے اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً وہ ایک قسم کی غذا ہو جس کو وہ کھانا چاہتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیے کہ اس کے نجس ہونے کے متعلق اسے بتا دے لیکن اگر نجس چیز لباس ہو تو اس کے نجس ہونے کے متعلق بتانا ضروری نہیں خواہ خریدار اس کو پہن کر نماز ہی کیوں نہ پڑھے کیوں کہ نماز میں بدن اور لباس کی ظاہری طہارت

کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۸ : اگر کوئی ایسی پاک چیز مثلاً گھی اور تیل نجس ہو جائے جسے دھو کر پاک کرنا ممکن نہ ہو اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیے ضرورت ہو جس کے لیے پاک ہونا شرط ہو مثلاً گھی کی کھانے کے لیے ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اس کی نجاست کے بارے میں خریدنے والے کو اطلاع دے دے اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیے ضرورت ہو جس کے لیے اس کا پاک ہونا شرط نہ ہو مثلاً نجس تیل جلانے کے لیے چاہیے ہو لیکن امکان اس بات کا ہو کہ اس سے خریدنے والے کی غذا یا بدن نجس ہو جائے گا تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اس صورت میں بھی بیچنے والے کا خریدار کو بتا دینا ضروری ہے کیوں کہ نجاست کھانے کا سبب بننا جائز نہیں اور اسی طرح بدن کی نجاست کا سبب بننا جس سے وضو یا غسل باطل ہوتا ہو جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۵۹ : اگر چہ نجس خوردنی دواؤں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو بتا دینا چاہیے اور اگر وہ دوائیں کھانے کی نہ ہوں لیکن خردار کی غذا یا بدن کے نجاست سے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۰ : جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مرجانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے حاصل کریں تو گو وہ نجس ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی کیفیت سے خریدار کو مطلع کر دے۔ بایں شرط کہ اس کی منفعت حلال اور عقلائی ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۱ : اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید وفروخت حرام اور اس کا معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۲ : جو چمڑہ غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اسے نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۳ : جو چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ آیا یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس چمڑے کو نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا یا اس چربی کا کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۴ : نشہ آور مشروبات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۵ : غصبی مال کا بیچنا باطل ہے اور بیچنے والے کو چاہیے کہ جو رقم خریدار سے لی ہوا سے واپس کر دے۔

مسئلہ ۲۰۶۶ : اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کا ارادہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ ارادہ سودے کی صحت کے لیے ضرر رساں نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

مسئلہ ۲۰۶۷ : اگر خریدار یہ چاہے کہ جو جنس اس نے ادھار خریدی ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے ادا کرے تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ اسے چاہیے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے حتیٰ کہ اس کا ادھار ادا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۶۸ : لہو ولعب کے آلات (مثلاً تار اور ساز) کی خرید و فروخت حرام ہے۔ اور احتیاط کی بنا پر چھوٹے چھوٹے ساز جو بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں حرام امور میں استعمال کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۹ : اگر کوئی ایسی چیز جس سے جائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس ارادے سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس مقصد سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے تو اس کا سودا حرام بلکہ احتیاط کی بنا پر باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص انگور اس ارادے سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۰ : جاندار کا مجسمہ بنانا بلکہ اس کی نقاشی کرنا بھی حرام ہے لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اسے بھی ترک کیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۱ : کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اگر کوئی ایسی چیز خریدے تو اسے چاہیے کہ اس کے اصل مالک کو لوٹا دے۔

مسئلہ ۲۰۷۲ : اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے مثلاً یہ کہے کہ میں یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں تو اس میں جتنی چربی ہے اس کی مقدار تک سودا باطل ہے اور جو رقم بیچنے والے نے چربی کی وصول کی ہے وہ خریدار کا مال ہے اور جتنی چربی ہو وہ بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس خالص گھی کا معاملہ بھی جو اس کا جزو ہے فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر بیچنے والا اسے معین نہ کرے اور ایک من گھی کی ذمہ داری لیکر بیچے اور بعد میں چربی ملا ہوا گھی دے دے تو خریدار وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۳ : جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اس جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گندم کی قیمت ڈیڑھ من گندم وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک کھری اور دوسری عیب دار ہو یا ایک

جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سود اور حرام ہے لہٰذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے اور اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گڑھا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۴ : بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گندم کو ایک من گندم اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لیے کوئی کام کرے گا تو یہ سود اور حرام ہوگا ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۵ : جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے مثلاً ایک من گندم ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً اگر ایک شخص ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۶ : اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور ہاتھ سے ناپ کر بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا تو ضروری ہے کہ اگر ایک ہی کپڑے کو ہم جنس کپڑے کے عوض بیچا جائے تو ان کے درمیان تفاوت نہ ہو یعنی ایک گز کو ڈیڑھ گز پر نہ بیچا جائے اور اگر ایسا کیا گیا تو وہ سود اور حرام ہے لیکن ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے (مثلاً انڈے) اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ انڈے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مثال کے طور پر دس انڈے گیارہ انڈوں کے عوض بطور ذمہ یعنی بطور ادھار بیچے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان میں فرق ہو مثلاً دس بڑے انڈے گیارہ درمیانی سائز کے انڈوں کے عوض بطور ذمہ بیچے یہ صحیح ہے کیوں کہ قیمت اور چیز میں امتیاز موجود ہے اگر چہ وہ امتیاز ایک نقد دوسرا ادھار ہونے کے سبب سے بھی کافی ہے۔نوٹوں کا کچھ مدت کے لیے بیچ کر کچھ زیادہ پر خریدنا جائز ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو سو روپے بیچتا کہ چھ مہینے کے بعد ۱۱۰ روپے وصول کرے چاہے ان کے درمیان فرق ہو یا نہ بھی ہو مثلاً یہ کہ سو روپے کے نوٹ کسی دوسری قسم کے نوٹوں مثلاً دینار یا پاؤنڈ یا ڈالر کے لیے دے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس صورت میں قیمت میں تفاوت ہوتے ہوئے بھی کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۷ : اگر کسی جنس کو بیشتر شہروں میں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جنس کو اگر اسی جنس کے ساتھ بیچا جائے تو بڑھا کر نہ بیچا جائے لیکن اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جا سکے کہ بیشتر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شہر میں وہاں کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

مسئلہ ۲۰۷۸ : اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں تو زیادہ لینے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔بس اگر کوئی شخص ایک من چاول بیچے اور اس کے بدلے میں دو من گندم لے تو سودا درست ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۹ : ایک شخص جو جنس بیچ رہا ہو اور اس کے بدلے میں جو کچھ لے رہا ہو اگر وہ دونوں ایک ہی چیز سے بنی ہوں تو اسے چاہیے کہ اضافہ نہ لے مثلاً اگر وہ ایک من گائے کا گھی بیچے اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ من گائے کا پنیر حاصل کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے اور اگر وہ پکے میوں کا سودا کچے میوں سے کرے تب بھی اضافہ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۸۰ : سود کے اعتبار سے گندم اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں لہٰذا مثال کے طور پر اگر ایک شخص ایک من گندم دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گندم کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گندم بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لیے ہیں اور گندم کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لیے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۱ : سود والا سودا خواہ مسلمان سے ہو یا کافر سے حرام ہے۔البتہ اگر مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو یا ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہو اور سود لینا اس کی شریعت میں جائز ہو سود لے لے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر باپ بیٹا اور میاں بیوی بھی ایک دوسرے سے سود نہیں لے سکتے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

مسئلہ ۲۰۸۲ : بیچنے والے اور خریدار کے لیے چھ چیزیں ضروری ہیں۔

۱... یہ کہ بالغ ہوں۔

۲... یہ کہ عاقل ہوں۔

۳... یہ کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنے معاملات کو عقلمندوں کی طرح انجام دیتا ہو۔

۴... یہ کہ خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہوگا۔

۵... یہ کہ کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

۶... یہ کہ جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۰۸۳ : کسی نابالغ بچہ کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن اگر سودا اس کے ولی کے ساتھ ہو اور نابالغ بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو فقط لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح

ہے اگر چہ وہ ممیز بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم پر تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس امر کا وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے اگر چہ بچہ ممیز نہ ہو یعنی برے بھلے کی تمیز نہ رکھتا ہو تو وہ سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے تاہم بیچنے والے اور خریدار کو یقین اور اطمینان ہونا چاہیے کہ بچہ جنس یا رقم اس کے مالک کو پہنچا دے گا۔

مسئلہ ۲۰۸۴ : اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچہ سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خرید لے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو اسے چاہیے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے ولی کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے مظالم کی بابت (یعنی ظلم زیادتی یا ناانصافی سے برأت کی خاطر) کسی فقیر کو دے دے۔

مسئلہ ۲۰۸۵ : اگر کوئی شخص ایک ممیز بچے سے اس صورت میں سودا کرے جب کہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے ولی سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ ممیز نہ ہو تو پھر وہ شخص مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۰۸۶ : اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۰۸۷ : اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۸ : بچے کا باپ اور دادا اور نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اگر صورت حال کا تقاضہ ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانہ شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۹ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر لے اور بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۰ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہوگی اور

اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

مسئلہ ۲۰۹۱ : جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں دی جائے اس کی پانچ شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ تول یا ناپ یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

۲... یہ کہ طرفین ان چیزوں کو ایک دوسرے کی تحویل میں دینے پر قادر ہوں لہٰذا ایک ایسے گھوڑے کا بیچنا جو بھاگ گیا ہو درست نہیں ہے لیکن جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اس کا بیچنے والا اسے کسی ایسی چیز مثلاً ایک فرش کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ خریدار کے سپرد کر سکتا ہو تو خواہ وہ گھوڑا نہ بھی ملے سودا صحیح ہے۔

۳... وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور جن کی وجہ سے سودے میں لوگوں کے میلان میں فرق پڑتا ہو معین کر دی جائیں۔

۴... یہ کہ ملکیت خالص اور کامل ہو لہٰذا جو مال انسان نے وقف کر دیا ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا چند صورتوں کے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۵... یہ کہ بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کی منفعت دے مثلاً کسی سے فرش خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کی ایک سال کی منفعت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۰۹۲ : جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں انسان کو چاہیے کہ اس جنس کو تول یا ناپ کے ذریعے ہی خریدے لیکن جس شہر میں جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۳ : جس چیز کی خرید وفروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا ناپ کر بھی کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ اگر مثال کے طور پر ایک شخص دس من گندم بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گندم سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۴ : جو شرائط بیان کی گئی ہیں اگر کسی سودے میں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو تو سودا باطل ہے۔ ہاں اگر بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرا کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰۹۵ : جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے یا خراب ہونے والی ہو کہ جس فائدے کے لیے وقف کی گئی ہو وہ حاصل نہ کیا جا سکے۔ مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس پر نماز نہ

پڑھی جا سکے تو اسے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد میں ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۶ : جب ان لوگوں کے مابین جن کے لیے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو جائز ہے کہ وہ مال بیچ دیا جائے اور رقم کو ایسے کام پر خرچ کیا جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد کے قریب تر ہو اور اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ اگر وقف کے بیچ دینے میں مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۷: جو جائیداد کسی دوسرے کو پٹے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لیے اسے پٹے پر دیا گیا ہو اتنی مدت کی آمدنی پٹہ دار کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد پٹے پر دی جا چکی ہے اس گمان کے تحت کہ پٹے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لیا ہو تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

خرید وفروخت کا صیغہ

مسئلہ ۲۰۹۸ : خرید و فروخت میں یہ ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم کے عوض بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والے دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید فروخت ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۹ : اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں

میووں کی خرید وفروخت

مسئلہ ۲۱۰۰ : جس میوے کے پھول گر چکے ہیں اور اس میں دانے پڑ چکے ہوں اس کے توڑنے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے اور بیل میں لگے ہوئے کچے انگوروں کے بیچنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۱ : جو میوہ درخت پر لگا ہو اس کے دانے پڑنے اور پھول گرنے سے پہلے بھی اس کا بیچنا جائز ہے اور بیچنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ زمین سے اگنے والی کوئی چیز مثلاً سبزیاں اس کے ساتھ ملا کر بیچنے یا خریدنے والے سے یہ طے کرے کہ وہ دانہ پڑنے سے پہلے میوہ توڑ لے یا ایک سال سے زیادہ کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۱۰۲ : جو کھجوریں زرد یا سرخ ہو چکی ہوں ان کے درخت پر لگے ہوئے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا عوض اسی درخت کی کھجوریں قرار نہ دی جائیں البتہ اگر ایک شخص کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر یا باغ میں ہو تو اگر اس

درخت کی کھجوروں کا تخمینہ لگایا جائے اور درخت کا مالک انہیں گھر یا باغ کے مالک کے پاس بیچ دے اور اس کا عوض اسی درخت کی کھجوروں کو قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۳ : کھیرے اور بینگن اور سبزیاں اور انہیں جیسی چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ ظاہر اور نمایاں ہو چکی ہوں اور یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۴ : اگر دانہ آنے کے بعد گندم اور جو کی بالی کو گندم اور اور جو کے علاوہ کسی ایسی چیز کے بدلے بیچ دیا جائے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں

نقد اور ادھار

مسئلہ ۲۱۰۵ : اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اسے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں اور مکان اور زمین وغیرہ کا قبضہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے تاکہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور فرش اور لباس وغیرہ کا قبضہ اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ اس چیز کو اس طرح خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے کہ اگر وہ اسے اس جگہ سے کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا کوئی روک ٹوک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۰۶ : ادھار کے معاملہ میں چاہیے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو لہٰذا اگر کوئی شخص اس دعوے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک متعین نہیں ہوتی اس لیے سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۷ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کے گزرنے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ مدت گزرنے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ مرنے والے کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۸ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت آپس میں طے کی گئی ہو اس کے گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیے کہ اسے مہلت دے یا سودا فسخ کر دے اور اگر وہ جنس جو بیچی ہو موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۰۹ : اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جو ایک جنس کی قیمت نہ جانتا ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جو جنس کی نقد قیمت جانتا ہو ادھار دے اور زیادہ دام لگائے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی اس قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط

کو قبول کرلے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۱۰ : اگر ایک شخص نے ایک جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد واجب الادا رقم کی مقدار کم کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

مسئلہ ۲۱۱۱ : معاملہ سلف سے مراد یہ ہے کہ خریدار قیمت دے دے اور ایک مدت کے بعد جنس اپنے قبضے میں لے اور اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تا کہ مثلاً چھ مہینے کے بعد فلاں جنس لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں جنس بیچی تا کہ اس کا قبضہ چھ مہینے کے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۲ : اگر کوئی شخص ایسے سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے ہوں بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی جنس یا سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری جنس یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو جنس بیچے اس کے عوض رقم لے اور کوئی دوسری جنس نہ لے۔

مسئلہ ۲۱۱۳ : معاملہ سلف میں سات شرطیں ہیں۔

۱... ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی جنس کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے لیکن زیادہ باریک بینی بھی ضروری نہیں بلکہ اس قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئیں ہیں۔

۲... اس سے پیشتر کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے جنس کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرے اور اگر خریدار اس جنس کی قیمت کچھ مقدار بیچنے والے کو دے دے تو اگر چہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

۳... مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا کہے کہ جنس کا قبضہ فصل کٹنے پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا تعین ٹھیک ٹھیک نہیں ہوتا اس لیے سودا باطل ہے۔

۴... جنس کا قبضہ دینے کے لیے ایسا وقت معین کیا جائے جس وقت وہ جنس اتنی کمیاب نہ ہو کہ بیچنے والا اس کا قبضہ نہ دے سکے۔

۵... جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین کیا جائے لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتہ چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۶... اس جنس کا تول یا ناپ معین کیا جائے اور جس چیز کو عموماً دیکھ کر اس کا سودا کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں فرق اس قدر کم ہونا چاہیے کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

۷... جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ان اجناس میں سے ہو جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتیں ہیں تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو مثلاً گندم کو گندم کے بدلے بطور سلف نہیں بیچا جا سکتا۔

معاملہ سلف کے احکام

مسئلہ ۲۱۱۴ : جو جنس انسان نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بائع کے علاوہ کسی کے پاس نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگر چہ خریدار نے اس جنس کو اپنے قبضے میں نہ لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جن غلوں مثلاً گندم اور جو اور دوسری اجناس کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ مشتری نے جس قیمت پر خریدی ہوں اسی قیمت پر بیچ ڈالے۔

مسئلہ ۲۱۱۵ : سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر وہ جنس دے دے جس کا سودا ہوا ہو تو خریدار کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔ نیز اگر بیچنے والا جس چیز کا سودا ہوا ہو اس سے بہتر چیز دے لیکن جنس کے اعتبار سے دونوں ایک سمجھی جاتی ہوں تو خریدار کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۱۱۶ : اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۷: اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۸ : جو جنس بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لیے طے شدہ وقت پر نایاب ہو جائے اور بیچنے والا اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تا کہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۱۹ : اگر ایک شخص کوئی جنس بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ جنس خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی

قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

مسئلہ ۲۱۲۰ : اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو خواہ وہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۱ : اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۲ : اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو بیچنے والے اور خریدار کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہو اس کی مقدار کچھ بھی متعلقہ شخص کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۳ : اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے سپرد کر دے لیکن دوسرا کچھ مقدار دوسرے کے سپرد کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۴ : اگر کان کی چاندی کی مٹی کو خالص چاندی سے اور کان کی سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے لیکن چاندی کی مٹی کو سونے سے اور سونے کی مٹی کو چاندی سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

معاملہ فسخ کیے جانے کی صورتیں

مسئلہ ۲۱۲۵ : معاملہ فسخ کرنے کے حق کو خیار کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

۱... یہ کہ جس مجلس میں سودا طے ہوا ہے فریقین وہاں سے جدا نہ ہوئے ہوں اور اس خیار کو ''خیار مجلس'' کہتے ہیں۔

۲... یہ کہ بیع کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا اور دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے ''خیار غبن'' کہتے ہیں۔ مغبون سے مراد وہ شخص ہے جسے نقصان پہنچا ہو یعنی جس کے ساتھ دھوکا ہوا ہو۔

۳... سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ ایک مقررہ مدت تک دونوں کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے ''خیار شرط'' کہتے ہیں۔

۴... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے اس مال کی قیمت لوگوں کی نظروں میں بڑھ جائے۔ اسے خیار تدلیس کہتے ہیں۔

۵... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ ایک کام سرانجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ

ہو یا یہ شرط کی جائے کہ ایک فریق دوسرے کو ایک مخصوص قسم کا مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو۔ اس میں شرط کنندہ معاملے کو فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار خلف شرط'' کہتے ہیں۔

۶... دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو اسے ''خیار عیب'' کہتے ہیں۔

۷... یہ پتہ چلے کہ فریقین نے جس جنس کا معاملہ کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کا عوض دے چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے ''خیار شرکت'' کہتے ہیں۔

۸... جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس جنس میں نہیں ہیں تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار رویت'' کہتے ہیں۔

۹... اگر خریدار جنس کی قیمت دینے میں تاخیر کی شرط نہ دے اور تین دن تک قیمت نہ دے تو اگر بیچنے والے نے وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے لیکن جو جنس خریدار نے خریدی ہے اگر وہ بعض ایسے میووں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں اور رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار تاخیر'' کہتے ہیں۔

۱۰... جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار حیوان'' کہتے ہیں۔

۱۱... بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔ اسے ''خیار تعذر تسلیم'' کہتے ہیں۔

ان تمام اقسام کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۲۶: اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور اتنا مہنگا خریدے کہ عام لوگ اسے اہمیت دیتے ہوں (یعنی بہت مہنگا سمجھتے ہوں) تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔ نیز اگر بیچنے والا جنس کی قیمت کا علم نہ رکھتا ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور لوگ جتنا سستا اس نے بیچا ہے اسے اہمیت دیتے ہوں تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۷: ''بیع شرط'' کے سودے میں جب کہ مثال کے طور پر ہزار روپے کا مکان دو سو روپے میں بیچ دیا جائے اور طے

کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کردے تو سودے کو فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید وفروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۸ : ''بیع شرط'' کے سودے میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خواہ وہ مقررہ مدت میں رقم واپس نہ بھی کرے خریدار املاک اسے واپس کردے گا تو سودا صحیح ہے۔لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم واپس نہ کرے تو وہ خریدار سے املاک کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے املاک کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۲۹ : اگر کوئی شخص بڑھیا چائے کو گھٹیا چائے سے ملا کر بڑھیا چائے کے نام سے بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۰ : اگر خریدار کو پتہ چلے کہ جو مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور خریدنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے اور ایسا عیب مال میں سودے سے پہلے ہو اور اسے علم نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے ۔اور اس مال کو بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہوگئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی سے مانع ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا تعین کرکے بے عیب اور عیب دار کی قیمت کے فرق کی نسبت سے رقم بیچنے والے سے واپس لے لے مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر اس مال کے بے عیب ہونے کی صورت میں اس کی قیمت آٹھ روپے اور عیب دار ہونے کی صورت میں چھ روپے ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لیے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۳۱ : اگر بیچنے والے کو پتہ چلے کہ اس نے جس چیز کے عوض اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے اور وہ عیب مال کے عوض میں دی گئی چیز میں سودے سے پہلے موجود ہو اور اسے علم ہو یا نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو کچھ اسے اس مال کے عوض میں ملا ہے اسے اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے اور اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق حاصل کر سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۲ : اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۳ : اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ فوراً سودے کو فسخ کردے بلکہ وہ بعد میں بھی سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے ۔اور دوسرے خیارات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔لیکن اس کو اس قدر معاملے کے فسخ

کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ دوسری جانب کے لیے ضرر کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۱۳۴ : اگر کسی شخص کو کوئی جنس خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتہ چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو خریدار سودے کو فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵ : چار صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۱... یہ کہ خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

۲... یہ کہ مال کے عیب کو قبول کر لے۔

۳... سودا کرتے وقت کہے "اگر مال میں عیب بھی ہو تو میں واپس نہیں کروں گا اور قیمت کا فرق بھی نہیں لوں گا"۔

۴... سودے کے وقت بیچنے والا کہے "میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے کہ میں اس مال کو اس عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی اور عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۶ : اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا لیکن بے عیب اور عیب دار کے درمیان قیمت کا جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت (جو کہ تین دن ہے) گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے اور اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب ظاہر ہو جائے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسا مال رکھتا ہو جسے اس نے خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہ وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتہ چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۱۳۸ : اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو اسے چاہیے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا چاہیے کہ

مال نقد خریدا ہے یا ادھار اور اگر مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں علم ہو جائے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۹ : اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور یہ کہے۔ ''یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہارے بیچنے کی اجرت ہوگی۔'' تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہوگا اور بیچنے والا مالک سے فقط اپنی محنت کی اجرت لے سکتا ہے لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے کہ اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو زیادتی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۴۰ : اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہوگا لہٰذا اگر وہ اس گوشت کو معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہیے کہ اسے نر جانور کا گوشت دے۔

مسئلہ ۲۱۴۱ : اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہیے جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۲ : لین دین میں قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

شرکت کے احکام

مسئلہ ۲۱۴۳ : اگر دو شخص آپس میں شرکت کرنا چاہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مال کی کچھ مقدار دوسرے کے مال سے اس طرح خلط ملط کر دے کہ وہ مال ایک دوسرے سے ممیز نہ کئے جا سکیں اور وہ اشخاص عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے پتہ چلے کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۴ : اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت کریں۔ مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل کریں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کیا تو ہر ایک اپنی حاصل شدہ اجرت کا مالک ہوگا اور اگر دونوں کی تحصیل کردہ اجرت کو ممیز کرنا مشکل ہو تو آپس میں مصالحت کریں اور جس طرح دونوں رضامند ہوں دستیاب مال کو تقسیم کریں۔

مسئلہ ۲۱۴۵ : اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شرکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا بھی خود ذمہ دار ہو لیکن جو جنس انھوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شرکت درست نہیں۔ البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے تا کہ وہ اس کے لیے ادھار میں جنس خریدے اور بعد میں ہر شریک کار جنس کو اپنے لیے اور اپنے شریک کار کے لیے خریدے جس کے لیے دونوں ذمہ دار رہوں تو ایسی شرکت

صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۶ : جو اشخاص شرکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور ارادے اور اختیار کے ساتھ شرکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ شخص (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر خرچ کرتا ہے) اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شرکت کرے تو وہ شرکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۷ : اگر شرکت کے معاہدہ میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا اپنے شریک سے زیادہ کام کرے گا اس کو منفعت میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں لیکن اگر یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا اسے منفعت کا زیادہ حصہ ملے گا تو اظہر یہ ہے کہ گو ان لوگوں کی شرکت صحیح ہے لیکن یہ شرط باطل ہے اور ان کے مابین منافع ان کے مال کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۴۸ : اگر شرکاء یہ طے کریں کہ ساری منفعت کسی ایک شخص کی ہوگی یا سارا نقصان یا اس کا بیشتر حصہ ان میں سے کسی ایک شخص کو برداشت کرنا ہوگا تو شرکت صحیح ہے لیکن نفع اور نقصان ان کے مابین مال کی نسبت سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۴۹ : اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منفعت ملے گی اور اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع اور نقصان بھی ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو انہیں چاہیے کہ نفع اور نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دوگنا ہو تو نفع اور نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دوگنا ہوگا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا کوئی کام بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۵۰ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرے گا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا تو انہیں چاہیے کہ اس معاہدہ پر عمل کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۱ : اگر شرکاء یہ معین نہ کریں کہ ان میں سے کون سرمائے کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے لین دین نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۵۲ : جو شریک شرکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شرکت کے معاہدے پر عمل کرے مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا اور نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو اسے چاہیے کہ جو طے ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس کے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ معمول کے مطابق لین دین کرے تا کہ شرکت کو نقصان نہ ہو۔ نیز سفر میں شرکت کا مال اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔

مسئلہ ۲۱۵۳ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اگر وہ اس کے برخلاف خرید وفروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں جہاں تک دوسرے شریک کے حصے کا تعلق ہے وہ سودا بیکار ہے لہٰذا اگر وہ اس سودے کی اجازت نہ دے تو اپنا عین مال اور عین مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا عوض لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۴ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارا سرمایا تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۵ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایا تلف ہو گیا ہے اور حاکم شرع کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہیے۔ یعنی جو یہ کہتا ہے کہ مال تلف نہیں ہوا۔ یا اس مال کے باقی رہنے پر گواہ نہ ہوں اور یہی حکم ہے کہ وہ شریک کہ جس کے ہاتھ میں مال شراکت ہو اور دوسرے باہم متفق ہوں کہ مال تلف ہو گیا ہے لیکن جس کے ہاتھ میں مال نہیں تھا وہ دوسرے کو مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام دے اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب دوسرے شخص کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۱۵۶ : اگر تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لیے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شرکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۷ : جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضہ کرے کہ شرکت کا سرمایا تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شرکت کی معینہ مدت میں سے کچھ باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا چاہیے ماسوا اس صورت کے کہ تقسیم شرکاء کے لیے قابل ملاحظہ ضرر کا موجب ہو۔

مسئلہ ۲۱۵۸ : اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ ہو جائے یا بیہوش ہو جائے تو دوسرے شرکا شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۹ : اگر شریک اپنے لیے کوئی چیز ادھار خریدے تو نفع اور نقصان اس کا مال ہے لیکن اگر وہ چیز شرکت کے لیے خریدے اور دوسرا شریک اس کی اجازت دے دے مثلاً کہے کہ میں اس سودے پر راضی ہوں تو پھر نفع اور نقصان میں دونوں

شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۲۱۶۰ : اگر شرکت کے سرمائے سے کوئی معاملہ کیا جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ شرکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شرکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر چہ شرکاء جانتے ہوئے کہ شرکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی ہوں تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملہ سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اور اگر صورت یہ نہ ہو تو جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہ ہوئے ہوں اگر یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملہ پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے دونوں صورتوں میں ان میں سے جس نے بھی شرکت کے لیے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے ارادہ سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

مسئلہ ۲۱۶۱ : صلح سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے اور دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص عوض لیے بغیر اپنا مال یا مال کی منفعت دوسرے کو دے دے یا قرض یا اپنا حق چھوڑ دے تو بھی صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۲ : جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سفیہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۶۳ : صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ پتہ چلے کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۴ : اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تا کہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور گھی کی کچھ قیمت مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لیے اس شرط پر کرائے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے مستفید ہو اور اس کے عوض کچھ گھی دے دے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۵ : اگر کوئی شخص اس قرض کے بدلے میں جو اس نے دوسرے سے لینا ہو اگر اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱۶۶ : اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو اور قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ کو جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کرلے مثلاً اس کو پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کرلے تو باقی ماندہ رقم مقروض پر حلال نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ جو کچھ اس کو دینا ہو اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کرلے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم بھی ہوتا تب بھی اسی مقدار یعنی دس روپے پر صلح کرلیتا۔

مسئلہ ۲۱۶۷ : اگر دو اشخاص ایسی چیزوں سے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور جن کے وزن معلوم ہوں آپس میں صلح کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر ان کا وزن معلوم نہ ہو تو اگر چہ اس بات کا احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے اور وہ صلح کرلیں تو صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۸ : اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے کچھ لینا ہو (یعنی قرضہ وغیرہ وصول کرنا ہو) یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے کچھ لینا ہو اور اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور دونوں کی طلب ایک ہی جنس کی اور ایک ہی وزن کی ہو مثلاً دونوں کو ایک دوسرے سے دس من گندم لینی ہو تو ان کی صلح صحیح ہے اور اگر ان کی طلب کی جنس ایک نہ ہو مثلاً ایک کو دس من چاول اور دوسرے کو بارہ من گندم لینی ہو تب بھی صلح صحیح ہے لیکن اگر ان کی طلب ایک ہی جنس کی ہو اور وہ ایسی ہو جس کا سودا عموماً تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیانہ یکساں نہ ہو تو ان کی صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۹ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے مقدار معین سے کم پر صلح کرلے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دے اور باقیماندہ مقدار نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ یا تول کے ذریعے بیچی جاتی ہو اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لیے جائز ہے کہ اپنے قرضے کی مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کرلے یا اس قرضے کو بیچ ڈالے جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۰ : اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کرلیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جو شخص وہ حق رکھتا ہو وہ صلح فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۱ : جب تک خریدار اور بیچنے والا اس مجلس سے جدا نہ ہو گئے ہوں جس میں سودا طے پایا ہے وہ اس سودے کو فسخ کرسکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کرسکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کردے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر

معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے اور اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۲ : جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۳ : اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے کہ جس چیز پر میں نے تجھ سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تو اسے وقف کردے گا اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کر لے تو اسے چاہیے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

مسئلہ ۲۱۷۴ : کوئی چیز کرایہ پر دینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے سرانجام دیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے اگر وہ کوئی چیز کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے تو ایسا اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۵ : انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لیے کرایہ پر لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۶ : اگر بچے کا ولی یا سرپرست اس کا مال کرائے پر دے دے یا خود اسے کسی دوسرے شخص کا اجیر مقرر کردے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کرسکتا ہے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کی کچھ مقدار کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بتایا جاتا تو یہ بچے کے لیے قرین مصلحت نہ ہوتا تو بچہ اپنے مال کے اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۱۷۷ : جس نابالغ بچے کا ولی نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر اجیر نہیں بنایا جاسکتا (یعنی مزدوری پر نہیں لگایا جاسکتا) اور جس شخص کی دسترس مجتہد تک نہ ہو وہ چند ایسے مومن افراد کی اجازت لے کر جو عادل ہوں اس بچے کو اجیر بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۸ : اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لیے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے کو کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارہ پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے۔ نیز اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارہ کے قصد سے مستاجر کے سپرد کردے اور وہ بھی اجارہ پر لینے کے قصد سے لے لے تو

اجارہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۹ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارہ کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لیے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو جائے گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۸۰ : جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی املاک اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۱ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا کمرہ اجارے یعنی کرائے پر لے اور اس جائیداد کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ خود اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو متاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارہ پر نہیں دے سکتا۔ بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی خود متاجر سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لیے کرایہ پر دے دے (یعنی شوہر کو کرایہ پر دے دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو متاجر اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ مقدار کے لیے کرائے پر دے تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس جنس کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے کرائے پر دے جس پر اس نے خود اسے کرائے پر لیا ہے۔ مثلاً اگر روپے کے بدلے کرائے پر لیا ہے تو گندم یا کسی اور چیز کے بدلے کرائے پر دے اور بنابر احتیاط واجب کشتی کے لیے بھی وہی حکم ہے جو مکان کے لیے ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۲ : اگر اجیر متاجر سے شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے کہ جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس اجیر کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے اور متاجر اسے اسی چیز پر اجارہ پر دے جو اس کی اجرت قرار پائی ہے اسے (یعنی متاجر کو) چاہیے کہ اس سے زیادہ نہ لے اور اگر کسی اور چیز کے بدلے اجارہ پر دے تو زیادہ لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے کئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود سر انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۳ : اگر کوئی شخص مکان، دکان، کمرے اور اجیر کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہ خود ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو جس مقدار پر اس نے وہ چیز کرائے پر لی ہو اگر اس سے زیادہ پر کسی اور کو کرائے پر دے دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۸۴ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثال کے طور پر ایک سال کے لیے سو روپیہ پر کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرایہ پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرایہ پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام سرانجام دیا ہو۔

کرایے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۲۱۸۵ : جو مال اجارہ پر دیا جائے اس میں چند شرائط پائی جانی چاہیں۔

۱... وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اپنے مکانات میں سے ایک کرائے پر دیا تو بھی درست ہے۔

۲... مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں پوری اطلاع حاصل ہو جائے۔

۳... اجارہ پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو باطل ہے۔

۴... یہ کہ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی میووں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کرائے پر دینا درست نہیں۔

۵... مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے حصول کے لیے اسے کرایہ پر دیا جائے لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لیے کرائے پر دینا جس کے لیے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶... جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

مسئلہ ۲۱۸۶ : جس درخت میں بالفعل میوہ نہ لگا ہوا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے درست ہے اور ایک جانور کو اس کے دودھ کے لیے کرائے پر دینے کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۷ : عورت اس مقصد کے لیے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھایا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں وہ اس مقصد کے لیے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔ اور اسی طرح اگر عورت کا اجیر بننے کے سبب اس کو گھر سے باہر جانا پڑے گا اس کو شوہر سے اجازت لینی ہوگی۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

مسئلہ ۲۱۸۸ : جس استفادہ کے لیے مال اجارہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ استفادہ کرنا حلال ہو لہٰذا دکان کا شراب بیچنے ذخیرہ کرنے کے لیے کرایہ پر دینا اور حیوان کو شراب کی حمل ونقل کے لیے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲... یہ کہ وہ عمل شرع کی نظر میں بلا معاوضہ سرانجام دینا واجب نہ ہو لہٰذا فرائض یومیہ یا مردوں کی تجہیز کے لیے اجیر بننا (یعنی اجرت لے کر یہ کام سرانجام دینا) جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادہ کے لیے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳... جو چیز کرائے پر دی جائے اگر اس سے کئی فائدے اٹھائے جاسکتے ہوں تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جاسکتا ہو تو اسے کرایہ پر دیتے وقت اس امر کا یقین کرلینا چاہیے کہ آیا مستاجر اسے فقط سواری کے لیے یا فقط باربرداری کے لیے استعمال کرسکتا ہے یا اس سے ہر قسم کا استفادہ کرسکتا ہے۔

۴... استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل معین کردیا جائے مثلاً درزی کے ساتھ معاہدہ کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس ایک مخصوص طرز پر سئے گا تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۹ : اگر اجارہ کی مدت کے شروع ہونے کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارہ کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۰ : اگر ایک مکان ایک سال کے لیے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۱ : اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ مستاجر سے یہ کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۲ : اگر مکان کا مالک مستاجر سے کہے کہ میں نے آپ کو یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے آپ کو ایک مہینہ کے لیے دس روپے کرایہ پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا تعین کرلیا جائے یا اس کی ابتدا کا علم ہو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح

ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۳ : جس مکان میں مسافر اور زوار قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت وہاں رہیں گے اگر وہ مالک مکان سے طے کرلیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اجارہ کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

اجارہ (کرایہ) کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۱۹۴ : جو مال مستاجر اجرت کے طور پر دے رہا ہو وہ مال معلوم ہونا چاہیے۔لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے (مثلاً گندم) تو ان کا وزن معلوم ہونا چاہیے اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے (مثلاً رائج الوقت سکے) تو ان کی تعداد معین ہونی چاہیے اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ پر لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

مسئلہ ۲۱۹۵ : اگر زمین زراعت کے لیے اجارے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی یا کسی اور زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت کا مال اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۹۶ : جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرائے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کوئی شخص کوئی کام سرانجام دینے کے لیے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام سرانجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۱۹۷ : اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرلے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی اسے چاہیے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۱۹۸ : اگر کوئی شخص کوئی کام ایک معینہ دن کو سرانجام دینے کے لیے اجیر بن جائے (یعنی اجرت پر وہ کام کرنا منظور کرلے) اور اس دن وہ کام کرنے کے لیے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی اجرت اس کو دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معینہ دن لباس سینے کے لیے اجیر بنایا جائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لیے کپڑا نہ دے تب بھی اسے چاہیے کہ فوراً اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۹ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کو چاہیے کہ عام طور پر اس چیز کا جو

کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرایہ پر ایک سال کے لیے لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو اسے چاہیے کہ پچاس روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو اگر مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان یا اس کا وکیل ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو تو مستاجر دو سو روپے دے اور اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۰۰ : جس چیز کو اجارہ پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی افراط سے کام نہ لیا ہو تو پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے اعتدالی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو اس کے لیے کپڑے کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۱ : جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۲ : اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو اسے چاہیے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۳ : اگر کوئی شخص کوئی جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر اس مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمہ دار ہے نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور تلف ہو جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مستاجر ذمہ دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۴ : اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا سامان لادنے کے لیے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک جانور کو مارے یا ایسا ہی کوئی اور فعل کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۵ : اگر کوئی شخص بچہ کا ختنہ کرے اور بچہ اس کی وجہ سے مر جائے تو خواہ جو گوشت کاٹا ہو وہ معمول سے زیادہ ہو یا نہ ہو ختنہ کرنے والا ذمہ دار ہے لیکن اگر بچہ کو ضرر پہنچے (یعنی بچہ مرے نہیں) تو اگر معمول سے زیادہ گوشت کاٹا ہو تو ذمہ دار ہے لیکن اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹا ہو تو پھر اس کے ذمہ دار ہونے میں اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ صلح کی جانب رجوع کیا جائے یعنی مصالحت کر لی جائے۔

مسئلہ ۲۲۰۶ : جب ایک ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے تو اگر وہ علاج میں غلطی کرے اور مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ذمہ دار ہے ہاں اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں مرض کے لیے مفید ہے اور وہ دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۷ : جب ڈاکٹر مریض سے کہہ دے کہ اگر تجھے کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں تو اگر ڈاکٹر احتیاط سے کام لے اور پھر بھی مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو اگرچہ ڈاکٹر نے اسے اپنے ہاتھ سے دوا دی ہو تاہم وہ (یعنی ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۸ : جس شخص نے کوئی چیز اجارے پر دی ہو وہ اور مستاجر ایک دوسرے کی رضامندی سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۹ : اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتہ چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہوگا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۱۰ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پیشتر کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کرلے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارہ پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے طلب کرلے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینہ کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لیے غصب کرلے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۱ : اگر مستاجر اجارہ کردہ چیز کو اپنی تحویل میں لے چکا ہو اور اس کے بعد کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کرلے تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے حاصل کرلے۔

مسئلہ ۲۲۱۲ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہیے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر مالک وہ مستاجر کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ : اگر اجارہ کی مدت شروع ہونے سے پہلے اجارہ کا مال اس طرح سے خراب ہوجائے کہ بالکل استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے یا اس طرح استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے جیسے کہ طے کیا گیا ہو تو اجارہ باطل ہوجاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی

رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ اس مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۴ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارہ پر لے اور کچھ مدت گزرنے کے بعد اجارہ کا مال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل قابل استفادہ نہ رہے یا جو استفادہ طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لیے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ ''اجرۃ المثل'' (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۵ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مکان کرایہ پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ خراب ہو جائے لیکن وہ فوراً اس کی مرمت کرا دے اور اس سے جو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس میں کوئی فرق نہ پڑے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا اور مستاجر بھی اسے فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر اس کمرے کی مرمت میں اتنا وقت لگ جائے کہ مستاجر کو اس سے جو استفادہ کرنا ہو اس کی کچھ مقدار ضائع ہو جائے تو اس مقدار کی حد تک اجارہ باطل ہو جائے گا اور مستاجر ساری مدت کے لیے اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جتنے دن استفادہ کیا ہو اسکی ''اجرۃ المثل'' دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۶ : اگر مال اجارہ پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا ہاں اگر اجارہ پر دینے والے کا مکان اپنا نہ ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارہ پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہو گا تو اگر وہ مکان کرایہ پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہو گا۔ اور اگر موجودہ مالک اس اجارہ کو نافذ کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ پر دینے والے کی موت کے بعد اجارہ کی مدت باقی ہو گی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

مسئلہ ۲۲۱۷ : اگر کوئی کام کرانے والا شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لیے کاری گر مہیا کر دے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لیا ہے کاری گروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اسے چاہیے کہ وہ رقم مالک کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لیے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسروں سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم اجرت پر کرائے جس پر خود اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کے لیے حلال ہو گی۔

مسئلہ ۲۲۱۸ : اگر رنگریز اقرار کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ اس دوسرے رنگ سے اگر کپڑے کو کچھ نقصان پہنچا ہو تو اس کا بھی ضامن ہو گا۔

جعالہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۱۹ : جعالہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لیے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے ایک معین مال دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کردے گا وہ اسے دس روپے دے گا اور جو شخص اس قسم کا اعلان کرے اسے ''جاعل'' اور جو شخص وہ کام سرانجام دے اسے عامل کہتے ہیں اور جعالہ اور اجارہ کے مابین فرق یہ ہے کہ اجارہ میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کو کام انجام دینا چاہیے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لیے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعالہ میں اگر چہ عامل ایک معین شخص ہوتا ہم ہوسکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو اور جب تک وہ کام انجام نہ دے تو جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۲۰ : جاعل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور جعالہ کا اعلان اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کرسکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ شخص (جو شخص اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) کا جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۱ : جو کام جاعل لوگوں سے کرانا چاہتا ہو وہ حرام یا بے فائدہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہونا چاہیے جنکا بلا معاوضہ بجالانہ شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پئے گا یا رات کے وقت ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۲ : جاعل جو مال دینے کا وعدہ کرے اگر اسے معین کردے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا تلاش کردے گا میں اسے یہ گندم دوں گا تو ضروری نہیں کہ بتائے کہ یہ گندم کہاں کی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے لیکن اگر وہ مال کو معین نہ کرے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا برآمد کردے گا میں اسے دس من گندم دوں گا تو اسے چاہیے کہ اس گندم کی خصوصیت بھی مکمل طور پر متعین کرے۔

مسئلہ ۲۲۲۳ : اگر جاعل کسی کام کی مزدوری معین نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کردے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو سرانجام دے تو جاعل کو چاہیے کہ اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

مسئلہ ۲۲۲۴ : اگر عامل نے جاعل کے اعلان سے پہلے وہ کام کردیا ہو یا اعلان کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۲۵ : اس سے پیشتر کہ عامل مطلوبہ کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۶ : عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے میں جاعل کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تو عامل کو چاہیے کہ کام کو مکمل کرے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اتنی مقدار میں معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنا عمل تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

مسئلہ ۲۲۲۷ : اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور وہ کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے مثلاً جب وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنی مقدار میں کام کیا جائے گا اتنی مقدار کے لیے اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہیے کہ جتنی مقدار میں کام ہوا ہو اتنی مقدار کی اجرت عامل کو دے دے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں مصالحت کے طور پر ایک دوسرے کو راضی کر لیں۔

مزارعہ (کھیتی کی بٹائی) کے احکام

مسئلہ ۲۲۲۸ : مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ زرعی زمین کا مالک کاشتکار سے اس قسم کا معاہدہ کرے کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں دے دے تاکہ وہ اس میں کاشت کرے اور پیداوار کی کچھ مقدار مالک کو دے دے۔

مزارعہ کی چند شرائط ہیں

۱... یہ کہ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لیے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

۲... زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور مزارعہ کا معاہدہ اپنے قصد اور اختیار سے سرانجام دیں اور سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

۳... مالک اور کاشتکار زمین کی ساری پیداوار میں شریک ہوں لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ یہ شرط طے کریں کہ جو پیداوار پہلے یا آخر میں حاصل ہو وہ ان میں سے کسی ایک کا مال ہے تو مزارعہ باطل ہے۔

۴... فریقین میں سے ہر ایک کا حصہ پیداوار کا نصف یا ایک تہائی وغیرہ ہو پس اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لیے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۵... جتنی مدت کے لیے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہیے اسے معین کردیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتداء ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام فصل کے حاصل ہونے کو مقرر کردیں تو کافی ہے۔

۶... زمین قابل زراعت ہو اور اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جاسکتا ہو جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

۷... اگر دونوں کا مقصد کسی مخصوص فصل کی کاشت ہو تو جو چیز کاشتکار کو کاشت کرنی چاہیے اسے معین کردیں لیکن اگر کوئی مخصوص زراعت پیش نظر نہ ہو یا جو زراعت دونوں کے پیش نظر ہو اس کا علم ہو تو اسے معین کرنا ضروری نہیں۔

۸... مالک کے لیے زمین کا معین کرنا ضروری نہیں پس اگر کوئی شخص زمین کے چند قطعے رکھتا ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے لیکن اس کے اوصاف معین کردے۔

۹... جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو برداشت کرنا ہو اسے معین کردیں لیکن اگر جو خرچ ہر ایک کو کرنا ہو اس کا علم ہو تو پھر اس کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۲۹ : اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار اس کی (یعنی مالک کی ہوگی) اور جو باقی بچے گی اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اگر انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۳۰ : اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور پیداوار ابھی دستیاب نہ ہو تو اگر مالک زمین اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت کے فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ کاشتکار کو مجبور کرسکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو مالک کے لیے ضروری نہیں کہ اسے اس کا عوض دے لیکن اگر کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۱ : اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین سے پانی منقطع ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلا وجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو کاشتکار کو چاہیے کہ عام شرح پر اس مدت کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۲۳۲ : اگر مالک زمین اور کاشتکار صیغہ پڑھ چکے ہوں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ منسوخ نہیں کر سکتے اور بعید نہیں ہے کہ اگر مالک مزارعہ کے ارادے سے زمین کسی شخص کو دے دے تب بھی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر وہ معاملہ فسخ نہ کر سکیں لیکن اگر مزارعہ کے معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۳ : اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک زمین یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہوجاتا اور ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور اس نے معاہدہ کر رکھا ہو کہ خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زراعت نمایاں ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دے دینا چاہیے اور جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں لیکن وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

مسئلہ ۲۲۳۴ : اگر کاشت کے بعد پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہوگی اور اسے چاہیے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کی مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور اسے چاہیے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کے ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر فریقین کا جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۵ : اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین میں کھڑی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر مالک راضی نہ ہو تو فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگر چہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تاہم وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا اور مالک بھی کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے تاکہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۶ : اگر فصل کی جمع آوری اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال فصل دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی فصل مالک زمین کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۷ : اگر انسان اس قسم کا معاملہ کرے کہ میوہ دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررمدت کے لیے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تا کہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مساقات" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۸ : جو درخت پھل نہیں دیتے (مثلاً بید اور چنار) ان کے بارے میں مساقات کا سودا صحیح نہیں ہے اور جن درختوں کے پتوں سے استفادہ کیا جاتا ہے (مثلاً مہندی کا درخت) ان کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ : مساقات کے معاملہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۰ : درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ داری لے دونوں بالغ اور عاقل ہونے چاہئیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو اور لازم ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۲۴۱ : مساقات کی مدت متعین ہونی چاہیے اور اگر فریقین اس مدت کی ابتداء متعین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس سال کا پھل دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس میں ضروری ہے کہ اتنی مدت معین کی جائے کہ جس میں عمل سے درختوں کے پھلوں میں کچھ غیر معمولی اضافہ ہونے کا امکان ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۲ : ہر فریق کا حصہ آدھا یا ایک تہائی وغیرہ ہونا چاہیے اور اگر معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۳ : فریقین کو چاہیے کہ مساقات کا معاملہ میوہ ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ اور اگر میوہ ظاہر ہونے کے بعد اور پکنے سے پہلے معاملہ کریں تو اگر سینچنے وغیرہ کا کام جو درختوں کی پرورش کے لیے ضروری ہو باقی نہ رہا ہو تو معاملہ صحیح نہیں ہے اگر چہ میوہ توڑنے اور اس کی حفاظت وغیرہ کے کام کی ضرورت باقی ہو بلکہ اگر ایسا کام بھی باقی ہو جو درختوں کی پرورش کے لیے ضروری ہو تب بھی مساقات کے معاملہ کی صحت محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۴ : خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۵ : جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے سینچنے کی ضرورت نہ ہو اگر اسے دوسرے کاموں مثلاً زمین نرم کرنے اور کھاد ڈالنے کی حاجت ہو تو اس کے بارے میں ان کاموں کے لیے مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۶ : دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مساقات کے معاملہ کے سلسلے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لیے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شرط نہ کریں کہ جو خدا اور رسول کے فرمان کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۷ : اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۸ : درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو وہ اگر مر جائے اور معاہدے میں یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر وہ ورثاء خود بھی درختوں کی پرورش کا کام انجام نہ دیں اور اس مقصد کے لیے کسی کو اجیر بھی مقرر نہ کریں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے میت کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاہدہ کیا ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۴۹ : اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام آمدنی مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے اور میوہ مالک کا مال ہوگا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہیے کہ سینچنے اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی پرورش کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۰ : اگر کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو معاملہ باطل ہے لہٰذا اگر درخت زمین کے مالک کا مال تھے تو پرورش کے بعد بھی اسی کا مال رہیں گے اور اسے چاہیے کہ جس شخص نے ان کی پرورش کی ہے اسے اجرت دے اور اگر درخت اس شخص کا مال ہوں جس نے ان کی پرورش کی ہو تو پرورش کے بعد بھی وہ اسی کا مال ہوں گے۔ اور وہ انہیں اکھیڑ سکتا ہے البتہ درختوں کو اکھیڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پیدا ہو جائیں اسے چاہیے کہ انہیں پر کر دے اور جس دن درخت لگائے ہوں اس دن زمین کا کرایہ مالک زمین کو دے اور مالک بھی اسے درخت

اکھیڑنے پر مجبور کرسکتا ہے اور اگر درخت کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو مالک زمین اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ہاں اگر مالک زمین خود درختوں کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے کی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ سالم اور عیب دار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو وہ درختوں کے مالک کو دے اور درختوں کا مالک زمین کے مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اپنی زمین پر کھڑا رہنے دے اور اسی طرح زمین کا مالک بھی درختوں کے مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اس کی زمین میں رہنے دے۔

وہ اشخاص جن کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے

مسئلہ ۲۲۵۱ : جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتا اور بالغ ہونے کی نشانی تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱... پیٹ کے نیچے اور شرمگاہ کے اردگرد اور اوپر بالوں کا اگنا۔رونگٹوں کا ہونا کافی نہیں ہے۔

۲... منی کا خارج ہونا۔

۳... مرد کا عمر کے پندرہ قمری سال اور عورت کا عمر کے نو قمری سال پورے کرنا۔

مسئلہ ۲۲۵۲ : چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر اور سینے پر اور بغل کے نیچے سخت بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا وغیرہ بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر یہ کہ ان باتوں کی وجہ سے انسان کو بالغ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۵۳ : دیوانہ، دیوالیہ (یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے کی وجہ سے حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو) اور سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتے۔

مسئلہ ۲۲۵۴ : جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۵ : انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگر اس کے ورثاء راضی نہ ہوں تو اس کا تصرف اس کے ایک تہائی مال میں نافذ ہوگا اور اگر اجازت دے دیں تو پورے تصرفات نافذ ہوں گے۔

وکالت کے احکام

مسئلہ ۲۲۵۶ : وکالت سے مراد یہ ہے کہ جو کام انسان دوسرے کے سپرد کر دے تا کہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل قرار دے تا کہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے پس چونکہ سفیہ شخص اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے وہ مکان بیچنے کے لیے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۲۲۵۷ : وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اسے اس کی خاطر بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۸ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جو دوسرے شہر میں رہ رہا ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرے تو اگر چہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصہ بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۹ : موکل (یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے) اور وہ شخص جو وکیل بنے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہوں اور وکیل بنانے اور وکیل بننے کا اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور موکل میں بلوغ بھی معتبر ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۰ : جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً اس کے لیے انجام دینا جائز نہ ہو اسے انجام دینے کے لیے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اس کے لیے نکاح کا صیغہ پڑھنا جائز نہیں اس لیے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لیے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۱ : اگر کوئی شخص اپنے تمام کام سرانجام دینے کے لیے دوسرے شخص کو وکیل قرار دے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۲ : اگر موکل وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے سپرد کیا ہو اس سے ہٹا دے تو جب وکیل کو اپنے معزول ہونے کی خبر مل جائے اس کے بعد وہ اس کام کو موکل کی جانب سے انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۳ : خواہ موکل غائب بھی ہو وکیل وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۴ : جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو اس کے لیے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا لیکن اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو

کہ میرے لیے ایک وکیل مقرر کرو تو اسے چاہیے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور وہ کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۵ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر بھی جائے یا موکل اسے معزول بھی کر دے تو دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۲۶۶ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو موکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۷ : اگر ایک شخص ایک کام انجام دینے کے لیے چند آدمیوں کو اپنا وکیل مقرر کرے اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود اس کام کا اقدام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر موکل نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ باہم مل کر کام انجام دیں یا اسے تنہا کریں یا یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی افراد کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۸ : اگر وکیل یا موکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لیے کسی شخص کو وکیل قرار دیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لیے کسی کو وکیل کیا گیا ہو وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اگر وکیل یا موکل میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی دیوانگی یا بیہوشی کے دوران وکالت موثر نہیں ہوگی لیکن وکالت کا اس طرح باطل ہو جانا کہ دیوانگی اور بیہوشی دور ہو جانے کے بعد بھی اس کے مطابق عمل نہ کیا جا سکے محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۹ : اگر انسان کسی شخص کو کسی کام کے لیے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کے سر انجام پا جانے کے بعد اسے چاہیے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۲۷۰ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لیے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۷۱ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اسکی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (یعنی وکیل) ذمہ دار ہے۔ پس جس لباس کے لیے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۲۷۲ : اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس

کے بیچنے کے لیے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

قرض دینا مستحب موکد ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : قرض میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : جب مقروض اپنا قرضہ ادا کر دے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر قرض کے صیغہ میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہ کرے لیکن اگر کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جس وقت چاہے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور اگر مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : اگر مقروض کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب کے اور ان دوسری چیزوں کے علاوہ جن کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی کام کاج کر سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۷۹ : جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے اور اس کے ملنے کی امید بھی نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے اور اگر اس کا قرض خواہ سید نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کا قرضہ سید فقیر کو نہ دے۔

مسئلہ ۲۲۸۰ : اگر کسی میت کا مال اس کے کفن اور دفن کے واجب خرچے اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہیں امور پر

خرچ کرنا چاہیے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۸۱ : اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے روپے قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی ہاں دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔اور کاغذی نوٹوں کو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۲ : اگر کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو وہ تلف نہ ہو گیا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۲۸۳ : اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گندم دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ سیر واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لیے کوئی کام کرے یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے مثلاً طے کرے کہ مقروض نے اگر ایک روپیہ لیا ہے تو واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ایک دیا سلائی کی ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے ۔نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے مثلاً ان گڑھے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گڑھا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود ہوگا اور حرام ہے البتہ اگر بغیر اس کے کہ قرض خواہ کوئی شرط لگائے خود مقروض قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا یہ فعل مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۴ : سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگر چہ اولی یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کرے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۵ : اگر کوئی شخص گندم یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضہ کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو پیداوار دستیاب ہو اس میں تصرف نہ کرے اس صورت میں قرض دہندہ کو سودی معاملے کے باطل ہونے سے آگاہ کر کے اگر مصالحت ہو جائے تو تصرف جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۶ : اگر کوئی شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی قرضے پر لی ہوئی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز

پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس صورت میں اس لباس کو نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی نہ پہنے۔

مسئلہ ۲۲۸۷ : اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور ایک دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے ''صرف برات'' کہتے ہیں (کسی تاجر سے حوالہ لینا برات کہلاتا ہے اور صرف برات سے مراد مقدار سے کم لینا ہے)

مسئلہ ۲۲۸۸ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد ایک دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰/روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے اور یہ رقم (یعنی ۹۹۰/روپے اور ۱۰۰۰/روپے) مثال کے طور پر سونے چاندی کی بنی ہوئی ہوں تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافہ کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی حرج نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ماسواء اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ ۲۲۸۹ : اگر کسی شخص نے بحیثیت قرض خواہ کسی سے کچھ لیا ہو اور وہ چیز سونے یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس سے نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر (جسے عام اصطلاح میں ''نزول کردن'' یعنی بھاؤ گرانا کہتے ہیں) بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ عام رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ اور تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

مسئلہ ۲۲۹۰ : اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرضہ ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب حوالہ ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۱ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہیے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہیے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۲ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔مثلاً جو شخص ''جو'' کا مقروض ہو اس کے نام ''گندم'' کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۳ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تا کہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۲۹۴ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضہ کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۵ : اگر قرض واقع معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۹۶ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگر چہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۲۹۷ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کر لے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۸ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگر چہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صورت میں جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۱ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تا کہ اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کرلے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کئے جاچکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کرسکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیے پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس سے جو فائدہ ہو اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ، وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کردے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کردے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تا کہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہوگی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۰۹ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کردینا چاہیے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو

اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگر چہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۱ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہوگا جب وہ کسی لفظ سے (اگر چہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہٰذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز **فی الواقع** معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے

کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیے ضامن ہے یا روپوں کے لیے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں فقیر ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ضامن بننے کے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ بصورت حال سے لاعلم ہوتے ہوئے اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت کے بغیر اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بن جائے تو وہ اس مقروض کا قرضہ ادا کرنے پر اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت سے اس کے قرضے کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تو جس مقدار کے لیے ضامن بنا ہو وہ ادا کرنے کے بعد مقروض سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن جس جنس کے لیے وہ مقروض تھا اس کی بجائے کوئی اور جنس قرض خواہ کو دے تو جو چیز دی ہو اس کا مطالبہ مقروض سے نہیں کر سکتا مثلاً اگر مقروض کو دس من گندم دینی ہو اور ضامن دس من چاول دے دے تو وہ مقروض سے دس من چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مقروض خود چاول دینے پر رضامند ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

کفالت کے احکام

مسئلہ ۲۳۲۳ : کفالت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو'قصاص دیت یا اپنے حق کی خاطر'مطلوب ہو اور اس کے بھاگ جانے کا خطرہ ہو تو ایک تیسرا شخص اس بات کی ذمہ داری اور کفالت قبول کرے کہ اس مطلوبہ شخص کو چھوڑ دیا جائے۔عند الطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ "مکفول لہ" اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ "مکفول" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کسی الفاظ میں خواہ وہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے صاحب حق کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم
مطلوبہ شخص کو چاہو گے میں اسے تمہارے سپرد کردوں گا اور صاحب حق بھی اس بات کو قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : کفیل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے۔

۱... کفیل مطلوبہ شخص کو صاحب حق کے حوالے کر دے۔

۲... صاحب حق کا حق ادا کرنے کی صلاحیت کی صورت میں حق ادا کر دے۔

۳... صاحب حق اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔

۴... مطلوبہ شخص مر جائے۔

۵... صاحب حق کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔

مسئلہ ۲۳۲۷ : اگر کوئی شخص کسی مطلوبہ شخص کو اس کے صاحب حق کے ہاتھ سے زبردستی رہا کرادے اور صاحب حق کی پہنچ مطلوبہ شخص تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مطلوبہ شخص کو رہا کرایا ہے اسے چاہیے کہ اسے صاحب حق کے سپرد کر دے۔

ودیعہ (امانت) کے احکام

مسئلہ ۲۳۲۸ : اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کر لے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال نگہداشت کے لیے دے رہا ہے اور وہ بھی نگہداشت کے مقصد سے لے لے تو اسے (مال لینے والے کو) چاہیے کہ ودیعہ اور امانت داری کے ان احکام کے مطابق جن کا بیان بعد میں ہوگا عمل کرے۔

مسئلہ ۲۳۲۹ : امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں عاقل ہونے چاہئیں لہٰذا اگر کوئی شخص دیوانہ کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس
بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۰ : اگر کوئی شخص بچہ سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت کے قبول کر لے تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچہ کا مال ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے والے کو چاہیے کہ وہ چیز بچہ کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۱ : جب کوئی شخص امانت میں دیئے گئے مال کی حفاظت نہ کر سکتا ہو تو اگر امانت دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہیے کہ امانت قبول نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۲ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لیے تیار نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لیے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۳ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۴ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور ودیعہ منسوخ کر دے تو

اسے چاہیے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے تو اگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۳۵ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے لیے مناسب جگہ حاصل کرلے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۳۶ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اسکا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۳۷ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہیے کہ یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہیے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو

زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہیے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت دار کو چاہیے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار

ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : اگر مال کا مالک مر جائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہوا سے چاہیے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضا مند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہیے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہیے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفے کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اگرچہ اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کی ہو اور اس کا مرض بھی دور ہو چکا ہو یا کچھ مدت کے بعد پشیمان ہو کر اس نے وصیت بھی کر دی ہو۔

عاریہ کے احکام

مسئلہ ۲۳۴۵ : عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض میں کوئی چیز اس سے نہ لے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : عاریہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اس قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : غصبی چیز یا اس چیز کا بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی ہو اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : جس چیز کی منفعت کسی شخص کا مال ہو مثلاً وہ اس نے اجارہ پر لے رکھی ہو اس چیز کو وہ بطور عاریہ دے سکتا ہے لیکن اگر اجارہ میں یہ شرط عائد کی گئی ہو کہ وہ شخص خود اس مال سے استفادہ کرے گا تو پھر وہ شخص وہ مال کسی دوسرے کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر دیوانہ، بچہ، دیوالیہ، اور سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے لیکن اس صورت میں جب کہ ولی اس بات میں مصلحت سمجھتا ہو کہ جس شخص کا وہ ولی ہے اسکا مال عاریہ پر دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر بچہ اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال عاریتاً دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط طے کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہوگا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ اس کا عوض دے

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے ہو کہ اگر وہ سونا یا چاندی تلف ہو گیا تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا تو اگر وہ تلف ہو گیا تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر کوئی چیز عاریتاً دینے والا مر جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ جو چیز عاریتاً لی ہو وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۵۳ : اگر عاریتاً دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً دیوانہ ہوجائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ جو مال عاریتاً لیا ہو وہ عاریتاً دینے والے کے ولی کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۵۴ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو تو وہ جب بھی چاہے اسے واپس لے سکتا ہے اور جس نے کوئے چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۵ : کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہوسکتا ہو (مثلاً لہولعب اور قمار بازی کے آلات اور استعمال کی غرض سے سونے چاندی کے برتن عاریتاً دینا) باطل ہے ہاں اگر ان چیزوں کو سجاوٹ کے لیے عاریتاً دیا جائے تو جائز ہے اگر چہ احتیاط اس غرض سے عاریتاً دینے کو بھی ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۶ : بھیڑوں کو ان کے دودھ اور پشم سے استفادہ کرنے کے لیے اور نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملانے کے لیے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۷ : اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو دیدے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہوجائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا ولی کی اجازت کے بغیر مال کو ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس کے اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لیے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہوجائے یا کوئی اسے تلف کردے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸ : اگر کوئی شخص کوئی نجس چیز ایسے کام کے لیے عاریتاً دے جس میں طہارت شرط ہو مثلاً نجس برتن بطور عاریہ دے تا کہ اس میں کھانا کھایا جائے تو اسے چاہیے کہ جس شخص کو وہ چیز عاریتاً دے رہا ہو اسے اس کے نجس ہونے کے بارے میں بیا دے لیکن اگر نجس لباس نماز پڑھنے کے لیے عاریتاً دے تو ضروری نہیں کہ لینے والے کو اس کے نجس ہونے کے بارے میں مطلع کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۹ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے وہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو بطور اجارہ یا بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۰ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دیدے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو وہ مر جائے یا دیوانہ ہوجائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳۶۱ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا

دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۲ : اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر وہ عوض عاریتاً لینے والے سے لے لے تو وہ جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۳ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ

بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط طے کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ وہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا ہے۔

عقد نکاح یعنی ازدواج

مسئلہ ۲۳۶۴ : عقد ازدواج کے ذریعے عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور عقد کی دو قسمیں ہیں دائمی اور غیر دائمی ۔عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لیے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں ۔اور غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال کا یا اس سے زیادہ مدت کے لیے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے عادتاً زیادہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس صورت میں احتیاطاً عقد دائمی ہوگا اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے متعہ اور صیغہ کہتے ہیں ۔

عقد کے احکام

مسئلہ ۲۳۶۵ : ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے ۔عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا کافی نہیں ہے عقد کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تا کہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے ۔

مسئلہ ۲۳۶۶ : وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لیے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے ۔

مسئلہ ۲۳۶۷ : عورت اور مرد کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے لیکن اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے تو کافی ہے

مسئلہ ۲۳۶۸ : اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور اسے کہے کہ تم میرا عقد دس دن کے لیے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتداء کو معین نہ کرے تو وہ وکیل جن دس دنوں کے لیے
چاہے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹہ کا ہے تو پھر اسے چاہیے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے ۔

مسئلہ ۲۳۶۹ : عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں ۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۰ : اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا۔ اور اس کے بعد بغیر فاصلہ کے مرد کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ مُوَکِّلَکَ اَحْمَدَ مُوَکِّلَتِیْ فَاطِمَۃَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ اَحْمَدَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ تو عقد صحیح ہوگا اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت زَوَّجْتُ کہے تو مرد بھی قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۱ : اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمَۃِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے قَبِلْتُ تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے مَتَّعْتُ مُوَکِّلَتِیْ مُوَکِّلَکَ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمَۃِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلا فاصلہ کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ هٰکَذَا تو عقد صحیح ہوگا۔

عقد کی شرائط

مسئلہ ۲۳۷۲ : عقد ازدواج کی چند شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ بنا بر احتیاط واجب صیغہ عقد صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص صحیح عربی میں پڑھ سکتا ہو اسے وکیل بنائیں اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ خود عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں البتہ انہیں چاہیے کہ وہ الفاظ کہیں جو زوجت اور قبلت کا مفہوم ادا کر سکیں

۲... مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ انشاء کا قصد رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ خود کو اس مرد کی بیوی قرار دے اور مرد کا قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو زَوَّجْتُ قَبِلْتُ کہنے سے ان کا قصد یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن

جائیں۔

۳... جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو احتیاط کی بنا پر وہ بالغ اور عاقل ہو خواہ وہ اپنے لیے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔

۴... اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے ولی صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ عقد کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں پس جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے زَوَّجْتُکَ اِحْدٰی بَنَاتِیْ یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے قَبِلْتُ یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ عقد کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا لہٰذا عقد باطل ہے۔

۵... عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں ہاں اگر عورت ظاہری طور پر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : جو شخص عربی زبان کی صرف و نحو نہ جانتا ہو اگر اس کی قرأت صحیح ہو اور وہ عقد کے ہر کلمہ کا معنی فرداً فرداً جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کی مراد اس کے معنی ہوں تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر کسی عورت کا عقد اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس عقد کی اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور عقد پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ عقد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : باپ اور دادا اپنے نابالغ فرزند کا (لڑکا ہو یا لڑکی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو عقد کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو عقد کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی نہ ہو تو وہ اسے منسوخ نہیں کر سکتا اور اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو اسے اس عقد کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔لیکن ضروری ہے کہ باپ دادا نابالغ یا دیوانہ بچہ کے نکاح کے وقت اس کی مصلحت کو پیش نظر رکھیں اور اگر اس بچہ کی مصلحت کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا تو بالغ یا عاقل ہونے کے بعد بچہ کو عقد باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو لڑکی حد بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنی بھلائی اور برائی جانچ سکتی ہو اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔اور اگر کنواری ہو تو واجب ہے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے اور حقوق

زوجیت کی ادائیگی کا دارومدار باپ دادا کی اجازت سے مشروط ہے اور اگر صرف محرم بنا مقصود ہو تو بغیر اجازت کے عقد دائم وعقد منقطع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹ : اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا سے اجازت لینا ان کے غائب ہونے یا کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو (غیب سے مراد یعنی کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو کہ باپ یا دادا سے رابطہ کرکے اجازت لی جا سکے) اور لڑکی شادی کی ضرورت مند بھی ہو تو باپ یا دادا سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۰ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو لڑکے کو چاہیے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے۔

مسئلہ ۲۳۸۱ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو اگر لڑکا عقد کے وقت مال رکھتا ہو تو وہ عورت کے مہر کا مقروض ہے اور اگر وہ عقد کے وقت مال نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ یا دادا کو چاہیے کہ اس عورت کا مہر دیں۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۲۳۸۲ : اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں مندرجہ ذیل سات عیبوں میں سے کوئی ایک عیب موجود ہے تو وہ عقد فسخ کر سکتا ہے۔

۱... پاگل پن۔

۲... کوڑھ۔

۳... برص۔

۴... اندھا پن۔

۵... اپاہج ہونا۔اور مفلوج ہونا بھی اپاہج ہونے کے حکم میں ہے جب کہ عورت کا مفلوج ہونا واضح ہو۔

۶... افضا۔یعنی پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو جانا۔

۷... عورت کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا ہونا جو جماع سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۳۸۳ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ رہا ہے یا وہ عقد کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے یا مجامعت کرنے کے بعد دیوانہ ہو جائے یا اس کا آلہ تناسل ہی نہ ہو یا اس کا آلہ تناسل عقد کے بعد لیکن مجامعت سے پہلے کٹ جائے یا اسے کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو خواہ اسے وہ بیماری عقد کے بعد اور نزدیکی

کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر عقد کوختم کرسکتی ہے لیکن اس صورت میں جب کہ شوہر مجامعت نہ کرسکتا ہو عورت کے لیے لازم ہے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور وہ اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے دے اور اگر پھر بھی وہ اس عورت یا کسی اور عورت سے مجامعت کرنے پر قادر نہ ہو تو عورت اس کے بعد عقد ختم کرسکتی ہے اور اگر مرد کا آلہ تناسل مجامعت کرنے کے بعد کٹ جائے اور عورت عقد ازدواج کو فسخ کرے تو اس فسخ کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۳۸۴ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کے شوہر کے فوطے نکال دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں جب کہ اس امر کو عورت سے مخفی رکھا گیا ہو وہ عقد ختم کرسکتی ہے لیکن اگر اس سے مخفی نہ رکھا گیا ہو تو احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۸۵ : اگر عورت اس بنا پر عقد ختم کردے کہ مرد مجامعت پر قادر نہیں تو شوہر کو چاہیے کہ اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت عقد ختم کردیں تو اگر مرد نے عورت سے مجامعت نہ کی ہو تو کوئی چیز دینا اس پر

واجب نہیں ہے اور اگر مجامعت کی ہو تو اسے چاہیے کہ پورا مہر ادا کرے۔

وہ عورتیں جن سے ازدواج حرام ہے

مسئلہ ۲۳۸۶ : ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

مسئلہ ۲۳۸۷ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ اس سے مجامعت نہ بھی کرے اس عورت کی ماں، نانی، اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۸ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی، اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

مسئلہ ۲۳۸۹ : اگر کسی مرد نے ایک عورت سے عقد کیا ہو لیکن مجامعت نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے عقد میں رہے احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۰ : انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۱ : شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ عقد کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کے محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۲ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ وہ عقد دائمی ہو یا غیر دائمی جب

تک وہ عورت اس کے عقد میں ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۳۹۳ : اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر کتاب طلاق میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران اس کی بہن سے عقد نہیں کرسکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے عقد کرسکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے عقد نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۴ : انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھانجی یا بھتیجی سے ازدواج نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے عقد کرلے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۵ : اگر بیوی کو پتہ چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کرلیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں رضامند نہ ہو تو ان کا عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۶ : اگر انسان خالہ کی لڑکی سے شادی کرنے سے پہلے نعوذ باللہ خالہ سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر پھوپھی کی لڑکی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۷ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے مجامعت کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں ہوتی اور اگر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دے کر اس سے (یعنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے) جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۹۸ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی عورت سے زنا کرے تو احوط اور اولی یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے

ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس سے مجامعت کرلے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بلا شبہ اس کے لیے لازم نہیں کہ اس عورت سے جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۹۹ : مسلمان عورت کا عقد کافر مرد سے نہیں ہوسکتا۔ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافرہ عورتوں سے ازدواج نہیں کرسکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط

واجب یہ ہے کہ ان سے عقد دائمی نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً خوارج غلات اور نواصب جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان عورتیں یا مردان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی عقد نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۴۰۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بنا بر احتیاط وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو عدہ متعہ یا طلاق بائن یا عدہ وفات میں ہو تو بعد میں اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے ازدواج نہ کرے طلاق رجعی اور طلاق بائن اور عدہ متعہ اور عدت وفات کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو اور عدت میں نہ ہو تو بعد میں اس عورت سے عقد کر سکتا ہے۔لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ تا وقتیکہ اس عورت کو حیض کا خون آئے انتظار کرے اور بعد میں اس سے عقد کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہے تو پھر احتیاط مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۲ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگر چہ مرد نے عقد کے بعد عورت سے

مجامعت نہ بھی کی ہو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۰۳ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے مجامعت کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عدت میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران عورت سے عقد حرام ہے وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۰۴ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے ازدواج حرام ہے اس سے ازدواج کرے تو اسے چاہیے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور یہ بھی چاہیے کہ بعد میں بھی اس سے عقد نہ کرے اور اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن ازدواج کے بعد اس سے مجامعت کی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۵ : اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو بنا بر احتیاط وہ زنا کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے لیکن شوہر کو چاہیے کہ اس کا پورا مہر بھی دے۔بشرطیکہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو ورنہ نصف مہر دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۶ : دخول کے بعد جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا وہ مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ مدت کے بعد دوسرا شوہر کرے اور بعد میں شک کرے کہ آیا دوسرے شوہر سے عقد کرنے کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۷ : جس شخص نے کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کیا ہو اگر وہ (یعنی اغلام کرنے والا) بالغ ہو تو اس لڑکے کی ماں بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر حرام ہیں لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۸ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کی ماں یا بہن سے ازدواج کرے اور ازدواج کے بعد اس لڑکے سے اغلام کرے تو وہ عورتیں اس پر حرام نہیں ہوتیں سوائے اس صورت کے کہ وہ ازدواج طلاق وغیرہ کے وجہ سے ختم ہو جائے اور اغلام کرنے والا دوبارہ ان سے ازدواج کرنا چاہے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۹ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں (جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے) کسی عورت سے ازدواج کرے تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں عقد کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۰ : جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے ازدواج کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں ازدواج کرنا حرام ہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ بعد میں اس مرد سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۱ : اگر مرد طواف نساء (جو حج کے اعمال میں سے ایک عمل ہے) بجا نہ لائے تو اس کی بیوی بھی اور دوسری عورتیں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو اس کا شوہر اور دوسرے مرد اس پر حرام ہو جاتے ہیں لیکن اگر وہ بعد میں طواف نساء بجا لائیں تو مرد پر عورتیں اور عورت پر مرد حلال ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۲ : جو لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو اس سے مجامعت کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے عقد کرے اور اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے مجامعت حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو (افضاء کے معنی بتائے جا چکے ہیں) لیکن مرد کے لیے احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۴۱۳ : جس عورت کو تین مرتبہ طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور

اس کی عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

مسئلہ ۲۴۱۴ : جس عورت کا دائمی عقد ہو جائے اس کے لیے احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر معمولی کاموں کے لیے بھی گھر سے باہر نہ نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو اور اسے چاہیے کہ جس لذت کی بھی شوہر خواہش کرے اسے پورا کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت سے نہ روکے اور جب تک عورت بغیر عذر کے گھر سے باہر نہ جائے اس کی غذا لباس اور رہائش کا انتظام شوہر پر واجب ہے اور اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا بطور احتیاط مقروض ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۱۵ : اگر عورت ان کاموں میں جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے تو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور گنہگار ہے قول مشہور کی رو سے وہ غذا، لباس، اور رہائش کا حق بھی نہیں رکھتی مگر جب تک عورت شوہر کے پاس ہو یہ حکم محل اشکال ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۱۶ : مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو خانگی خدمت پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۷ : بیوی کے سفر کے اخراجات اگر وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو وہ اخراجات شوہر کی ذمہ داری نہیں البتہ اگر شوہر خود اس بات پر مائل ہو کہ بیوی کو سفر پر لے جائے تو اسے چاہیے کہ سفر کے اخراجات اسے دے۔

مسئلہ ۲۴۱۸ : جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمہ ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور وہ مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندبست کرے تو جس

وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۹ : اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری بیوی کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کردے اور اولی اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

مسئلہ ۲۴۲۰ : مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی دائمی جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک مجامعت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۱ : اگر دائمی عقد میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد صحیح ہے اور اگر مرد عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو اسے چاہیے کہ

طلاق کے احکام

مسئلہ ۲۵۰۰ : جو مرد اپنی عورت کو طلاق دے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کا قصد رکھتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر مذاق مذاق میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۱ : عورت کا طلاق کے وقت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہونا چاہیے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے شوہر نے اس کی پاکی کے دوران اس سے مجامعت نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۲ : عورت کو حیض اور نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے۔

۱... یہ کہ شوہر نے ازدواج کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۲... معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حاملہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

۳... مرد کو غائب یا محبوس ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۵۰۳ : اگر کوئی شخص عورت کو حیض کے خون سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کا طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کا طلاق صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۴ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ شخص غائب ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اتنی مدت کے

لیے جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں صبر کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۰۵ : جو شخص غائب ہو اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ اس بارے میں اطلاع حاصل کر سکتا ہو کہ آیا اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگر چہ اس کی اطلاع عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کی رو سے ہو جو شرع میں معین ہیں اسے چاہیے کہ اتنی مدت تک صبر کرے جتنی مدت میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں

مسئلہ ۲۵۰۶ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو مجامعت کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے

تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض کا خون آجائے اور پھر وہ پاک ہوجائے لیکن اگر ایسی عورت کو مجامعت کے بعد طلاق دی جائے جس کے نو سال تمام نہ ہوئے ہوں (یعنی اس کی عمر نو سال سے کم ہو) یا جو حاملہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۷ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور اسی پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کو چاہیے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

مسئلہ ۲۵۰۸ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور پھر سفر اختیار کرے تو اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے تو اسے چاہیے کہ اتنی مدت صبر کرے جتنی مدت میں عورت اس پاکی کے بعد معمول کے مطابق ماہواری کا خون آئے اور وہ دوبارہ پاک ہوجائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینہ سے کم نہ ہو

مسئلہ ۲۵۰۹ : اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض کا خون نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ جب اس نے اس عورت سے مجامعت کی ہو اس وقت سے تین مہینے تک مجامعت سے اجتناب کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۰ : ضروری ہے کہ طلاق صحیح عربی صیغہ میں لفظ طالق کے ساتھ پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہے زَوْجَتِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ یعنی میری زوجہ فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کو کہنا چاہیے زَوْجَۃُ مُوَکِّلِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۱ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لیے اس سے عقد کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں اور اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہوجائے یا مرد وقت ہوجائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اسے کہے "میں نے مدت تجھے بخش دی" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض کے خون سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔

طلاق کی عدت

مسئلہ ۲۵۱۲ : جس لڑکی کی عمر نو سال نہ ہوئی ہو اور جو عورت یائسہ ہو اس کا کوئی عدۃ نہیں ہے یعنی خواہ شوہر نے اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دی ہو وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۳ : جس عورت کی عمر نو سال ہو چکی ہو اور یائسہ نہ ہو اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو اس عورت کو چاہیے کہ طلاق کے بعد عدہ رکھے اور آزاد عورت کا عدہ یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض کا خون آنے کے بعد پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے اس کا عدہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ شوہر کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لیے کوئی عدہ نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۴ : جس عورت کو حیض کا خون نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دے دے تو اسے چاہیے کہ طلاق کے بعد تین مہینے تک عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۱۵ : جس عورت کا عدہ تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی کو طلاق دی جائے تو اسے چاہیے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدہ رکھے اور اگر اسے کسی مہینے کے دوران طلاق دی جائے تو اسے چاہیے کہ اس مہینے کے باقی دن اور اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدہ رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہو تو نو دن اس مہینہ کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدہ رکھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدہ رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدہ رکھا ہے انھیں ملا کر دونوں کی تعداد تیس ہو جائے۔

مسئلہ ۲۵۱۶ : اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کا عدہ بچہ کے پیدا ہونے یا حمل ساقط ہونے تک ہے لہٰذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کا عدہ ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۱۷ : جس عورت نے عمر کے نو سال مکمل کر لیے ہوں اور یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لیے متعہ کر لے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اسے چاہیے کہ عدہ رکھے۔ پس اگر اسے حیض کا خون آئے تو اسے چاہیے کہ دو حیض کی مقدار کے برابر عدہ رکھے اور شوہر نہ کرے اور اگر حیض کا خون نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور حاملہ ہونے کی صورت

میں احتیاط واجب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لیے عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۱۸ : طلاق کے عدہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب صیغہ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتہ چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے پس اگر اسے عدہ ختم ہونے کے بعد پتہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدہ رکھے۔

اس عورت کی عدت جس کا شوہر مر جائے

مسئلہ ۲۵۱۹ : اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ آزاد ہو اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے متعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اسے چاہیے کہ چار مہینے اور دس دن عدہ رکھے یعنی شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور اگر حاملہ ہو تو اسے چاہیے کہ وضع حمل تک عدہ رکھے لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن گزرنے تک صبر کرے۔ اور اس عدہ کو عدہ وفات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۲۰ : جو عورت عدہ وفات میں ہو اس کے لیے زینت کے طور پر رنگ برنگا لباس پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہوں اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی سخت ضرورت کے اسے گھر سے بھی نہیں نکلنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۵۲۱ : اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور عدہ وفات تمام ہونے پر دوسرا شوہر کر لے اور پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے شوہر کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے تو اسے چاہیے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور بنابر احتیاط اس صورت میں جب کہ وہ حاملہ ہو وضع حمل تک دوسرے شوہر کے لیے عدہ طلاق اور اس کے بعد پہلے شوہر کے لیے عدہ وفات رکھے اور اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے شوہر کے لیے عدہ وفات اور اس کے بعد دوسرے شوہر کے لیے عدہ طلاق رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۲ : جس عورت کا شوہر غائب ہو یا غائب ہونے کے حکم میں ہو اس کے عدہ وفات کی ابتداء شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۳ : اگر کوئی عورت کہے کہ میرا عدہ ختم ہو گیا ہے تو اس کا قول دو شرطوں کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔

۱... یہ کہ بنابر احتیاط وہ مورد تہمت نہ ہو۔

۲... اسے طلاق ملنے یا اس کے شوہر کے مرنے کے بعد اتنی مدت گزر چکی ہو کہ اس مدت میں عدہ کا ختم ہونا ممکن ہو۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۲۵۲۴ : طلاق بائن کے معنی یہ ہیں کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی عورت کی طرف رجوع کرے یعنی بغیر عقد کے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنالے اور اس طلاق کی پانچ قسمیں ہیں ۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو ۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے عقد کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو ۔

جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق ۔

خلع اور مبارات کی طلاق جن کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدہ میں ہو شوہر اس سے رجوع کرسکتا ہے ۔

مسئلہ ۲۵۲۵ : جس شخص نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی ہو اس کے لیے اسے (یعنی عورت کو) اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے البتہ بعض موقعوں پر

جن میں بدچلنی یا غیر لوگوں کے ساتھ آنا جانا شامل ہیں اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی حرج نہیں ۔نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لیے اس گھر سے باہر جائے ۔

رجوع کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۲۶ : طلاق رجعی میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کرسکتا ہے ۔

ا... عورت سے باتیں کرے جس کا مطلب یہ نکلتا ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی قرار دیا ہے ۔

۲... کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ مجامعت کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع معلوم نہ بھی ہو ۔

مسئلہ ۲۵۲۷ : رجوع کرنے میں مرد کے لیے ضروری نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو رجوع کرنے کے متعلق اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتہ چلے وہ خود ہی رجوع کرلے تو اس کا رجوع صحیح ہے لیکن اگر عدہ ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدہ کے دوران رجوع کرلیا تھا تو ضروری ہے کہ اس بات کو ثابت کرے ۔

مسئلہ ۲۵۲۸ : جس مرد نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگر چہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر لازم ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کا حق رجوع زائل نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کر لے تو جو طلاق دے چکا ہے وہ جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

مسئلہ ۲۵۲۹ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے عقد کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی ہاں اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو وہ پانچ شرطوں کے پورا

ہونے پر پہلے مرد پر حلال ہوگی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ عقد کر سکے گا۔

۱... یہ کہ دوسرے شوہر کا عقد دائمی ہو پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا یک سال کے لیے اس عورت سے متعہ کر لے تو اس مرد کے اس سے جدا ہونے کے بعد پہلا شوہر اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

۲... دوسرا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اپنا عضو تناسل اس کی شرم گاہ میں داخل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجامعت عورت کی اگلی شرمگاہ (یعنی فرج) میں کرے۔

۳... دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

۴... دوسرے شوہر کا عدہ طلاق یا عدہ وفات ختم ہو جائے۔

۵... بنابر احتیاط واجب دوسرا شوہر بالغ ہو۔

طلاق خلع

مسئلہ ۲۵۳۰ : اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۱ : جب شوہر خود طلاق خلعی کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے زَوْجَتِیْ فَاطِمَۃُ خَالَعْتُھَا عَلیٰ مَا بَذَلَتْ اور احتیاط مستحب کی بنا پر ھِیَ طَالِقٌ بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے دی ہے اور وہ آزاد ہے اور اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۲ : اگر عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تا کہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل

مقرر کرے تا کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے عَنْ مُوَكِّلَتِي فَاطِمَةُ بَذَلَتْ مَهْرَهَا لِمُوَكِّلِي مُحَمَّدٍ لِيَخْلَعَهَا عَلَيْهِ اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے زَوْجَةُ مُوَكِّلِي خَالَعْتُهَا عَلىٰ مَا بَذَلَتْ هِيَ طَالِقٌ" اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تا کہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) اسے طلاق دیدے تو وکیل کو چاہیے کہ لفظ مَهْرَهَا کے بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو اسے کہنا چاہیے بَذَلَتْ مِاَةَ رُوْبِيَةَ.

طلاق مبارات

مسئلہ ۲۵۳۳ : اگر بیوی اور شوہر دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۴ : اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے کہنا چاہئے بَارَأْتُ زَوْجَتِي فَاطِمَةَ عَلىٰ مَا بَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ "یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس عوض کے مقابل میں جو اس نے دیا ہے (یعنی اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے) ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں پس وہ آزاد ہے۔ اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو وکیل کو کہنا چاہیے عَنْ قِبَلِ مُوَكِّلِي بَارَأْتُ زَوْجَتَهُ فَاطِمَةَ عَلىٰ مَا بَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور دونوں صورتوں میں کلمہ عَلىٰ مَا بَذَلَتْ کے بجائے اگر بِمَا بَذَلَتْ کہا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۵ : خلع اور مبارات کے طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہیے لیکن اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لیے مثلاً اردو میں کہے ''طلاق کے لیے میں نے تجھے فلاں مال بخشا'' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۶ : اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کے عدہ کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ عقد کئے بغیر اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۷ : جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لیے لے وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں

طلاق کے مختلف احکام

مسئلہ ۲۵۳۸ : اگر کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں مجامعت کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے۔ یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اسے چاہئے کہ عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۳۹ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ

مرد اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ وہ اس کا شوہر ہے اس کے لیے عدہ رکھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے اور اس شخص سے عقد کر لے تو طلاق اور عقد صحیح ہیں لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۰ : اگر عورت عقد کے سلسلے میں شوہر سے شرط طے کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے تو طلاق کا اختیار اسے (یعنی عورت کو) حاصل ہوگا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر عورت یہ شرط لگائے کہ اگر مرد سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے تک اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنی طلاق کے لیے اس کی (یعنی شوہر کی) وکیل ہوگی تو یہ شرط صحیح ہے اور اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو طلاق صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۴۱ : جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۴۲ : دیوانے شخص کا باپ اور دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۳ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یعنی بیٹے یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کردیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلّف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لیے متعہ کردیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۲۵۴۴ : اگر کوئی مرد دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامات کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو وہ اس عورت کا عدہ ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ خود عقد کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے عقد میں دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ عقد سے اجتناب کرے اور دوسرے کا عقد بھی اس کے ساتھ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۴۵ : اگر کوئی شخص کسی عورت کو اسے علم ہوئے بغیر طلاق دے دے تو اگر وہ اس کے اخراجات اسی طرح دے جس طرح اس وقت دیتا تھا جب وہ اس کی بیوی تھی اور مثلاً ایک سال کے بعد اسے کہے کہ میں ایک سال ہوا تجھے طلاق دے چکا ہوں اور اس بات کو شرعاً بھی ثابت کر دے تو جو چیزیں اس نے اس مدت میں اس عورت کو مہیا کی ہوں اور وہ انہیں اپنے مصرف میں نہ لائی ہو انہیں وہ اس سے واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں اس نے صرف کر لی ہوں ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

مسئلہ ۲۵۴۶ : غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال یا حق پر ظلم کر کے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب ہونے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہو گا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سے لیکر طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۴۷ : اگر کوئی شخص مسجد یا مدرسہ یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لیے بنائی گئی ہوں لوگوں کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے لیے جگہ مخصوص کرے اور دوسرا اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ بھی غاصب ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۸ : انسان جو چیز قرض خواہ کے پاس گروی رکھے وہ اسی کے پاس (یعنی قرض خواہ کے پاس) رہنی چاہیے تاکہ اگر وہ قرضہ ادا نہ کرے تو قرض خواہ اپنا قرضہ اس چیز کے ذریعے وصول کر لے۔ لہٰذا اگر مقروض قرض ادا کرنے سے پہلے وہ چیز اس سے لے لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۹ : جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور قرض خواہ دونوں غصب کرنے والے سے اس مال کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز اس سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کر لیں تو وہ عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروی رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۰ : اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۱ : جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی منفعت ہاتھ آئے مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ وہ (یعنی غاصب) اس مکان میں نہ رہے اسے چاہیے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۲ : اگر کوئی شخص بچے یا دیوانہ سے کوئی چیز جو اس کا (یعنی بچے یا دیوانے کا) مال ہو غصب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ چیز اس کے ولی کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۵۳ : جب دو اشخاص مل کر کوئی چیز غصب کریں تو خواہ ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی اس چیز کو غصب کرنے پر قادر ہو ان میں سے ہر ایک نصف مال کا ذمہ دار ہے

مسئلہ ۲۵۵۴ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گندم غصب کی ہوا سے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو اسے چاہیے کہ انہیں ایک دوسری سے علیحدہ کرے اور غصب کی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس دے۔

مسئلہ ۲۵۵۵ : اگر کوئی شخص مثال کے طور پر کانوں کا آویزہ کوشوارہ بالی زیور جو اس نے غصب کیا ہو توڑ پھوڑ دے تو اسے چاہیے کہ وہ مال اس کے بنانے کی مزدوری کے ساتھ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر مزدوری نہ دے اور کہے کہ اس کے بجائے میں اس مال کو پہلے جیسا ہی بنا دیتا ہوں تو مالک اس میں پیش کش کو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے نیز مالک بھی اس شخص کو مجبور نہیں کر سکتا وہ اس چیز کو پہلے جیسی بنائے۔

مسئلہ ۲۵۵۶ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کا کوشوارہ بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی کوشوارے کی شکل میں) دو تو اسے چاہیے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو یعنی کوشوارہ بنانے پر جو محنت کی ہو اس کی مزدوری بھی وہ نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے تو اسے چاہیے کہ اس کے بنانے (یعنی کوشوارہ وغیرہ بنانے) کی مزدوری بھی اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۷ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا فرق مالک کو دے پس اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا کوشوارہ بنائے اور اس سونے کا مالک کہے کہ تمہارے لیے لازم ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کے بعد اس سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی کوشوارہ بنانے سے پہلے تھی تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے برابر مال مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۸ ۔ اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین

غصب کی ہو اسے چاہیے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لیے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی زراعت یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے نیز اسے چاہیے کہ جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختون کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو پر کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے

اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کرسکتا کہ درخت یا زراعت اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۵۵۹ :اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ زراعت اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ زراعت اور درختوں کو اکھیڑے لیکن اسے چاہیے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی ہونے کے وقت تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۰ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح ہو جن کی قیمت ان کی ذاتی خصوصیات کی بنا پر عقلاء کی نظر میں فرداً فرداً مختلف ہوتی ہے تو غاصب کو چاہیے کہ اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس کی بازار کی قیمت مختلف ہوگئی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قیمت دے جو ادا کرنے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے کے وقت تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۱ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اور وہ تلف ہو جائے اگر وہ "گندم" اور "جو" کی مانند ہو جن کی فرداً فرداً قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کی مانند ہو جو کہ تلف ہوگئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۵۶۲ : اگر کوئی شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جس مدت میں وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فربہ ہوگئی ہو تو فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۵۶۳ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اس کے عوض کی کچھ مقدار کا

مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ وہ (یعنی دوسرا غاصب) پہلے غاصب سے نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۵۶۴ : جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملہ کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید وفروخت وزن کر کے کرنی چاہیے اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے کیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملہ سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہاں خرید وفروخت کے احکام کے بجائے ہبہ کے احکام جاری ہوں گے اور اس قسم کے معاملہ کو مصالحت سے بھی طے نہیں کیا جا سکتا ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کے مانند ہے اور انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر ایک کے ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۶۵ : جب کوئی شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تا کہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

اس مال کے احکام جو پڑا ہوا مل جائے

مسئلہ ۲۵۶۶ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چل سکے اور اس کی قیمت ایک درہم (۱۲/۶ چنے سکہ دار چاندی) سے کم نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ کہ وہ شخص اس مال کو اس کے
مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے دے اور اپنی ملکیت میں نہ لے۔

مسئلہ ۲۵۶۷ : اگر کوئی انسان ایسی گری پڑی چیز پائے جس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے اٹھانے پر راضی ہے یا نہیں تو وہ اس کی اجازت کے بغیر اس مال کو نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کا علم نہ ہو تو اس قصد سے اٹھا سکتا ہے کہ وہ خود اس کی ملکیت ہے اور اس پر واجب ہے کہ جب بھی اس مال کا مالک ملے اگر وہ مال تلف نہ ہو گیا ہو تو بعینہ وہی مال اسے واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسے اس کا عوض دے اور اگر اس مال کو استعمال کیا ہے تو اس کی اجرت بھی دے۔

مسئلہ ۲۵۶۸ : اگر کوئی شخص ایک چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چلایا جا سکے تو اگر چہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا مالک سنی ہے یا ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تاہم اگر اس چیز کی قیمت ایک درہم کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس شخص کو چاہیے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے اجتماع کی جگہ پر اس کا اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۶۹ : اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو وہ ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

مسئلہ ۲۵۷۰ : اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جب کہ وہ مال حرم مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے خود لے سکتا ہے یا اسے اس کے مالک کے لیے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے اور یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور اگر وہ مال اسے حرم میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط مستحب ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے یا حاکم

شرع کے سپرد کردے۔

مسئلہ ۲۵۷۱ : اگر کسی شخص کے ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لیے اسے اپنے پاس رکھ چھوڑے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہے اور اگر اس نے خود اپنے لیے اسے قبضہ میں کرلیا ہو تو ذمہ دار ہے اور اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقہ پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا (یعنی پہلی صورت میں مال کے مالک کو اور دوسری صورت میں اس شخص کو جسے وہ مال ملا اور اس نے بطور صدقہ دے دیا) صاحب مال کو مطالبہ کا حق اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے حاکم شرع کی اجازت کے بغیر تصرف کیا ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۲ : اگر کوئی شخص جسے گرا پڑا مال مل جائے اس طریقے کے مطابق جو اوپر بیان ہوا ہے اعلان نہ کرے تو علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اس پر پھر بھی واجب ہے کہ اعلان کرے بشرطیکہ مالک کے ملنے کا ظاہراً احتمال ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۳ : اگر کسی دیوانے شخص یا نابالغ بچے کو کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس کا ولی اس چیز کے بارے میں اعلان کرسکتا ہے اور اسکے بعد (یعنی اگر اس چیز کا مالک نہ ملے تو) اسے دیوانے یا نابالغ بچے کی طرف سے ملکیت میں لے سکتا ہے یا اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۴ : اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اسے بطور صدقہ دینا چاہے یا اپنی ملکیت میں لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۵ : اگر اس سال کے دوران جس میں انسان ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی یعنی زیادہ روی کی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور اگر کوتاہی یا زیادہ روی نہ کی ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے

مسئلہ ۲۵۷۶ : اگر کوئی مال جو نشانی رکھتا ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ سے ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعہ اس کا مالک نہیں ملے گا تو جس شخص کو وہ مال ملا ہو وہ پہلے دن ہی اسے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۷ : اگر کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز مل جائے اور اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھالے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ ایک سال تک اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۸ : جو گری پڑی چیز ملی ہو اس کے بارے میں اعلان کرتے وقت اس کی جنس کا بتانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص صرف اتنا کہہ دے کہ مجھے ایک چیز ملی ہے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۹ : اگر کسی شخص کو گری پڑی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتا دے تو جس شخص کو وہ چیز ملی ہو اسے چاہیے کہ وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کا مال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

مسئلہ ۲۵۸۰ : کسی شخص کو جو گری پڑی چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد میں یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا لے تو جس شخص کو وہ پڑی ہوئی چیز ملی ہو وہ ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۱ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز پڑی ہوئی ملے جو رکھے رہنے پر خراب ہو جاتی ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم شرع کے وکیل کی اجازت سے اس چیز کی قیمت معین کرے اور اسے بیچ دے اور جو رقم ملے اسے اپنے پاس رکھے اور اگر مالک نہ ملے تو اس کی طرف سے بطور صدقہ دے دے۔

مسئلہ ۲۵۸۲ : جو گری پڑی چیز کسی کو ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو تو اگر اس کا ارادہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے اسے دے دوں گا تو بلا شبہ اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ وہ مغصوب کے حکم میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۵۸۳ : اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کوئی اور جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کے بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلم کے طور پر لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا اور حاکم شرع کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۴ : جو مال انسان کے پاس ہو اگر وہ مجہول المالک ہو (یعنی اس کے مالک کا علم نہ ہو) اور اس پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ دے دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے تو بھی اس مال کی ذمہ داری کسی پر نہیں ہے۔

حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۸۵ : جب کسی ایسے حیوان کو جس کا گوشت حلال ہو اس طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو خواہ حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے لیکن وہ حیوان جس کے ساتھ انسان نے وطی (مجامعت) کی ہو اور وہ بھیڑ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو اور اسی طرح وہ حیوان جو نجاست کھانے والا بن گیا ہو اگر اس کا شرع کے معین کردہ دستور کے مطابق استبراء نہ کیا گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۶ : وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں اگر انہیں اس دستور کے مطابق شکار کیا جائے جن کا ذکر بعد میں ہو گا تو پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲۵۸۷ : حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہو گا۔

مسئلہ ۲۵۸۸ : حلال گوشت والا وہ حیوان مثلاً مچھلی جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اگر خود بخود شکار کئے بغیر مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھایا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۵۸۹ : حرام گوشت والا وہ حیوان مثلاً سانپ جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۹۰ : کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا حیوان جو بھیڑیئے اور چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے والا ہو اگر اسے اس دستور کے مطابق

ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر وغیرہ سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکار شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۱ : ہاتھی، ریچھ، بندر، چوہا، اور وہ حیوان جو سوسمار کی طرح زمین میں رہتے ہوں اگر وہ رگوں میں خون رکھتے ہوں اور اپنے آپ مر جائیں تو نجس ہیں لیکن اگر انہیں ذبح کیا جائے یا اسلحہ کے ذریعہ شکار کیا جائے تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۵۹۲ : اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اسکا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۵۹۳ : حیوان کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے اور ان میں صرف شگاف ڈالنا کافی نہیں ہے اور معروف یہ ہے کہ جب تک گلے کی گرہ کے نیچے سے نہ کاٹا جائے ان چار رگوں کا صرف باہر سے کاٹنا کافی نہیں اور وہ چار رگیں سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۲۵۹۴ : اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں۔

مسئلہ ۲۵۹۵ : اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کی گردن اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا چاہیے کچھ باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ گردن کی کچھ مقدار پھاڑے اور چار رگیں باقی رہیں یا بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جب کہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقہ کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا وہ حلال اور پاک ہوگی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

مسئلہ ۲۵۹۶ : حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو ممیز ہو یعنی برے بھلے کی پہچان رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں (مثلاً غلات، خوارج، نواصب، یہودی اور عیسائی کسی حیوانکو ذبح نہیں کر سکتے)۔

۲... حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو اور صورت یہ ہو کہ اگر

حیوان کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ مرنے والا ہو یا کوئی ضرورت اسے ذبح کرنے کی مقتضی ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں جدا کر دے۔

۳... ذبح کرتے وقت حیوان کا منہ، ہاتھ، پاؤں اور پیٹ قبلہ کی طرف ہوں اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت حیوان کو رو بقبلہ ہونا چاہیے اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بھی رو بقبلہ ہو۔

۴... جب کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہے یا ذبح کرنے کی نیت سے اس کے گلے پر چھری رکھے تو خدا کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵... ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو۔ نیز واجب ہے کہ حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔

۶... یہ کہ بنابر احتیاط واجب پرندوں کے علاوہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر اس کے بدن سے جدا نہ کیا جائے اور خود یہ کام (یعنی سر جدا کرنا) فی نفسہ پرندوں تک میں بھی محل اشکال ہے لیکن اگر غفلت کی وجہ سے یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور ذبیحہ حلال ہے اور اسی طرح بنابر احتیاط اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے حیوان کی دم تک چلی جاتی ہے اور نخاع کہلاتی ہے عمداً قطع نہ کیا جائے۔

۷... یہ کہ حیوان کو مذبح یعنی ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے اور احتیاط وجوبی کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ چھری کو گردن کی پشت سے اتار کر اگلی طرف لایا جائے اور اس طرح اس کی گردن پشت کی طرف سے کاٹی جائے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۵۹۷ : اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تا کہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لیے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی چیز جو لوہے کی بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کی درمیانی گہرائی میں گھونپ دے۔

مسئلہ ۲۵۹۸ : جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا مقصود ہو تو بہتر ہے کہ اونٹ کھڑا ہو لیکن جب وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے

یا کسی پہلو لیٹ جائے اور اس کے بازو، پاؤں، اور سینہ روبقبلہ ہوں تو چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۹ : اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کے بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور انہیں جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپ جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہوگا لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقہ کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اسی طرح اگر گائے یا بھیڑ اور انہیں جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں تو انہیں ذبح کردیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۰ : اگر کوئی حیوان سرکش ہوجائے اور اس طریقہ کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا شرعی طریقہ کے مطابق ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجہ میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا روبقبلہ ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوانات کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

مسئلہ ۲۶۰۱ : کچھ چیزیں حیوانات کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں۔

۱... بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندہ کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

۲... حیوان کو ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۳... ذبح یا نحر یوں کریں کہ حیوان کو کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کرلیں اور حیوان کو جلدی ذبح کریں۔

حیوانات کو ذبح یا نحر کرنے کے مکروہات

مسئلہ ۲۶۰۲ : چند چیزیں حیوانات کو ذبح یا نحر کرتے وقت مکروہ ہیں۔

۱... حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

۲... حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

۳... شب جمعہ کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کو ذبح کرنا۔ہاں اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

۴... جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اس کا خود اسے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۶۰۳ : اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعہ کیا جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

۱... یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کردے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہیں جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کردے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس کے جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو وہ حرام ہے۔

۲... شکاری مسلمان ہونا چاہیے۔یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو۔اور اگر کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو (مثلاً غلاۃ، خوارج، اور نواصب عیسائی، یہودی) کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳... شکاری ہتھیار کو شکار کرنے کے لیے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

۴... ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا لیکن اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵... اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو اور مر جائے تو وہ حلال ہے اور اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۴ : اگر دو اشخاص ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر ہو یا ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۵ : اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۶ : اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے لیکن علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اور اسے چاہیے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۶۰۷ : اگر تلوار یا کسی دوسری چیز کے ساتھ جس کے ساتھ شکار کرنا صحیح ہو ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصہ میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں اور اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں اگر اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۸ : اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔ اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے شرع کے معین کردہ طریقے سے ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۹ : جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچہ کو شرع کے معین کردہ طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۰ : اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

مسئلہ ۲۶۱۱ : اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔

۱... کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی شکار پکڑنے کے لیے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ جب تک مالک نہ پہنچے شکار کو نہ کھائے لیکن اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو یا اتفاقاً شکار میں سے کھا لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲... اس کا مالک اسے شکار کے لیے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تا کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگر چہ وہ مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بناپر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے

۳... جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو غالی اور خارجی ہو اور ناصبی کی طرح کافر
کے حکم میں ہو یعنی ایسا شخص جو رسول اکرم صلی علیہ و آلہ وسلم کے اہلبیتؑ سے دشمنی کا اظہار کرتا ہو کتے کو شکار کے پیچھے بھیجے تو اس کتے کا شکار حرام ہے۔

۴... کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت اللہ تعالی کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۵... شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

۶... جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کئے گئے حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو۔ اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لیے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۲ : جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے یا کسی اور ایسے ہی فعل کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو وہ حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو وہ حلال نہیں ہوتا لیکن اس صورت میں کتے کو لگا دے تا کہ وہ اس حیوان کو مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۳ : اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۴ : اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لیے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کر لے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کر لے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۱۵ : اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک کافر ہو یا جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ شکار کس کتے سے ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۶ : اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس وقت اس حیوان کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقہ کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

مسئلہ ۲۶۱۷ : اگر چھلکوں والی مچھلی کو پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آ کر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اور اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور اگر وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے اور جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۸ : اگر مچھلی اچھل کر پانی سے باہر آ گرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی اتر جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے شکار کی نیت سے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعہ سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۹ : جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لیے ضروری نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان نے اسے پکڑتے دیکھا ہو یا کسی اور طریقہ سے اسے (یعنی مسلمان کو) یقین ہو گیا ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے۔ اور چاہیے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا عمداً شکار کے اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۲۶۲۰ : زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ اسے زندہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۱ : اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے

مسئلہ ۲۶۲۲: اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لیے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۳ : اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ

معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگر چہ وہ کہے اس نے اسے زندہ پکڑا تھا وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۴ : جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہوں اس کا کھانا حرام ہے

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۲۶۲۵ : گھریلو مرغ اور کبوتر اور مختلف قسم کی چڑیوں کا گوشت حلال ہے۔ بلبل، سار (مینا) اور چنڈول چڑیوں ہی کی قسمیں ہیں۔ چمگادڑ، مور، اور کوے کی مختلف اقسام اور ہر اس پرندے کا گوشت جو شاہین، عقاب، اور باز کی طرح پنجے رکھتا ہو اور اڑتے وقت پروں کو مارنا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر اس پرندے کا گوشت جس کا پوٹا (سنگدانہ) اور پاؤں کی پشت کا کانٹا نہ ہو حرام ہے ماسوا اس کے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اڑتے وقت پروں کو مارنا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ حلال ہے اور ابابیل اور ہدہد کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۶ : اگر حیوان کے بدن کے اس حصہ کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۷ : حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء بلا اشکال حرام ہیں اور کچھ احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں اور ان تمام اجزاء کی تعداد چودہ ہے۔

۱... خون۔

۲... فضلہ۔ (پاخانہ)

۳... عضو تناسل۔

۴... فرج۔ (شرمگاہ)

۵... بچہ دانی۔

۶... غدود۔ جنہیں فارسی میں دشول کہتے ہیں۔

۷... خصیتین۔ جنہیں دبلان کہتے ہیں۔

۸... وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل کی ہوتی ہے۔

۹... حرام مغز۔ جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

۱۰... وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۱۱... پتہ۔

۱۲... تلی۔

۱۳... مثانہ۔

۱۴... آنکھ کا ڈھیلا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پرندوں میں ان میں سے خون، فضلہ، پتہ، تلی، اور خصیتین کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۶۲۸ : اونٹ کا پیشاب پینا حلال ہے اور باقی حلال گوشت حیوانات کے پیشاب سے اور اسی طرح دوسری تمام چیزوں سے جن سے طبیعت نفرت کرے اجتناب کرنا احوط اور اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۹ : مٹی کا کھانا حرام ہے البتہ علاج کی غرض سے گل داغستان اور گل ارمنی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور حصول شفا کی غرض سے سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی یعنی خاک شفا کی تھوڑی سی مقدار کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار پانی میں حل کرلی جائے تاکہ وہ اس میں مل کر ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۰ : ناک کا پانی اور سینے کا بلغم وغیرہ جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۱ : کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لیے سخت نقصان دہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۳۲ : گھوڑے، گدھے، خچر، کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے وطی (مجامعت) کرے تو خود وہ حیوان اور اس کی نسل حرام اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور انہیں شہر سے باہر لے جانا چاہیے اور دوسری جگہ بیچ دینا چاہیے اور وطی کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر کوئی شخص حلال گوشت والے حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے مجامعت کرے تو ان حیوانوں کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا اور دودھ پینا حرام ہے اور یہی حکم ان کی نسل کے لیے ہے اور ایسے حیوان کو فوراً ذبح کرکے جلا دینا چاہیے اور جس نے اس کے ساتھ وطی کی ہو وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ اگر بھیڑ یا بکری کا دودھ پیتا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پیئے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور ان کی نسلیں حرام ہو جاتی ہیں اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو ضروری ہے کہ ان کا استبراء کیا جائے اور

اس کے بعد وہ حلال ہو جاتے ہیں اور ان کا استبراء یہ ہے کہ سات دن بھیڑ یا بکری کے تھنوں سے دودھ پئیں اور اگر انہیں دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائیں اور نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۳ : شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ گردانا گیا ہے اور اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو کافر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا شراب بدیوں کی جڑ گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا' کوئی بھی گناہ کرنے سے اجتناب نہیں کرتا' کسی شخص کا احترام نہیں کرتا' اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا' کھلم کھلا برائی کرنے سے بھی منہ نہیں پھیرتا اور ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے' خدا' فرشتے' انبیاء اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں' چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوگی' اس کے منہ کا لعاب اس کے سینے پر گرے گا اور وہ پیاس کی فریاد بلند کرے گا۔

مسئلہ ۲۶۳۴ : جس دسترخوان پر شراب پی جا رہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں سے ایک فرد شمار نہ بھی ہو تو اس دسترخوان پر بیٹھنا حرام ہے اور اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا بھی بنا بر احتیاط واجب حرام ہے۔ اور شراب کے لیے استعمال ہونے والے برتنوں کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۵ : ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک (یعنی اڑوس پڑوس میں) جب کوئی مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر موت سے نجات دے۔

کھانا کھانے کے آداب

مسئلہ ۲۶۳۶ : کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱... کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲... کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال سے خشک کرے۔

۳... میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آجائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد جو شخص میزبان کے بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

۴... کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دسترخوان پر کئی قسم کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے کی ابتداء کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

۵... کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶... تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

۷... اگر چند اشخاص دسترخوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

۸... چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

۹... کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۱۰... دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

۱۱... کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

۱۲... انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳... کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے۔ البتہ ریحان (یعنی خوشبودار گھاس) کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

۱۴... جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لیے چھوڑ دے۔

۱۵... دن اور رات کی ابتداء میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۶... کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

۱۷... کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

۱۸... پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو غذا کھاتے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۳۷ : کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم ہیں۔

۱... پیٹ بھرے پر کھانا کھانا۔

۲... بہت زیادہ کھانا اور روایت میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

۳... کھانا کھاتے وقت دوسرے کی طرف دیکھنا۔

۴... گرم کھانا کھانا۔

۵... انسان جو چیز کھا یا پی رہا ہو اسے پھونک مارنا۔

۶... دستر خوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

۷... روٹی کو چھرے سے کاٹنا۔

۸... روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

۹... ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں صاف کرنا کہ ہڈی پر کوئی گوشت باقی نہ رہے۔

۱۰... پھل کا چھلکا اتارنا۔

۱۱... پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

مسئلہ ۲۶۳۸ : پانی پینے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱... پانی کھینچنے کی طرز پر پیئے۔

۲... دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

۳... پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

۴... پانی تین سانس میں پیئے۔

۵... پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

۶... پانی پینے کے بعد حضرت ابو عبد اللہ (امام حسین) علیہ السلام اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پینے کے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۳۹ : زیادہ پانی پینا اور مرغن کھانا کھانے کے بعد پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پینا مذموم ہے علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

مسئلہ ۲۶۴۰ : نذر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ترک کر دے گا۔

مسئلہ ۲۶۴۱ : نذر کا صیغہ پڑھنا چاہیے اور یہ ضروری نہیں کہ عربی ہی میں پڑھا جائے لہٰذا کوئی شخص کہے کہ اگر میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی نذر صحیح ہے

مسئلہ ۲۶۴۲ : نذر کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور قصد کے ساتھ نذر کرے لہٰذا کسی ایسے شخص کا نذر کرنا صحیح نہیں جسے مجبور کیا جائے یا جو جذباتی ہو کر بے اختیار نذر کر دے۔

مسئلہ ۲۶۴۳ : کوئی مفلس شخص یا سفیہ انسان (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اگر مثلاً نذر کرے کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۴ : اگر شوہر عورت کو نذر کرنے سے روکے اور عورت کا نذر کو پورا کرنا شوہر کے حق کے منافی ہو تو وہ نذر نہیں کر سکتی بلکہ اس صورت میں تو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی نذر قرار ہی نہ پائے گی۔

مسئلہ ۲۶۴۵ : اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو شوہر اس کی نذر ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے نذر پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے بجز اس کے کہ نذر پوری کرنا اس پر عمل کے وقت شوہر کے حق کے منافی ہو کیونکہ اس صورت میں اگر وہ نذر کو ختم کر سکے تو کچھ بعید نہیں۔

مسئلہ ۲۶۴۶ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر یا اس کی اجازت سے نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر

باپ یا ماں اس کو اس عمل سے جس کی اس نے نذر کی ہو منع کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی نظر کالعدم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶۴۷ : انسان کسی ایسے کام کی نظر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لیے ممکن ہو لہذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر کرے کہ وہاں پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۸ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نظر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۹ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا اور اس کام کو بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نظر بھی اسی لحاظ سے کرے مثلاً نظر کرے کہ کوئی غذا کھائے گا تا کہ اللہ کی عبادت کے لیے اسے قوت حاصل ہو تو اس کی نظر صحیح ہے اور اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نظر بھی اسی لحاظ سے کرے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمبا کو نقصان دہ ہے اس لیے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نظر صحیح ہے

مسئلہ ۲۶۵۰ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لیے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے (یعنی خضوع وخشوع سے نماز ادا کر سکتا ہے) تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۱ : اگر کوئی شخص کوئی عمل بجالانے کی نظر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح نذر کی ہو پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا مہینے کی پہلی تاریخ کو اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۲ : اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اور اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقہ کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بجالائے گا تو اگر ایک نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۳ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین دن کو روزہ رکھے گا تو اسے چاہیے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ

کر روزہ نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا ہاں اسی دن وہ اختیار اً یہ کرسکتا ہے کہ مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے اور اگر سفر میں ہو تو ضروری نہیں کہ اقامت کا قصد کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۶۵۴ : اگر انسان اختیاری طور پر اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۵ : اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالاسکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے

پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو بجا نہ لائے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۶ : جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لیے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجالائے اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعہ کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعہ کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر یا حیض لاحق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۲۶۵۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا ضروری نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے بطور صدقہ دے دیں۔

مسئلہ ۲۶۵۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو صدقہ نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو بنا بر احتیاط اس شخص کو چاہیے کہ صدقہ اس کے ورثاء کو دے۔

مسئلہ ۲۶۶۰ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت ابی عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لیے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امام کی زیارات نہ کرے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۱ : جس شخص نے زیارت کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو اس کے لیے انہیں بجالانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۲ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام یا امام زادے کے حرم کے لیے کسی مال کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس مال کو اس حرم کی مرمت اور روشنی اور فرش وغیرہ پر صرف کرے۔

مسئلہ ۲۶۶۳ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام کی ذات کے لیے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو چاہیے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امام سے نسبت رکھتا ہو مثلاً زائر فقیر کو دے دے یا اس امام کے حرم کے مصارف مثلاً مرمت وغیرہ پر خرچ کرے اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لیے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۴ : جس بھیڑ کو صدقہ کے لیے یا کسی ایک امام کے لیے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (یعنی دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو لیکن بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۵ : جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتہ چلے کہ نذر کرنے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آگیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۶ : اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید سے کریں تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی نذر کی کوئی اہمیت نہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۷ : جب کوئی شخص اللہ تعالی سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں اچھا کام انجام دے گا تو جب اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ کام انجام دے اور اسی طرح اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں اچھا کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۸ : عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے اسے یا تو واجب یا مستحب نماز کی طرح عبادت ہونا چاہیے یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جب کہ جس کام کا عہد کیا ہو وہ شرعاً قابل ترجیح نہ ہو اس کام کو انجام دے۔

مسئلہ ۲۶۶۹ : اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۰ : جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمبا کو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلائے یا دس فقیروں کو پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لاسکتا ہو تو اسے چاہئے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزے پے در پے رکھے جائیں۔

مسئلہ ۲۶۷۱ : قسم کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص قسم کھائے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور ارادے کے ساتھ قسم کھائے پس بچے یا دیوانے یا مست یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کر دیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذباتی ہونے کی حالت میں بلا ارادہ قسم کھائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۲... قسم کھانے والا جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے وہ حرام نہیں ہونا چاہیے اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے وہ واجب نہیں ہونا چاہیے۔

۳... قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس کی مقدس ہستی کے سوا کسی کے لیے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے بلکہ احتیاط واجب ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تب بھی قسم پر عمل کیا جائے۔

۴... قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لہٰذا اگر قسم کو لکھے یا دل میں اس کا قصد کرے تو قسم صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو قسم صحیح ہے۔

۵... قسم کھانے والے کے لیے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اور اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لیے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہوگا اس وقت سے اس کی قسم باطل ہو جائے گی اور اگر نذر یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۲ : اگر باپ فرزند کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۳ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ باپ یا شوہر کی اجازت کے بغیر ان کی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی اور آقا کی نسبت سے غلام اور کنیز کے لیے یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۴ : اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وسواسی شخص قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ واللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۵ : اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہو تو حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے تاہم اگر ممکن ہو کہ توریہ کرے یعنی قسم کھاتے وقت اس طرح نیت کرے کہ جھوٹ بھی نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ توریہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک گھنٹہ پہلے دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پیشتر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۶ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو وقف کر دے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جنکا ذکر کیا گیا ہے اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۷ : یہ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنا مکان وقف کر دیا ہے اور وہ شخص جس کے لیے مکان وقف کیا ہو یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا مسجد بنانے کی نیت سے کوئی جگہ تعمیر کرے اور اسے نمازیوں کے اختیار میں دے تو وقف ثابت ہو جائے گا اور موقوفات عامہ مثلاً مسجد مدرسہ یا ایسی چیزیں جو عام لوگوں کے لیے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لیے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے کے لیے کسی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۸ : اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لیے معین کرے اور صیغہ وقف پڑھنے سے پہلے پچھتائے یا مر جائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۶۷۹ : جو شخص کوئی مال وقف کرے اسے چاہیے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کے لیے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لیے وقف صحیح نہیں ہے اور اگر کہے کہ وہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لیے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لیے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۰ : وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال اس شخص کے تصرف میں دے دے جس کے لیے وہ وقف کیا گیا ہو یا اس کے وکیل یا ولی کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لیے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے ان کی طرف سے اس کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۱ : ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ شرط نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۲ : ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے اس کا کیا ہوا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۳ : اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لیے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لیے وقف کیا جائے جو بالفعل موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لیے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کے محقق ہونے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے (مثلاً کوئی شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لیے وقف کرے اور ان کے بعد اولاد کی اولاد کے لیے وقف کر دے اور اولاد کے ہر گروہ کے بعد آنے والے گروہ اس وقف سے استفادہ کریں تو وقف صحیح ہے)۔

مسئلہ ۲۶۸۴ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کر دے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لیے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۵ : جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر وہ اس کا متولی بھی معین کر دے تو متولی کو چاہیے کہ واقف کی ہدایت کے مطابق عمل کرے اور اگر واقف متولی معین نہ کرے اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کیا ہو تو وہ افراد مختار ہیں اور اگر وہ بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا ولی مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لیے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۶ : اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقرا یا سادات پر وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات صرف کرے تو اس صورت میں جبکہ اس وقف کے لیے اس نے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۷ : اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کرے تاکہ ہر ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں پر وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک طبقہ اسے کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت کے دوران وہ طبقہ مر جائے اور جو طبقہ اس کے بعد ہو وہ اس اجارہ کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس

صورت میں جب کہ مستاجر نے اجارہ کی پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو مرنے والے طبقے کی موت کے وقت سے اجارہ کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس طبقے (یعنی مرنے والے طبقے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۸ : اگر وقف کردہ املاک خراب بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کرنے والے نے کوئی چیز کسی خاص مقصد کے لیے وقف کی ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ سیر کے لیے وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کے وارثوں کی ملکیت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۶۸۹ : اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو اور وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو حاکم شرع یا وقف کا متولی باخبر لوگوں کی رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۰ : اگر وقف کا متولی خیانت کرے اور اسکا منافع معین مصارف میں نہ لائے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تا کہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانت دار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۱ : جو فرش امام بارہ کے لیے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا ہے خواہ وہ مسجد امام بارہ کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۹۲ : اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لیے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ کچھ عرصے تک اسے مرمت کی ضرورت ہوگی تو اس املاک کی آمدنی ایسی مسجد پر خرچ کی جا سکتی ہے جسے مرمت کی ضرورت ہو۔

مسئلہ ۲۶۹۳ : اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تا کہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے اور اس صورت میں جب کہ علم ہو یا اطمینان ہو کہ اس شخص نے ہر ایک کے لیے کتنی مقدار معین کی ہے تو آمدنی اس کے مطابق خرچ کرنی چاہیے اور اگر اس بارے میں یقین یا اطمینان نہ ہو تو پہلے مسجد کی مرمت کرانی چاہیے اور پھر اگر کچھ بچے تو اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان برابر تقسیم کر دینا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۶۹۴ : وصیت سے مراد یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے فلاں فلاں کام سرانجام دیئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا یہ کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کے طور پر اور امور خیر پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لیے اور جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہوں ان کے لیے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے۔ اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۹۵ : جو شخص بول نہ سکتا ہو (یعنی گونگا وغیرہ ہو یا بوجہ نقاہت نہ بول سکتا ہو) اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لیے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اسی طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آ جائے تو وصیت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۶ : اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آ جائے اور پتہ چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے

مسئلہ ۲۶۹۷ : جو شخص وصیت کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ عاقل ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے اور دس سال کی عمر کے بچے کا اپنے ارحام کے لیے وصیت کرنا جائز ہے اور وصیت کے نفاذ کے لیے سفیہ کا اعتبار ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی وصیت پر عمل ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۹۸ : جس شخص نے مثال کے طور عمداً اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۹ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا مال ہوگی تو اس صورت میں جب کہ وہ شخص اس وصیت کو قبول کر لے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز موصی کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۰۰ : جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو اسے چاہیے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کردے یا انہیں اطلاع دے دے اور اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو تو قرضہ ادا کردے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا ابھی قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور وصیت پر گواہ مقرر کرے البتہ اگر اس کے قرضہ کے بارے میں معلوم ہو تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۱ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر خمس، زکوۃ، اور مظالم اس کے ذمہ ہوں تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادا نہ کر سکے لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کردے گا تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۲ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لیے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ بھی ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات انجام دے دے گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کی نمازوں اور روزوں کی قضا اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہو (جیسا کہ نماز قضا کے باب میں بالتفصیل بتایا گیا ہے) تو اسے چاہیے کہ بڑے بیٹے کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ وہ یہ عبادات اس کے لیے بجالائے۔

مسئلہ ۲۷۰۳ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ان کا (یعنی ورثاء کا) حق تلف ہوتا ہو تو اسے چاہیے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لیے نگران اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جب کہ نگراں کے بغیر ان کا مال تلف ہوتا ہو یا وہ خود ضائع ہوتے ہوں اسے چاہیے کہ ان کے لیے ایک امین نگران مقرر کرے۔

مسئلہ ۲۷۰۴ : وصی کو عاقل ہونا چاہیے اور احوط یہ ہے کہ بالغ بھی ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی مسلمان ہو اور جو امور موصی کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں ضروری ہے کہ وصی ان کے لیے قابل اطمینان ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۵ : اگر کوئی شخص اپنے کئی وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کرسکتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں یا ایسا نہ کہا ہو انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرسکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں تو وہ ان میں سے ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۶ : اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً یہ کہ پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگران معین کر دے تو اس کی پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اس کی دوسری وصیت پر عمل کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۰۷ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتہ چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے۔ مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کے لیے وکیل مقرر کر دے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۸ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو اس چیز کے دو حصے کرنے چاہئیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۰۹ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ اس کے (یعنی مریض کے) مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو یہ مال اور جس مال کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو اسے تیسرے حصے میں سے نکالنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۱۰ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۱ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت لگائی جائے کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیے کی ہے تو جو مقدار قرضے کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصہ سے دی جائیگی اور اگر اس بات پر یہ تہمت نہ لگائی جائے تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۱۲ : جس شخص کے لیے انسان وصیت کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وجود رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی انسان وصیت کرے کہ جس بچے کا حمل ممکن ہے فلاں عورت کے پیٹ میں ٹھہرے اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ موصی کی موت کے بعد پیدا ہو تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موصی کی موت کے بعد موجود نہ ہو یعنی پیدا نہ ہو تو اس مال کو کسی ایسے دوسرے مصرف میں صرف کیا جائے جو موصی کے ارادے کے مطابق وصیت کے مقصد کے زیادہ قریب ہو۔ ہاں اگر موصی وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہو گی

تو اگر وہ شخص موصی کی موت کے وقت موجود ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہو وصیت باطل ہونے کی صورت میں وہ میت کے ورثاء میں بٹ جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۳ : اگر انسان کو پتہ چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتہ چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ اس کی وصیت کو انجام دے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ وصیت کو قبول کرے ورنہ حاکم شرع کسی کو وصیت نافذ کرنے کے لیے معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۱۴ : جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی یہ نہیں کر سکتا کہ میت کے کام انجام دینے کے لیے کسی دوسرے شخص کو معین کر دے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصود یہ نہیں تھا کہ خود وصی ان کاموں کو انجام دے بلکہ اس کا مقصود فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وہ یعنی وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لیے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۵ : اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانہ ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۱۶ : اگر وصی تنہا میت کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لیے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۱۷ : اگر میت کے مال کی کچھ مقدار وصی کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر میت نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وہ یعنی وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۸ : اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہو گا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کو چاہیے کہ میت کے کام انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۱۹ : جو حج میت پر واجب ہو اور قرضہ اور حقوق مثلاً خمس، زکوٰۃ، اور مظالم جنکا ادا کرنا واجب ہو انہیں میت کے اصل مال سے ادا کرنا چاہیے خواہ میت نے ان کے لیے وصیت نہ بھی کی ہو۔

مسئلہ ۲۷۲۰ : اگر میت کا مال قرضہ سے اور واجب حج سے اور ان حقوق سے جو اس پر واجب ہو (مثلاً خمس زکوٰۃ اور مظالم سے) زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہیے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۱ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات کہیں یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ موصی کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کریں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۲ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ لاگت آتی ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جا سکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۷۲۳ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تہائی حصے سے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اسکے ذمہ ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام (مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا) بھی انجام دیا جائے تو پہلے اس کا قرضہ تہائی مال سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تہائی حصہ صرف اس کے قرضہ کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں اور مستحبی کاموں کے لیے کی گئی وصیت باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۴ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کی تہائی سے دی جائیں تو اس کا قرضہ اصل مال سے دینا چاہیے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز اور روزہ اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ تیسرا حصہ کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہیے اور اگر وہ

اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کی تہائی سے دینی چاہیے اور اگر اس میں کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۲۵ : اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق بھی کر دے یا ایک عادل مرد یا دو عادلہ عورتیں یا پھر چار عادلہ عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ کہتا ہو وہ اسے دے دینی چاہیے اور اگر ایک عادلہ عورت گواہی دے تو جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دے دیا جائے اور اگر دو عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جب کہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں وہ شخص میت کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۲۶ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی ہوں تا کہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں یا یہ کہے کہ میت نے مجھے اپنے بچوں کا نگراں مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہیے جب کہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں۔

مسئلہ ۲۷۲۷ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہو گی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کر دیں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ارث (ترکہ کی تقسیم) کے احکام

مسئلہ ۲۷۲۸ : جو اشخاص میت سے رشتہ داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

۱... پہلا گروہ مرنے والے کا باپ، اور ماں، اور اولاد، اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے، جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب تر ہو ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۲... دوسرا گروہ دادا، اور دادی، اور بہن، اور بھائی، اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۳... تیسرا گروہ چچا، اور پھوپھی، اور ماموں، اور خالہ، اور ان کی اولاد ہے اور جب تک میت کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی موجود ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا (عموی، پدری) اور باپ اور ماں کی طرف سے چچا کا لڑکا (پسر عموی، پدری، و مادری) موجود ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچا کے لڑکے (پسر عموی پدری و مادری) کو ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) کو نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۹ : اگر خود میت کا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کی اولاد نہ ہوں تو اس کے باپ اور ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو
ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو میت کے دادا اور دادی کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۰ : بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۳۱ : اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص میت کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹا بیٹی سے دوگنا حصہ پائے۔

مسئلہ ۲۷۳۲ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں لیتی ہے لیکن اگر میت کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان اور آزاد اور پدری ہوں یعنی ان کا اور میت کا باپ ایک ہی ہو خواہ ان کی اور میت کی ماں ایک ہو یا نہ ہو تو اگر چہ وہ میت کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ : جب میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹی ہوں تو اگر اس کے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے اور اگر میت کے دو پدری بھائی چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو مشہور یہ ہے کہ مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں باپ اور ماں کو ان میں سے ایک ایک حصہ ملتا ہے اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے اس کے پھر چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں نتیجے کے طور پر میت کے مال کے ۲۴ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو اور ۴ حصے ماں کو اور ۵ حصے باپ کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۴ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹا ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر میت کے کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ اور ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۶ : اگر باپ یا ماں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۷ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۸ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک

حصہ باپ یا ماں کوملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرلیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۹ : اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد خواہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو میت کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو میت کی بیٹی کا حصہ پاتا ہے۔ مثلاً اگر میت کا ایک نواسا اور ایک پوتی ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۰ : جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ میت کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۱ : اگر میت کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے (پدری و مادری) بھائی یا کئی سگی (پدری یا مادری) بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر میت کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۴۲ : اگر میت کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں میت کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۳ : اگر وارث میت فقط ایک مادری بہن یا ایک مادری بھائی ہو (جو باپ کی طرف سے میت کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو) تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۴ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۵ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر

تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۶ : اگر میت کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۷ : اگر میت کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۸ : اگر میت کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسے کی گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقہ سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گذشتہ مسئلہ میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کا ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں اور کمی سگے پدری و مادری بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں ہوگی مثلاً اگر کسی میت کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے (پدری و مادری) بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے (پدری و مادری) بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے۔ (پدری و مادری) بہن بھائیوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۴۹ : اگر میت کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکہ کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جانب رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۷۵۰ : اگر میت کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا نانی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر میت کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (یعنی میت کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر میت کے وارث اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال

کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۱ : اگر میت کے وارث فقط دادا یا دادی میں سے ایک اور نانا اور نانی میں سے ایک ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۲ : اگر میت کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۳ : اگر میت کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا' دادی اور نانا' نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ یعنی بیوی اور نانا' نانی کے بعد جو کچھ بچے دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے اور اگر میت کے وارث اس کا شوہر اور جد (دادا یا نانا) اور جدہ (دادی یا نانی) ہوں تو شوہر کو نصف ملتا ہے اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۴: بھائی' بہن' بھائیوں' بہنوں کے ساتھ دادا' دادی یا نانا' نانی اور دادے' دادیوں یا نانے' نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں۔

اول : یہ کہ نانا یا نانی اور بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ مذکر اور مونث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

دوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہو۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

سوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہیے کہ اگر میت کے پدری بھائی یا بہن
' سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو تنہا پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے (بلکہ سگے ہی پاتے ہیں)۔

چہارم : یہ ہے کہ دادے' دادیاں اور نانے' نانیاں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی

طرح مادری و پدری بھائی اور بہنیں ہوں۔اس صورت میں جو مادری رشتے دار ہوں تر کے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ تر کہ ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

پنجم : یہ کہ دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی، بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ایک ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادے یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

ششم : یہ کہ نانا یا نانی باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں۔اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اور دو تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں دادے یا دادی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو سب کے حصے دے کر تر کے کا چھٹا حصہ بچ جاتا ہے اور اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

ہفتم : یہ کہ دادے یا دادیاں ہوں اور کچھ نانے اور نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ایک ہوں اس صورت میں نانے یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر ان دادوں، نانوں یا دادیوں، نانیوں کے ساتھ مادری بھائی یا بہن ہوں تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

ہشتم : یہ کہ بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہوں تو تر کے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی تر کہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے جو بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی

صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہوتا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں اور بہنوں کو ملا کر سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے جو ان میں بحیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۵ : اگر میت کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ

ہوتو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر میت کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو حصے اور نانا کو ایک حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر میت کے برادر مادری کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۵۶ : میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں، اور خالہ، اور ان کی اولاد ہیں۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ ترکہ پاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۷ : اگر میت کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی یا ایک ماموں ایک خالہ ہو تو خواہ وہ سگا (پدری و مادری) ہو یعنی وہ اور میت کا والد ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا سب پدری ہوں تو مشہور یہ ہے کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر دو چچا اور ایک پھوپھی میت کے وارث ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے۔ اور باقی ماندہ چار حصوں کو دونوں چچا آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے لیکن بعید نہیں کہ ان کے مابین (یعنی چچاؤں اور پھوپھی کے مابین) بھی تقسیم برابر برابر کی بنیاد پر ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ سب آپس میں مصالحت کرلیں۔

مسئلہ ۲۷۵۸ : اگر میت کے وارث فقط کچھ مادری چچا یا کچھ مادری پھوپھیاں یا مادری چچا اور مادری پھوپھی دونوں ہوں تو ظاہر یہ ہے کہ میت کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۵۹ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اس کے وارث ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری کچھ سگے (پدری و مادری) ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مشہور یہ ہے کہ اگر میت کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا مادری پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری یا مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیاں کو ملتے ہیں اور اگر میت کے مادری چچا بھی ہوں اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے

(پدری و مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر وہ نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور ایک حصہ مادری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتا ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتوں میں مادری چچا اور پھوپھیاں بھی دوسرے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مانند حقدار ہوں اور میت کا مال اس کے تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو۔

مسئلہ ۲۷۶۰ : اگر میت کا وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر کئی ایک ماموں بھی ہوں اور خالائیں بھی ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں تو مال ان سب کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۶۱ : اگر میت کے وارث فقط ایک یا چند مادری ماموں اور خالائیں اور سگے (پدری و مادری) ماموں اور خلائیں ہوں تو پدری ماموؤں اور خالاؤں کو ترکہ نہیں ملتا اور بعید نہیں ہے کہ باقی ورثاء تقسیم میں مساوی حصہ رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۶۲ : اگر میت کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی یا دونوں کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۳ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا اور پھوپھی ہوں تو اگر چچا اور پھوپھی سگے (پدری و مادری) یا پدری ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے
ایک حصہ ماموں یا خالہ کو ملتا ہے اور بنا بر مشہور باقی میں سے دو حصے چچا کو اور ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے لہٰذا مال کے نو حصے ہوں گے جن میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کو اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے لیکن احتیاط چچا اور پھوپھی کے درمیان تقسیم مساوی ہونے میں ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۴ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی اور سگے پدری و مادری یا پدری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیا جاتا ہے اور باقی ماندہ دو حصے دوسرے ورثاء آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۵ : اگر میت کے وارث چند ماموں اور چند خالائیں ہوں جو سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں اور اس کے چچا پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچاؤں اور پھوپھیوں کے مابین تقسیم ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ ایک حصہ ماموں اور خالاؤں کے درمیان مساوی تو رپر تقسیم ہو جاتا ہے ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۶ : اگر میت کے وارث مادری ماموں یا خالائیں اور چند سگے پدری یا چند ماموں اور خلائیں (فقط اس صورت میں جب سگے ماموں اور خالائیں نہ ہوں) اور چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور بعید نہیں ہے کہ باقی ماندہ تیسرے حصے کی تقسیم میں باقی ورثاء کے حصے برابر ہوں۔

مسئلہ ۲۷۶۷ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو مال کی جو مقدار چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملنی چاہیے وہ ان اولاد کو اور جو مقدار ماموں اور خالاؤں کو ملنی چاہیے وہ ان کی اولاد کو دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۸ : اگر میت کے وارث اس کے باپ کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ میت کی ماں کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموں اور خالاؤں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے اور باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ میت کے باپ کے ماموں اور خالائیں آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے مساوی طور پر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

مسئلہ ۲۷۶۹ : اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ اس کے شوہر کو اور باقی ماندہ اس کے دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس عورت کی اس شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۰ : اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس مرد کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور گھر کی زمین اور باغ اور زراعت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے اور جو درخت اور زراعت اور عمارتیں باغ کی زمین اور مزرعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۱ : جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی (مثلاً رہائشی مکان کی زمین) اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے اور ورثاء جب تک

عورت کا حصہ نہ دیں ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں (مثلاً عمارتوں اور درختوں میں) تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۲ : اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو حساب لگانا چاہیے کہ اگر وہ بغیر کرائے کی زمین میں رہیں حتیٰ کہ تلف ہو جائیں تو ان کی کیا قیمت ہوگی اور عورت کا حصہ اس تشخیص کردہ قیمت میں سے دیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۷۳ : نہروں کا پانی بہنے کی جگہ وغیرہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۴ : اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ مجامعت نہ بھی کی ہو لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی موت واقع ہو جائے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اس سے مجامعت نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۷۷۵ : اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مر جائے تو خواہ مرد نے اس سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکہ میں حصہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۶ : اگر عورت کو اس ترتیب سے طلاق رجعی دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران مر جائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے اور اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا طلاق بائن کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۷۷ : اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مر جائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے۔

۱... یہ ہے کہ عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں یعنی میت کے ورثا عورت سے مصالحت کر لیں۔

۲... خود عورت نے انس نہ ہونے کی وجہ سے شوہر کو کوئی مال دیا ہو تا کہ وہ طلاق دینے پر راضی ہو جائے بلکہ اگر کوئی چیز شوہر کو نہ بھی دی ہو لیکن طلاق عورت کے تقاضا کرنے پر ہوئی ہو تب بھی اس کے میراث پانے میں اشکال ہے۔ بہتر ہے کہ اس

کے اور باقی ورثاء کے درمیان مصالحت ہو جائے۔

۳... شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مر گیا ہو۔پس اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مر جائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

مسئلہ ۲۷۷۸ : جو لباس مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیے مہیا کیا ہو اگر چہ وہ اس لباس کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوگا۔یا اگر اس نے بیوی کی ملکیت قرار دیا تھا تو وہ بیوی کا ہی ملک ہوگا۔

میراث کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۷۷۹ : مرنے والے کا قرآن مجید،انگوٹھی،تلوار،اور جو پوشاک وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے میت نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہو مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرلے۔

مسئلہ ۲۷۸۰ : اگر کسی مرنے والے کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو انہیں چاہیے کہ میت کا لباس اور قرآن مجید اور انگوٹھی اور تلوار آپس میں مساوی طور پر بانٹ لیں۔

مسئلہ ۲۷۸۱ : اگر مرنے والا مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ان چار چیزوں کو بھی جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے دے دینا چاہیے اور اگر اس کا قرض اس کے مال سے تھوڑا ہو تو ان چار چیزوں سے بھی جو بڑے بیٹے کو ملتی ہیں قرضے کی نسبت سے ادائیگی کرنی چاہیے۔مثلاً اگر میت کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں سے بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہیے کہ ان چار چیزوں میں سے دس روپے کی مقدار کے برابر میت کے قرض کے سلسلے میں دے۔

مسئلہ ۲۷۸۲ : مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان میت کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۸۳ : اگر کوئی شخص اپنے رشتے داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کردے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا ہاں اگر وہ شخص غلطی سے مارا جائے مثلاً اگر کوئی شخص ہوا میں پتھر پھینکے اور وہ اتفاقاً اس کے کسی رشتہ دار کو لگ جائے اور وہ مر جائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کا دیت قتل میں سے ترکہ پانا (جس کا ذکر بعد میں آئے گا) مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۴ : جب کسی میت کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ اس بچے کے لیے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہوگا۔اس صورت میں جب کہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کردیں اور جو مال اس سے زائد ہو وہ آپس میں تقسیم کرلیں لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ عورت کے پیٹ میں دو یا تین

بچے ہیں اور ورثاء اس بات پر راضی نہ ہوں کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا محض احتمال ہو ان کا حصہ علیحدہ کریں تو جائز ہے کہ ایک سے زائد حمل کے حصے کی حفاظت کرنے کے بارے میں وثوق اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد ایک لڑکے کے حصے کی نسبت سے جو مال زائد ہو اسے آپس میں تقسیم کرلیں۔

بعض گناہوں کیلیے معین کی گئی حد (شرعی سزا)

مسئلہ ۲۷۸۵ : اگر کوئی شخص کسی ایسی محرم عورت سے زنا کرے جو اس سے ماں اور بہن کی طرح قرابت رکھتی ہو تو اسے حاکم شرع کے حکم سے قتل کردینا چاہیے اور اگر کوئی کافر مرد کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک حد (شرعی سزا) کا جاری ہونا اس امر کا باعث بنتا ہے کہ لوگ غیر شرعی کام چھوڑ دیں اور شرعی حد لوگوں کی دنیا اور آخرت کی حفاظت کرتی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے چالیس دن بارش برسنے کے فائدوں سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۶ : اگر ایک آزاد مرد زنا کرے تو اسے سو تازیانے لگائے جائیں اور اگر وہ تین دفعہ زنا کرے اور ہر دفعہ اسے سو تازیانے لگائے جائیں تو چوتھی دفعہ زنا کرنے پر اسے قتل کردینا چاہیے لیکن اگر کسی شخص کے پاس دائمی زوجہ یا کنیز ہو اور وہ خود عاقل، بالغ اور آزاد ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرچکا ہو اور جب جی چاہے اس سے مجامعت کرسکتا ہو تو اگر وہ شخص اس کے باوجود ایک بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اسے سنگسار کردینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۸۷ : مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اگر اسے اپنے آپ کو کوئی ضرر پہنچنے کا خوف نہ ہو وہ دونوں کو قتل کرسکتا ہے لیکن اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۸۸ : اگر کوئی عاقل بالغ مرد کسی دوسرے عاقل و بالغ شخص سے اغلام کرے تو دونوں کو قتل کردینا چاہیے اور حاکم شرع اغلام کرنے والے کو تلوار سے قتل کرسکتا ہے یا آگ میں زندہ جلا سکتا ہے یا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بلند جگہ سے نیچے گرا سکتا ہے اور ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں اسے سنگسار کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو حکم دے کہ وہ کسی کا ناحق قتل کردے تو اس صورت میں جب کہ قاتل اور وہ شخص جس نے اسے حکم دیا ہو دونوں بالغ اور عاقل ہوں تو قاتل کو قتل کردینا چاہیے اور جس نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہو اسے عمر بھر کے لیے قید کردینا چاہیے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔

مسئلہ ۲۷۹۰ : اگر فرزند باپ یا ماں کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اسے قتل کردینا چاہیے لیکن اگر باپ اپنے فرزند کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اسے چاہیے کہ اس دستور کے مطابق جو دیت کے احکام میں بتایا جائے گا دیت دے اور حاکم شرع کو اختیار ہے

کہ اسے اتنی جسمانی سزا دے جتنی مناسب سمجھے۔

مسئلہ ۲۷۹۱ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو حاکم شرع تیس سے ننانوے تازیانوں تک جتنے مناسب سمجھے اسے مار سکتا ہے اور روایت ہے کہ خداوند عالم اس بوسہ لینے والے کے منہ میں آگ کی لگام دے دیتا ہے اور آسمان اور زمین کے فرشتے اور رحمت اور غضب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیے جہنم تیار ہوگا البتہ اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۲ : اگر کوئی مرد کسی مرد اور عورت کو زنا کے لیے یا کسی مرد اور لڑکے کو اغلام کے لیے آپس میں ملائے تو اسے پچھتر تازیانے لگانے چاہئیں اور مشہور یہ ہے کہ پچھتر تازیانے لگانے کے بعد اس کا سر منڈوا کر اسے گلی کوچوں میں پھیرا جائے اور جس جگہ اس نے یہ کام کیا ہو اس جگہ سے اسے نکال دیا جائے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۳ : جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنا چاہتا ہو تو اگر اسے قتل کئے بغیر اس فعل سے روکنا ممکن نہ ہو تو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۴ : اگر کوئی شخص کسی مسلمان مرد یا عورت سے جو کہ بالغ اور عاقل اور آزاد ہو زنا یا اغلام منسوب کرے یا اسے ولد الزنا کہے تو اسے لباس کے اوپر سے اسی ۸۰ تازیانے لگائے جائیں۔

مسئلہ ۲۷۹۵ : جو شخص عاقل اور بالغ ہو اگر وہ اختیار رکھتے ہوئے شراب کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود شراب پئے تو اس کی پہلی اور دوسری دفعہ شراب پینے پر اسے اسی ۸۰ تازیانے لگانے چاہئیں اور اگر تیسری دفعہ پیئے تو اسے قتل کردینا چاہیے اور اگر وہ شخص مرد ہو تو لازم ہے کہ تازیانے لگاتے وقت اس کی شرمگاہ کے علاوہ اس کا باقی بدن برہنہ کردیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۹۶ : جو شخص بالغ اور عاقل ہو اگر وہ ساڑھے چار نخود سکہ دار سونا یا کوئی اور چیز جس کی قیمت اس کے برابر ہو چرا لے تو اگر وہ شرطیں جو شرع میں معین کی گئی ہیں اس میں پائی جاتی ہوں تو پہلی چوری کرنے پر اس کے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دینی چاہئیں اور ہتھیلی اور انگوٹھے کو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر وہ دوسری دفعہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں درمیان سے کاٹ دینا چاہیے اور اگر وہ تیسری دفعہ چوری کرے تو اس کو تاحیات قید کردینا چاہیے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ قید خانے میں یا کسی اور جگہ چوتھی بار چوری کرے تو اسے قتل کردینا چاہیے۔

دیت کے احکام

مسئلہ ۲۷۹۷ : اگر کوئی شخص جو عاقل اور بالغ ہو عمداً اور ناحق کسی مسلمان کو قتل کردے تو اس صورت میں جب کہ مقتول مرد یا لڑکا ہو اس کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو معاف کردے یا اسے قتل کردے لیکن اگر مقتول کافر ہو اور اس کا قاتل مسلمان ہو تو اس قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا اور اگر مقتولہ مسلمان عورت یا لڑکی ہو تو اگر چہ اس کے مسلمان قاتل کو قتل کیا جاسکتا ہے لیکن اگر قاتل مرد ہو تو اس مقتولہ کی آدھی دیت اس کے ولی کو دی جانی چاہیے اور اگر قاتل دیوانہ یا نابالغ ہو تو صرف دیت دینی چاہیے اور اس کی دیت عاقلہ پر ہے جس کے معنی بعد میں بتائے جائیں گے۔ نیز والی کے لیے جائز ہے کہ جتنی مقدار پر طرفین راضی ہو جائیں اتنی دیت قاتل سے لے لے اور اس صورت میں جب کہ وہ اس دیت پر رضامند ہوں جو شرع میں معین کی گئی ہے چونکہ شرع میں دیت کی مقداریں مختلف ہیں لہذا اس دیت کے تعین کا اختیار قاتل کو ہے اور وہ دیت کی مختلف مقداروں میں سے جو بھی اس کے لیے زیادہ آسان ہو اختیار کرسکتا ہے اس بنا پر قاتل چاندی کی قیمت دے سکتا ہے جو دیت کی تمام اقسام سے کم ہے اور وہ قدیم ایرانی سکے قرآن کے حساب سے جو ایک مثقال کا ہوتا تھا ۵۲۵ تومان بنتی ہے۔ اس دیت کا اعتبار قدیم سکے قرآن سے ہے نہ کہ ریال سے جو آج کل رائج ہے اور اگر محض غلطی سے ایک شخص دوسرے کو قتل کردے مثلاً کسی حیوان پر تیر چلائے اور غلطی سے کسی آدمی کو مار دے تو مقتول کا ولی قاتل کو قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا البتہ وہ عاقلہ سے (یعنی قاتل کے پدری رشتہ داروں سے) اور اگر وہ نہ دیں تو خود قاتل سے دیت لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص غلطی سے اس طرح قتل کرے کہ وہ قتل قتلِ عمداً سے مشابہ ہو جیسے کہ وہ ایک دوسرے شخص کو ایسے آلے سے مارے جس سے انسان عام طور پر نہیں مرتا اور اس شخص کا ارادہ دوسرے کو قتل کرنے کا بھی نہ ہو اور اتفاقاً وہ شخص مر جائے تو اس صورت میں خود قاتل کو دیت دینی ہوگی اور مقتول کا ولی قاتل کو قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۷۹۸ : اس صورت میں جب کہ مقتول مرد اور مسلمان اور آزاد ہو اس کی جو دیت قاتل کو دینی ہوگی وہ ان چھ چیزوں میں سے ایک ہے۔

۱... قتل عمد میں سو اونٹ جو چھٹے سال میں ہوں اور قتل خطائے محض اور قتل شبہ عمد میں اتنے ہی اونٹ جن کی عمریں چھ سال سے کم ہوں۔

۲... دوسو گائیں۔

۳... ہزار گوسفند۔

۴... دوسو حلے اور ہر حلے میں دو کپڑے ہوتے ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ کپڑے یمن کے بنے ہوئے ہوں۔

۵... ہزار مثقال شرعی سونا جب کہ ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے۔

۶... دس ہزار درہم جب کہ ہر درہم ۱۲/۶ نخود سکہ دار چاندی کا ہوتا ہے۔

اور اگر مقتولہ عورت اور مسلمان اور آزاد ہو تو اس کی دیت ان چھ چیزوں میں سے ہر ایک میں مرد کی دیت کا نصف ہے اور اگر مقتول ذمی کافر ہو تو اگر وہ مرد ہو تو اس کی دیت آٹھ سو درہم اور اگر عورت ہو تو اس کی دیت چار سو درہم ہے اور اگر مقتول کافر ذمی نہ ہو تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے اور جو مقتول غلام یا کنیز ہو اس کی دیت اس کی قیمت ہے بشرطیکہ وہ آزاد شخص کی دیت سے زیادہ نہ ہو اور اس صورت میں بھی جبکہ قتل جان بوجھ کر کیا گیا ہو آزاد قاتل کو غلام یا کنیز کو قتل کرنے کے پاداش میں قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۹ : چند چیزوں کی دیت قتل کی دیت کی طرح ہے جس کی مقدار سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

۱... یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دے یا اس کی آنکھوں کی چاروں پلکیں کاٹ دے اور اگر اس کی ایک آنکھ پھوڑے تو لازم ہے کہ قتل کی دیت کا نصف دے۔

۲... کوئی شخص کسی دوسرے کے دونوں کان کاٹ ڈالے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کے دونوں کان بہرے ہو جائیں اور اگر اس کا ایک کان کاٹے یا اسے ایک کان سے بہرا کرے تو لازم ہے

کہ قتل کی دیت کا نصف دے اور اگر اس کے کان کی لو کاٹ دے تو احوط یہ ہے کہ اس کے ساتھ مصالحت کر لے۔

۳... کوئی شخص دوسرے کی تمام ناک یا ناک کا نرم حصہ کاٹ لے۔

۴... کوئی شخص کسی کی زبان جڑ سے کاٹے اور اگر زبان کی کچھ مقدار کاٹ لے تو چاہیے کہ زبان کٹنے کی وجہ سے وہ شخص جتنے حروف کے مخارج ادا کرنے پر قادر نہ رہا ہو انہیں دیکھا جائے اور پھر کل دیت کو حروف کے مخارج کی نسبت تقسیم کیا جائے اور وہ شخص اس مقدار کی نسبت سے دیت دے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس دیت کو بلحاظ پیمائش جتنی زبان کٹی ہو (مثلاً نصف، تہائی یا چوتھائی وغیرہ) اس پر واجب الادا دیت سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے اور جس دیت کی مقدار زیادہ ہو وہ دی جائے۔

۵... کوئی شخص کسی کے سارے دانت توڑ دے (تو پوری دیت دینی ہوگی) اور اس صورت میں جب کہ کچھ دانت توڑے گئے ہوں اگر وہ شخص جس کے دانت توڑے جائیں مرد ہو تو دانت توڑنے والے کو چاہیے کہ اسے اگلے دانتوں کے لیے

جومقدار میں بارہ ہیں ہر دانت کے بدلے پانچ سو درہم دے اور دوسرے دانتوں میں سے جن کی تعداد سترہ ہے ہر ایک کے لیے ڈھائی سو درہم دے اور جس شخص کے کچھ دانت توڑے جائیں اگر وہ عورت ہو تو اتنے دانت ٹوٹنے تک جن کی دیت کی مقدار قتل کی دیت کے ایک تہائی تک نہ پہنچے اس کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہوگی اور اس صورت میں جب وہ قتل کی دیت کی ایک تہائی تک پہنچ جائے وہ مرد کے دانتوں کی دیت کا نصف ہوگی۔

۶... کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے جدا کردے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر وہ کسی کا ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کردے تو اسے چاہیے کہ اس جیسے شخص کے قتل کی دیت کے نصف کے برابر دیت دے۔

۷... کوئی شخص کسی کی دس انگلیاں کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور جس کی انگلیاں کاٹی جائیں اس کے انگوٹھے کی دیت ہاتھ کی دیت کا تیسرا حصہ اور دوسری ہر انگلی کی دیت اس کا چھٹا حصہ ہوگی اور عورت کی دیت اگر قتل کی دیت کے تیسرے حصے تک پہنچ جائے تو مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔

۸... کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک پستان کاٹے تو اسے چاہیے کہ اس جیسی عورت کے قتل کی نصف دیت دے۔

۹... کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں جوڑوں تک یا اس کے پاؤں کی دس کی دس انگلیاں کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور پاؤں کی ہر انگلی کی دیت اسی جیسی ہاتھ کی انگلی کے برابر ہے۔

۱۰... کوئی شخص کسی مرد کے خصیتین نکال دے تو پوری دیت دینی ہوگی۔

۱۱... اگر کوئی شخص کسی کو ایسی تکلیف پہنچائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر وہ کسی کی پیٹھ کو اس طرح توڑے کہ وہ پھر درست نہ ہو سکے تو اسے چاہیے کہ پوری دیت دے اگر چہ احوط یہ ہے کہ اس سے مصالحت کرلے۔

مسئلہ ۲۸۰۰ : اگر کوئی شخص کسی کو اشتباہاً قتل کردے تو ضروری ہے کہ اس دیت کے علاوہ جس کا ذکر کیا گیا ہے خود قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اور اگر کوئی شخص کسی کو عمداً اور ناحق قتل کرے تو عفو یا دیت لینے کی صورت میں (یعنی اگر مقتول کے ورثاء اسے معاف کردیں یا دیت لے لیں تو) اسے چاہیے دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے اور اور ایک غلام کو آزاد کرے۔

مسئلہ ۲۸۰۱ : جو شخص کسی حیوان پر سوار ہو اگر وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حیوان کسی کو ضرر پہنچائے تو وہ شخص یعنی سوار ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کام کرے جس کی وجہ سے حیوان خود سوار کو یا کسی اور شخص کو ضرر پہنچائے تو جو

شخص ایسا کام کرے وہ اس ضرر کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۲ : اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور اگر ساقط ہونے والی چیز آزاد اور اسلام کے حکم میں ہو تو اگر وہ نطفہ ہو تو اس کی دیت بیس مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر علقہ یعنی خون کا لوتھڑا ہو تو اسکی دیت چالیس مثقال اور اگر مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کی دیت ساٹھ مثقال اور اگر اس کی ہڈیاں بن چکی ہوں تو اس کی دیت اسی مثقال اور اگر ہڈیاں پر گوشت بھی آ گیا ہو لیکن اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کی دیت سو مثقال اور اگر اس میں روح بھی داخل ہو چکی ہو اور لڑ کا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار مثقال اور اگر لڑکی ہو تو اس کی دیت پانچ سو مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے اور ان تمام صورتوں میں اگر ہر ایک مثقال سونے کے عوض دس درہم چاندی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۳ : اگر کوئی حاملہ عورت کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں اس کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کی دیت بچے کے وارث کو اس تفصیل کے مطابق دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اور خود اس عورت کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۲۸۰۴ : اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کر دے تو اسے چاہیے کہ عورت اور بچے دونوں کی دیت دے۔

مسئلہ ۲۸۰۵ : اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال میں خراش ڈال دے تو اسے چاہیے کہ انسان کی جو دیت بیان کی گئی ہے اس کا ۱۰۰/۱ دے اور ضرب گوشت تک پہنچ جائے اور اسے کسی قدر چیر دے تو ۵۰/۱ دے اور اگر گوشت زیادہ کٹ جائے تو ۱۰۰/۳ دے اور اگر زخم ہڈی کے نازک پردے تک پہنچ جائے تو ۱\۲۵ اور اگر ہڈی نمایاں ہو جائے تو ۱\۲۰ اور اگر ہڈی ٹوٹ جائے تو ۱\۱۰ اور اگر ہڈی کے بعض ریزے اپنی جگہ سے باہر آ جائیں تو ۳\۴۰ اور اگر ضرب مغز کی جھلی تک اثر انداز ہو تو ۳۳\۱۰۰ دے۔

مسئلہ ۲۸۰۶ : اگر کوئی شخص کسی کے چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز اس طرح مارے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے کہ ڈیڑھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دیت دے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر اس کا چہرہ نیلا ہو جائے تو تین مثقال اور اگر سیاہ ہو جائے تو لازم ہے کہ چھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دے لیکن اگر مارنے کی وجہ سے کسی کے بدن کا کوئی حصہ سرخ یا نیلا یا سیاہ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے کہ جو دیت چہرے کے لیے بتائی گئی ہے اس کا نصف دے۔

مسئلہ ۲۸۰۷ : اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت والے حیوان کو زخمی کر دے یا اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹ لے تو اسے چاہیے کہ بے عیب اور عیب دار حیوان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ حیوان کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۰۸ : اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے یا گھر کی حفاظت کرنے والے یا بھیڑوں کے گلے کی حفاظت کرنے والے یا زراعت کی پاسبانی کرنے والے کتے کو مار دے تو اسے چاہیے کہ کتے کی قیمت ادا کرے اور اگر شکاری کتے کی قیمت چالیس درہم سے کم ہو تو اس کے لیے لازم ہے چالیس درہم ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۰۹ : اگر کوئی حیوان کسی کی زراعت یا مال تلف کر دے تو اگر حیوان کے مالک نے
اس کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو تو اسے چاہیے کہ حیوان نے جتنی مقدار میں مال یا زراعت کو نقصان پہنچایا ہو اس کا ہرجانہ مال یا زراعت کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۰ : اگر کوئی بچہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا ولی یا مثلاً اس کا معلم اس کے ولی کی اجازت سے اسے اتنا مار سکتا ہے کہ بچہ مودب ہو جائے لیکن مارنے کی وجہ سے دیت واجب نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۱۱ : اگر کوئی شخص کسی بچے کو اتنا مارے کہ دیت واجب ہو جائے تو دیت بچے کا مال ہے اور اگر بچہ مر جائے تو جس پر دیت واجب ہو وہ اس کے ورثاء کو دے اور اگر مثال کے طور پر باپ اپنے بچے کو اس قدر مارے کہ وہ مر جائے تو دیت بچے کے دوسرے ورثاء لیں گے اور خود باپ کو دیت سے کچھ نہیں لے گا۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۲۸۱۲ : اگر ہمسائے کے درخت کی جڑیں کسی شخص کی جائداد میں پہنچ جائیں تو وہ انہیں روک سکتا ہے اور اگر درخت کی جڑوں سے اسے کوئی ضرر پہنچے تو وہ درخت کے مالک سے ہرجانہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۳ : باپ بیٹی کو جو جہیز دے اگر مثال کے طور پر سمجھوتے یا بخشش کے ذریعے وہ اس کو بیٹی کی ملکیت میں دے دے تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اس کی ملکیت میں نہ دیا ہو تو اس کے واپس لینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۱۴ : اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے بالغ ورثاء اپنے حصے سے میت کی رسم عزا کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نابالغوں کے حصے میں سے اس مقصد کے لیے کچھ نہیں لیا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۸۱۵ : اگر انسان کسی مسلمان کی غیبت کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر فساد پیدا نہ ہو تو اس مسلمان سے کہے کہ وہ اسے معاف کر دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ جس شخص کی
غیبت کی ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرے اور اس غیبت کی وجہ سے اس مسلمان کی توہین ہوئی ہو تو اس صورت میں جب کہ ممکن ہو اسے چاہیے کہ اس توہین کو دور کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۶ : انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کے مال جس کے بارے میں اسے

علم ہو کہ اس نے خمس نہیں دیا خمس نکال لے اور اسے حاکم شرع کو دے دے۔

مسئلہ ۲۸۱۷ : جو آواز لہو ولعب اور بازی گری کی محفلوں سے مخصوص ہو وہ غنا ہے اور حرام ہے اور اگر امام حسین علیہ السلام کا نوحہ یا مجلس یا قرآن مجید غنا کے لہجے میں پڑھا جائے تو وہ بھی حرام ہے لیکن اگر انہیں ایسی خوش الحانی سے پڑھا جائے جو غنا کے زمرے میں نہ آتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۸ : ان جانوروں کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں جو اذیت رساں ہوں اور کسی کی ملکیت بھی نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۱۹ : جو انعام بینک اپنے بعض کھاتہ داروں کو دیتا ہے چونکہ وہ اپنی مرضی سے لوگوں سے لوگوں کو شوق دلانے کے لیے دیتا ہے اس لیے حلال ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۰ : اگر کوئی چیز کسی کاریگر کو درست کرنے کے لیے دی جائے اور اس کا مالک اسے لینے نہ آئے تو اگر کاریگر تلاش کرے اور مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس چیز کو مالک کی نیت سے صدقہ کر دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۸۲۱ : کوچہ اور بازار میں سینہ پر ماتم کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہاں سے عورتیں کیوں نہ گزرتی ہوں اور اگر ماتمی دستوں کے آگے آگے علم وغیرہ لے جائے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں لیکن لہو ولعب کے آلات استعمال نہیں کرنے چاہیے اور اسی طرح زنجیروں سے ماتم کرنا یا خنجر زنی کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر خنجر زنی یا زنجیر زنی سے موت کا یا کسی عضو کا معطّل ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۲ : سونے کے دانت لگوانے اور دانتوں پر سونا چڑھانے کی مرد اور عورت کے لیے کوئی ممانعت نہیں خواہ اس کا شمار زینت میں ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۳ : انسان کے لیے استمناء کرنا (یعنی اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ جن سے جماع کرنا جائز ہے) اپنے ہاتھ یا جماع کے بغیر کسی اور کے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا جس سے منی خارج ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۴ : ڈاڑھی مونڈنا یا مشین وغیرہ سے اتنی باریک کٹوا دینا کہ منڈی ہوئی کی مانند ہو جائے حرام ہے اور ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کا ولی اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا ختنہ کرا دے اور اگر وہ اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرائے تو بالغ ہونے کے بعد خود بچے پر اپنا ختنہ کرانا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۶ : اگر باپ اور ماں فقیر ہوں اور کوئی کام کر کے کما نہ سکتے ہوں تو اگر ان کے فرزند کے لیے ممکن ہو تو اسے

چاہیے کہ ان کا خرچہ دے۔

مسئلہ ۲۸۲۷ : اگر کوئی شخص فقیر ہو اور کام کر کے کما بھی نہ سکتا ہو تو اس کے باپ کو چاہیے کہ اس کا خرچہ اسے دے اور اگر اس کا باپ نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو اور اگر اس کا کوئی فرزند بھی نہ ہو جو اسے خرچہ دے سکے تو مشہور یہ ہے کہ اس کا دادا اس کا خرچہ دے اور اگر دادا نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو تو اس کی ماں کو چاہیے کہ اسے خرچہ دے اور اگر ماں بھی نہ ہو یا خرچہ نہ دے سکتی ہو تو چاہیے کہ اس کی دادی اور نانی اور نانا سب مل کر اس کا خرچہ دیں اور اگر ان میں سے بعض نہ ہوں یا خرچہ نہ دے سکتے ہوں تو لازم ہے کہ دوسرے (یعنی جو باقی ہوں) اس کا خرچہ دیں اور یہ قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۸ : اگر ایک دیوار دو آدمیوں کا مال ہو (یعنی اس کی ملکیت میں دونوں شریک ہوں) تو ان میں سے کوئی بھی حق نہیں رکھتا کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسے بنوائے یا اس دیوار پر اپنی عمارت کا شہتیر یا پایار کھے یا اس میں کوئی میخ گاڑے لیکن ایسے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ شریک ان پر راضی ہے مثلاً دیوار سے ٹیک لگانا اور اس پر کپڑے ڈالنا لیکن اگر دوسرا شریک کہے کہ میں ان کاموں کی اجازت بھی نہیں دیتا تو ان کا کرنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۸۲۹ : حیوان یا انسان کے پورے بدن کی نقاشی خواہ وہ مجسمہ نہ بھی ہو حرام ہے لیکن فوٹوگرافی کے ذریعے تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۰ : جب کسی میوہ دار درخت کی شاخیں باغ کی دیوار سے باہر نکل جائیں تو اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ درخت کا مالک راضی ہے یا نہیں تو وہ بنابر احتیاط اس کا پھل نہیں توڑ سکتا اور اگر اس درخت کا پھل زمین پر گرا ہو تو اسے بھی نہیں اٹھا سکتا۔

پرونوٹ کے احکام

پرونوٹ اور دکان وغیرہ کی پگڑی کے معاملات لوگوں میں رائج ہیں اور عوام الناس کی ذہنی کش مکش کا موجب بنے ہوئے ہیں اور ان کی شرعی جواز کے متعلق سوال ہوتے رہتے ہیں اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر کافی وضاحت سے لکھیں اور اس رسالے کے آخر میں اس کے متعلق احکام درج کر کے عام لوگوں تک پہنچا دیں۔

مسئلہ ۲۸۳۱ : علماء مشہور کا ارشاد ہے کہ جو معاملات معاوضہ (لین دین) کی شکل میں ہوتے ہیں ان میں لازم ہے کہ معاوضے کی متقابل چیزیں قیمت رکھتی ہوں کیونکہ اگر دونوں میں سے کسی ایک چیز کی کوئی قیمت نہ ہوگی تو معاملہ سفیہانہ اور باطل ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص جو کا ایک دانہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ایک سو روپے کے عوض فروخت کرے تو معاملہ باطل ہوگا۔ بلکہ سفیہ شخص جو معاملہ کرے وہ باطل ہے اور اس کی تفصیل ہم اس کے مقام پر بتا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۲ : مال کی مالیت کی دو قسمیں ہیں۔

۱... پہلی یہ کہ مال بذات خود ایسی منفعت اور خواص کا حاصل ہو کہ لوگ اس کی اس منفعت یا خاصیت کی وجہ سے اس سے رغبت رکھتے ہوں اور اس بنا پر وہ قیمتوں والا بن جائے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں' فرش' برتن اور مختلف قسم کے جواہرات وغیرہ۔

۲... دوسری یہ کہ مال ذاتی طور پر کوئی قیمت اور منفعت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کی قیمت اعتباری ہو مثلاً ڈاک کے ٹکٹ اور ایسے ہی مختلف دوسرے اسٹمپ جن کی قیمت حکومت نے معین کر رکھی ہے جو ایک روپیہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ ہوتی ہے انہیں ڈاک خانے میں خطوط کے لیے کسٹم اور عدالتوں میں عریضوں پر چپکانے کے لیے رجسٹرار کے دفتر میں معاملات کی جسٹری وغیرہ کے لیے قبول کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ قیمت کے حامل ہوتے ہیں اور جب حکومت ان کی قیمت ختم کرنا چاہتی ہے تو ان پر تنسیخ کی مہر لگا دیتی ہے اور انہیں ناقبل قبول بنا دیتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۳ : جن چیزوں کا لین دین کیا جاتا ہے یا جو بطور قرض لی یا دی جاتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱... مکیل اور موزون (ناپی جانے والی اور وزن کی جانے والی)

۲... غیر مکیل اور غیر موزون۔

پہلی قسم وہ ہے جس کی قیمت ناپ کر یا وزن کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً چاول' گندم' جو' سونا' چاندی وغیرہ۔ دوسری قسم وہ ہے جس کی قیمت شمار کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً مرغی کے انڈے یا فٹوں اور گزوں وغیرہ کی صورت میں معلوم کی جاتی ہے مثلاً کپڑا اور فرش۔ اب صورت یہ ہے کہ جیسا کہ قرض کے سلسلے میں جو جنس کسی دوسرے شخص کو بطور قرض دی جائے اگر اس سے زیادہ ادائیگی کی شرط ہو تو خواہ وہ ناپنے یا تولنے والی چیز ہو یا نہ ہو وہ سود ہے اور ایسا قرض حرام ہوگا اور لین دین کے سلسلے میں بھی اگر ناپنے یا تولنے کی چیز کو اس کی ہم جنس چیز کے عوض خریدیں اور بیچیں تو زیادہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں معاملہ باطل ہو جائے گا' لیکن جو چیز ناپی یا تولی نہ جاتی ہو اگر اس کا معاملہ اس کی ہم جنس چیز سے کریں تو خواہ زیادہ ادائیگی کی شرط لگائیں وہ سود نہیں ہوگا لہٰذا نتیجے میں یہ مسئلہ برآمد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مرغی کے سو انڈے دوسرے کو مثلاً دو مہینوں کے لیے ایک سو دس انڈوں کے عوض قرض دے تو سود ہو جاتا ہے لیکن اگر مرغی کے سو انڈے دو مہینوں کے لیے ایک سو دس انڈوں پر بیچ دے تو اگر ثمن اور مثمن کے درمیان فرق ہو (یعنی بیچے ہوئے اور خریدے ہوئے انڈوں میں فرق ہو) تو سود نہیں ہوتا اور معاملہ صحیح ہے چنانچہ صرف ذات معاملہ میں فرق ہے اور نتیجہ ایک ہی ہے اگر قرض ہے تو سود ہے اور اگر خرید و فروخت ہو تو سود نہیں ہے اور یہاں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرض کی حقیقت فروخت کی حقیقت سے مختلف ہے اور وہ اس معنی میں کہ قرض اسے کہا جاتا

ہے کہ انسان کسی دوسرے کو اس قصد سے مال دے کہ وہ مال لینے والے کے ذمہ ہو جائے اور فروخت کا یہ مطلب ہے کہ ایک مال کے بدلے دوسرا مال کسی کو دیا جائے لہٰذا فروخت میں لازم ہے کہ بیچا ہوا مال اس کے بدلے میں لیے ہوئے مال سے مختلف ہو اور اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مثال کے طور پر مرغی کے سو انڈے ایک سو دس پر کسی کے ذمہ کر کے بیچے یعنی کسی کے پاس سو انڈے بیچے اور اسے کہے کہ ایک سو دس انڈے تمہارے ذمے ہیں تو ان دونوں اطراف کے انڈوں میں فرق ہونا ضروری ہے مثلاً یہ کہ کوئی شخص مرغی کے سو بڑے انڈے ایک سو دس درمیانہ سائز کے بالمقابل ذمہ میں بیچے کیونکہ اگر ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ ہو تو ان کی بیع ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ درحقیقت بیع کی شکل میں قرض ہوگا اور اسی وجہ سے معاملہ حرام ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸۳۴ : تمام کاغذی نوٹ مثلاً عراقی دینار، انگریزی پونڈ، امریکی ڈالر یا ایرانی ریال یا ہندوستانی و پاکستانی روپے وغیرہ قیمت کے حامل ہیں کیونکہ ہر حکومت کی طرف سے کاغذی نوٹوں کی قیمت معین کی گئی ہے جو سارے ملک میں قبول کی جاتی ہے اور رائج ہے اور اسی وجہ سے یہ نوٹ قیمت رکھتے ہیں اور حکومت جب بھی چاہے انہیں منسوخ کر سکتی ہے اور ان کی مالیت کو کالعدم قرار دے سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ نوٹ نا پے یا تو لے نہیں جا سکتے اور اس وجہ سے نوٹوں کا معاوضہ ان کے ہم جنسوں کے مقابلے میں زیادہ لیا جائے تو وہ سود نہیں ہے اور اسی طرح اگر ان نوٹوں کی ادائیگی بطور قرض کسی کے ذمے ہو تو اس کا نقد کے عوض معاملہ کرنا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو سود نہیں ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کو دوسرے سے دس ہزار روپے لینے ہوں اور وہ ان کا نو ہزار روپے نقد پر سودا کر لے تو وہ سود نہیں ہوگا جیسا مرحوم آیت اللہ یزدی اعلی اللہ مقامہ نے ملحقات عروہ کے مسئلہ ۵۶ میں تصریح فرمائی ہے اور وہ فرماتے ہیں "نوٹ معدود ہیں (یعنی انہیں گنا جاتا ہے تولا اور ناپا نہیں جاتا) اور نقدین (سونا اور چاندی) کی جنس میں سے نہیں ہیں اور ایک معینہ قیمت رکھتے ہیں اور نقدین کا حکم ان پر جاری نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سے بعض دوسروں کے عوض کم اور زیادہ پر بیچنا جائز ہے اور اسی طرح ان پر بیع صرف کا حکم جاری نہیں ہوتا جس کی رو سے مجلس میں قبضہ کرنا واجب ہے"

مسئلہ ۲۸۳۵ : روپوں کے جن پرونوٹوں کا معاملہ لوگوں میں ہوتا ہے دراصل وہ پرونوٹ خود مالیت رکھتے ہیں اور معاملہ ان کا (یعنی ان پرونوٹوں کا) ہوتا ہے جن کے ثبوت کی یہ پرونوٹ سند ہوتے ہیں مثلاً زید گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچ دے اور اس کے لیے دو مہینے کی مدت کا پرونوٹ لکھوا لے۔ پھر جو رقم اسے لینی ہے اسے (یعنی اس پرونوٹ کو) وہ ایک سو روپے کم پر یعنی ایک ہزار نو سو روپے نقد کے عوض بیچ دے تو پرونوٹ اس بات کے ثبوت کے لیے ہے کہ دو ہزار روپے لینے ہیں اور پرونوٹ کے مالیت کا حامل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچیں تو اگر خریدار آپ کو

اس کی نقد قیمت دے دے تو وہ بری الذمہ ہے لیکن اگر پرونوٹ لکھ دے تو اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور وہ دو ہزار روپے کا مقروض نہیں ہے۔ اور اگر پرونوٹ گم ہو جائے یا جل جائے خریدار کی ذمہ داری برقرار نہیں رہے گی ہاں گندم خریدنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت نوٹوں میں ادا کرے تو اس صورت میں پرونوٹ ختم ہو جائے گا یا گندم بیچنے والا پرونوٹ سے لے لے۔

مسئلہ ۲۸۳۶ : جو پرونوٹ کسی بینک کے پاس یا بینک کے علاوہ کسی کے پاس بیچا جائے اگر وہ پرونوٹ حقیقت رکھتا ہو یعنی صحیح ہو اور اس میں کوئی جگہ خالی نہ ہو مثلاً کوئی شخص کوئی جنس کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے اور جو ایک لاکھ روپے اس کی قیمت کے طور پر لینے ہوں ان کا پرونوٹ لے لے اور وہی ایک لاکھ روپے (یعنی جو پرونوٹ اس نے لیا ہے) بینک کے پاس یا کسی اور کے پاس معاملے اور انتقال قبضہ کے عنوان سے بیچے اور اس کی قیمت میں رقم کی واگذاری کی مدت کی نسبت سے کمی کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۷ : جس پرونوٹ کی کوئی حقیقت نہ ہو اور محض لحاظ میں لکھا گیا ہو اگر کوئی شخص اس کا معاملہ کسی غیر ملکی بینک سے کرنا چاہتا ہے تو جو کم رقم بینک اسے دے دہ اسے لے سکتا ہے۔ پرونوٹ کی تمام رقم اس کی خواہش پر یا معمول کے مطابق اس کی خواہش پر اس کی واپسی پر پرونوٹ دینے والے سے وصول کرے تو وہ پرونوٹ دینے والے کو تمام رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے اور یہ ان دونوں کے لیے سود کی شکل اختیار کرنے کا موجب نہیں بنے گا اور اگر وہ شخص ملکی بینک سے معاملہ کرنا چاہے تو سود سے بچنے کے طریقے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۸ : وعدے والے پرونوٹ کو جب بینک یا کسی اور کے پاس بیچا جاتا ہے تو عموماً نقد قیمت کے مقابلے میں بیچا جاتا ہے اور اسے اگر ادھار اور وعدے کے مقابلے میں بیچا جائے تو اس قسم کے معاملے کا صحیح ہونا مشکل نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۹ : جو پرونوٹ بیچے جاتے ہیں ان کے بارے میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا ہے جس کے مطابق اگر پرونوٹ لکھنے والا مقررہ مدت ختم ہونے پر رقم ادا نہ کرے تو بینک یا دوسرے خریدار اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ بیچنے والے (یعنی جس نے پرونوٹ لکھوا کر کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہو) یا پرونوٹ پر دستخط کرنے والوں سے رجوع کریں اور ان سے پرونوٹ کی رقم کا مطالبہ کریں اور پرونوٹ کو اس میں درج شدہ رقم کے عوض (اور اس رقم میں کوئی کمی کیے بغیر) واپس کر دیں اور بیچنے والا یا دستخط کرنے والے بھی اس بات کے پابند ہیں کہ بینک یا کسی دوسرے خریدار کے مطالبے پر رقم انہیں ادا کریں اور اس پابندی سے تمام یا بیشتر پرونوٹ لکھنے والے یا ان پر دستخط کرنے والے واقف ہیں۔ اور پرونوٹوں کا لین دین اور ان پر عمل درآمد اسی شرط کے مطابق (جسے شرط ضمنی کہا جاتا ہے) ہوتا ہے لہٰذا جن پرونوٹوں پر اس شرط کے مطابق عمل ہوتا ہے ان کے بارے

میں جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو اس کے لازمی ہونے سے واقف ہیں یہ شرط مضمر ہے اور اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ شرط جائیداد غیر منقولہ کے لین دین کی رجسٹری کی طرح ہے کیونکہ حکومت جائداد غیر منقولہ کے ہر اس لین دین کو جن کی رجسٹری کرائی جائے قابل اجراء نہیں سمجھتی اور سب لوگ لین دین میں رجسٹری کرانے کے پابند ہیں اور کوئی شخص رجسٹری کرانے سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ سودے پر عمل درآمد کی بنیاد ہی اسی شرط پر ہے اور جیسا کہ بتایا جاچکا ہے ایسی شرطیں جن کے مطابق معاملہ پر عمل درآمد انجام پاتا ہے ضمنی شرطیں کہلاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۰ : بینکوں میں دستور ہے کہ لوگ دستخط والا پرونوٹ نہیں خریدتے لیکن بعض اشخاص ہیں جو ایک دستخط والے پرونوٹ کا لین دین بھی کرتے ہیں اور چونکہ عموماً ایسے اشخاص قیمت دے دیتے ہیں اور پرونوٹ خریدتے ہیں اور عموماً ایسا معاملہ بطور قرض نہیں ہوتا بلکہ اس پرونوٹ کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

دکان وغیرہ کی پگڑی کے احکام

معروف معاملات میں سے ایک معاملہ پگڑی کا ہے جس سے اکثر لوگوں کو سابقہ پڑتا ہے لہٰذا اس کی تشریح ہونی چاہیے۔پگڑی جو کاروبار میں مستعمل جگہ سے تعلق رکھتی ہے بنیادی طور پر اس کے لینے کی وجہ یہ ہے کہ کاروباری مقام کا کرایہ دن بدن بڑھتا ہے اور کرائے پر دینے والا کسی کرایہ دار کو اس جگہ سے نکال نہیں سکتا اور نہ ہی کرایہ بڑھا سکتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک دکان یا کاروبار کی جگہ سالہاسال تک اسی ابتدائی کرائے پر کرایہ دار کے قبضے میں رہتی ہے اور کرائے میں ایک روپے کا اضافہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ کرایہ پر دینے والا حکومتی قانون کے پیش نظر نہ کرایہ دار کو نکال سکتا ہے اور نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے حالانکہ اسی جیسی جگہیں کئی گنا زیادہ کرائے پر اٹھ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۱ : اس قسم کے کاروبار کے مقامات کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کہ جس میں مالک کی اجازت اور مرضی کے بغیر کاروبار کرنا اور اس کی پگڑی لینا حرام ہے اور دوسری دو قسموں کی جگہوں کی پگڑی لینا جائز ہے اور جائز اور ناجائز ہونے کا معیار یہ ہے کہ جب صورت یہ ہو کہ جگہ کرایہ پر دینے والا خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق رکھتا ہو اور کرایہ دار زبردستی کرتے ہوئے نہ تو کرایہ بڑھاتا ہو اور نہ ہی جگہ خالی کرتا ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ کی پگڑی لینا اور مالک کی رضامندی کے بغیر وہاں کاروبار کرنا جائز نہیں حرام ہے اور ہر اس صورت میں جب کہ جائداد کا مالک کرایہ بڑھانے یا جگہ خالی کرانے کا حق نہ رکھتا ہو اور کرایہ دار کسی دوسرے کے لیے وہ جگہ خالی کرنے کا حق رکھتا ہو مالک کی رضامندی کے بغیر پگڑی لینا مطابق شرع اور وہاں کاروبار کرنا جائز ہے اور آئندہ مسائل میں ان تینوں اقسام کی واضح مثالیں دی جائیں گی تاکہ مطلب روشن ہوجائے۔

مسئلہ ۲۸۴۲ : جب کوئی املاک ایسے زمانے میں کرایہ پر دی گئی ہو جب پگڑی کا کوئی سوال نہ تھا اور مالک کو اختیار تھا کہ

جب بھی اجارے کی مدت ختم ہو جگہ خالی کرالے یا کرایہ بڑھا دے اور کرایہ دار کے لیے بھی ضروری تھا کہ جگہ خالی کر دے یا زیادہ کرایہ دے اور معاہدے میں کرایہ بڑھانے اور اجارے کی مدت میں توسیع کرنے کی کوئی شرط نہ تھی اور بعد میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا جس کی رو سے مالک کو کرایہ بڑھانے یا کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حق باقی نہ رہا تو اگر ایسی صورت میں کرایہ دار قانون کا سہارا لے کر جگہ بھی خالی نہ کرے اور کرایہ بھی نہ بڑھائے جب کہ اسی جیسی جگہیں جو قانون نافذ ہونے کے بعد کرائے پر دی گئی ہوں ان کا کرایہ کئی گنا زیادہ ہو اور اسی وجہ سے پگڑی لینے کا موقع پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں کرایہ دار کا پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی رضامندی کے بغیر اس کا اس جگہ میں تصرف بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۳ : جو لوگ کوئی دکان بنا رہے ہوں اور اس پر رقوم خرچ کر رہے ہوں اور اس دکان کا کرایہ مثال کے طور پر دس ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہو لیکن نقدی کی ضرورت کے باعث وہ لوگ اپنے رضا و رغبت سے اس دکان کو ایک سال کے لیے ایک ہزار روپیہ ماہانہ اور اس کے علاوہ مبلغ پانچ لاکھ روپیہ نقد کرائے پر کسی کو دے دیں اور اس ضمن میں یہ شرط کریں کہ جب تک کرایہ دار اس جگہ رہے گا سال بہ سال اسی ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے کرائے کی تجدید ہوتی جائے گی اور مالکان کو کرایہ بڑھانے کا کوئی اختیار نہ ہوگا اور اگر کرایہ دار چاہے گا تو کرایہ پر لی جانے والی جگہ کسی دوسرے شخص کو منتقل کر دے گا۔ اور مالکان اس سے بھی وہی کرایہ لیں گے جو پہلے کرایہ دار سے لیتے ہیں یعنی ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے نہیں بڑھائیں گے اور سال بہ سال اسی پہلے کرائے کے معاہدے کی تجدید ہوتی رہے گی تو اس صورت میں کرایہ دار کو اختیار ہے کہ وہ کسی دوسرے کو منتقل کرے اور وہ جگہ خالی کرنے اور اس میں سکونت ترک کرنے کے بدلے میں جس شخص کو وہ جگہ منتقل کرے اس سے جتنی پگڑی خود دی ہو اتنی ہی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ وصول کرے اور جائیداد کے مالکان کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کے مطابق وہ پگڑی لینے اور وہ جگہ دوسرے کو منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے اور جو پگڑی اس نے لی ہو وہ شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۴ : جب لوگ کوئی دکان بنائیں اور اس پر رقوم خرچ کریں اور اسے عام شرع کے مطابق کرائے پر دیں اور پگڑی بھی نہ لیں لیکن کرایہ نامہ میں شرط لگائیں کہ جب تک کرایہ دار وہاں سکونت پذیر ہے انہیں یعنی مالکان کو دکان خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق نہیں ہے اور سال بہ سال معاہدے میں توسیع کرتے رہیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کی حیثیت بڑھ جائے تو کرایہ دار اسے کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنے کا حق نہیں رکھتا اور کرائے پر دینے والے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اسے کسی دوسرے کو منتقل کرنے پر رضامند ہو لیکن اگر کوئی تیسرا شخص وہ جگہ کرائے پر لینا چاہے اور کرایہ دار کو مثلاً یہ لالچ دے کہ اگر تم یہ جگہ خالی کر دو تو میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں گا اور پھر مالک کے پاس جا کر اسے اس بات پر راضی کر لے کہ وہ اس سے کچھ رقم لے کر وہ جگہ اسے کرائے پر دے دے اور پھر وہ شخص پہلے کرایہ دار کو ایک لاکھ روپیہ

دے کر اس سے وہ جگہ خالی کرائے اور بعدازاں خود مالک سے جس رقم کا وعدہ کیا ہو وہ اسے دے کر وہ جگہ کرائے پر لے لے تو جو ایک لاکھ روپے پہلے کرایہ دار نے لیے ہیں وہ اس پر حلال ہیں کیونکہ اس نے مذکورہ جگہ کے انتقال کے عوض کوئی ایسی چیز نہیں لی جس کا اسے حق تک نہ پہنچتا ہو بلکہ اس نے محض وہ جگہ خالی کرنے کے عوض رقم لی ہے جس کے بارے میں وہ حقدار تھا کہ مالک کے نئے کرایہ دار کو سپرد کرنے کے لیے خالی نہ کرے لہٰذا واضح ہے کہ اس صورت میں پگڑی جگہ خالی کرنے کے لیے لی گئی ہے اور اس جگہ کو کرائے پر اس کے مالک نے دیا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۵ : اگر کوئی شخص کوئی جگہ کرایہ پر لے اور مالک کے ساتھ یہ شرط طے کرے کہ مالک کو اسے نکالنے اور جگہ خالی کرنے کا حق نہیں ہوگا بلکہ وہ سال بہ سال یا ماہ بماہ فقط عام شرع پر کرایہ دار سے کرایہ وصول کرے گا اور یہ شرط بھی طے کرے کہ کرایہ دار کو یہ حق ہوگا کہ وہ اس جگہ
میں اپنا حق سکونت کسی دوسرے کو منتقل کردے تو اس صورت میں بھی کرایہ دار پگڑی دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے یعنی کسی سے رقم لے کر اپنا حق اسے منتقل کر سکتا ہے۔

انشورنس یا بیمہ

مسئلہ ۲۸۴۶ : اگر حکومت یا کسی بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص رقم دیتا رہے گا تا کہ اسے اگر کوئی نقصان پہنچے تو حکومت یا کمپنی اس کا تدارک کرے تو یہ بیمہ یا انشورنس کہلاتا ہے۔ کبھی بیمہ زندگی کا ہوتا ہے کبھی مال کا، کبھی آگ لگنے کا، کبھی ہوائی جہاز کا، کبھی کشتی وغیرہ کا۔ بیمہ کی دوسری اقسام بھی ہیں جن کا وہی حکم ہے جو اس کی مذکورہ اقسام کا ہے لہٰذا ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۷ : اس معاملے کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

۱... کمپنی کی پیشکش۔

۲... پالیسی ہولڈر کا قبول کرنا۔

۳... وہ چیز جس کا بیمہ کیا گیا۔ (یعنی زندگی وغیرہ)

۴... اقساط جو پالیسی ہولڈر ہر سال یا ہر ماہ ادا کرتا رہے گا۔

مسئلہ ۲۸۴۸ : یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیمہ کیا گیا ہو وہ معین ہو اور یہ بھی بیان کیا جانا چاہیے کہ حکومت یا بیمہ کمپنی کس قسم کے نقصان کا تدارک کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی۔ مثلاً غرق ہونا، آگ لگنا، چوری ہو جانا، مریض ہو جانا، مر جانا وغیرہ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قسط کی کیا مقدار ہوگی۔ ساتھ ابتدا اور انتہا کے لحاظ سے بیمہ کی مدت بھی معین ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۸۴۹ : بیمہ کی تمام اقسام کو مشروط بخشش قرار دیا جاسکتا ہے یعنی پالیسی ہولڈر بیمہ کمپنی کو اس شرط پر اقساط کی صورت میں ایک معین رقم بخشش (پریمیم) کے طور پر ادا کرے گا کہ معاملے کے ضمن میں مذکورہ نقصانات اگر پیش آئیں تو کمپنی ان کا تدارک کرے گی۔ اس صورت میں کمپنی پر واجب ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔ پس بیمہ کی تمام اقسام مذکورہ طریقہ پر شرعاً صحیح ہیں۔ اور اسی طرح اس کو حوالہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے، جس کے احکام کی توضیح باب حوالہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۰ : اگر حکومت یا بیمہ کمپنی شرط پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر کو حق حاصل ہو گا کہ معاملے کو ختم کر کے اقساط واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۸۵۱ : اگر پالیسی ہولڈر اقساط پابندی سے ادا نہ کرے تو بیمہ کمپنی کے لیے واجب نہیں ہے کہ وہ حادثے کی صورت میں اسے ہرجانہ ادا کرے اور نہ پالیسی ہولڈر اپنی اقساط واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۲ : عقد بیمہ کی صحت کے لیے کوئی خاص مدت معتبر نہیں ہے بلکہ بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر جتنی مدت پر متفق ہو جائیں درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۳ : اگر کمپنی کے حصے دار اس شرط پر کمپنی میں سرمایہ لگائیں کہ اگر ان میں سے کسی کو خاص نقصان پہنچا تو کمپنی اس کا تدارک کرے گی تو کمپنی پر لازم ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

صرافہ اور بینک

سرمائے کے لحاظ سے بینک کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱... عوامی بینک جس کا سرمایہ ایک شخص یا زیادہ اشخاص کی ملکیت ہو۔

۲... سرکاری بینک۔

۳... سرکاری اور عوامی مشترکہ بینک۔

مسئلہ ۲۸۵۴ : ایسے بینک سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے اور منافع لینا بھی حرام ہے لیکن اس حرام معاملے سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔مثلاً قرض لینے والا بینک کے مالک یا اس کے وکیل سے کوئی چیز بازاری بھاؤ سے ۱۰٪ یا ۲۰٪ زیادہ قیمت پر خریدے تاکہ بینک اسے کچھ رقم بطور قرض دے دے یا بینک کو کوئی چیز بازاری بھاؤ سے کم قیمت پر بیچے اور اس معاملے کے ضمن میں شرط طے کرے کہ اتنی رقم فلاں وقت تک بینک اسے قرض دے گا تو ایسی صورت میں قرض لینا جائز ہے اور یہ سودی کاروبار بھی نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز بطور بخشش دیکر بھی شرط لگائی جاسکتی ہے کہ بخشش دینے والے کو فلاں وقت تک اتنی رقم بطور قرض دی جائے گی ۔اور اسی طرح ایک رقم کو اس سے زیادہ رقم کے بدلے کسی چیز کے ساتھ شامل کر کے بیچنے پر حرمت زائل ہوسکتی ہے مثلاً ۱۰۰ روپے کو ایک ماچس کے ساتھ ایک ماہ بعد ادا کئے جانے والے ۱۱۰ روپے کے بدلے فروخت کرنا صحیح ہے کیونکہ دراصل یہ سودی قرض نہیں ہے بلکہ خرید و فروخت ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۵ : سود حاصل کرنے کی غرض سے بینک میں رقم جمع کرنا (سیونگ اکاؤنٹ ہو یا کرنٹ اکاؤنٹ) جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۶ : اگر سرکاری بینک سے کچھ مال لیا جائے تو اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۷ : سرکاری بینک سے سود پر قرض لینا بھی حرام ہے خواہ کوئی مال رہن رکھ کر یا رہن رکھے بغیر لیا جائے جبکہ قرض لینے والا جانتا ہو کہ وہ چاہے یا نہ چاہے بینک اس سے اضافی رقم وصول کرے گا اور جس وقت بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ کرے تو اسے یہ اضافی رقم ادا کرنی ہی پڑے گی۔

مسئلہ ۲۸۵۸ : سرکاری بینک میں سود حاصل کرنے کی غرض سے روپیہ رکھنا جائز نہیں ہاں اگر بینک کا مالک غیر مسلم یا ناصبی

شخص ہو یا غیر مسلم حکومت ہو تو روپے کے استقاذ کی غرض سے کوئی روپیہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ غیر مسلم حکومت سے مراد ہر وہ حکومت ہے کہ جو دین اسلام کو نظام عمل قرار نہ دے۔اس مسئلے سے اس بینک کا حکم بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس کا سرمایہ حکومت اور عوام میں مشترک ہو۔تو اگر ہر دو مالک حکومت اور اس کا شرکت کنندہ مسلمان نہ ہوں تو مال کے استقاذ میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو اگر بینک سود لیتا ہو تو حاصل شدہ منافع حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے جائز ہو جائیں گے اور یہی حکم ہے کہ دونوں میں ایک مسلمان اور دوسرا کافر یا ناصبی ہو۔

ایل سی (لیٹر آف کریڈٹ)

مسئلہ ۲۸۵۹ : برآمد اور درآمد کے لیے بینک سے ایل سی (L/C) حاصل کرنا اور بینک کا کمیشن پر زرمبادلہ مہیا کرنا صحیح ہے اور کمیشن (Commission) لینا بھی بظاہر جائز ہے کیونکہ اس قسم کا کمیشن فقہی اعتبار سے یا تو اجرت تصور ہوگا (کیونکہ تاجر ایک خاص کام کے لیے بینک کو کرائے پر لیتا ہے) یا جعالہ (یعنی کوئی کام انجام دینے پر کچھ مال دینے کا وعدہ کرنا) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے خرید وفروخت میں شمار کیا جائے کیونکہ بینک دوسرے ملک کی کرنسی (Currency) سے مال کی قیمت ادا کرتا ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ بینک درآمد کنندہ کے ذمے دوسرے ملک کی کرنسی ایسی قیمت پر فروخت کرے کہ اس میں سے اس کا کمیشن بھی نکل آئے اور چونکہ دو مختلف چیزوں کا سودا ہوا ہے اس لیے معاملہ صحیح ہے اس ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ برآمد اور درآمد کرنے والے بینک کے توسط سے معلومات حاصل کریں اور اس کے بعد ایل سی کی بنیاد پر بینک مال کی فراہمی اور قیمت کی ادائیگی کا کام کرتا رہے۔اس صورت میں بینک کا یہ عمل بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۰ : اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے سے کچھ لیے بغیر اس کے کہنے پر درآمد شدہ مال کی قیمت ادا کرے اور اس کے ذمے قرض شمار نہ کرے اور اس شرط پر درآمد کنندہ سے کچھ فائدہ حاصل کرے کہ ایک مخصوص مدت تک اس سے ادا کردہ قیمت کا مطالبہ نہیں کرے گا تو بظاہر یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ درآمد کنندہ پر اس بنا پر ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے بینک سے قیمت ادا کرنے کو کہا تھا لیکن اگر اس نے بینک سے قرض لیا ہو اور بینک قرض پر اس سے سود لے تو اس صورت میں اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے کو قرض دے کر فائدہ لینے کی شرط کرے اور اس کی طرف سے وکیل بن کر درآمد کا کام انجام دے تو فائدہ لینا جائز نہیں ہے اسی طرح ان تاجروں کا بھی یہی حکم ہے جو یہ کام انجام دیں۔

مسئلہ ۲۸۶۱ : مال کی حفاظت اگر بینک درآمد کنندہ کی ذمے داری پر مال کے اسٹوریج (Storage) اور انوائس (Invaice) وغیرہ کے تبادلے کا کام انجام دے مثلاً تاجروں میں معاملہ طے ہو جانے کے بعد بینک مال کی قیمت ادا کرے اور مال پہنچنے پر خریدار کو کاغذات پہنچا دے اور اگر خریدار مال وصول کرنے میں دیر کرے تو اس کی خاطر مال اسٹور میں

رکھے اور یہ کام خریدار سے اجرت لے کر یا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری پر کرے مثلاً دو تاجروں کا آپس میں معاملہ ہونے سے پہلے بینک کو مال بیچنے والا لسٹ (List) وغیرہ بھیجے اور بینک یہ لسٹ تاجروں کو دکھائے اور اگر انہیں مال پسند ہو تو معاملہ ہو جائے اور بینک اپنی خدمات کے عوض مال والے سے اجرت لے تو دونوں صورتوں میں بینک کا یہ کام کرنا جائز ہے اور اسی کی اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ عقد کے ضمن میں اس بات پر اتفاق ہو گیا ہو یا عام رواج کی بنا پر

اجرت لی جاتی ہو یا مال بیچنے والے یا خریدار کے کہنے پر بینک یہ کام کرے البتہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو بینک کو اجرت لینے کا حق نہیں ہے بعض اوقات خریدار مال وصول نہیں کرتا اور بینک اسے اطلاع دینے کے بعد وہی مال دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور فروخت شدہ مال کی قیمت سے اپنا حق لے لیتا ہے چونکہ اس صورت میں بینک مال والے کا وکیل شمار ہوتا ہے اور بالعموم دونوں فریق (خریدار اور مال بیچنے والا) رضامند بھی ہوتے ہیں لہٰذا ایسی خرید و فروخت جائز اور صحیح ہے۔

بینک کی کفالت

اگر کوئی شخص کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کی خاطر کوئی کام کرنے کا ٹھیکہ لے اور کام حسب شرائط پورا نہ ہونے پر ایک معین رقم بطور ہرجانہ دینے کا وعدہ کرے اور بینک اس ہرجانے کی ادائیگی کی ضمانت دے تو یہ بینک کی کفالت کہلائے گی۔

۱... یہ کفالت اس وقت صحیح ہے جب بینک اس بات کا اظہار لفظوں میں یا کسی فعل کے ذریعے (جو اس بات کو ظاہر کرتا ہو) کرے اور مالک اس بات کو تمام طے شدہ شرائط کے ساتھ قبول کرے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک اس بات کی ذمہ داری لے کہ اس نے جس کی کفالت کی ہے وہ اپنا قرض ادا کرے گا یا طے شدہ شرط پوری کرے گا۔

۲... کام کی ذمے داری اٹھانے والے پر واجب ہے کہ کام پورا نہ کرنے کی صورت میں طے شدہ شرط پر عمل کرے بشرطیکہ اس نے یہ شرط کسی عقد کے ضمن میں قبول کی ہو۔ اگر چہ وہ معاملہ وہی ٹھیک ہو کہ جس کے پورا کرنے کی کفالیت بینک دینا چاہتا ہے۔ اور اس کے شرط پوری نہ کرنے کی صورت میں مالک کفالت کرنے والے یعنی بینک سے مطالبہ کرنے کا حقدار ہو گا اور چونکہ بینک نے ٹھیکیدار کے کہنے پر اس کی کفالت دی تھی لہٰذا اس ضمن میں بینک کو جو نقصان ہو وہ ٹھیکیدار کو ادا کرنا ہوگا۔

۳... چونکہ کفالت کرنا ایک محترم کام ہے لہٰذا بینک کے لیے جائز ہے کہ اس نے جس شخص کی کفالت کی ہو اس سے اجرت لے اور فقہی لحاظ سے بظاہر "جعالہ" شمار ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ عنوان اجارہ میں شامل ہو لیکن خرید و فروخت یا مصالحت نہیں کہلائے گا۔

حصص کی فروخت

مسئلہ ۲۸۶۲ : اگر بینک کسی کمپنی کے حصے داروں کے حصص فروخت کرنے اوران کے کاغذات کے تبادلے کا کام کرنے پر اجرت لےتو یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ فقہی اعتبار سے یہ معاملہ یا تو اجارہ (چونکہ کمپنی کے حصے دار بینک کو گویا یہ کام انجام دینے کے لیے کرائے پر لیتے ہیں) میں داخل ہے یا جعالہ میں اور اگر باہمی توافق پر بینک اجرت لےتو معاملہ صحیح ہےاور بینک اجرت کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۳ : اسی طرح حصص اور کاغذات کے تبادلےاور فروخت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر حصے داروں کے معاملات میں سود کا شائبہ ہوتو پھر حصص اور کاغذات کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔

داخلی اور خارجی ڈرافٹ

۱... اگر بینک ڈرافٹ کا کام کرے جس کے نتیجے میں وہ شخص جس نے بینک میں پیسہ رکھا ہے کسی دوسری جگہ اپنا پیسہ وصول کرلےتو ممکن ہے کہ یہ کہا جاسکے کہ چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ اکاؤنٹ والے کا روپیہ وہیں ادا کرے جہاں اس نے جمع کیا تھالہٰذا دوسری جگہ ادائیگی کرنے کیلیے وہ روپیہ جمع کرنے والے سے کچھ اجرت لے سکتا ہے۔

۲... اگر بینک ایسے شخص کو ڈرافٹ دے جس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہو چونکہ بینک نے اس شخص کے لیے وسیلہ متعین کیا ہے تاکہ وہ داخلی یا خارجی وکیل سے قرضہ حاصل کرسکےاور یہ مدد کرنا اس کے لیے خدمت ہےلہٰذا اس کے بدلے بینک اجرت لے سکتا ہے۔اس کےعلاوہ اگر بینک نے خارجی کرنسی دی ہوتو اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ خارجی کرنسی سے ادائیگی پر اصرار کرےلہٰذا اس حق سے دستبردار ہونے یعنی خارجی کرنسی کی بجائے داخلی کرنسی قبول کرنے کے بدلے میں بھی وہ اجرت لے سکتا ہےاور اجرت کا پیسہ ملاکر مقروض سے تمام رقم وصول کرسکتا ہے۔

۳... (الف) اگر کوئی شخص کسی بینک کو دستی روپیہ دے کر دوسری جگہ ملک کےاندر یا بیرون ملک میں حوالہ دینے کو کہے اور اس کام کے انجام دینے پر بینک اجرت لےتو یہ کام بجائے خود صحیح ہےاور اگر بیرون ملک کا حوالہ ہوتو ممکن ہے کہ اسے خرید وفروخت شمار کیاجائے جوکہ شرعاً صحیح ہےاوراس رقم کی خریدوفروخت کے لیے بینک اجرت کےطور پر کچھ وصول کرسکتا ہے۔

(ب) ممکن ہے بینک کچھ رقم بطور قرض لےکر دوسری جگہ یہ قرض ادا کرےاور چونکہ قرض کے معاملے میں سود اس وقت وجود میں آتا ہے جب قرض خواہ مقروض سے اضافہ لےلہٰذا اگر مقروض قرض خواہ سے اضافہ لےتو وہ سود نہیں کہلاتا ۔اور مذکورہ صورت حال میں خود قرض دینے والا اجرت ادا کررہا ہےلہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴... اگر کوئی شخص بینک سے کچھ رقم قرض لےکر دوسری جگہ اس کا حوالہ دےاور بینک اس حوالہ پر رضامند ہوکر اجرت لےتب بھی مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اجرت لینا جائز ہے۔

(الف) خارجی کرنسی کی صورت میں خرید وفروخت کی جائے یعنی بینک کسی شخص سے خارجی کرنسی اور کچھ رقم زیادہ خرید ے تاکہ اسے داخلی کرنسی دے دے۔ اس صورت میں اجرت لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(ب) چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاں روپیہ قرض دیا ہو وہیں پر واپس بھی لے لہٰذا اگر وہ دوسری جگہ واپس کرنے پر رضامند ہو تو اس کے مقابلے میں اجرت لینے میں حوالہ کے متعلق مقدم الذکر صورتیں اور احکام بینک کے علاوہ عام لوگوں میں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کو رقم دے اور اس سے کہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں اس کا حوالہ دے تو حوالہ قبول کرنے والا شخص اس کام کے بدلے کچھ اجرت بھی لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص کسی سے کچھ رقم لے اور اس کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ دے کر اس سے رقم وصول کرے تو جس شخص پر حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالہ دینے والے سے اجرت وصول کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۴ : مذکورہ بالا حکم میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی مقروض شخص پر حوالہ دیا جائے یا یہ کہ متعلقہ شخص مقروض نہ ہو لیکن حوالہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائے۔

بینک کے انعامات

مسئلہ ۲۸۶۵ : اگر بینک خواہ سرکاری ہو یا عوامی یا دونوں میں مشترک ہو قرعہ اندازی کے ذریعے گاہکوں کو شوق دلانے یا دوسرے اشخاص کو رغبت دلانے کے لیے انعام دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص کے نام انعام نکلا ہے وہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے مجہول المالک مال کے عنوان سے وہ انعام لے سکتا ہے لیکن اگر بینک کسی کا ذاتی (پرائیویٹ) ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر انعام لینا جائز ہے البتہ اگر بینک میں حساب رکھنے والوں کے ذمے کسی معاملے میں کوئی شرط لگا کر پوری ہونے پر انعام دیا جائے مثلاً قرض کے معاملے میں کوئی شرط لگائی جائے تو انعام دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

ہنڈی کے احکام

مسئلہ ۲۸۶۶ : اگر بینک اپنے گاہک کے لیے ہنڈی کی رقم وصول کرے اور معینہ مدت سے پہلے ہنڈی پر دستخط کرنیوالے کو اطلاع دے دے یا مثلاً اگر کوئی شخص چیک کے بدلے نقدی وصول نہ کرے اور بینک اس کی طرف سے چیک کیش کروائے تو بینک کا یہ کام کرنا اور اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر بینک ہنڈی کی رقم کا سود بھی وصول کرے تو جائز نہیں اور پہلی صورت میں فقہی لحاظ سے اس معاملے کو حوالہ شمار کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۷ : اگر کسی کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہو اور وہ کسی کو ہنڈی دے کہ فلاں مدت کے بعد بینک اس کے اکاؤنٹ

سے ہنڈی کی قیمت ادا کرے یا یہ کہ بینک قرض خواہ کو نقد رقم ادا کرے تو چونکہ یہ حوالہ ہے لہٰذا بینک کے لیے اس حوالہ کے قبول کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے چونکہ بینک ہنڈی دینے والے کا مقروض ہے لہٰذا بینک اگر حوالہ قبول نہ کرے تب بھی حوالہ نافذ ہوگا اور اگر بینک پر حوالہ نہ دیا گیا ہو لیکن ہنڈی لینے والا بینک کو اس کی قیمت ادا کرنے کو کہے یا ہنڈی دینے والے کا بینک میں اکاؤنٹ ہی نہ ہو اور بینک اس کی ہنڈی کی قیمت ادا کر دے تو دونوں صورتوں میں بینک اجرت لے سکتا ہے۔

خارجی کرنسی کی خرید وفروخت

مسئلہ ۲۸۶۸ : بینک خارجی کرنسی کے بازار میں وافر ہونے کے لیے اور ان کی خرید وفروخت پر نفع کمانے کے لیے ان کا معاملہ کرتا رہتا ہے۔ اگر بینک اس قسم کے زر مبادلہ کا کام کرتا ہو اور دوسری کرنسی کو خرید شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر کے نفع کمائے تو جائز ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ معاملہ قرض کی صورت میں ہو یا نقد ہو۔

کرنٹ اکاؤنٹ

مسئلہ ۲۸۶۹ : بینک سے ہر شخص کو اتنی رقم نکالنے کا حق ہے جتنی رقم اس کی بینک میں موجود ہو لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بینک میں کسی شخص کی رقم نہ ہو تب بھی وہ رقم نکلوا سکتا ہے چنانچہ اگر بینک کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہونے کے باوجود اسے رقم دے اور اس پر منافع حاصل کرے تو یہ سود والا قرض ہوگا جو کہ حرام اور ربا جائز ہے تاہم بینک کے سابق الذکر مسائل کی رو سے اس معاملے کو جائز شکل بھی دی جا سکتی ہے۔

ہنڈی کی توضیح

مسئلہ ۲۸۷۰ : کسی چیز کی مالیت صرف اعتباری ہوتی ہے جیسے کرنسی نوٹ قرض اور خرید وفروخت وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ فروخت کی صورت میں کسی مال کو ایک خاص قیمت کے عوض دوسرے کی ملکیت بنایا جاتا ہے اور قرض میں مال کو کسی کی ذمے داری پر اس کی ملکیت بنایا جاتا ہے یعنی قرض دار اس جنس کی اس مقدار کو ادا کرنے کا ذمے دار ہو جاتا ہے یا اگر قیمت پر تبادلہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ فروخت کرنے میں فروخت شدہ چیز اور اس کی قیمت کے درمیان فرق پایا جانا ضروری ہے لیکن قرض کی صورت میں ضروری نہیں مثلاً اگر سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے عوض فروخت کیے جائیں تو ان انڈوں میں فرق پایا جانا ضروری ہے (مثلاً چھوٹا بڑا ہونا) ورنہ اگر چہ بظاہر خرید وفروخت کی صورت میں تبادلہ ہوا ہے لیکن واقعاً یہ قرض ہے اور اس میں سود ہونے کی وجہ سے معاملہ حرام ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ قرض میں اگر اضافے کی شرائط عائد کی جائیں تو سود کی بنا پر معاملہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض پر دی گئی چیز ان اشیاء

میں سے ہو جن کو ناپ کر یا تول کر بیچا جاتا ہے یا ان میں سے نہ ہو لیکن فروخت کرنے میں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ان چیزوں کا معاملہ جو پیمانہ اور وزن سے فروخت کی جاتی ہیں اسی جنس کے بدلے اضافے کے ساتھ کیا جائے تو سود ہے ورنہ سود نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے بدلے قرض دے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر ان کو ایک دوسرے کے بدلے بیچے تو معاملہ صحیح ہے۔ چوتھا فرق قرض اور خرید و فروخت میں یہ ہے کہ سود کے ساتھ فروخت کرنا تمام معاملے کو باطل کر دیتا ہے لیکن سودی قرض میں صرف اضافی مال کے متعلق معاملہ باطل ہے اور اصل قرض درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۱ : کرنسی نوٹ چونکہ وزن اور پیمانے سے نہیں فروخت ہوتے اس لیے قرض دینے والا اپنا قرض نقدی کی صورت میں اصل رقم سے کم قیمت پر فروخت کر سکتا ہے مثلاً دس روپے کے قرض کو نو روپے کی نقدی اور سو روپے کے قرض کو نوے روپے کی نقدی کے عوض بیچ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۲ : تاجروں میں رائج ہنڈیوں کی خود کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ہنڈی ایک قسم کی سند کے طور پر استعمال کی جاتی ہے کیونکہ ہنڈی دینے پر مال کی قیمت ادا نہیں ہوتی اور ہنڈی اگر ضائع ہو جائے تب بھی مال خریدار کا ہے اور وہ قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہے لیکن اگر مال کی قیمت کرنسی نوٹ کی شکل میں دی جائے اور وہ نوٹ بیچنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو خریدار دوبارہ قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۳ : ہنڈیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

(۲) وہ جو غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

۱... پہلی صورت میں قرض دینے والا عند الطلب قرض کو کم مقدار نقد پر فروخت کر سکتا ہے مثلاً ایک ماہ بعد کے سو (۱۰۰) روپے کو اسی (۸۰) روپے نقد کے عوض فروخت کر سکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ جائز نہیں کہ اس ہنڈی کو کچھ مدت پر فروخت کر دیا جائے اور پھر بینک یا دوسرا شخص قرض پر دینے والے سے مطالبہ کرے (کیونکہ قرض پر فروخت کرنا جائز ہے)۔

۲... دوسری صورت میں جبکہ ہنڈی غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو قرضہ دینے والا اس کو نقد رقم کے عوض فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والے کے ذمے فی الواقع کوئی قرض نہیں ہے بلکہ یہ اس حوالے کی مانند ہے جو غیر مقروض شخص پر دیا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والا درحقیقت مقروض نہیں ہے بلکہ اس نے یونہی ہنڈی حاصل کرنے والے کا نام حوالہ بینک کے اوپر دیا ہے تا کہ وہ بینک سے قرض وصول کر سکے چونکہ اس نے خود ہنڈی پر دستخط کئے ہیں لہٰذا وقت آنے پر گویا بینک اپنی رقم حوالہ کے طور پر اس سے ہنڈی لینے والے کی طرف سے وصول کر لے گا اگر چہ ہنڈی دینے والا اس کا

پہلے سے مقروض نہیں ہے اب اگر بینک اس قسم کی ہنڈی کی قیمت وصول کرنے پر اجرت لے لے تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود والا قرض ہوگا لیکن اس سود سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہنڈی کی قیمت وصول کرنے کو فروخت کرنا شمار کیا جائے مثلاً ہنڈی دینے والا ہنڈی لینے والے کو وکیل بنائے کہ ہنڈی کم قیمت پر فروخت کرے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ مبادلہ ہونے والی چیزوں میں فرق ہو مثلاً ہنڈی پر جس کرنسی کا ذکر ہے قیمت میں بھی وہی کرنسی نہ ہو لیکن اگر مبادلہ والی چیزوں میں فرق نہ ہو تو پھر یہ طریقہ بھی مفید نہیں ہے لیکن اگر بینک جو مقدار ہنڈی کی قیمت سے کسر کرتا ہے اسے اپنی خدمات کی اجرت شمار کرے اور ہنڈی دینے والا بعد میں ہنڈی لینے والے سے اس کی پوری قیمت وصول کر لے تو جائز ہے۔

بینکنگ کا کاروبار

مسئلہ ۲۸۷۴ : بینکنگ کے کاروبار کی دو قسمیں ہیں۔

۱... ایک قسم تو سود والی ہے جس میں مداخلت کرنا اور شریک ہونا جائز نہیں ہے اور اس میں کام کرنے والے بھی اجرت کے حقدار نہیں ہوتے۔

۲... دوسری قسم وہ ہے جو سودی نہیں ہے اس میں حصہ لینا اجرت پر کام کرنا جائز ہے۔ سود کے معاملے میں اس معاملے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلم میں سود مجہول المالک مال تصور ہوگا جس میں تصرف کے لیے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کی ضرورت ہوگی اور غیر مسلم بینک کے سود میں تصرف کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سے استنقاذ یعنی روپیہ ان کے ہاتھ سے نکالنے کی نیت سے مال لیا جا سکتا ہے۔

بل آف ایکسچینج یا حوالہ

مسئلہ ۲۸۷۵ : مقروض کو حق حاصل ہے کہ اپنے قرض دہندہ کو اس بینک پر حوالہ دے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو یا یہ کہ مقروض بینک کو تحریری طور پر کہے کہ اس کے قرض کا پیسہ قرض دینے والے کو منتقل کیا جائے۔ بینک بھی مجاز ہے کہ اس شخص کو خارج (بیرون ملک) یا داخل (اندرون ملک) میں کسی برانچ پر حوالہ دے کر وہاں سے رقم وصول کرنے کو کہے اور یہ کام انجام دینے پر اجرت لے یہ معاملہ حقیقتاً دو حوالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک مقروض کا حوالہ جو بینک کے نام اور دوسرا بینک کا حوالہ کسی خارجی یا داخلی برانچ پر۔ بہر صورت حوالہ صحیح ہے اس سلسلے میں بینک جو اجرت لیتا ہے اس کے جائز ہونے کے بارے میں فقہی نقطہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ بینک کو یہ حق ہے کہ وہ خارجی یا داخلی برانچ پر حوالہ دینے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے لہٰذا یہ کام انجام دینے پر وہ اجرت لے سکتا ہے ہاں اگر حوالہ دینے والے نے بینک کو دوسری جگہ حوالہ دینے کے لیے نہ کہا ہو بلکہ یہ کہا ہو کہ بینک میں اس کے موجودہ اکاؤنٹ سے ادا کرے تو پھر بینک اجرت نہیں لے سکتا کیونکہ مقروض کو اپنے شہر میں اپنا قرض ادا

کرنے پر کچھ لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر بینک میں اس کا اکاؤنٹ نہ ہو اور بینک حوالہ قبول کر کے رقم ادا کر دے اور اس پر اجرت لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۶ : سابق الذکر مسائل میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک عوامی ہو یا حکومت کا ہو یا مشترک ہو۔

قاعدہ الزام کے بعض فروعات

قاعدہ الزام (حاشیہ) علمائے فقہ کے نزدیک اس اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ کسی فقہ کے ماننے والے کو اس کی اپنی فقہ کے مطابق مسائل پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور دوسری فقہ کے ماننے والوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوسکتا قاعدہ الزام کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱... اہل سنت کے یہاں یہ ضروری ہے کہ عقد نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھا جائے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی سنی بلا گواہوں کے عقد کرے تو اس کا عقد نکاح ان کے عقیدے کے لحاظ سے باطل ہے لہٰذا ایک شیعہ ایسی عورت کے ساتھ عقد کرسکتا ہے۔

۲... کسی شخص کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا اہل سنت کے نزدیک باطل ہے لیکن شیعوں کے نزدیک اگر عورت اجازت دے تو جائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی سنی کسی عورت کے ساتھ ساتھ اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرے تو عقد باطل ہے اور شیعہ ایسی عورت سے شادی کرسکتا ہے۔

۳... اہل سنت کے یہاں ضروری ہے کہ یائسہ اور نابالغ کے ساتھ اگر دخول ہوا ہے تو عورت طلاق کے بعد عدت رکھے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کسی سنی یائسہ یا نابالغ عورت کو سنی شوہر رجعی طلاق دے اور وہ عورت شیعہ ہو جائے تو وہ اس سنی شوہر سے عدت کے ایام کا نفقہ طلب کرسکتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی سنی عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کی عدت کا لحاظ کئے بغیر اس کی بہن وغیرہ سے شادی کرسکتا ہے۔

۴... اگر کوئی سنی شخص دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنی بیوی کے بدن کے کسی جز مثلاً انگلی وغیرہ پر طلاق دے تو ان کے مذہب میں طلاق صحیح ہے لیکن فقہ جعفریہ میں دونوں صورتوں میں طلاق باطل ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ ایسی مطلقہ عورت سے عدت کی مدت گزرنے کے بعد شادی کرسکتا ہے۔

۵... اگر سنی مرد عورت کی حالت حیض میں یا حیض سے پاک ہونے کی مدت میں (جبکہ وہ ہمبستری کر چکا ہو) اپنی بیوی کو طلاق دے تو ان کے اعتبار سے طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ اس عورت سے عدت گزر جانے کے بعد شادی کرسکتا ہے۔

۶... صرف ابوحنیفہ کے مذہب میں اجباری طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے حنفی فقہ کی اجباری طلاق شدہ عورت سے شیعہ نکاح کرسکتا ہے۔

۷... اگر سنی یہ قسم کھالے کہ اگر اس نے فلاں کام انجام دیا تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی تو اس کام کے انجام دینے کی صورت میں ان کی فقہ کے مطابق اس کی بیوی مطلقہ ہوجائے گی اور شیعہ اس سے نکاح کرسکتا ہے اسی طرح ان کے یہاں تحریری طلاق دی جائے تو بھی صحیح ہے اور فقہ جعفریہ میں خط و کتابت کے ذریعے طلاق نہیں ہوسکتی۔ پس جس سنّی عورت کو تحریری طور پر طلاق دی گئی ہو شیعہ اس سے عقد کرسکتا ہے۔

۸... شافعی مذہب کے مطابق اگر کسی چیز کو اس کے اوصاف بتائے جانے پر خریدا جائے اور بعد میں اسے دیکھنے پر اس میں بتائے ہوئے اوصاف پائے بھی جاتے ہوں تب بھی ''خیار
رویت'' کے قاعدہ کے تحت معاملہ ختم کیا جاسکتا ہے لہٰذا قاعدہ الزام کے مطابق اگر شیعہ کسی شافعی شخص سے کوئی چیز خرید کر دیکھنے کے بعد تمام اوصاف بھی اس میں پائے تب بھی معاملہ ختم کرسکتا ہے۔

۹... شافعی مذہب کے مطابق اگر معاملے میں خریدار یا بیچنے والے کو نقصان ہوجائے تو وہ معاملہ ختم کرنے کا حق نہیں رکھتا لیکن ایسی صورت میں فقہ جعفریہ کے مطابق ''خیار غبن'' کے قانون کی رو سے معاملے کو ختم کیا جاسکتا ہے لہٰذا اگر ایک فریق شافعی مذہب کا ہو دوسرا جعفری ہو اور شافعی کو معاملے میں نقصان ہوجائے اور جعفری معاملہ ختم کرنے پر تیار نہ ہو تو قاعدہ الزام کے مطابق جعفری کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰... بیع مسلم (یعنی بیچی ہوئی چیز کو ایک مدت کے بعد خریدار کے سپرد کرنا) کا عقد صحیح ہونے میں ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ شرط ہے کہ وہ چیز موجود ہو اور فقہ جعفریہ میں اس کی ضرورت نہیں لہٰذا جعفری اگر کسی حنفی سے مذکورہ طریقے سے کوئی چیز خریدے اور وہ چیز موجود نہ ہو تو حنفی کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر دونوں فریق حنفی ہوں لیکن ان میں سے ایک بعد میں جعفری ہوگیا ہو تو وہ حنفی کو اس پر مجبور کرسکتا ہے کہ معاملہ فسخ کرے۔

۱۱... اگر سنّی اپنے بعد ایک لڑکی اور بھائی چھوڑے تو اگر بالفرض بھائی شیعہ ہوجائے یا اس کے مرنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو میراث میں چونکہ لڑکی کا نصف مال ہے باقی اہل سنّت کی فقہ کے مطابق قانون تعصیب کی رو سے بھائی کو ملے گا لیکن فقہ جعفریہ میں اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ اسی طرح اگر میت کی سگی بہن اور باپ کی طرف سے چچا ہو لیکن چچا جعفری ہو یا اس سنی کے مرنے کے بعد شیعہ ہوگیا ہو تو قانون تعصیب کی رو سے میراث کے بارے میں فائدہ اٹھا سکتا ہے (اگرچہ فقہ جعفریہ میں قانون تعصیب باطل ہے) اور تعصیب کے دوسرے موارد کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲... اہل سنّت کے مسلک کے مطابق زوجۂ شوہر کے کل منقول اور غیر منقول ترکہ سے حصہ پاتی ہے اور فقہ جعفریہ میں زوجہ نہ تو خود زمین سے اور نہ ہی اس کی قیمت سے حصہ پاتی ہے لیکن عمارت اور درخت کی قیمت سے اسے حصہ دیا جاتا ہے لہٰذا اگر زوجہ شیعہ ہو تو سنی شوہر کے تمام ترکہ سے میراث لے سکتی ہے کیونکہ ان کے یہاں مسئلہ ایسا ہی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے احکام

مسئلہ ۲۸۷۷ : مسلمان میت کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کی تشریح کی جائے تو دیت کے احکام کے مطابق تشریح کرنے والے پر دیت ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۸ : میت کافر کی تشریح جائز ہے اور میت کا مسلمان ہونا مشکوک ہو تو بھی یہی حکم ہے خواہ یہ مسئلہ اسلامی ملک میں پیش آئے یا غیر اسلامی ملک میں اس مسئلے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ ۲۸۷۹ : اگر کسی مسلمان کی زندگی مسلمان میت کی تشریح کرنے پر موقوف ہو جائے اور غیر مسلم یا مشکوک الاسلام آدمی کا تشریح کرنا بھی غیر ممکن ہو اور کوئی دوسرا طریقہ بھی اس کی جان بچانے کا نہ ہو تو مسلمان میت کی تشریح کرنا جائز ہے لیکن اس پر دیت واجب ہوگی۔

آپریشن کے احکام

مسئلہ ۲۸۸۰ : مسلمان میت کے کسی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ کو اس غرض سے کاٹنا کہ اسے کسی زندہ شخص کے جسم سے ملحق کر دیا جائے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی مسلمان کی زندگی اس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو کاٹنا جائز ہے مگر کاٹنے والے پر دیت واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص عضو کو جدا کرنے کی بنا پر حرام کا مرتکب ہو تو بنا بر ظاہر اس عضو کا زندہ شخص کے جسم سے الحاق جائز ہے اور چونکہ وہ زندہ شخص کے جسم کا جزو بن گیا ہے اس لیے الحاق کے بعد اس پر زندہ جسم کے احکام عائد ہوں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا اپنے عضو کے کاٹنے کی وصیت کر دے تو کیا صورت ہوگی۔ اس کی دو صورتیں ہیں بنا بر ظاہر ایسا کرنا جائز ہے اور کاٹنے والے پر وہ دیت ہوگی جو مردہ مسلمان کی ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۱ : اگر کوئی شخص راضی ہو کہ اس کا کوئی عضو اس کی زندگی میں کاٹ کر دوسرے کے جسم میں لگا دیا جائے تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

خواہ وہ عضو اعضائے رئیسہ میں ہو جیسے آنکھ، ہاتھ، اور پیر وغیرہ یا اعضائے رئیسہ میں سے نہ ہو مثلاً کھال یا گوشت وغیرہ جائز ہے بخشش کے طور پر دیئے ہوئے حصے کا عوض لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۲ : کسی مریض کو اپنا خون دے کر اس کا عوض لینا اور کسی محتاج مریض کو اپنا خون مفت دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۳ : غیر مسلم میت کے اور اس میت کے اعضاء کاٹ کر جس کا مسلمان ہونا مشکوک ہو مسلمان کے جسم میں آپریشن کے ذریعے لگانا جائز ہے اور یہی حکم نجس حیوان کے اعضاء کے لیے ہے یعنی اگر کسی شخص کو کسی نجس حیوان کا کوئی عضو کاٹ کر لگادیا جائے تو وہ لگنے کے بعد اس کا جزءِ بدن شمار ہوگا اور اس جزء کا ہونا نماز کے لیے مانع نہیں ہے۔

مصنوعی ذریعۂ تولید

مسئلہ ۲۸۸۴ : اجنبی مرد کی منی انجکشن کے ذریعے کسی عورت کے رحم میں پہنچانا جائز نہیں ہے اور یہ کام خود اس کا شوہر انجام دے یا کوئی اجنبی انجام دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔اس طرح اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ صاحب نطفہ اجنبی شخص کی اولاد شمار ہوگا۔ یہ بچہ ارث اور نسب کے تمام احکام میں اس کی باقی اولاد کی مانند ہوگا۔ ارث سے وہ بچہ مستثنیٰ رہتا ہے جو زنا سے پیدا ہو لیکن یہاں مسئلہ اس سے جدا ہے اگر چہ نطفہ منعقد کرنے کا یہ عمل حرام ہے۔ عورت ایسے بچے کی ماں قرار پائے گی اور تمام احکام نسب اس پر عائد ہوں گے۔ اس کے دیگر بچوں میں اور اس بچے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں کسی طرح (مثلاً مساحقہ کے ذریعہ) پہنچائے اور وہ عورت حاملہ ہو جائے تو پیدا ہونے والا بچہ اس شخص کا ہوگا جس کی یہ منی ہے۔ ماں اور بچے پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو عموماً ماں اور بچے پر ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۸۵ : اگر کسی مرد کی منی مصنوعی طور پر مصنوعی بچہ دانی میں (جسے بے بی ٹیوب کہتے ہیں) بچہ پیدا کرنے کی غرض سے رکھ دی جائے تو یہ کام جائز ہے اور بظاہر بچہ اس کا ہوگا جس کی منی ہو اور ان کے درمیان وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو ایک باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بچے اور دوسرے بچوں میں صرف یہ فرق ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے لیکن منی کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۸۶ : شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں مصنوعی طریقے سے پہنچانا جائز نہیں ہے اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ عام اولاد کی طرح ہے لیکن اگر انجکشن لگانے والا اجنبی ہو اور انجکشن عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے یا چھونے کا سبب ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے بلکہ انجکشن شرم گاہ میں لگانا حرام ہے۔ اگر لگانے والا شرم گاہ نہ دیکھے اور نہ ہی چھوئے بلکہ اگر خود شوہر ہی کیوں نہ ہو۔

حکومت کی عام سڑکوں کے احکام

مسئلہ ۲۸۸۷ : لوگوں کے ذاتی مکان اور جائداد وغیرہ منہدم کر کے حکومت جو سڑکیں بناتی ہے ان پر چلنا بظاہر جائز ہے کیونکہ اب وہ جگہیں تلف اور ضائع شدہ مال کے حکم میں ہوں گی جیسے ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن وغیرہ۔ اگر چہ اب بھی مالک کو اس زمین وغیرہ کی نسبت مقدم شمار کیا جائے گا لیکن اگر دوسرے لوگ تصرف کریں تو بھی جائز ہے اور سڑک بننے کے بعد جو کم وبیش حصے کسی کی زمین کے باقی رہ گئے ہوں اگر ان کو حکومت غصب کر کے بیچ ڈالے تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۸ : اگر کوئی شارع عام بناتے ہوئے کوئی مسجد بھی زد میں آجائے اور اسے توڑ دیا جائے اور سڑک بن جائے تو اس پر احکام مسجد جاری نہیں ہوتے مثلاً جنابت کی حالت میں وہاں جانا یا اس جگہ کو نجس کرنا وغیرہ حرام نہیں ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ مسجد کے احکام کا لحاظ کیا جائے۔ چونکہ مسجد وقف تھی لہٰذا اس کی باقی ماندہ چیزوں پر تصرف کرنا اور خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت حاصل کی جائے اور یہ چیزیں اس کے قریب والی مسجد پر صرف کی جائیں۔ مذکورہ حکم سے ان مدارس اور امام باڑوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو کسی وقت سڑک بنانے میں شامل کئے جائیں۔

مسئلہ ۲۸۸۹ : جو سڑکیں مسجد یا مدرسہ یا حسینہ کی زمین سے نکالی گئی ہوں ان پر چلنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۰ : منہدم کی گئی مسجد سے اگر کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو اور نماز و دیگر عبادات کے لیے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے لیکن اگر کوئی ظالم شخص اس باقی ماندہ حصے کو اس طرح بدل دے کہ اس سے مسجد کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکے مثلاً اس کو دکان یا تجارت خانہ یا گھر بنائے تو اگر اس پر تصرف اور اس سے فائدہ اٹھانا احکام مسجد کے خلاف نہ ہو مثلاً کھانا پینا اور سونا وغیرہ بلاشبہ اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے چونکہ اس کو مسجد ہونے سے غاصب نے روکا ہے اس لیے اب وہاں عبادت نہیں ہو سکتی لیکن دوسرے تصرفات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اس کو کاشت کی کھیتی بنا دیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۹۱ : مسلمانوں کے قبرستان سے اگر سڑک بنائی جائے تو اگر وہ زمین کسی کی ملکیت ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے اور اگر وقف ہو تو اوقاف کا حکم ہوگا بشرطیکہ وہاں سے گزرنا اور عبور کرنا مسلمان میتوں کی بے حرمتی کا سبب نہ ہو ورنہ وہاں سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ اگر قبرستان کی زمین وقف ہو اور کسی کی ملکیت نہ ہو اور وہاں سے گزرنا بے حرمتی کا بھی باعث نہ ہو تو عبور کرنا جائز ہے۔ قبرستان کے اس باقی ماندہ حصے کا وہی حکم ہے جو ذکر کیا جا چکا ہے۔

نماز اور روزہ کے جدید مسائل

مسئلہ ۲۸۹۲ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں افطار کے بعد ہوائی جہاز پر مغرب کی سمت سفر کرے اور وہاں پہنچے جہاں ابھی مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو بظاہر اس دن وہاں کے اعتبار سے مغرب تک امساک کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا روزہ اپنے شہر میں پورا ہو چکا ہے جیسا کہ آیت کریمہ ثمّ اتمّو الصّیام الی اللّیل سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۳ : اگر کوئی شخص صبح کی نماز اپنے شہر میں پڑھ کر مغرب کی طرف چلا جائے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر ظہر یا مغرب کی نماز پڑھ کر سفر کرے اور کسی ایسے مقام پر پہنچے جہاں ابھی ظہر یا مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں اگر چہ بطور احتیاط مستحب دوبارہ بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۹۴ : اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے شہر سے نکلے جبکہ نماز صبح یا ظہرین ادا نہ کی ہوں اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں طلوع آفتاب نہ ہوا ہو یا سورج نہ ڈوبا ہو تو اس صورت میں نماز دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں اور بہتر یہی ہے کہ احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۹۵ : اگر ہوائی جہاز میں قبلے کی سمت معلوم ہو سکے اور باقی شرائط نماز بھی مہیا ہو سکیں تو نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اگر وقت میں وسعت ہو اور شرائط مہیا نہ ہوں تو جائز نہیں ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور جہاز سے اترنے کی فرصت نہ ہو تو اگر قبلے کی سمت معلوم کر سکے تو ٹھیک ورنہ جس طرف گمان ہو اسی جانب نماز پڑھے اور اگر قبلے کا علم نہ ہو سکے اور نہ کسی خاص طرف قبلہ ہونے کا گمان ہو تو جس طرح چاہے نماز پڑھے اگر چہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ چاروں سمت نماز پڑھے مذکورہ حکم اس وقت کے لیے ہے جب رو بقبلہ ہونا ممکن ہو ورنہ قبلے کا لحاظ ساقط ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۶ : اگر کوئی ایسے ہوائی جہاز سے سفر کرے جس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو اور وہ مشرق سے مغرب کی طرف زمین کے گرد کسی مدت تک پرواز کرے تو بنابر احتیاط چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے۔ روزہ بظاہر واجب نہیں ہے کیونکہ اگر سفر میں رات ہو تو واضح ہے اور اگر دن میں ہو تو ایسے سفر میں روزہ واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی لیکن اگر جہاز کی سرعت اتنی ہو کہ بارہ گھنٹوں میں زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو ہر نماز کا وقت آنے پر متعین نماز کے واجب ہونے کو شرعی دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے بلکہ بنابر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کی جائیں۔ اگر جہاز مغرب سے مشرق کی طرف پرواز کر رہا ہو اور اس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو ظاہر یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں کی مدت میں پانچ نمازیں واجب ہوں گی لیکن اگر اس کی سرعت رفتار زمین سے زیادہ ہو مثلاً تین گھنٹے یا اس سے کم مدت میں ایک بار زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو اس کی نمازوں کا حکم گذشتہ مسئلے سے واضح ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۹۷ : اگر مسافران سفر کرنے والوں میں سے ہو جن پر روزہ واجب ہوتا ہے اور وہ صبح روزہ رکھ کر ہوائی جہاز سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک صبح نہ ہوئی ہو تو بظاہر اس کے لیے روزہ سے رہنا واجب نہیں ہے کیونکہ شب میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۸ : اگر روزہ دار زوال کے بعد اپنے شہر سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک سورج نہ ڈوبا ہو (جبکہ اس کے شہر میں سورج ڈوب چکا ہو) تو بنا بر ظاہر اس کے لیے امساک
کر کے روزہ کو تمام کرنا واجب ہوگا کیونکہ اس کے لیے جو اپنے شہر سے بعد از زوال نکلے حکم یہ ہے کہ رات تک روزہ رکھے۔

مسئلہ ۲۸۹۹ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کا دن چھ مہینے کا اور رات چھ مہینے کی ہو تو اگر وہ وہاں سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کر سکتا ہو جہاں نماز اور روزہ ادا کر سکتا ہو تو ہجرت کرنا واجب ہے ورنہ وہ بنا بر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے اور تعین وقت کے لیے اس قریبی جگہ کی طرف رجوع کرے جہاں کے شب و روز عادی ہوں۔

لاٹری (قسمت آزمائی) کے ٹکٹ

بعض اوقات کسی کمپنی کی طرف سے ٹکٹ فروخت کئے جاتے ہیں اور کمپنی معاہدہ کرتی ہے کہ جو انعام دیا جائے گا اس کے لیے خریداروں کے درمیان قرعہ اندازی ہوگی اس کے احکام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۰ : اگر انعامی ٹکٹ کوئی اس احتمال کی بنا پر خریدے کہ انعام میرے نام پر نکلے گا تو بلاشک ٹکٹ خریدنا حرام ہے۔ بالفرض اگر اس فعل حرام پر انعام نکل آئے تو اگر قسمت آزمانے والی کمپنی حکومت کی طرف سے ہو تو اگر حکومت غیر اسلامی ہو تو اس کا خمس نکالا جائے گا اور یہ خمس سالانہ خمس میں سے حساب نہیں ہوگا لہٰذا اس کا خمس نکالنے کے بعد سال کے آخر میں اس باقی مال میں سے کچھ باقی ہو تو اس کا دوبارہ خمس نکالنا ہوگا اور اگر کمپنی حکومتی نہ ہو تو اگر اس کا مالک مسلمان نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حکومت اسلامی بھی ہو یعنی بظاہر سربراہ حکومت یہ دعویٰ رکھتے ہوں کہ ان کی حکومت اسلامی ہے یا کمپنی کسی مسلمان کی ہو تو اگر کمپنی کا مالک خواہ حکومت یا کوئی اور شخص ہو ہر حال میں راضی بھی ہو تو اس جیسے انعام میں تصرف کرنا اشکال سے خالی نہیں۔ اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کا پیسہ مفت دے مثلاً قصد ہو کہ کسی خیراتی کام میں شرکت ہو اور انعام حاصل کرنا مقصد نہ ہو تو انعام اگر حکومت کی کمپنی کی طرف سے ہو تو اس صورت میں بھی گذشتہ تفصیل مدنظر رکھی جائے اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کی قیمت قرض کی نیت سے دے اور اسے یہ حق ہو کہ قرعہ اندازی کے بعد دی ہوئی رقم واپس لے لے لیکن اس قرض کے دینے میں یہ شرط ہو کہ کمپنی سے ایک ٹکٹ بھی خریدے جس کے وسیلے سے اگر قرعہ اندازی میں اس کا نام نکلے تو اسے انعام دیا جائے تو معاملہ حرام ہے کیونکہ یہ سود والے قرضے میں شمار ہوا ہے۔ اور اگر اس کو حوالہ قرار دیا جائے یعنی عرف عام کی نظر میں خود ٹکٹ

ایک با قیمت اور مالیت دار سمجھا جائے اور ٹکٹ یا بانڈ جاری کرنے والا یہ کہے جو جو شخص یہ خریدیں گے تو قرعہ اندازی کے بعد جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اسے انعام دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نذورات

مسئلہ ۲۹۰۱ : جو لوگ شرعی صیغے کے بغیر اپنی نذورات کی رقوم منبر یا کسی صندوق میں ڈالیں ان کے لیے حسب ذیل صورتیں ہیں

۱... نذر دینے والا خود یہ اعلان کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر صرف کی جائے یا کسی خاص کام پر صرف کی جائے۔

۲... منبر یا صندوق جس شخص کی تحویل میں ہو وہ رقم کی ادائیگی سے پہلے یا اس کے بعد اس بات کا اظہار کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر خرچ کی جائے گی یا کسی خاص کام پر استعمال ہوگی اور نذر کرنے والا شخص اس پر رضامندی کا اظہار کرے یا خاموش رہے۔

۳... یہ کہ نذر کرنے والا کسی ایک امام یا حضرت عباسؑ کے لیے شرعی صیغہ کے بغیر نذر کرے یا ان کے نام کے صندوق میں بغیر کسی نیت کے رقم ڈالے اور تصرف کرنے والے کو اختیار دے کہ جیسے چاہے صرف کرے یا یہ کہ اس کا تصرف بعد میں طے کرے۔

۴... یہ کہ شرعی صیغہ کے بغیر چادر وغیرہ علم پر چڑھائے اور بعد میں تصرف کرنے والے کو اجازت دے کہ وہ اس چیز کو مجلس عزاء وغیرہ میں استعمال کرے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں جس جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے وہ جائز ہے۔

ضبط تولید اور اسقاط حمل

مسئلہ ۲۹۰۲ : عورت کے لیے ایسی مانع حمل چیز کا استعمال جائز ہے جو زیادہ نقصان دہ نہ ہو خواہ اس کا شوہر اس چیز کے استعمال پر راضی نہ بھی ہو لیکن اس کے لیے اسقاط حمل جائز نہیں خواہ وہ نطفے کی حالت میں ہی ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر بیوی ایسی چیز استعمال نہ کرے کہ جو حمل سے مانع ہو۔

درآمد کردہ چمڑا اور جوتا

مسئلہ ۲۹۰۳ : جو چمڑا، جوتا، بیلٹ وغیرہ کسی غیر اسلامی ملک سے درآمد کیا گیا ہو یا کسی کافر سے لیا گیا ہو یا ایسے مسلمان سے لیا گیا ہو جس نے وہ کسی کافر سے حاصل کیا ہو اور یہ علم نہ ہو کہ یہ کسی ایسے حیوان کا ہے جسے شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا

نہیں تو وہ چمڑا یا جوتا نجس ہے اور اس کی تری لگنے سے جسم یا کپڑا نجس ہو جائے گا اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

الکحل یا اسپرٹ

مسئلہ ۲۹۰۴ : جو الکحل یا اسپرٹ لکڑی یا کسی اور چیز سے حاصل کی جائے وہ نجس ہے اسی طرح خوشبوئیات (پرفیوم) اور پالش میں شامل وہ موم بھی نجس ہیں جن میں الکحل ہو۔

اقساط

مسئلہ ۲۹۰۵ : جب مال کی نقد اور ادھار قیمتیں ایک دوسری سے مختلف ہوں اور مال خریدتے اور بیچتے وقت یہ علم ہو کہ یہ سودا نقد ہو رہا ہے یا ادھار اور کتنی قیمت پر ہو رہا ہے تو ایسا معاملہ صحیح ہے خواہ قرض کی ادائیگی یکمشت کی جائے یا اقساط میں کی جائے۔لیکن یہ جائز نہیں کہ ادھار کی صورت میں قیمت کا کچھ حصہ مال کے عوض اور کچھ حصہ تاخیر کے عوض ہو۔

سونے کے دانت

مسئلہ ۲۹۰۶ : مرد کے لیے سونا پہننا (مثلاً ایسی زنجیر، لاکٹ، انگوٹھی، گھڑی کی چین یا عینک کا فریم استعمال کرنا جو سونے سے بنا ہو) جائز نہیں اور حرام ہے لیکن دانت پر سونے کا خول چڑھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ زینت کے لیے ہی ہو۔

داڑھی کا منڈوانا

مسئلہ ۲۹۰۷ : داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اسی طرح داڑھی مونڈنے کی اجرت لینا بھی حرام ہے لیکن اگر داڑھی نہ منڈوانے والے کو اس بنا پر مذاق کا نشانہ بنایا جائے اور اسے ایسی سخت ذلت اٹھانی پڑے جو عقلاء کے نزدیک ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں اس کا داڑھی منڈوانا جائز ہے۔

وہ شوہر جو اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے

مسئلہ ۲۹۰۸ : اگر ایک شوہر ظلم، نفرت، بددیانتی کی بنا پر اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے اور اسے طلاق بھی نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نفقہ دینے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک عمل کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل سے انکار کرے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔یہی حکم اس عورت کے بارے میں ہے جو ظلم، جان جانے یا سخت مشقت کے خوف سے شوہر کے گھر نہ جائے اور اس سے نفقہ طلب کرے۔اگر شوہر اسے نفقہ نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نفقہ دینے کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔

کرے۔

۲... روزہ:

O... اعتکاف اسی وقت صحیح ہے جب روزہ بھی صحیح ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا روزے سے ہو لہٰذا اگر کسی شخص کا روزہ رکھنا سفر وغیرہ کی وجہ سے صحیح نہ ہو تو اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوگا۔

O... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ماہ رمضان المبارک میں اور بالخصوص ماہ مبارک کے آخری عشرے میں کیا جائے۔

۳... مدت:

O... کسی شخص کا اعتکاف کی غرض سے مسجد میں تین دن سے کم ٹھہرنا صحیح نہیں ہے البتہ ایک دن یا چند دن یا ایک رات یا چند راتیں زیادہ ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں۔

O... پہلی اور چوتھی راتوں کے برخلاف درمیانی دو راتیں اعتکاف میں داخل ہیں اگر چہ پہلی اور چوتھی راتوں کو بھی نیت میں شامل کرنا جائز ہے۔

O... اگر انسان اعتکاف کی نذر کرے تو اس کی مدت کم از کم تین دن ہونی چاہیے لہٰذا اگر وہ تین معین دنوں کی نذر کرے اور تیسرے دن عید ہو تو اعتکاف صحیح نہیں ہوگا۔

O... اگر اعتکاف کے لیے پانچ دن کی نذر اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ یہ دن اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوں گے تو نذر باطل ہوگی اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے کم نہیں ہوں گے تو تین دن تک اعتکاف کرنا واجب ہے اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے کم نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے زیادہ نہیں ہوں گے تو چھٹے کا اضافہ کرنا بھی واجب ہے اس صورت میں انسان کو اختیار ہے کہ چوتھے اور پانچویں دن کے روزوں کو بھی پہلے تین دنوں کے روزوں سے متصل سمجھے یا ان دو دنوں کو چھٹے دن کے ساتھ ملا کر انہیں تین علیحدہ روزے شمار کرے۔

۴... مکان:

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف کے لیے مندرجہ ذیل مساجد میں سے کسی ایک میں ٹھہرے اور بنا بر احتیاط اگر ممکن ہو تو اعکاف انہی مساجد میں بجالائے۔

O... مسجد الحرام' مسجد نبوی' مسجد کوفہ' مسجد بصرہ' اور شہر کی جامع مسجد۔

O... اگر انسان کسی معین مسجد میں اعتکاف کرے اور پھر وہاں اعتکاف جاری رکھنے میں کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو

اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ایسی صورت میں اس اعتکاف کو کسی دوسری مسجد میں جاری رکھنا صحیح نہیں۔بلکہ انسان پر واجب ہے کہ اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا کسی دوسری مسجد میں یا رکاوٹ دور ہو جانے پر اسی مسجد میں بجالائے۔

O... مسجد میں اس کی محراب منبر' چھت' زیر خانہ (مثلاً مسجد کوفہ کا بیت الطشت) اور باقی ملحقات بھی شامل ہیں اور مسجد میں کسی خاص جگہ اعتکاف کرنے کا قصد کرنا لغو ہے۔

۵... اجازت :

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف میں مشغول ہونے سے پہلے ان اشخاص سے اجازت حاصل کرے جن سے اجازت حاصل کرنا اس کے لیے ضروری ہو مثلاً غلام کو چاہیے کہ اپنے آقا سے اور بیوی اپنے شوہر سے (بالخصوص جب اس کے اعتکاف کرنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو)

O... اور اولاد والدین سے (بالخصوص اگر انہیں محبت کی بناپر اولاد کے اعتکاف کرنے سے اذیت پہنچے) اجازت حاصل کرے۔

۶... تسلسل:

O... انسان کو چاہیے کہ اعتکاف کی مدت ایک مسجد میں گزارے لہٰذا خواہ وہ جاہل کے حکم میں ہو یا عالم کے اگر وہ بلاوجہ وہاں سے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہے بلکہ بعید نہیں کہ اگر وہ بھولے سے بھی نکلے تو باطل ہو بجز اس کے اسے زبردستی وہاں سے نکالا جائے یا اس کا نکلنا کسی حاجت (مثلاً پیشاب، پاخانہ، غسل جنابت، استحاضہ، یا غسل مس میت) کی بناپر ہو اگر چہ اس کا سبب اس کے اختیار سے ہو۔

O... علاوہ ازیں مریض کی عیادت یا جنازہ کی تشیع اور میت کے غسل' نماز اور دفن کے لیے نکلنا بھی جائز ہے لیکن کسی مومن کو خدا حافظ کہنے یا گواہی دینے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

O... اگر کوئی کام عام طور پر ضروریات میں شمار ہو تو اس کے لیے نکلنا بھی جائز ہے لیکن احتیاط مستحب کی بناپر انسان کو چاہیے کہ سب سے قریب راستہ اختیار کرے اور ضرورت سے زیادہ نہ رکے۔اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو لیکن حدث مسجد میں ٹھہرنے سے مانع بھی نہ ہو (مثلاً میت کا غسل) تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔

O... اعتکاف کے دوران ایسے کاموں میں مشغول ہونا جس سے اعتکاف کی صورت باقی نہ رہے اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے۔خواہ ایسا کرنا مجبوری اور جبر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو اور احتیاط واجب کی بناپر انسان کو چاہیے کہ باہر بیٹھنا چھوڑ دے اور اگر اس پر مجبور ہو تو حتی الامکان سائے سے اجتناب کرے۔

O... اعتکاف بجائے خود مستحب ہے لیکن کبھی کبھی (مثلاً نذر اور اس سے مشابہ صورتوں میں) عارضی طور پر واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اگر اعتکاف معین واجب ہو تو شروع سے ہی واجب ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر واجب مطلق ہونے کی صورت میں بھی شروع سے واجب ہے لیکن بنا بر اقویٰ اگر مطلقاً واجب یا مستحب ہو تو شروع سے واجب نہیں ہے البتہ دو دن گزرنے کے بعد تیسرے دن کا واجب ہونا معین ہے بجز اس کے کہ اگر نیت کرتے وقت کسی وجہ سے تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے اور دو دن بعد وہ وجہ پیش آ جائے تو اسے تیسرے دن کو چھوڑنے کا اختیار رہے۔ تاہم اگر نیت کرتے وقت شرط نہ کی ہو تو نیت سے پہلے یا بعد میں کی ہوئی شرط معتبر نہیں ہے۔

O... اگر کوئی وجہ درپیش نہ ہوتے ہوئے بھی تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے احتیاطاً جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص نیت کرتے وقت چھوڑنے کی شرط کرے اور پھر بعد میں اس شرط کو ختم کر دے تو بظاہر اس کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرے اور نذر میں تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کرے تو اگر اعتکاف شروع کرنے کی نیت کے وقت چھوڑنے کی شرط نہ کرے تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کرنے والے کی جگہ غصب کر کے وہاں بیٹھ جائے اور اعتکاف کرنے والا اسے ہٹا کر خود بیٹھ جائے تو اعتکاف کا باطل ہونا غور اور تامل کے قابل ہے اور ظاہراً باطل نہیں ہوگا۔

اعتکاف کے چند اور احکام

اعتکاف کرنے والے کے لیے چند چیزوں کا چھوڑنا ضروری ہے۔

O... عورت سے صحبت کرنا اور بنا بر احتیاط اسے چھونا۔ نیز شہوت کے ساتھ مرد یا عورت کا بوسہ لینا۔

O... اعتکاف کے دوران استمناء کرنا حرام ہے۔

O... لذت حاصل کرنے کے لیے خوشبو سونگھنا تاہم اگر قوت شامہ کام نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

O... بنا بر احتیاط واجب خرید و فروخت کرنا بلکہ مطلقاً تجارت کا معاملہ کرنا' تاہم باقی مباح دنیاوی کاموں مثلاً دستکاری سے کپڑا تیار کرنے یا کپڑے سینے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی اجتناب کیا جائے اگر ضروریات خورد نوش بہم پہنچانے کے لیے انسان سودا فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور سودا فروخت کرنے کے علاوہ یہ ضروریات مہیا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور سودا فروخت کرنے کے لیے کسی شخص کو وکیل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو وہ سودا فروخت کر سکتا ہے۔

O... کسی شخص سے تلخ کلامی کرنا جب اس کا مقصد حق ظاہر کرنا اور دوسرے شخص کو خطا سے بچانا نہ ہو بلکہ دینی یا دنیاوی

معاملات میں غلبہ حاصل کرنا اور اپنی فضیلت جتانا مقصود ہو ہاں اگر اس کا مقصد حق ظاہر کرنا ہو تو یہ بہترین عبادت ہے۔

O... احتیاط مستحب کی بنا پر اعتکاف کرنے والے کو ہر ایسی چیز سے اجتناب کرنا چاہیے جو حج کے دوران حالت احرام میں ہے اگر چہ بنابراقویٰ اس کا خلاف صحیح ہے اور بالخصوص سلے ہوئے کپڑے پہننا بالوں کو صاف کرنا شکار کا گوشت کھانا اور نکاح اعتکاف کرنے والے کے لیے جائز ہے۔

O... جو چیزیں اعتکاف کرنے والے کے لیے حرام ہیں خواہ وہ دن میں وقوع پذیر ہوں یا رات کو بظاہر اعتکاف کو فاسد کر دیتی ہیں۔

O... اگر مذکورہ بالا چیزوں سے اعتکاف فاسد ہو جائے تو اگر اعتکاف واجب معین ہو تو اس کی قضا کرنا واجب ہے اور واجب غیر معین ہو تو ادا کی نیت سے دوبارہ اعتکاف کرنا چاہیے اسی طرح اگر کسی شخص کا اعتکاف مستحب ہو اور دو دن گزر جانے کے بعد فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے لیکن اگر دو دن گزرنے سے پہلے فاسد ہو جائے تو پھر اس شخص پر کچھ واجب نہیں اور اس اعتکاف کی فوراً قضا کرنا بھی واجب نہیں۔

O... اگر کوئی شخص اعتکاف کے دوران کوئی معاملہ کرے تو اگر چہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے لیکن معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

O... اگر اعتکاف کرنے والا اپنے اعتکاف کو جماع کے ذریعے فاسد کر دے تو خواہ وہ دن میں جماع کرے یا رات کو اس پر کفارہ واجب ہے لیکن بنابراقویٰ جماع کرنے کے علاوہ کسی دوسرے فعل سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگر چہ احتیاط کرنا مستحب ہے اور یہ امر بعید نہیں کہ اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی مانند ہو۔

O... اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں اعتکاف کرے اور پھر اسے جماع کے ذریعے دن میں فاسد کر دے تو اس پر دو کفارے یعنی ایک رمضان المبارک کے روزے کا دوسرا اعتکاف کا) واجب ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی قضا کے دوران اعتکاف کرے اور زوال کے بعد اسے فاسد کر دے تو اگر وہ اعتکاف نذر کی وجہ سے واجب ہو تو نذر کی مخالفت کی بنا پر اس پر تین کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

O... اگر کوئی شخص اپنی روزے دار بیوی سے ماہ رمضان المبارک میں اعتکاف کی حالت میں اس کی مرضی کے خلاف جماع کرے تو بنابر احتیاط اس پر چار کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

خمس

زکوٰۃ کے بعد خمس ایک ایسی چیز ہے جو مستحقین کی امداد کے لیے ہے اس کے بارے میں سورۃ انفال کی اکتالیسویں آیت میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

و اعلموا انما غنتم من شي فان لله خمسه و للرسول O ''اور جان لو جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول کے قرابت داروں یتیموں مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے اگر تم اللہ پر اور اس وحی پر ایمان رکھتے ہو جسے ہم نے اپنے بندے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے''۔

خمس کا نصف حصہ ان سادات کا حق ہے جو فقیر یا یتیم ہوں یا مسافرت کے دوران تنگ دست ہو گئے ہوں اور نصف حصہ امام وقت علیہ السلام سے متعلق ہے آپ کے زمانہ غیبت میں یہ حصہ آپ کے ایسے نائب کو دینا چاہیے جو مجتہد امین اور مصارف سے آگاہ ہو اور یا پھر اس سے اس حصے کے خرچ کرنے کے متعلق اجازت حاصل کر لینی چاہیے اور اقوی یہ ہے کہ سہم سادات بھی بغیر حاکم شرع کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں اس لیے ہم نے تمام مقلدین کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

سہم امام علیہ السلام ان مقاصد پر خرچ کرنا چاہیے جن کے متعلق آپ کی رضامندی معلوم ہو مثلاً محتاج مومنین کو دیا جائے اور مستحب یہ ہے کہ آپ کے نام سے تصدق کیا جائے۔

سہم امام کے بعض اہم مصارف حسب ذیل ہیں جہاں پر حاکم شرع کی اجازت سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

۱... ان واعظین (مبلغین) کو دیا جائے جو علوم دین کی ترویج کریں اور اسلام کی سربلندی اور اشاعت کیلئے خدمات انجام دیں۔

۲... ان اہل علم کی اعانت کی جائے جو علوم دین کے حصول میں مصروف ہوں اور جاہلوں کو تعلیم دے کر اور گمراہوں کو راہ راست پر لا کر اسلامی معاشرے میں اصلاح کی کوشش کریں۔

۳... ایسے دوسرے کاموں پر خرچ کیا جائے جن سے مومنین کے دین کی اصلاح ہو ان کے نفوس کی تکمیل ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سلسلے میں مرجع اعلم سے رجوع کیا جائے جو اس کی جہات عامہ سے واقف ہیں۔

خمس کے احکام

مسئلہ ۱۷۵۵ : خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے۔

۱... کاروبار کا نفع۔

۲... معدن (کانیں)۔

۳... گنج (دفینہ)۔

۴... حلال مال جو حرام مال سے خلط ملط ہو جائے۔

۵... جواہرات جو غواصی یعنی سمندر میں غوطہ لگانے سے دستیاب ہوتے ہیں۔

۶... جنگ کا مال غنیمت۔

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔

۱... منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۵۶ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجالا کر اس کی اجرت کے طور پر کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۵۷ : اگر کسی کو کمائی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دیدے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۸ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۹ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اسکا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے۔ لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو

اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۰ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ جائے تو اسے چاہیے کہ اس سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۱ : جس شخص کے اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کوئی شخص کوئی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لیے وقف کردے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس میں منفعت حاصل کریں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو انہیں چاہیے کہ زائد کمائی پر خمس ادا کریں اور اسی طرح وہ کسی طریقے سے اس جائیداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے ٹھیکے پر دے دیں تو انہیں چاہیے کہ اس نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : جو مال کسی فقیر نے بطور خمس اور زکوٰۃ اور صدقہ مستحبی سے حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے بطور خمس دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کوئی شخص ایسی رقم سے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو کوئی چیز خریدے یعنی بیچنے والے سے کہے کہ "میں یہ جنس اس رقم سے خرید رہا ہوں" تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق جنس سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی حاجت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کوئی شخص کوئی جنس خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس پر خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے جنس بیچنے والے کو دی ہے اس کے خمس کے لیے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۶ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مال خریدے جس پر خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۷ : اگر کوئی شخص کسی کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس پر خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اس کے پانچویں حصے (یعنی خمس) کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۸ : اگر کسی شخص کو کوئی مال کسی کافر یا ایسے شخص سے ملے جو خمس ادا کرنے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے (یعنی جس شخص کو مال ملے اس کے لیے) اس مال پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۶۹ : تاجر پیشہ وار کاریگر اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ وہ جب سے منفعت کما رہے ہوں اس پر جب ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں اور جس شخص کا شغل کسی پیشہ سے کمائی کرنا نہ ہو اگر اسے اتفاقاً کوئی منفعت حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ منفعت حاصل ہو اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۰ : سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منفعت حاصل ہو وہ اس پر خمس ادا کر سکتا ہے اور اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور وہ خمس ادا کرنے کے لیے قمری سال اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۱ : اگر کوئی تاجر یا پیشہ ور وغیرہ خمس دینے کے لیے سال کی مدت معین کرے اور اس سے منفعت حاصل ہو لیکن سال کے دوران مر جائے تو چاہیے کہ اس کی وفات تک کے اخراجات اس منفعت میں کر کے باقی ماندہ پر خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۷۲ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار میں قیمت میں اضافہ ہوا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۳ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور چڑھے گی اس جنس کو سال کے خاتمے کے بعد تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار میں قیمت بڑھی ہو اس پر خمس دینا واجب نہیں ہے بلکہ اصل اور نفع کے مجموعے سے خمس کی جو نسبت ہو اسی نسبت سے موجودہ مال میں جنس یا قیمت کی شکل میں خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۴ : اگر کسی شخص کے پاس مال تجارت کے علاوہ کوئی مال ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو یا جس پر خمس واجب ہی نہ ہو مثلاً کوئی ایسی چیز جو اس نے خرچے کے لیے خریدی ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار میں اس چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس پر خمس ادا کرے اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا بھیڑ موٹی ہو جائے تو اگر ان چیزوں کی نگہداشت سے اس کا مقصد نفع کمانا تھا تو اسے چاہیے کہ ان کی قیمت میں جو زیادتی ہوئی ہے اس پر خمس ادا کرے بلکہ اگر اس کا مقصد نفع کمانا نہ بھی رہا ہو تب بھی اسے چاہیے کہ ان پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۵ : اگر کوئی شخص اس ارادے سے باغ لگائے کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اسے بیچ ڈالے گا تو اسے چاہیے کہ پھلوں اور درختوں کی نشو و نما اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں

کے پھل بیچے گا ان کی قیمت سے نفع اٹھائے گا تو پھر اسے فقط پھلوں پر اور درختوں کے بڑھنے پر خمس دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۷۶ : اگر کوئی شخص بید اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو اسے چاہیے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں۔ اور تنہا ان شاخوں کی قیمت سے یا دوسری منفعتوں سے ملا کر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زائد رقم پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۷ : اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں مثلاً جائیداد کا کرایہ لیتا ہو اور لین دین بھی کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کی اخراجات سے زائد ہو اس پر خمس ادا کرے اور اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہیے کہ جو نفع کمایا ہو اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۷۷۸ : انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لیے کرے مثلاً دلالی اور باربرداری کی سلسلے میں جو کچھ خرچ کرے انہیں وہ منفعت میں سے منہا کرسکتا ہے اور اتنی مقدار پر خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۹ : سوداگری کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے سامان، مکان، خریداری، بیٹے کی شادی بیٹی کے جہیز اور زیارت وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں اور اس نے فضول خرچی بھی نہ کی ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۰ : جو مال انسان نذر اور کفارہ پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو بطور ہدیہ یا انعام کے دیدے بشرطیکہ وہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۱ : اگر انسان ایک ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ عموماً ہر سال کچھ نہ کچھ جہیز لڑکیوں کے لیے تیار کرتے رہتے ہوں اور وہ سال کے دوران اسی سال کے منافع سے جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو تو اس کو اگر سال کے اندر اندر اپنی لڑکی کی ملکیت قرار دے دے اور لڑکی اس کو استعمال نہ کرے تو لڑکی پر خمس واجب ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت میں نہیں دیا تو خود شخص پر خمس دینا واجب ہوگا یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو اور اگر حیثیت سے زیادہ لڑکی کی ملکیت میں دے گا تو جو مقدار حیثیت سے زیادہ ہوگی اس پر وہ شخص خود خمس ادا کرے باقی مال میں تصرف نہ کرنے کی صورت میں لڑکی خمس ادا کرے۔ کسی کی حیثیت کا تعین عقلاء اور عرف عام کی نظر میں جو ہو وہ معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۲ : جو مال کسی شخص نے حج اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ طول کھینچ جائے تو جو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۳ : جو شخص کسی پیشے یا تجارت سے منفعت حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل کی ہوئی منفعت کو مدنظر رکھتے ہوئے کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۴ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیے اپنی تجارت کے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے اور خمس اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہیے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

مسئلہ ۱۷۸۵ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیے سامان خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس ادا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے۔

مسئلہ ۱۷۸۶ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۷۸۷ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا نہیں کرسکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کرسکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۸ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کرسکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۰ : اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے

منافع سے اپنے حاصل کردہ قرضے کو منہا نہیں کرسکتا۔ بلکہ اگر سال کے شروع میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع حاصل کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اپنے قرضے کی مقدار اس منافع میں سے منہا نہیں کرسکتا ۔ماسوا اس کے کہ قرضہ منافع حاصل کرنے کے بعد لیا ہو البتہ دونوں صورتوں میں وہ اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۱ : اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لیے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض اٹھائے تو وہ اپنے پیشے کے منافع سے اس قرض کی مقدار کو منہا نہیں کرسکتا۔ ہاں جو مال بطور قرض لیا ہو یا جو چیز اس قرض سے خریدی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اس صورت میں وہ اپنا قرض اس سال کے منافع میں سے ادا کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : انسان ہر چیز کا خمس اسی چیز کی شکل میں دے سکتا ہے اور چاہے تو جتنا خمس اس کے ذمے ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی اور جنس کی شکل میں دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : جس شخص پر خمس واجب الادا ہو اور سال بھر گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس ادا نہ کیا ہو اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ اس مال میں تصرف نہیں کرسکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ خمس دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ (یعنی وہ تصرف نہیں کرسکتا)۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کرسکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۹۵ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مشورہ کرلے اور خمس کو اپنے ذمے لے تو سارا مال استعمال کرسکتا ہے اور سمجھوتے کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۶ : جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دے دے اور اس کا شراکت دار نہ دے اور آئندہ سال میں وہ شراکت دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا شراکت کے سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کردیا ہو) اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۷ : اگر نابالغ بچے کے پاس کوئی سرمایہ ہو اور اس سے منافع حاصل ہو تو بالغ ہونے کے بعد اسے اس پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۸ : جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ اس دوسرے شخص نے اس پر خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو وہ (یعنی مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کرسکتا ہے بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس ادا نہیں کیا تب بھی اس مال میں تصرف کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۹ : اگر کوئی شخص اپنی تجارت کے منافع سے سال کے دوران کوئی ایسی جائیداد خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس ادا کرے اور اگر خمس ادا نہ کرے اور اس جائیداد کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے اور جائیداد کے علاوہ فرش وغیرہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۰ : جس شخص نے شروع سے یعنی جب سے اس پر خمس کی ادائیگی واجب ہوئی ہو خمس نہ دیا ہو مثال کے طور پر اگر وہ کوئی جائیداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے یہ جائیداد اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ ڈالے گا مثلاً کھیتی باڑی کے لیے زمین خریدی ہو اور اس کی قیمت اس رقم سے ادا کی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو تو اسے چاہیے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اسے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو اسے چاہیے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۱ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے پیشے کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے اور اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور دوسری ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے وہ چیزیں اس سال کے دوران خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے تو اس پر خمس دینا اس کے لیے لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس سال کے دوران خریدی ہیں یا اس سال کے ختم ہو جانے کے بعد خریدی ہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

۲... معدن (کانیں)

مسئلہ ۱۸۰۲ : اگر کوئی شخص سونے، چاندی، سیسے، تانبے، پتھر کے کوئلے، فیروزہ، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کان سے یا دوسری کانوں سے کوئی چیز حاصل کرے تو اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۳ : کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال معمولی سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا ہوا سے منہا کر کے جو باقی بچے اس پر

خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۴ : جس شخص نے کان سے منافع حاصل کیا ہو اور اس نے جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہوگا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے کاروبار کا منافع اس منافع سے ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸۰۵ : گچ، چونا، ملتانی مٹی اور سرخ مٹی معادنی چیزوں میں سے نہیں ہیں اور جو شخص انہیں زمین سے نکالے اسے اس صورت میں خمس دینا چاہیے کہ فقط وہ چیز یا اس کے دوسرے کاروبار کے منافع سے ملا کر وہ چیز اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۸۰۶ : جو شخص کان سے کوئی چیز حاصل کرے اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے اور خواہ ایسی زمین ہو جو کسی کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۰۷ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں یا اس پر خمس واجب الادا نہیں تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وزن کر کے یا کسی طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۸ : اگر کئی شخص مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو اگر چہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہوا ہو انہیں چاہیے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۰۹ : اگر کوئی شخص دوسرے کی جائیداد سے کوئی معدنی چیز نکالے تو جو کچھ اسے دستیاب ہو وہ جائیداد کے مالک کا مال ہے اور چونکہ جائیداد کے مالک نے وہ معدنی چیز نکالنے کے لیے کچھ خرچ نہیں کیا اس لیے جب اس کی مقدار نصاب کی حد تک پہنچ جائے اسے (یعنی جائیداد کے مالک کو) چاہیے کہ جو کچھ کان سے نکالا گیا ہو اس تمام تر پر خمس ادا کرے۔

۳... گنج (دفینہ)

مسئلہ ۱۸۱۰ : دفینہ وہ مال ہے جو زمین یا درخت یا پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے وہاں سے نکالے اور اس کی صورت یہ ہو کہ اسے دفینہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۱۸۱۱ : اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ خود اس کا مال ہے اور اسے چاہیے کہ اس پر خمس دے لیکن اگر وہ دفینہ سونے اور چاندی کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس پر خمس کا واجب ہونا احتیاط کی بنا پر ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲ : دفینہ اگر چاندی ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار چاندی اور اگر سونا ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار سونا

ہے اور اگر سونے یا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو سونے چاندی میں سے کسی ایک کو اس کے نصاب کا معیار بنالیں۔

مسئلہ ۱۸۱۳ : اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے دفینہ ملے جو اس نے کسی سے خریدی ہو اور اسے معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے تو وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ یہ ان لوگوں میں سے کسی کا مال ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے (یعنی اس شخص کو جسے دفینہ ملے) چاہیے کہ سابقہ مالک کو اطلاع دے اور اگر پتہ چلے کہ اس کا مال نہیں ہے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو خبر کرے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اگر پتہ چلے کہ وہ ان میں سے کسی کا بھی مال نہیں ہے تو پھر وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۴ : اگر کسی شخص کو ایسے کئی ایک برتنوں سے مال ملے جو ایک جگہ دفن کیے ہوئے ہوں اور اس مال کی مجموعی قیمت ۱۵ مثقال چاندی یا سونے کے برابر ہو تو اسے چاہیے کہ اس مال کا خمس ادا کرے لیکن اگر مختلف مقامات سے دفینے ملیں تو ان میں سے جس دفینے کی قیمت مذکورہ مقدار تک پہنچے اس پر خمس واجب ہے اور جس دفینے کی قیمت اس مقدار تک نہ پہنچے اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۵ : جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو تو خواہ ان میں سے ہر ایک کے حصے کی مقدار اتنی نہ بنتی ہو انہیں چاہیے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۱۶ : اگر کوئی شخص مچھلی کی طرح کا کوئی حیوان خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر چہ اس بات کا احتمال ہو کہ یہ مال بائع کا ہے لیکن خریدار کے لیے ضروری نہیں کہ بائع کو اس کی اطلاع دے اور اس مال پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے لیکن اگر وہ جانور چوپایوں کی قسم کا ہو تو خریدار کے لیے لازم ہے کہ بائع کو اطلاع دے اور اگر وہ مال کی نشانی بتادے تو مال اس کا ہے ورنہ جسے ملا ہو اس کا ہے اور اس پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

۴... وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

مسئلہ ۱۸۱۷ : اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہو جائے کہ انسان کے لیے انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہ ہو اور حرام کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور انسان کو یہ علم بھی نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ ہے تو اسے چاہیے کہ تمام مال کا خمس دے اور خمس ادا کرنے کے بعد بقیہ مال اس شخص پر حلال ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۸ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان حرام کی مقدار خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ ہو جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو اسے چاہیے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے اور احتیاط واجب یہ

ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

مسئلہ ۱۸۱۹ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو تو ان دونوں کو چاہیے کہ باہمی رضامندی سے فیصلہ کرلیں لیکن اگر مال کا مالک راضی نہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ اسے دیدے اور بہتر یہ ہے کہ جس مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ بھی اسے دیدے۔

مسئلہ ۱۸۲۰ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس دیدے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

مسئلہ ۱۸۲۱ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس ادا کردے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو اس کی نیت سے (یعنی اس مال کے مالک کی نیت سے) صدقہ کردے اور بعد میں اس مال کا مالک مل جائے تو ضروری نہیں کہ کوئی چیز اسے دے بشرطیکہ صدقہ کے طور پر دینے کے لیے حاکم شرع سے اجازت لی ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۲ : اگر حلال مال حرام سے خلط ملط ہو جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند مخصوص افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ ان میں سے کون سا مالک ہے تو اسے چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو ان سب افراد کو راضی کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو قرعہ ڈالے اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ مال اسے دیدے۔

۵... غواصی سے حاصل کیے ہوئے جواہرات

مسئلہ ۱۸۲۳ : اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لولو مرجان یا دوسرے جواہرات نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہیے اور بنابر احتیاط ان کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے لہٰذا جتنی مقدار میں بھی ہوں اور خواہ نکالنے والا ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۲۴ : اگر سمندر میں غوطہ زنی کئے بغیر دوسرے ذرائع سے جواہرات نکالے جائیں تو بنابر احتیاط ان پر خمس واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے جواہرات حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا چاہیے جب جو کچھ اسے دستیاب ہوا ہو (یعنی جواہرات) وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۵ : مچھلیوں اور ان دوسرے حیوانات کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت

میں واجب ہوتا ہے جب کہ ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا متعلقہ شخص کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۶ : اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی جواہر اس کے ہاتھ آجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۲۷ : اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور اس میں سے کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی جواہر ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً جواہرات ہوتے ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس پر خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً جواہر نگل لیا ہو تو اس پر خمس اس صورت میں واجب ہے کہ وہ جواہر تنہا یا انسان کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۸ : اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور جواہر نکال لائے تو اگر اس دریا میں جواہر پیدا ہوتے ہوں تو اس شخص کو چاہیے کہ جو جواہر نکالے ان کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۲۹ : اگر کوئی شخص پانی (یعنی دریا یا سمندر) میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۰ : جس شخص کا پیشہ غوطہ زنی یا معدنیات نکالنا ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لیے لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۱ : اگر کوئی بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر جواہر نکال لائے تو اس پر خمس واجب الادا نہیں لیکن اگر اس کے پاس حرام مال میں ملا ہوا حلال مال ہو تو اس کے ولی کو چاہیے کہ اس مال کو پاک کرے۔

٦... مال غنیمت

مسئلہ ۱۸۳۲ : اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور کچھ چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں تو انہیں غنیمت کہا جاتا ہے اور اس مال کی حفاظت یا اس کی نقل و حمل وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد اور جو رقم امام علیہ السلام اپنی مصلحت کے مطابق خرچ کریں اور جو مال خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد باقی ماندہ پر خمس ادا کرنا واجب ہے اور امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں جو مال ملے احتیاط کی بنا پر وہ بھی غنیمت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

۷... وہ زمین جوذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۱۸۳۳ : اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خریدے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس خود اس زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے اور اگر وہ مکان اور دکان وغیرہ مسلمان سے خریدے تو بھی اسے چاہیے کہ اس کی زمین (یعنی مکان اور دکان کی زمین) کا خمس دے اور یہ خمس دیتے ہوئے قصد قربت ضروری نہیں ہے بلکہ جو حاکم شرع اس سے (یعنی کافر ذمی سے) خمس لے اس کے لیے بھی ضروری نہیں کہ قصد قربت کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۴ : اگر کافر ذمی ایک مسلمان سے خریدی ہوئی زمین دوسرے مسلمان کے ہاتھ بیچ دے تب بھی اس کافر سے خمس ساقط نہیں ہوتا لیکن مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کافر ذمی مر جائے اور کوئی مسلمان وہ زمین اس کے وارث کے طور پر حاصل کرے تب بھی یہی حکم ہے اور دونوں صورتوں میں اگر بالفرض خود اس کافر نے یا اس سے پہلے کسی دوسرے شخص نے خمس ادا نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان اس زمین کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۵ : اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت یہ شرط عائد کرے کہ وہ خمس نہیں دے گا یا یہ شرط لگائے کہ خمس بائع کے ذمے ہوگا تو اس کی شرط درست نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ خمس ادا کرے لیکن اگر وہ یہ شرط لگائے کہ بائع اس کی طرف سے خمس کی مقدار خمس کے مستحقین کو دے دے تو بائع کے لیے ضروری ہے کہ اس شرط کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۶ : اگر کوئی مسلمان کافر ذمی کو بغیر خرید و فروخت زمین دے دے اور اس کا عوض لے لے مثلاً اس کے ساتھ سمجھوتہ کرے تو کافر ذمی کو چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۷ : اگر کافر ذمی نابالغ ہو اور اس کا ولی اس کے لیے زمین خریدے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ معاملہ کے سلسلے میں اس سے شرط طے کر لی جائے کہ وہ اس کا خمس دے گا۔

خمس کا مصرف

مسئلہ ۱۸۳۸ : خمس دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے جو حاکم شرع کی اجازت سے کسی محتاج یا یتیم محتاج سید کو یا ایسے سید کو دینا چاہیے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور اس سلسلہ میں ہم نے تمام مخیّر اور جن پر حقوق شرعیہ واجب ہیں مال سادات کو مقررہ مقام پر خرچ کی اجازت عام دے دی ہے ۔اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو موجودہ زمانہ میں جامع الشرائط مجتہد کو دینا چاہیے یا ایسے کام پر خرچ کرنا چاہیے جس کی وہ مجتہد اجازت دے لیکن اگر انسان یہ چاہے کہ امام علیہ السلام کا حصہ کسی ایسے مجتہد کو دے جس کی وہ تقلید نہ کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ ایسا کرنے کے لیے اس مجتہد کی اجازت لے جس کی وہ تقلید کرتا ہو اور اسے یہ اجازت اس صورت میں لینی ہوگی کہ مرجع تقلید میں دو شرطیں پائی جائیں ایک

یہ کہ ولایت فقیہ مطلقہ کا قائل ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کے لیے واجب الاطاعت سمجھے اور دوسرے یہ کہ وہ حکم دے کہ سہم امام اس تک پہنچایا جائے۔ اور ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط ختم ہو جائے تو اس کو دوسرے مجتہد کو دینے کے لیے اپنے مرجع کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۸۳۹ : جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ محتاج بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں محتاج نہ بھی ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۰ : جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کا سفر گناہ کی غرض سے ہو یا اس کا سفر کرنا گناہ کا ارتکاب ہو) احتیاط واجب کی بنا پر اسے خمس نہیں دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۴۱ : جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو اسے خمس نہیں دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۴۲ : جو سید معصیت کار ہو اگر اسے خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد ہوتی ہو تو اسے خمس نہ دیا جائے اور احوط یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو۔ گو خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد نہ ملتی ہو۔

مسئلہ ۱۸۴۳ : جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا وہ لوگوں میں اس طرح مشہور نہ ہو کہ انسان کو یقین اور اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۴ : اگر کوئی شخص اپنے شہر میں باحیثیت سید کے مشہور ہو تو خواہ انسان کو اس کے سید ہونے کے بارے میں یقین یا اطمینان نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۵ : اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو شوہر کو اسے اس مقصد کے لیے خمس نہیں دینا چاہیے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کے اخراجات اس عورت پر واجب ہوں اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لیے جائز ہے کہ خمس اس عورت کو دیدے تاکہ وہ ان دوسرے لوگوں پر خرچ کرے اور اسے اس غرض سے خمس دینے کے بارے میں بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرے (یعنی اس مقصد کے لیے اسے خمس نہیں دینا چاہیے)۔

مسئلہ ۱۸۴۶ : اگر کسی شخص پر کسی سید کے یا سیدانی کے اخراجات واجب ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کی خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ مقدار اس مقصد سے دیدے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ دوسری ضروریات پر خرچ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۸۴۷ : اگر کسی محتاج سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات نہ دے سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۸ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک محتاج سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ مقدار میں خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۴۹ : اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق سید نہ ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ کوئی سید ایسا بعد میں یا مستقبل قریب میں بھی نہیں ملے گا یا یہ کہ جب تک کوئی مستحق سید ملے خمس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ خمس دوسرے شہر لے جائے اور مستحق کو پہنچا دے اور جائز ہے کہ خمس دوسرے شہر لے جانے کے اخراجات خمس میں سے وضع کرے اور اگر خمس تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہ برتی ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۰ : جب کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق موجود نہ ہو تو اگر چہ اسے یقین یا اطمینان ہو کہ بعد میں مل جائے گا اور خمس کے مستحق شخص کے ملنے تک خمس کی نگہداشت بھی ممکن ہو تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اگر وہ خمس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لیے کوئی چیز دینا ضروری نہیں لیکن وہ خمس کے دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات خمس سے وضع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸۵۱ : اگر کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق مل جائے تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا کر مستحق کو پہنچا سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس کو لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے اور خمس ضائع ہو جائے تو اگر چہ اس نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ (یعنی اسے چاہیے کہ خمس کا عوض دے۔)

مسئلہ ۱۸۵۲ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو تو اس کے لیے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں اور اگر وہ خمس ایسے شخص کو دیدے جو حاکم شرع کی جانب سے خمس کے حصول کے لیے وکیل مقرر کیا گیا ہو اور وہ وکیل خمس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے اور اس نقل وحمل میں خمس تلف ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی کہ خمس دینے والے کے لیے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں)۔

مسئلہ ۱۸۵۳ : یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی واقعی قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا (ماسوا سونے اور چاندی کے سکوں اور انہی جیسی دوسری چیزوں کے) ہر صورت میں محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۴ : جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے اسے احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ خمس اس مستحق شخص کو دے دے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کی طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کرسکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرضہ چکا لے۔

مسئلہ ۱۸۵۵ : مستحق شخص یہ نہیں کرسکتا کہ خمس لے کر اس کے مالک کو بخش دے۔ ہاں جس شخص کے ذمے خمس کی زیادہ مقدار واجب الادا ہو اور وہ محتاج ہو گیا ہو اور چاہتا ہو کہ خمس کے مستحق لوگوں کا مقروض نہ رہے تو اگر خمس کا مستحق شخص راضی ہو جائے کہ اس سے خمس لے کر پھر اسے بخش دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ دین اسلام کا ایک اہم رکن اور نماز اور روزے کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ نماز اور روزہ جسمانی عبادات ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کی تاکید تقریباً ۸۲ مقامات پر کی گئی ہے اور ۳۲ جگہ تو اس کا ذکر نماز جیسی افضل ترین عبادت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

کسی شخص کا صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت گناہ ہے قرآن مجید میں سورہ توبہ کی چھیسویں آیت میں ارشاد ہوا کہ اے رسولؐ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے اور انہیں بتادیجئے کہ ان کا جمع کیا ہوا سونا چاندی قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی سونا چاندی ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔اب اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ چکھو۔

سورۂ توبہ کی ساٹھویں آیت میں ارشاد ربانی کے مطابق زکوٰۃ مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں کو دی جاتی ہے۔

۱... فقراء۔

۲... مساکین۔

۳... عاملین زکوٰۃ یعنی وہ کارندے جو زکوٰۃ جمع کرتے ہیں۔

۴... مولفۃ القلوب یعنی جنکی تالیف قلب مقصود ہو۔

۵... رقاب یعنی وہ جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا ہو۔

۶... غارمین یعنی وہ مقروض جو قرضہ ادا نہیں کرسکتے۔

۷... فی سبیل اللہ۔

زکوٰۃ کے احکام

مسئلہ ۱۸۵۲ : زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے۔

۱... گندم ۲... جو ۳... کھجور

۴... کشمش ۵... سونا ۶... چاندی

۷... اونٹ ۸... گائے ۹... بھیڑ بکری (گوسفند)

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اسے

چاہیے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصرف میں سے کسی ایک مصرف میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۷ : احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ سلت پر جو گندم کی طرح ایک نرم اناج ہے اور جو کی خاصیت رکھتا ہے اور علس پر جو گندم جیسا ہوتا ہے اور صنعا کے لوگوں کی غذا ہے زکوٰۃ دی جائے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

مسئلہ ۱۸۵۸ : زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور اس مال کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور اس میں تصرف کرسکتا ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۹ : اگر انسان گیارہ مہینے گائے، گوسفند، اونٹ، اور سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگر چہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی اسے چاہیے کہ اگلے سال کی ابتداء کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

مسئلہ ۱۸۶۰ : اگر گائے اونٹ گوسفند سونے اور چاندی کا مالک سال کے دوران بالغ ہو جائے مثلاً اگر کوئی بچہ پہلی محرم کو چالیس بھیڑوں کا مالک ہو اور دو مہینے کے بعد بالغ ہو جائے تو اگر چہ پہلی محرم سے گیارہ مہینے گزر جائیں لیکن اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ اس کے بالغ ہونے کے گیارہ مہینے گزرنے کے بعد واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۸۶۱ : گندم اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں گندم اور جو کہا جائے اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ انگور ہوں اور کھجور پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب عرب اسے تمر کہیں لیکن گندم اور جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت کھلیان گاہنے اور بھوسہ الگ کرنے کا ہے اور کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۶۲ : گندم، جو، کشمش، اور کھجور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت جو کہ سابقہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر ان کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور ان میں تصرف کرنے پر قادر ہو تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے اور اگر بالغ یا عاقل نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۳ : اگر گائے، گوسفند، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک پورا سال یا سال کا کچھ حصہ دیوانہ رہے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۴ : اگر گائے، گوسفند، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور گندم، جو اور کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۵ : اگر کوئی مال انسان سے غصب کرلیا گیا ہو اور وہ اس میں تصرف نہ کر سکے تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۶ : اگر کوئی شخص سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لے لے اور وہ ایک سال تک اس کے پاس رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔

گندم، جَو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۸۶۷ : گندم، جَو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۸ : جس انگور، کھجور، جو اور گندم پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی محتاج کو زکوٰۃ کے قصد کے بغیر دے دے تو اسے چاہیے کہ جتنی مقدار صرف کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۶۹ : اگر گندم، جو، کھجور، اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مر جائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی چاہیے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مر جائے تو ہر اس وارث کو جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اپنے حصے پر زکوٰۃ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۷۰ : جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر متعین کیا گیا ہو وہ گندم اور جو کے کھلیان بنانے اور بھوسہ الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر ان چیزوں کا مالک زکوٰۃ نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۸۷۱ : اگر کسی شخص کے کھجور اور انگور کے درختوں یا گندم اور جو کی زراعت کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۲ : اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص زراعت اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کردے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۳ : اگر کوئی شخص گندم، جو، کھجور اور انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دے دی ہے یا نہیں تو اس پر ان کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی اور حاکم شرع جنس کی اتنی مقدار کے سودے کی اجازت نہ دے جو بطور زکوٰۃ دینی ضروری ہو تو اتنی مقدار کا سودا باطل ہے اور حاکم شرع زکوٰۃ کی مقدار خریدار سے لے سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ کی مقدار کے برابر جنس کے سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور خریدار کو چاہیے کہ اتنی مقدار کی قیمت حاکم شرع کو دے دے اور اگر اتنی مقدار کی قیمت اس نے

بیچنے والے کو دے دی ہو تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۴ : اگر گندم' جو' کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو اور ان اجناس کے خشک ہونے کے بعد اس مقدار سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۵ : اگر کوئی شخص گندم' جو اور کھجور کو خشک ہونے سے پہلے خرچ کر لے تو وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۶ : کھجور کی تین قسمیں ہیں۔

۱... وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اور اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

۲... وہ جو رطب ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

۳... وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے کی صورت میں تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔اگر چہ احتیاط مستحب زکوٰۃ دینے میں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۷ : جس گندم' جو' کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے ادا کر دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس بھی پڑی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۷۸ : اگر گندم' جو' کھجور اور انگور بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوں یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۹ : اگر گندم' جو' کھجور اور انگور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سنچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جا سکے کہ ان کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور سنچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فی صد ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۰ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سنچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سنچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد بطور زکوٰۃ ادا کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۱ : اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سنچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ

ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ زکوٰۃ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۲ : اگر گندم جو اور کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو ان کی سنچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی کے اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سنچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی کے اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۳ : اگر کسی زراعت کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں زراعت کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سنچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ کا بیسواں حصہ اور اس کی ملحق زراعت کی زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۴ : جو اخراجات کسی شخص نے گندم، جو، کھجور اور انگور پر کئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے تقریباً ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔ اور حساب لگانے کے بعد اس کے مخارج منہا کر کے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۸۵ : جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا ہے بلکہ اسے چاہیے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے۔

مسئلہ ۱۸۸۶ : جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر زراعت کی پیداوار ۸۵۰ کیلوگرام ہو اور حکومت اس میں سے ۵۰ کیلوگرام بطور لگان کے لے تو زکوٰۃ فقط ۸۰۰ کیلوگرام پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۷ : کسی شخص کے لیے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تا کہ جو اور گندم کھلیان کی حد تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور خشک ہو جائیں اور پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو وہ زکوٰۃ کی مقدار کی قیمت لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۸ : زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ اس کے مستحق شخص یا حاکم شرع یا ان کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۸۹ : جب کوئی شخص زراعت یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق یا ان کے وکیل کو دے

دے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ زراعت کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۰ : اگر انسان کئی ایک شہروں میں گندم، جو، کھجور اور انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسری سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے زراعت اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور ان سب کی پیداوار ایک ہی پیداوار شمار ہوتی ہو تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق یعنی ۸۴۷ کیلوگرام ہو تو اسے چاہیے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت ادا کرے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر انتظار کرے تاکہ باقی ماندہ اجناس پک جائیں پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۱ : اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۲ : اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے اندازے کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کی خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۳ : اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا منقیٰ یا کوئی اور خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے اور اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور بطور زکوٰۃ دے تو اگر چہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے لیکن حاکم شرع کی اجازت سے کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۴ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو چاہیے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۹۵ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گندم جو کھجور اور انگور بھی ہو اور اس سے پیشتر کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے بیباق کر دیں تو جس وارث کا حصہ تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام تک پہنچتا ہو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو میت کا قرضہ ادا نہ ہو اور اگر

اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لیے یہ واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر میت کا مال اس قرضے سے زیادہ ہو تو چاہیے کہ جس جنس پر زکوٰۃ واجب ہے اسے کل مال کی نسبت سے دیکھا جائے اور اسی نسبت سے اس زکوٰۃ والی جنس میں سے زکوٰۃ کم کر دی جائے۔اس کے بعد جس جس وارث کا حصہ نصاب کی حد تک پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۶ : جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جو، کھجور، اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اس کے لیے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی اقسام میں سے الگ الگ زکوٰۃ نکالے۔

سونے کا نصاب

مسئلہ ۱۸۹۷ : سونے کے نصاب دو ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جب کہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک (جو رائج پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں) پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتا ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو رائج تین مثقال کے برابر ہوتا ہے یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لیے یہی حکم ہے یعنی کہ اگر تین مثقال اضافہ ہو تو تمام تر پر زکوٰۃ دینی چاہیے اور اگر صرف تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

مسئلہ ۱۸۹۸ : چاندی کے نصاب دو ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مثقال رائج ہے لہٰذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہیے کہ اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲... اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہیے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور

جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس بنا پر انسان کے پاس جتنا سونا یا چاندی ہو اگر وہ اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے دے تو وہ ایسی زکوٰۃ ادا کرے گا جو اس پر واجب تھی اور اگر وہ کسی وقت واجب مقدار سے کچھ زیادہ دے دے مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہو اور وہ اس کا چالیسواں حصہ دے دے تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ تو وہ ہوگی جو اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال پر وہ ایسی زکوٰۃ دے گا جو اس پر واجب نہ تھی۔

مسئلہ ۱۸۹۹ : جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگر چہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی ان چیزوں کے پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے اسے چاہیے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۰ : سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ سکوں میں ڈھلے ہوئے ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۱ : وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر لین دین کے لیے ان کا رواج باقی نہ ہو تو زکوٰۃ ان پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۲ : جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جبکہ وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۰۳ : جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۳ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۴ : اگر کوئی شخص جو سونا اور چاندی رکھتا ہو گیارہ مہینے کے دوران انہیں دوسرے سونے اور چاندی یا کسی دوسری چیز میں بدل لے یا انہیں پگھلائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۵ : اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا اور چاندی پگھلائے تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ان چیزوں کو پگلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۶ : اگر کسی شخص کے پاس جو سونا اور چاندی ہو اس میں سے کچھ بڑھیا قسم کا اور کچھ گھٹیا قسم ہو تو وہ بڑھیا کی زکوٰۃ بڑھیا اور گھٹیا کی زکوٰۃ گھٹیا میں سے دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر سونے اور چاندی کے نصاب میں کچھ حصہ گھٹیا ہو تو وہ گھٹیا حصے میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ساری زکوٰۃ بڑھیا سونے اور چاندی سے دے۔

مسئلہ ۱۹۰۷ : سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسرے دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۸ : کوئی شخص سونے اور چاندی کے جو سکے رکھتا ہو اگر ان میں دوسرے دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۹۰۹ : اونٹ، گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ کے لیے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے دو شرطیں اور بھی ہیں۔

پہلی شرط

یہ ہے کہ حیوان سارا سال بے کار رہا ہو اگر سارے سال میں اس نے ایک یا دو دن بھی کام کیا ہو تو بنابر احتیاط اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

دوسری شرط

یہ ہے کہ وہ حیوان سارا سال جنگل کی گھاس چرے لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی زراعت میں چرے جو خود شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک یا دو دن مالک کی مملوکہ گھاس یا چارا کھائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۰ : اگر کوئی شخص اپنے اونٹ، گائے، اور گوسفند کے لیے ایک ایسی چراگاہ خریدے جس میں کسی نے کاشت نہ کی ہو یا اسے پٹے پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگر چہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا ٹکس ادا کرے تو چاہیے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۱ : اونٹ کے نصاب بارہ ہیں۔

۱... پانچ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس مقدار تک نہ پہنچ جائے زکوٰۃ دینی واجب نہیں۔

۲... دس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... پندرہ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... بیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پچیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

۶... چھبیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۷... چھتیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۸... چھیالیس اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۹... اکسٹھ اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۱۰... چھہتر اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۱... اکانوے اونٹ۔ اوران کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۲... ایک سو اکیس اونٹ۔ اوراس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ان کے لیے زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور یا پچاس سے پچاس تک کا حساب کرے اور ہر پچاس اونٹ کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا چاہیے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو اسے چاہیے کہ سو کے لیے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لیے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۲ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے اسے چاہیے فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی

صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۳ : گائے کے دو نصاب ہیں

۱... اس کا پہلا نصاب تیس ہے جب کسی شخص کی گائیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو اسے چاہیے کہ ایک ایسا بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بچھڑا نر ہو۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں اسے چاہیے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے اسے چاہیے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دوگنی ہے تو اس کے لیے اسے چاہیے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گائیوں کی تعداد بڑھتی جائے اسے چاہیے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس دستور کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو اسے چاہیے کہ تیس یا چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لیے تیس کی اور چالیس کے لیے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی۔

بھیڑ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۴ : گوسفند یعنی بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں۔

۱... پہلا نصاب چالیس عدد ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲... دوسرا نصاب ایک سو اکیس ہے اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... تیسرا نصاب دو سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... چوتھا نصاب تین سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پانچواں نصاب چار سواور اس کے اوپر ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا چاہیے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے مطابق نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۵ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہیے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۶ : اونٹ، گائے اور بھیڑیں جب نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں اور کچھ مادہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۷ : زکوٰۃ کے سلسلے میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی اور غیر عربی اونٹ ایک جنس اور اس طرح زکوٰۃ کے ضمن میں بکری اور بھیڑ اور شیشک (ایک سال کا بکری کا بچہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۸ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور بکری دے تو احتیاطاً چاہیے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۱۹۱۹ : جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو اور گائے اور اونٹ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۰ : اگر کئی افراد باہم شریک ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے تو اس کو چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۱ : اگر ایک شخص کئی جگہ گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں رکھتا ہو اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۲ : اگر کسی شخص کی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار اور عیب دار بھی ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۳ : اگر کسی شخص کی ساری گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہیں میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست اور بے عیب ہوں اور جوان ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا ہے بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار یا کئی ایک عیب دار اور کئی ایک بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست اور بے عیب اور جوان جانور دے۔

مسئلہ ۱۹۲۴ : اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب وہ رکھتا ہو اسے اس جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ : جس شخص پر گائے اور بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ واجب ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دیدے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان پر زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں اسے چاہیے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

مسئلہ ۱۹۲۶ : انسان زکوٰہ کو آٹھ کاموں پر خرچ کرسکتا ہے۔

۱... فقیر و مسکین۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایا ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کرسکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

۲... وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے اس کی نگہداشت کرے حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امام یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

۳... وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں

۴... ان غلاموں کو خریدنا جو مشکلات سے دوچار ہوں اور انہیں آزاد کرنا۔

۵... وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو۔

۶... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) یعنی وہ کام جن میں قصد قربت کیا جاسکے مثلاً مسجد اور ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہو اور شہر کی صفائی کرنا اور سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا وغیرہ۔

۷... ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو ناچار ہو گیا ہو اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لیں اور اگر کچھ رقم اور جنس رکھتا ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیے کم پڑتی ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۸ : جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ خرچ کردے اور بعد میں شک کرے کہ جو

کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۲۹ : جس ہنرمند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لیے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

مسئلہ ۱۹۳۰ : جس فقیر کے پاس اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کرسکتا ہو خواہ یہ صورت عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان برتنوں اور گرمیوں اور سردیوں کے لباس اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی ان کے ہوتے ہوئے بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے) اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۱ : جس فقیر کے لیے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ سیکھ لے اور زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۲ : جو شخص پہلے فقیر تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ اب وہ فقیر رہا ہے یا نہیں اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگر چہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۳ : جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان پیدا نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۴ : جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ شخص اس فقیر کو زکوٰۃ دیتے ہوئے اپنے قرضے کی مقدار اس سے کم کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۵ : اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس کو قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے بلکہ اگر میت کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۶ : یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے کہے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں شرمندگی محسوس کرتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۷ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلہ سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دیدے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے (یعنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی نہیں ہوئی) لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو وہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر کالعدم ہو گئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان کو چاہیے کہ اس کا عوض اس سے لے لے اور مستحق کو دیدے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لیا جا سکتا اور انسان کو چاہیے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ مستحق کو دے۔

مسئلہ ۱۹۳۸ : جو شخص مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہوا سے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۹ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہوا سے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۰ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگر چہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ اس قرضے کو جو اسے اس سے وصول کرنا ہو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۱ : جس مسافر کا سفر کا خرچ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگر چہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اس جگہ تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۲ : جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو دے دے اور اسے بتادے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

مسئلہ ۱۹۴۳ : جو شخص زکوٰۃ لے اسے شیعہ اثنا عشری ہونا چاہیے اور اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو دوبارہ زکوٰۃ دینی چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۴۴ : اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ شخص فقیر ہو تو انسان اس کے ولی کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے

رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔

مسئلہ ۱۹۴۵ : اگر انسان بچے یا دیوانے کے ولی تک نہ پہنچ سکے تو وہ خود یا کسی امانت دار شخص کے ذریعے مال زکوٰۃ ان پر خرچ کرسکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان لوگوں پر خرچ کی جارہی ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۹۴۶ : جو فقیر بھیک مانگتا ہو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۴۷ : جو شخص شراب پیتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی بلکہ اگر کوئی شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو خواہ اس کا تارک نماز ہونا علانیہ نہ بھی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۸ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کرسکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔ بشرطیکہ قرض نان ونفقہ اور اخراجات جو اس زکوٰۃ دھندہ پر واجب ہوں ان میں خرچ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۹ : انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کا خرچہ اس پر واجب ہو مثلاً اولاد کے اخراجات زکوٰۃ سے ادا نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ خود ان کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۰ : اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لیے دے تا کہ وہ اسے اپنی بیوی اور نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۱ : اگر بیٹے کو علمی دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو باپ وہ کتابیں زکوٰۃ سے خرید کر انہیں بیٹے کے استعمال میں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۲ : جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کے لیے بیوی مہیا کرنے کی خاطر زکوٰۃ میں سے خرچ کرسکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لیے ایسا ہی کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۳ : کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے خرچہ دیتا ہو یا جسے شوہر خرچہ نہ دیتا ہو لیکن ممکن ہو کہ لوگ اسے خرچہ دینے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۱۹۵۴ : جس عورت نے کسی شخص سے متعہ کیا ہو اگر وہ عورت فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں ہاں اگر عقد کے سلسلے میں شوہر نے عہد کیا ہو کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی وجہ سے اس کا خرچہ دینا شوہر پر واجب ہو تو اگر شوہر اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

مسئلہ ۱۹۵۵ : عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۶ : سید غیر سید سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہوں اور وہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو غیر سید سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۷ : جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید ہے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ ۱۹۵۸ : انسان کو چاہیے کہ زکوٰۃ با قصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کی نیت سے دے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ فطرہ ہے لیکن مثال کے طور پر اگر گندم اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو تو اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ معین کرے کہ گندم کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

مسئلہ ۱۹۵۹ : اگر کسی شخص پر کئی چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ کچھ زکوٰۃ دے اور ان چیزوں میں سے کسی کی نیت بھی نہ کرے اور جو چیز اس نے دی ہو اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہو جن پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگی لیکن اگر نقدی دی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی کی ہم جنس نہ ہو تو زکوٰۃ ان سب چیزوں پر تقسیم کی جائے گی مثلاً اگر کسی پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہو اور مثال کے طور پر وہ ایک بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر دے دے اور ان چیزوں میں سے (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی نیت نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہوگی لیکن اگر کچھ چاندی کے سکے اور نوٹ دے تو بھیڑوں اور سونے کے سلسلے میں جو زکوٰۃ اس کے ذمے ہے اس میں تقسیم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۶۰ : اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیے کسی کو وکیل بنائے تو جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے سپرد کر رہا ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کی نیت کرے کہ جو کچھ اس کا وکیل بعد میں فقیر کو دے گا وہ زکوٰۃ ہے اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ فقیر تک پہنچنے کے وقت تک وہ اس نیت پر قائم رہے۔

مسئلہ ۱۹۶۱ : اگر کوئی شخص قصد قربت کئے بغیر زکوٰۃ فقیر کو دے دے اور اس سے پیشتر کہ وہ مال کالعدم ہو جائے زکوٰۃ کی نیت کرے تو وہ مال زکوٰۃ سمجھا جائے گا۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۹۶۲ : احتیاط کی بنا پر انسان کو چاہیے کہ گندم اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے اور سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے دینی چاہیے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دینی چاہیے لیکن اگر وہ شخص کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا

کسی ایسے فقیر کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہو جو کسی لحاظ سے برتر ہو وہ یہ کرسکتا ہے کہ زکوٰۃ علیحدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۳ : زکوٰۃ کو علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لیے ضروری نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے۔لیکن اگر اس کی دسترس کسی ایسے شخص تک ہو جسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۴ : جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۶۵ : جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے مال زکوٰۃ کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے زکوٰۃ دینے میں اتنی تاخیر کی ہو کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے فوراً دے دی ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر اتنی تاخیر نہ کی ہو مثلاً دو تین گھنٹے تاخیر کی ہو اور انہی دو تین گھنٹوں میں مال زکوٰۃ تلف ہو گیا ہو تو اس صورت میں اگر مستحق موجود نہ تھا تو زکوٰۃ دینے والے پر کسی چیز کی ادائیگی واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو واجب ہے کہ اس مال زکوٰۃ کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۶۶ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ اس مال سے علیحدہ کر دے جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ باقی ماندہ مال پر تصرف کرسکتا ہے اگر وہ زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے علیحدہ کرے تو اس سارے مال پر تصرف کرسکتا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

مسئلہ ۱۹۶۷ : انسان نے جو مال زکوٰۃ علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لیے اٹھا کر وہ کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۹۶۸ : اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ دے دے تو منفعت فقیر کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۹ : جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دے دے بجز اس صورت کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۰ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال کے ساتھ تجارت کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہیے لیکن اگر منافع ہو تو اسے چاہیے کہ مستحق کو دے دے

مسئلہ ۱۹۷۱ : اگر کوئی شخص اس سے پیشتر کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ متصور نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہو چکی ہو اور فقیر ابھی تک اپنے فقر پر باقی ہو (یعنی غنی نہ ہوا ہو) تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۲ : اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ

چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگ دست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۳ : اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۴ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرومند محتاجوں کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم وکمال کو ان لوگوں پر جو اہل علم وکمال نہ ہوں اور جو لوگ سوال کرنے کے عادی نہ ہوں انہیں سوال کرنے والوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں اگر فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو تو پھر مستحب ہے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۷۵ : بہتر ہے کہ زکوٰۃ کھلم کھلا دی جائے اور مستحبی صدقہ خفیہ طور پر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۷۶ : جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس کے لیے معین شدہ کسی دوسرے مصرف میں بھی نہ لا سکتا ہو تو اگر اسے امید نہ ہو کہ بعد میں کوئی مستحق اپنے شہر میں جلد ہی مل جائے گا تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دوسرے شہر لے جائے اور زکوٰۃ کو معین مصرف میں لے آئے اور اس کے لیے جائز ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات مال زکوٰۃ سے وضع کر لے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۷ : اگر زکوٰۃ دینے والے کے اپنے شہر میں کوئی مستحق شخص مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے بجز اس صورت کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۸ : جو شخص گندم، جو، کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو ان اجناس کے تولنے اور ناپنے کی اجرت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۹ : جس شخص کو زکوٰۃ میں ۲ مثقال اور ۱۵ نخود یا اس سے زیادہ چاندی دینی ہو وہ احتیاط مستحب کی بنا پر ۲ مثقال اور ۱۵ نخود سے کم چاندی کسی فقیر کو نہ دے اور اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً گندم اور جو دینے ہوں اور ان کی قیمت ۲ مثقال اور ۱۵ نخود چاندی تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ایک فقیر کو اس سے کم نہ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۰ : انسان کے لیے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ

فروخت کردے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لیے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اگر وہ ضائع ہو چکا ہو تو اگر چہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق شک کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۲ : فقیر کے لیے یہ جائز نہیں کہ زکوٰۃ کی مقدار سے کم مقدار پر سمجھوتہ کرے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کرلے یا زکوٰۃ مالک سے لے کر اسے بخش دے لیکن اگر کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کرسکتا ہو تو اگر وہ توبہ کرے تو فقیر اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسی کو بخش سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۳ : انسان قرآن مجید یا دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر وقف کرسکتا ہے خواہ وہ اولاد یا ان لوگوں پر ہی وقف کرے جن کا خرچہ اس پر واجب ہے اور وہ وقف کا متولی خود بھی بن سکتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۴ : انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں پر وقف نہیں کرسکتا جن کا خرچ اس پر واجب ہو تا کہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

مسئلہ ۱۹۸۵ : حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لیے انسان سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر چہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لیے زکوٰۃ لے چکا ہو۔

مسئلہ ۱۹۸۶ : اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور اگر فقیر کو یہ یقین نہ ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ جتنی مقدار دوسروں کو دے اتنی مقدار خود بھی لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۷ : اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے بیان کی گئی ہیں تو اسے یعنی فقیر کو چاہیے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۸ : اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں باہم شریک ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کرلیں اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے اسے علم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس شخص کا اپنے حصے میں تصرف کرنا بھی اشکال رکھتا ہے بجز اس کے کہ اپنے شریک کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے اور اس کے منع کرنے پر حاکم کی اجازت سے وہ خود ادا کردے اس کا عوض حاکم شرعی

یا اپنے شریک سے لے۔

مسئلہ ۱۹۸۹ : اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے ہو اور کفارہ اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کرسکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ خمس یا زکوٰۃ پہلے دے یا کفارہ اور نذر اور قرض وغیرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۹۰ : جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لیے کافی نہ ہو اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اور اس کا باقی مال حج اور قرض پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو اس کا مال حج پر خرچ کرنا چاہیے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے خمس اور زکوٰۃ اور قرض پر تقسیم کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۹۹۱ : جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو، اور اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی خود کما سکتا ہو، تو اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا مستحب ہو تو فقط سبیل اللہ کے حصے سے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب نہ ہو اور نہ ہی مستحب ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

مسئلہ ۱۹۹۲ : شب عید الفطر کو غروب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو فقیر ہو نہ ہی کسی دوسرے کا غلام ہو اسے چاہیے کہ اپنے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اس کے یہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) کے حساب سے گندم یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار وغیرہ مستحق شخص کو دے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت نقدی کی شکل میں دے دے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۳ : جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچ نہ ہو اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا سال بھر کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ فطرہ کا دینا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۴ : جو لوگ شب عید الفطر کے غروب کے وقت کسی شخص کے یہاں کھانے والے سمجھے جائیں اسے چاہیے کہ ان کا فطرہ دے قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچہ اس شخص پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

مسئلہ ۱۹۹۵ : اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے یہاں کھانا کھانے والا ہو اور دوسرے شہر میں ہو وکیل کرے کہ اس (یعنی صاحب خانہ) کے مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا تو خود صاحب خانہ کے

لیےاس کافطرہ دیناضروری نہیں

مسئلہ ۱۹۹۶ : جومہمان شب عیدالفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے وارد ہو اوراس کے یہاں کھانا کھانےوالوں میں شمار ہواس کافطرہ صاحب خانہ پرواجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۷ : جومہمان شب عیدالفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کے بغیر وارد ہو جائے اور کچھ مدت صاحب خانہ کے یہاں رہےاس کےفطرہ کا صاحب خانہ پرواجب ہونا محل اشکال ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ واجب نہیں ہے اگر چہ بہتر ہے کہ صاحب خانہ اس کافطرہ بھی دےاوراگرانسان کوکسی شخص کا خرچہ دینے پرمجبور کیا گیا ہوتو اس کےفطرہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۸: جومہمان شب عیدالفطر کے غروب کے بعد وارد ہوا گروہ صاحب خانہ کے یہاں کھانا کھانے والاشمار ہوتو اس کا فطرہ صاحب خانہ پراحتیاط کی بناپرواجب ہےورنہ واجب نہیں ہے ۔خواہ صاحب خانہ نے اسے غروب سے پہلے دعوت دی ہواوروہ افطار بھی صاحب خانہ کے گھرہی کرےاوروہ اگراس گھر میں رات کوقیام بھی کرےتو وجوب لازمی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۹ : اگرکوئی شخص شب عیدالفطر کے غروب کےوقت دیوانہ ہواوراس کی دیوانگی عیدالفطر کےدن ظہر کےوقت تک باقی رہےتو زکوٰۃ فطرہ اس پرواجب نہیں ہےورنہ احتیاط واجب کی بناپرلازم ہے کہ زکوٰۃفطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۰ : غروب سے پہلے یاغروب کے دوران اگرکوئی بچہ بالغ ہوجائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہوجائے یا کوئی فقیرغنی ہوجائےتو اگروہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہوتو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۱ : جس شخص پرشب عیدالفطر کےغروب کےوقت فطرہ واجب نہ ہواگرعید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہوجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۲ : اگرکوئی کافرشب عیدالفطرغروب کے بعد مسلمان ہوجائے تو اس پرفطرہ واجب نہیں ہےلیکن اگرایک ایسا مسلمان جوشیعہ نہ ہوعید کاچاند دیکھنے کےبعد شیعہ ہوجائےتو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۳ : جس شخص کے پاس صرف اندازاًایک صاع (یعنی تقریباً تین کیلو) گندم وغیرہ ہواس کے لیے مستحب ہے کہ زکوٰۃ فطرہ دےاوراگروہ اہل وعیال بھی رکھتا ہواوران کافطرہ بھی دیناچاہتاہوتو اس کے لیے جائز ہے کہ فطرہ کی نیت سے وہ صاع گندم وغیرہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کودیدےاوروہ بھی اسی مقصد سے دوسرے کو دےدےاوروہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فردتک پہنچ جائے اوربہتر ہے کہ جوچیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کودے جو خودان لوگوں میں سے نہ ہوجنہوں نےفطرہ ایک دوسرے کودیا ہےاوراگران لوگوں میں سے کوئی نابالغ ہوتو اس کاولی اس کے

بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ جو چیز نابالغ کے لیے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲۰۰۴ : اگر شب عید الفطر کے غروب کے بعد کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو اشخاص غروب کے بعد سے عید کے دن کے وقت ظہر کے وقت سے پہلے تک صاحب خانہ کے یہاں کھانا کھانے والوں میں سمجھے جائیں وہ ان سب کا فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۵ : اگر کوئی شخص کسی کے یہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے یا غروب کے دوران کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھانے والا ہو جائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے یہاں کھانے والا وہ بن جائے مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو شوہر کو چاہیے کہ اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۰۶ : جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ خود دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۷ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہو اور وہ فطرہ نہ دے تو وہ خود اس شخص پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰۸ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اور وہ اپنا فطرہ خود دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰۹ : جس عورت کا شوہر اس کا خرچ نہ دیتا ہو اگر وہ کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھاتی ہو تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جس کے یہاں وہ کھانا کھاتی ہے اور اگر وہ کسی کے یہاں کھانا کھاتی ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۰ : جو شخص سید نہ ہو وہ سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے یہاں کھانا کھانے والوں میں سے بھی ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۱۱ : جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو اور اگر ماں یا دایہ کا خرچ خود بچے کے مال سے پورا ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۲ : انسان اگر چہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو اسے چاہیے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

مسئلہ ۲۰۱۳ : اگر انسان کسی شخص کو اجیر مقرر کرے اور اس سے طے کرے کہ اس کا سارا خرچ دے گا تو اسے چاہیے کہ اس کا فطرہ بھی دے لیکن اگر یہ طے کرے کہ اس کے خرچ کی مقدار سے دے گا مثلاً اس کے خرچ کے لیے نقدی نہ دے گا تو اس کا (یعنی اجیر کا) فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۴ : اگر کوئی شخص شب عید الفطر غروب کے بعد فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے

دینا چاہیے لیکن اگر وہ غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل وعیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں ہے

زکوۃ فطرہ کا مصرف

مسئلہ ۲۰۱۵ : اگر زکوٰۃ فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں لایا جائے جن کا ذکر مال کی زکوٰۃ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو کافی ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ فقط شیعہ اثناعشری فقراء کو دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۱۶ : اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان کے لیے جائز ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے ولی کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

مسئلہ ۲۰۱۷ : جس فقیر کو فطرہ دیا جائے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن شرابی کو فطرہ دینا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بے نمازی کو اور اس شخص کو جو کھلم کھلا گناہ کا مرتکب ہوتا ہو فطرہ نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۱۸ : جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں صرف کرتا ہو اسے فطرہ نہیں دینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۰۱۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع (جو تقریباً تین کلو ہوتا ہے) سے کم فطرہ نہ دیا جائے البتہ اگر اس سے زیادہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۲۰ : جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو مثلاً کسی گندم کی قیمت معمولی قسم کی گندم کی قیمت سے دو چند ہو تو اگر کوئی شخص اس بڑھیا جنس کا آدھا صاع بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۱ : انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گندم کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۲ : انسان کے لیے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے فقیر قرابتداروں کو دوسروں پر ترجیح دے اور ان کے بعد ہمسایہ فقراء کو اور ان کے بعد اہل علم فقراء کو دوسروں پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی اور لوگ کسی اور وجہ سے برتری رکھتے ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھے۔

مسئلہ ۲۰۲۳ : اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال اس کو دیا تھا وہ کالعدم نہ ہو گیا ہو تو اسے چاہیے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ خود اپنے مال سے فطرہ دے اور اگر وہ مال کالعدم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور انسان کو چاہیے کہ فطرہ

دوبارہ دے۔

مسئلہ ۲۰۲۴ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ دیا جا سکتا ہے لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ یہ شخص پہلے غنی (یعنی مال دار تھا) تو اسے محض اس کے کہنے پر فطرہ نہ دیا جائے بجز اس صورت کے کہ انسان کو اس کے کہنے سے اطمینان ہو جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۲۵ : انسان کو چاہیے کہ زکوٰۃ فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیے دے اور اس کے دیتے وقت فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۲۶ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے مہینے سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہ رمضان المبارک سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷ : گندم یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہیں ملی ہونی چاہیے اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک (جو تقریباً تین کلو کے برابر ہوتا ہے) پہنچ جائے یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۸ : اگر کوئی شخص کوئی عیب دار چیز فطرہ کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۹ : جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گندم سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۰ : عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ فطرہ عید کی نماز سے پہلے دے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہ پڑھے تو فطرہ کی ادائیگی میں ظہر کے وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۱ : اگر کوئی شخص فطرہ کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۲ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ کے واجب ہونے کے وقت فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کیے بغیر فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۳۳ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے مصرف میں لا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۰۳۴ : اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرہ سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرہ کے لیے ہوگی تو ایسا کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵ : کسی شخص نے جو مال فطرہ کے لیے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ شخص فقیر تک پہنچ سکتا تھا اور اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۶ : اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقہ میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

حج

حج بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم ہے۔اس سے مراد مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی زیارت کرنا اور ان دوسرے اعمال کا بجالانا ہے جن کا حکم دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج میں حج کے بارے میں مفصل احکام دیئے ہیں ۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"اے رسول! وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کر دی اور اس سے کہا کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور سجود کرنے والوں کے لیے صاف ستھرا رکھنا اور لوگوں کو حج کی خبر کر دو تا کہ وہ تمہارے پاس جوق در جوق پیادہ اور ہر طرح کی (دبلی) سواریوں پر جو دور دراز راستے طے کر کے آئی ہوں (سوار ہو کر) آ پہنچیں تا کہ وہ دنیا و آخرت کے فائدوں پر فائز ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو چوپائے انہیں عنایت فرمائے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت چند متعین دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں تو تم لوگ (قربانی کا گوشت) خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے بدن کی کثافت دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم (عبادت خانہ) خانہ کعبہ کا طواف کریں۔یہی حکم ہے"

حج کے احکام

مسئلہ ۲۰۳۷ : حج خانہ خدا کی زیارت کرنا اور ان اعمال کو سرانجام دینا ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی ہر اس شخص کے لیے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے۔

اول : یہ کہ انسان بالغ ہو۔

دوم : یہ کہ عاقل اور آزاد (یعنی دیوانہ بھی نہ ہو اور کسی کا غلام بھی نہ ہو)

سوم : یہ کہ حج پر جانے کی وجہ سے کسی ایسے ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جائے جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کسی ایسے واجب کام کو ترک نہ کر دے جو حج سے زیادہ اہم ہو۔

چہارم : یہ کہ مستطیع ہو یعنی استطاعت رکھتا ہو اور مستطیع ہونا کئی ایک چیزوں پر منحصر ہے۔

۱... یہ کہ انسان راستے کا خرچ اور سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو جس سے ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

۲... اتنی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مکہ مکرمہ جا کر حج بجالا سکتا ہو۔

۳... مکہ مکرمہ جانے کے لیے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا

آبرو ضائع ہو جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جا سکتا ہو تو اگر چہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو اسے چاہیے کہ اس راستے سے چلا جائے۔

۴... اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالا سکے۔

۵... جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں (مثلاً بیوی اور بچے) اور جن لوگوں کے اخراجات برداشت کرنا لوگ اس کے لیے ضروری سمجھتے ہوں ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

۶... حج سے واپسی کے بعد وہ ایسا ہنر یا زراعت یا جائیداد کی آمدنی یا معاش کا دوسرا ذریعہ رکھتا ہو کہ مجبور نہ ہو جائے اور سختی سے زندگی نہ گزارے۔

مسئلہ ۲۰۳۸ : جس شخص کی حاجت اپنے ذاتی مکان کے بغیر رفع نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب مکان کے لیے بھی رقم رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰۳۹ : جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور عورت مجبور ہو جائے اور سختی سے زندگی بسر کرے تو اس پر حج واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۴۰ : اگر کسی شخص کے پاس حج کے لیے زادراہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا اسے کہے کہ تم حج کو جاؤ میں تمہارا سفر خرچ دوں گا اور تمہارے حج کے لیے سفر کے دوران تمہارے اہل وعیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو حج اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۱ : اگر کسی شخص کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس کے ساتھ یہ شرط طے کی جائے کہ وہ حج کرے گا اور وہ اس شرط کو قبول کر لے تو اگر چہ وہ مقروض ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لیے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۲ : اگر کسی کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیے اس کے اہل وعیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ حج کو جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس پر حج واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۳ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے جو حج کے لیے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا ہو اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۴۴ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے کہ حج اس پر واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگر چہ بعد میں وہ

خود بھی مال حاصل کر لے دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۵ : اگر کوئی شخص تجارت کی غرض سے مثال کے طور پر جدہ تک جائے اور اتنا مال اس کے ہاتھ آجائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت پیدا کر لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ جا سکتا ہو اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۶ : اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ بھیج دے تو اسے چاہیے کہ جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۰۴۷ : اگر کوئی شخص استطاعت رکھتا ہو اور حج کو نہ جائے اور پھر فقیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ خواہ اسے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے بعد میں حج کرے اور اگر وہ کسی بھی طرح حج کو نہ جا سکتا ہو اور کوئی اسے حج کرنے کے لیے اجیر بنائے تو اسے چاہیے کہ مکہ جائے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو اس کی طرف سے حج کرے اور پھر دوسرے سال تک مکہ میں رہے اور اپنا حج کرے لیکن اگر ممکن ہو کہ اجیر بنے اور اجرت نقد لے لے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اس بات پر راضی ہو کہ اس کا حج دوسرے سال بجالایا جائے تو اجیر کو چاہیے کہ پہلے سال خود اپنا حج اور دوسرے سال اس شخص کے لیے حج بجالائے جس نے اسے اجیر بنایا ہو۔

مسئلہ ۲۰۴۸ : انسان جس سال مستطیع ہوا ہو اگر اسی سال مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام میں نہ پہنچ سکے اور بعد میں آنے والے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن کئی سال پیشتر سے مستطیع رہا ہو اور حج پر نہ گیا ہو تو پھر خواہ زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اسے حج کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۰۴۹ : کوئی شخص جس سال میں پہلی دفعہ مستطیع ہوا ہو اگر اس سال حج نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس بات سے نا امید ہو جائے کہ بعد میں خود حج کر سکے گا تو اسے چاہیے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لیے بھیج دے بلکہ اگر نا امید نہ بھی ہوا ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اجیر مقرر کرے اور اگر بعد میں اس قابل ہو جائے تو خود بھی حج کرے اور اگر اس کے پاس کسی سال پہلی دفعہ اتنا مال ہو جائے کہ جو حج کے لیے کافی ہو اور بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور توانائی حاصل کرنے سے نا امید ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ ایسے شخص کو نائب بنائے جس کا حج پر جانے کا یہ پہلا موقع ہو (یعنی اس سے پہلے حج کرنے نہ گیا ہو)۔

مسئلہ ۲۰۵۰ : جو شخص حج کرنے کے لیے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو اسے چاہیے کہ اپنی طرف سے طواف نساء

بجالائے اور اگر نہ بجالائے تو اجیر پر اپنی عورت حرام رہے گی اور احتیاط مستحب کی بنا پر اجیر کی طرف سے بھی طواف نساء بجالائے۔

مسئلہ ۲۰۵۱ : اگر کوئی شخص طواف نساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کی بجا آوری بھول جائے اور چند دن کے بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو جائے اور بجالائے تو یہ صحیح ہے اور اگر واپس ہونا اس کے لیے مشقت کا موجب ہو تو طواف نساء کی بجا آوری کے لیے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

"امر بالمعروف و نہی عن المنکر" سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے کام کرنے کی دعوت دی جائے اور برے کاموں سے منع کیا جائے۔ یہ عظیم دینی فریضہ ہے جس کا ترک کرنا گوناگوں معاشرتی خرابیوں کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۰۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا "وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دو گے"

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ایسا وقت واقعی آنے والا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ہاں۔

پھر فرمایا۔ اور وہ وقت بھی آئے گا جب تم منکر بجالانے کا حکم دینے لگو گے اور معروف انجام دینے سے روکنے لگو گے۔

پھر عرض کیا۔ کیا ایسا وقت آنے والا ہے۔

آپ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اس سے بھی بدتر وقت اور وہ وہ وقت ہوگا جب تم معروف کو بری نظر سے دیکھو گے اور بری چیزوں کو فعل خیر سمجھنے لگو گے۔

آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ۔ "امر بالمعروف سے فرائض قائم رہیں گے، مذاہب محفوظ ہوں گے، حلال کی کمائی حاصل ہو جائے گی، ظلم سے روکا جائے گا، زمین آباد ہو جائے گی، ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل وانصاف قائم ہو جائے گا جب تک امر بالمعروف ہوتا رہے گا لوگ خیر و برکت میں ہوں گے اور عمل خیر بجالانے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تو ان کے یہاں سے برکت اٹھ جائیگی، وہ ایک دوسرے پر مسلط ہو جائیں گے،

اور زمین پر اور آسمان میں ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا"۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب، وجوب کفائی ہے یعنی اگر ایک فرد اسے انجام دے دے تو دوسروں پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سبھی گناہ گار ہوتے ہیں تاہم یہ کسی خاص طبقے سے مختص نہیں اور اگر وجوب کی شرائط موجود ہوں (جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا) تو علماء، غیر علماء، عادل، فاسق، حاکم، رعیت، مالدار اور فقیر سب پر واجب ہے۔

اگر کوئی نیک کام مستحب ہو تو اس کا امر کرنا بھی مستحب ہے یعنی اگر کوئی شخص اس کا امر کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہوگا لیکن اگر امر نہ کرے تو اس پر کوئی عتاب نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱... یہ کہ انسان معروف اور منکر (یعنی اچھے اور برے سے) خواہ اجمالی طور پر ہی سہی واقف ہو۔ جو شخص کسی چیز کی اچھائی اور برائی سے واقف ہی نہ ہو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں۔

۲... یہ کہ دوسرے شخص کے امر و نہی کے قبول کرنے کا احتمال ہو۔ لہٰذا جس شخص کے بارے میں علم ہو کہ وہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۳... یہ کہ جس شخص کو اچھا کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا امر کیا جائے وہ عمل خیر کو چھوڑنے اور برا فعل انجام دینے پر مصر ہو۔ اگر اس شخص میں اچھائی اپنانے اور برائی چھوڑنے کی علامات موجود ہوں تو پھر اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں بلکہ اگر اس کا احتمال بھی ہو کہ وہ برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی اپنا لے گا تب بھی واجب نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کر دے یا کسی حرام فعل کا مرتکب ہو جائے اور یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ اپنی روش پر قائم رہے گا یا اس سے نادم ہو جائے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص خواہ ایک بار ہی فعل خیر چھوڑنے پر اور فعل بد انجام دینے کا قصد رکھتا ہو تو اسے امر و نہی کرنا واجب ہے۔

۴... یہ کہ معروف (یعنی کار خیر) انجام دینا اور منکر یعنی فعل بد سے باز آنا اس شخص کا فعلی فریضہ ہو لہٰذا اگر وہ معذور ہو مثلاً اس کا اعتقاد ہو کہ جو کام وہ کر رہا ہے وہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے یا جو کام چھوڑ رہا ہے وہ واجب نہیں تو خواہ اس کا یہ عذر فعل کی تعیین میں اشتباہ کی بنا پر ہو یا اس کے اجتہاد یا تقلید کا اقتضاء یہی ہو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۵... یہ کہ امر و نہی سے اس کے نفس، آبرو، یا مال وغیرہ کو یا مسلمانوں کے مفاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے ورنہ امر و نہی کرنا واجب نہیں اور بظاہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس ضرر کا علم ہو یا ظن ہو یا احتمال قوی ہو کہ اس قسم کے خوف کے قابل اتنا سمجھا جاتا

ہوتا ہم یہ صورت اس وقت ہے جب امر و نہی کا اثر یقینی نہ ہو اور اگر اثر یقینی ہو تو اس کی اہمیت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے چنانچہ بعض مواقع پر ضرر کا علم ہوتے ہوئے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کا محض احتمال یا ظن ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے درجات

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مندرجہ ذیل مختلف درجات ہیں۔

۱... انسان کم از کم دل ہی میں معروف کو دوست رکھتا ہو اور منکر سے نفرت کرتا ہو اور اس کے وجود میں آنے پر راضی نہ ہو ۔نیز یہ کہ منکر بجالانے والے سے ناخوشی کا اظہار کرے۔اس سے ملاقات اور کلام ترک کر دے یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے فعل بد کے مرتکب ہونے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کے فعل پر ناخوشی اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔یہ ایسا ہی معروف ہے لیکن صرف نفرت دل کو یا اس کی رغبت کو امر بالمعروف و نهي عن المنكر کے مراتب میں شمار کرنا صحیح نہیں کیونکہ صرف محبت اور نفرت کو امر اور نہی نہیں کہا جاتا دونوں یعنی نفرت شر اور خیر کی محبت لوازم ایمان میں سے ہے مومن کی ذاتی صفات میں سے ہے۔

۲... فعل بد انجام دینے کو زبانی وعظ و نصیحت کرے اور اسے سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں سے ثواب اور نافرمانوں سے عتاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۳... خلاف ورزی کرنے والے کی مار پیٹ کے ذریعے عملاً تادیب کرے تاکہ وہ اپنی روش سے باز آجائے۔انسان کو چاہیے کہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب موقع نرمی اور سختی اختیار کرے۔مثلاً اگر دلی نفرت اور ناراضگی کے اظہار سے مقصد حاصل ہو سکے تو اسی پر اکتفا کرے ورنہ زبانی وعظ و نصیحت اور بالآخر عملی تادیب کا طریقہ اختیار کرے (اور بظاہر پہلے دو طریقے ایک ہی درجے کی چیز ہیں جن میں سے جس کے زیادہ مؤثر ہونے کا احتمال ہو اسے یا اگر ممکن ہو تو دونوں طریقے بیک وقت استعمال کرے۔

O... تیسرا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے دو طریقے موثر ثابت نہ ہو اور بنا بر احتیاط انسان کو چاہیے کہ اس میں بھی سختی کم کرے لیکن اگر کم سختی کے موثر ہونے کی امید نہ ہو تو ابتداءً مناسب سختی کر سکتا ہے۔

۴... اگر مذکورہ بالا طریقے موثر ثابت نہ ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف اس سے بھی زیادہ سختی کی جائے مثلاً کیا اسے زخمی یا قتل کر دیا جائے۔اس کے متعلق دو قول ہیں اور زیادہ اقویٰ یہ ہے کہ یہ طریقے اختیار نہ کیا جائے۔اسی طرح کوئی عضو توڑنا یا کسی عضو کو عیب دار کرنا بھی بنا بر اقویٰ جائز نہیں۔لہٰذا اگر خطا سے عمداً تادیب کرنے کا یہ

نتیجہ نکلے تو دونوں صورتوں میں تادیب کرنے والا خسارے کا ضامن ہوگا اور اسے شرع کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق دیت ادا کرنی ہوگی۔ تاہم اگر خلاف ورزی کرنے والے کی خلاف ورزی کا مفسدہ اس کے زخمی کرنے یا قتل کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہو تو صرف امام یا نائب امام یہ اقدام کرسکتا ہے اور اس کی کوئی دیت نہ ہوگی۔

۵... انسان کو اپنے گھر والوں کے متعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کے بارے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کے اہل خانہ مثال کے طور پر نماز کے واجبات یا شرائط ذکر قرأت اور وضو وغیرہ صحیح طور پر انجام نہیں دیتے یا طہارت کے بارے میں کوتاہی برتتے ہیں یا مثلاً وہ فعل حرام (مثلاً غیبت' باہمی عداوت وغیرہ) کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ امر و نہی کے طریقوں کے مطابق اپنے فریضے پر عمل کرے۔

معروف امور (یعنی اچھی چیزیں)

ا... انسان کا اللہ تعالٰی سے رابطہ ہو۔

O... ارشاد ہوا ہے کہ "جو اللہ تعالٰی سے رابطہ رکھتا ہے اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جاتی ہے"

O... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ تعالٰی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! میرے بندوں میں سے کسی بھی بندے نے مخلوق کو چھوڑ کر مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا جس کی نیت کا مجھے علم نہ ہو چکا ہو اور پھر اگر آسمان اور زمین اس کے خلاف مکر اور تدبیر کرتے ہیں تو میں خود اس کی نجات کے لیے بچنے کی راہ بنا دوں گا۔

۲... انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالٰی پر بھروسہ کرے کیونکہ وہ اپنی مخلوق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے مفادات سے باخبر اور ان کی ضروریات پوری کرنے پر قادر ہے۔

O... اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہے"

O... حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "بے نیازی اور عزت گردش کرتی رہتی ہے اور اگر ایسی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں توکل پایا جائے تو اسی کو اپنا وطن قرار دیتی ہے"

۳... انسان اللہ تعالٰی کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔

O... امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں "اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کوئی مومن بندہ اللہ کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ اپنے اس مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کریم ہے۔ تمام خیر اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف اسے ناامید کرے۔ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اسی کی طرف رغبت کرو۔"

۴... انسان مصیبت کے وقت صبر کرے اور فعل حرام کے محرکات خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان کے مقابلے میں استقامت سے کام لے۔

O... اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اللہ صبر کرنے والوں کو بلا حساب اجر اور جزا دیتا ہے۔"

O... رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ناپسند چیز پر صبر کرو۔صبر کرنے میں خیر کثیر ہے اور یہ یاد رکھو کہ فتح اور کامیابی صبر کے ساتھ ہے راحت سختی اور مشقت کے ساتھ ہے۔بے شک ہر سختی کے بعد آسانی اور آرام ہے۔"

O... امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں "صبر فتح اور کامیابی کے بغیر نہیں ہے اگرچہ زمانہ طولانی ہو جائے"

O... صبر کی دو قسمیں ہیں۔مصیبت آنے پر صبر کرنا جو خوبی اور وقار ہے اور اس سے بہتر وہ صبر ہے کہ جو فعل حرام سے دور رہنے میں استعمال کیا گیا ہو۔"

۵... انسان عفت نفس اختیار کرے۔

O... امام ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ کے نزدیک کوئی عبادت عفت شکم وفرج سے بہتر نہیں ہے"

O... امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔"جعفری شیعہ وہ ہے جس کا شکم اور فرج عفت دار ہو۔"

O... "اس کی شدید کوشش ہو کہ اپنے خالق کے لیے کام کرے۔اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اس کے عذاب سے خائف ہو۔"

۶... انسان علم اور حلم کی صفات سے آراستہ ہو۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔"اللہ تعالی جاہل کو ہرگز ترقی نہیں دیتا اور جو شخص صفت حلم سے آراستہ ہو اسے ذلیل نہیں کرتا۔"

O... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔"جو شخص حلیم ہو اسے اس صفت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ سب لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے مددگار رہوں گے۔"

O... امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے۔"جب تک انسان حلم سے آراستہ نہ ہو گا وہ عبادت گزار نہ ہو سکے گا۔"

۷... انسان متواضع ہو۔اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اور موت کو زیادہ یاد کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص تواضع اور فروتنی سے پیش آئے اللہ اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے اللہ اسے نیچا کرتا ہے اور جو اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اللہ اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرے اللہ اسے محروم رکھتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرے اللہ اسے دوست رکھتا ہے"

۸... انسان انصاف کرے اور دینی بھائیوں سے ہمدردی کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آنا اور اللہ کے لیے ہر حال میں دینی بھائی سے ہمدردی کرنا تمام اعمال سے اچھا ہے۔"

۹... انسان دوسروں کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "بشارت ہو اس شخص کو جو لوگوں کے بجائے خدا کا خوف رکھتا ہو اور مومنین کی عیب جوئی کے بجائے اپنے عیوب کے علاج میں مشغول ہو اور سب سے جلد جس عمل خیر کا ثواب ملتا ہے وہ حسن سلوک ہے اور سب سے پہلے جس برے فعل کی سزا ملتی ہے وہ بدفعلی اور زنا کاری ہے انسان کے لیے یہی عیب کافی ہے کہ دوسروں کے عیوب دیکھے اور اپنے عیوب کی طرف ملتفت نہ ہو اور جسے خود ترک نہیں کر سکتا اسے دوسروں کے لیے ننگ و عار سمجھے اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو معمولی چیز پر اذیت پہنچائے۔

O... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے اللہ اس کے ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جو اپنے دین کی خاطر کام کرتا ہے اللہ اس کے دنیاوی کام پورے کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ اچھا رابطہ رکھتا ہے اللہ اس کے اور لوگوں کے روابط کی اصلاح کرتا ہے۔"

۱۰... انسان زہد اختیار کرے اور دنیا سے ترک رغبت کو اپنا شعار قرار دے۔

O... امام ابو عبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں "جو شخص دنیا میں زہد کو اپنا شعار قرار دے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو حکمت سے مضبوط کر دیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری کرتا ہے اور اس کی آنکھوں کو دنیا کے عیوب اور درد و دوا دیکھنے کی بینائی عطا کرتا ہے اور اسے امن و امان کے ساتھ دارالسلام کی طرف لے جاتا ہے۔"

O... ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کافی عرصے کے بعد بڑی مشکل سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو۔ پرہیز گار اور محنت کش رہو۔ اور جس چیز تک تمہاری رسائی نہ ہو سکے اس کی طمع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ لوگوں کے مال و متاع اور عورتوں پر نگاہ نہ رکھو اور لوگوں کے مال اور اولاد کی طرف تمہارا دل مائل نہ ہو جائے۔ رسول اللہ جو کی روٹی پر زندگی گزارتے تھے حلوہ کی جگہ خرما استعمال کرتے تھے۔ آگ کھجور کی ٹہنیوں سے روشن کرتے تھے۔ مصیبت میں رسولؐ کے مصائب کو یاد کرو کیونکہ ان کے برابر کسی پر بھی مصائب نہیں آئے۔"

منکر امور (یعنی بری چیزیں)

غصہ اور غضب:

O... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "غصہ اور غضب ایمان کو اسی طرح فاسد کرتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے۔"

O... امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "غصہ اور غضب ہر شر کی کنجی ہے۔"

O... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے: "جو شخص غصہ اور غضب کرتا ہے اسے کبھی راحت نہیں ملے گی حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے جو شخص اپنی قوم پر غضب کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے شیطان کی پلیدی اس سے دور ہو جائے گی اور جو شخص ذی رحم رشتے داروں سے خفا ہو جائے وہ ان سے قریب ہو کر انہیں مس کرے کیونکہ ذی رحم کو مس کرنے سے سکون آتا ہے۔"

حسد:

O... رسول اکرمؐ نے ایک دن اصحاب سے فرمایا "تم میں بھی گزشتہ امتوں کی طرح ایک بیماری آگئی ہے اور وہ حسد ہے۔ یہ بیماری مال کو ختم نہیں کرتی بلکہ دین کو ختم کر دیتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ کو روکے اور زبان کو بند رکھے اور اپنے مومن بھائی کو طعنہ نہ دے۔"

O... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔"

ظلم

O... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "انسان جو چیز ظلم کے ذریعے حاصل کرے وہ اس کے نفس یا مال یا اولاد سے واپس لے لی جائے گی۔"

O... نیز جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ظلم سے کامیابی حاصل کرنے والوں کی ہرگز خیر نہیں ہے۔ مظلوم کا جتنا مال جاتا ہے وہ ظالم کے دین سے اس سے زیادہ لیتا ہے۔"

شرانگیزی

O... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "قیامت کے دن خدا کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جس کی عزت لوگ اس کے شر کے ڈر سے کریں۔

O... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''جس شخص کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو وہ جہنمی ہے۔''

O... نیز امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''خلق خدا میں سب سے زادہ مبغوض بندہ وہ ہے جس کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو۔''

خرید و فروخت کے احکام

مسئلہ ۲۰۵۲ : کاروباری آدمی کے لیے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جو شخص خرید و فروخت کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ ان کے احکام سیکھ لے اور اگر ان احکام کے سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔

مسئلہ ۲۰۵۳ : اگر انسان مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نا جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل ہے تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۰۵۴ : جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور کچھ اخراجات (مثلاً بیوی بچوں کا خرچ) اس پر واجب ہوں اسے چاہیے کہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لیے مثلاً اہل و عیال کے رزق میں کشائش پیدا کرنے اور فقراء کی مدد کرنے کے لیے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مستحبات

خرید و فروخت میں چار چیزیں مستحب ہیں

۱... یہ کہ جنس کی قیمت میں مسلمان خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

۲... یہ کہ جنس کی قیمت میں سخت گیری نہ کرے یعنی زیادہ مہنگی نہ بیچے۔

۳... یہ کہ جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو کچھ کم لے۔

۴... یہ کہ اگر کوئی شخص کچھ خریدنے کے بعد پشیمان ہو کہ اس چیز کو واپس کرنا چاہیے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

مسئلہ ۲۰۵۵ : خاص خاص مکروہ معاملات۔

۱... جائیداد کا بیچنا بجز اس کے کہ اس رقم سے دوسری جائیداد خریدی جائے۔

۲... قصاب بننا۔

۳... کفن بیچنا۔

۴... پست لوگوں سے معاملہ کرنا۔

۵... صبح کی اذان سے سورج نکلنے کے وقت تک معاملہ کرنا۔

۶... گندم' جو اور انہیں جیسی دوسری چیزوں کی خرید وفروخت کو اپنا پیشا قرار دینا۔

۷... اگر کوئی شخص کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے معاملہ میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔

حرام معاملات

مسئلہ ۲۰۵۶ : چھ قسم کے لین دین حرام ہیں۔

۱... عین نجاست ۔مثلاً نشہ آور مشروبات' اور وہ کتے جو شکار یا حراست وحفاظت کے لیے نہ ہوں' مردار اور سور کی خرید و فروخت ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید وفروخت اس صورت میں جائز ہے جب ان سے حلال فائدہ حاصل کرنا ہو ۔(مثلاً پاخانے سے کھاد بنائی ہو) اگر چہ احتیاط اس میں ہے کہ ان کی خرید وفروخت سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲... غصبی مال کی خرید وفروخت۔

۳... احتیاط کی بنا پر ان چیزوں کی خرید وفروخت حرام ہے جو عموماً مال تجارت متصور نہ ہوتی ہوں مثلاً درندوں کی خرید وفروخت۔

۴... جس لین دین میں سود ہو۔

۵... ایسی چیز کی خرید وفروخت جس سے عام طور پر صرف حرام فعل انجام پاتا ہو مثلاً جوے کے آلات۔

۶... ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز کی ملاوٹ کی گئی ہو جب کہ ملاوٹ کا پتہ نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے ۔مثلاً ایسے گھی کا بیچنا جس میں چربی ملا دی گئی ہو اور اس عمل کو ''غش'' کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص کسی چیز میں ملاوٹ کر کے مسلمانوں کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے یا ان کے ساتھ مکر وحیلہ کرتا ہے وہ ہماری امت سے نہیں ہے اور جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ غش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کے معاش کے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۷ : جو پاک چیز نجس ہوگئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر خریدار اس چیز کو ایسے کام کے لیے خریدے جس کے لیے اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً وہ ایک قسم کی غذا ہو جس کو وہ کھانا چاہتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیے کہ اس کے نجس ہونے کے متعلق اسے بتا دے لیکن اگر نجس چیز لباس ہو تو اس کے نجس ہونے کے متعلق بتانا ضروری نہیں خواہ خریدار اس کو پہن کر نماز ہی کیوں نہ پڑھے کیوں کہ نماز میں بدن اور لباس کی ظاہری طہارت

کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۸ : اگر کوئی ایسی پاک چیز مثلاً گھی اور تیل نجس ہو جائے جسے دھو کر پاک کرنا ممکن نہ ہو اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیے ضرورت ہو جس کے لیے پاک ہونا شرط ہو مثلاً گھی کی کھانے کے لیے ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اس کی نجاست کے بارے میں خریدنے والے کو اطلاع دے دے اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیے ضرورت ہو جس کے لیے اس کا پاک ہونا شرط نہ ہو مثلاً نجس تیل جلانے کے لیے چاہیے ہو لیکن امکان اس بات کا ہو کہ اس سے خریدنے والے کی غذا یا بدن نجس ہو جائے گا تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اس صورت میں بھی بیچنے والے کا خریدار کو بتا دینا ضروری ہے کیوں کہ نجاست کھانے کا سبب بننا جائز نہیں اور اسی طرح بدن کی نجاست کا سبب بننا جس سے وضو یا غسل باطل ہوتا ہو جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۵۹ : اگر چہ نجس خوردنی دواؤں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو بتا دینا چاہیے اور اگر وہ دوائیں کھانے کی نہ ہوں لیکن خردار کی غزا یا بدن کے نجاست سے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۰ : جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مر جانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے حاصل کریں تو گو وہ نجس ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی کیفیت سے خریدار کو مطلع کر دے۔ بایں شرط کہ اس کی منفعت حلال اور عقلائی ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۱ : اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید وفروخت حرام اور اس کا معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۲ : جو چمڑہ غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اسے نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۳ : جو چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ آیا یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس چمڑے کو نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا یا اس چربی کا کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۴ : نشہ آور مشروبات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۵ : غصبی مال کا بیچنا باطل ہے اور بیچنے والے کو چاہیے کہ جو رقم خریدار سے لی ہوا سے واپس کر دے۔

مسئلہ ۲۰۶۶ : اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کا ارادہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ ارادہ سودے کی صحت کے لیے ضرر رساں نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

مسئلہ ۲۰۶۷ : اگر خریدار یہ چاہے کہ جو جنس اس نے ادھار خریدی ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے ادا کرے تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ اسے چاہیے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے حتیٰ کہ اس کا ادھار ادا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۶۸ : لہو ولعب کے آلات (مثلاً تار اور ساز) کی خرید وفروخت حرام ہے۔ اور احتیاط کی بنا پر چھوٹے چھوٹے ساز جو بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے لیکن مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں حرام امور میں استعمال کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۹ : اگر کوئی ایسی چیز جس سے جائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس ارادے سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس مقصد سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے تو اس کا سودا حرام بلکہ احتیاط کی بنا پر باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص انگور اس ارادے سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۰ : جاندار کا مجسمہ بنانا بلکہ اس کی نقاشی کرنا بھی حرام ہے لیکن ان کی خرید وفروخت ممنوع نہیں اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اسے بھی ترک کیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۱ : کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اگر کوئی ایسی چیز خریدے تو اسے چاہیے کہ اس کے اصل مالک کو لوٹا دے۔

مسئلہ ۲۰۷۲ : اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے مثلاً یہ کہے کہ میں یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں تو اس میں جتنی چربی ہے اس کی مقدار تک سودا باطل ہے اور جو رقم بیچنے والے نے چربی کی وصول کی ہے وہ خریدار کا مال ہے اور جتنی چربی ہو وہ بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس خالص گھی کا معاملہ بھی جو اس کا جزو ہے فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر بیچنے والا اسے معین نہ کرے اور ایک من گھی کی ذمہ داری لیکر بیچے اور بعد میں چربی ملا ہوا گھی دے دے تو خریدار وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۳ : جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اس جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گندم کی قیمت ڈیڑھ من گندم وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک کھری اور دوسری عیب دار ہو یا ایک

جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سود اور حرام ہے لہٰذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے اور اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گڑھا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۴ : بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گندم کو ایک من گندم اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لیے کوئی کام کرے گا تو یہ سود اور حرام ہوگا ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۵ : جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے مثلاً ایک من گندم ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً اگر ایک شخص ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۶ : اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور ہاتھ سے ناپ کر بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا تو ضروری ہے کہ اگر ایک ہی کپڑے کو ہم جنس کپڑے کے عوض بیچا جائے تو ان کے درمیان تفاوت نہ ہو یعنی ایک گز کو ڈیڑھ گز پر نہ بیچا جائے اور اگر ایسا کیا گیا تو وہ سود اور حرام ہے لیکن ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے (مثلاً انڈے) اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ انڈے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مثال کے طور پر دس انڈے گیارہ انڈوں کے عوض بطور ذمہ یعنی بطور ادھار بیچے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان میں فرق ہو مثلاً دس بڑے انڈے گیارہ درمیانی سائز کے انڈوں کے عوض بطور ذمہ بیچے یہ صحیح ہے کیوں کہ قیمت اور چیز میں امتیاز موجود ہے اگر چہ وہ امتیاز ایک نقد دوسرا ادھار ہونے کے سبب سے بھی کافی ہے۔نوٹوں کا کچھ مدت کے لیے بیچ کر کچھ زیادہ پر خریدنا جائز ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو سو روپے بیچتا کہ چھ مہینے کے بعد ۱۱۰ روپے وصول کرے چاہے ان کے درمیان فرق ہو یا نہ بھی ہو مثلاً یہ کہ سو روپے کے نوٹ کسی دوسری قسم کے نوٹوں مثلاً دینار یا پاؤنڈ یا ڈالر کے لیے دے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس صورت میں قیمت میں تفاوت ہوتے ہوئے بھی کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۷ : اگر کسی جنس کو بیشتر شہروں میں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جنس کو اگر اسی جنس کے ساتھ بیچا جائے تو بڑھا کر نہ بیچا جائے لیکن اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جا سکے کہ بیشتر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شہر میں وہاں کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

مسئلہ ۲۰۷۸ : اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں تو زیادہ لینے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ بس اگر کوئی شخص ایک من چاول بیچے اور اس کے بدلے میں دو من گندم لے تو سودا درست ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۹ : ایک شخص جو جنس بیچ رہا ہو اور اس کے بدلے میں جو کچھ لے رہا ہو اگر وہ دونوں ایک ہی چیز سے بنی ہوں تو اسے چاہیے کہ اضافہ نہ لے مثلاً اگر وہ ایک من گائے کا گھی بیچے اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ من گائے کا پنیر حاصل کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے اور اگر وہ پکے میوں کا سودا کچے میوں سے کرے تب بھی اضافہ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۸۰ : سود کے اعتبار سے گندم اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں لہٰذا مثال کے طور پر اگر ایک شخص ایک من گندم دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گندم کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گندم بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لیے ہیں اور گندم کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لیے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۱ : سود والا سودا خواہ مسلمان سے ہو یا کافر سے حرام ہے۔ البتہ اگر مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو یا ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہو اور سود لینا اس کی شریعت میں جائز ہو سود لے لے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر باپ بیٹا اور میاں بیوی بھی ایک دوسرے سے سود نہیں لے سکتے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

مسئلہ ۲۰۸۲ : بیچنے والے اور خریدار کے لیے چھ چیزیں ضروری ہیں۔

۱... یہ کہ بالغ ہوں۔

۲... یہ کہ عاقل ہوں۔

۳... یہ کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنے معاملات کو عقلمندوں کی طرح انجام دیتا ہو۔

۴... یہ کہ خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہوگا۔

۵... یہ کہ کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

۶... یہ کہ جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۰۸۳ : کسی نابالغ بچہ کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن اگر سودا اس کے ولی کے ساتھ ہو اور نابالغ بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو فقط لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح

ہے اگر چہ وہ ممیز بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم پر تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس امر کا وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے اگر چہ بچہ ممیز نہ ہو یعنی برے بھلے کی تمیز نہ رکھتا ہو تو وہ سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے تاہم بیچنے والے اور خریدار کو یقین اور اطمینان ہونا چاہیے کہ بچہ جنس یا رقم اس کے مالک کو پہنچا دے گا۔

مسئلہ ۲۰۸۴ : اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچہ سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خرید لے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو اسے چاہیے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے ولی کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے مظالم کی بابت (یعنی ظلم زیادتی یا ناانصافی سے برأت کی خاطر) کسی فقیر کو دے دے۔

مسئلہ ۲۰۸۵ : اگر کوئی شخص ایک ممیز بچے سے اس صورت میں سودا کرے جب کہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے ولی سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ ممیز نہ ہو تو پھر وہ شخص مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۰۸۶ : اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۰۸۷ : اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۸ : بچے کا باپ اور دادا اور نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اگر صورت حال کا تقاضہ ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانہ شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۹ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر لے اور بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۰ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہوگی اور

اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

مسئلہ ۲۰۹۱ : جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں دی جائے اس کی پانچ شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ تول یا ناپ یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

۲... یہ کہ طرفین ان چیزوں کو ایک دوسرے کی تحویل میں دینے پر قادر ہوں لہٰذا ایک ایسے گھوڑے کا بیچنا جو بھاگ گیا ہو درست نہیں ہے لیکن جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اس کا بیچنے والا اسے کسی ایسی چیز مثلاً ایک فرش کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ خریدار کے سپرد کر سکتا ہو تو خواہ وہ گھوڑا نہ بھی ملے سودا صحیح ہے۔

۳... وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور جن کی وجہ سے سودے میں لوگوں کے میلان میں فرق پڑتا ہو معین کر دی جائیں۔

۴... یہ کہ ملکیت خالص اور کامل ہو لہٰذا جو مال انسان نے وقف کر دیا ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا چند صورتوں کے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۵... یہ کہ بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کی منفعت دے مثلاً کسی سے فرش خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کی ایک سال کی منفعت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۰۹۲ : جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں انسان کو چاہیے کہ اس جنس کو تول یا ناپ کے ذریعے ہی خریدے لیکن جس شہر میں جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۳ : جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا ناپ کر بھی کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ اگر مثال کے طور پر ایک شخص دس من گندم بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گندم سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۴ : جو شرائط بیان کی گئی ہیں اگر کسی سودے میں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو تو سودا باطل ہے۔ ہاں اگر بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرا کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰۹۵ : جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے یا خراب ہونے والی ہو کہ جس فائدے کے لیے وقف کی گئی ہو وہ حاصل نہ کیا جا سکے۔ مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس پر نماز نہ

پڑھی جاسکے تو اسے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد میں ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۶ : جب ان لوگوں کے مابین جن کے لیے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو جائز ہے کہ وہ مال بیچ دیا جائے اور رقم کو ایسے کام پر خرچ کیا جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد کے قریب تر ہو اور اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ اگر وقف کے بیچ دینے میں مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۷: جو جائیداد کسی دوسرے کو پٹے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لیے اسے پٹے پر دیا گیا ہو اتنی مدت کی آمدنی پٹہ دار کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد پٹے پر دی جا چکی ہے اس گمان کے تحت کہ پٹے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لیا ہو تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

مسئلہ ۲۰۹۸ : خرید و فروخت میں یہ ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم کے عوض بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والے دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید فروخت ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۹ : اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں

میووں کی خرید و فروخت

مسئلہ ۲۱۰۰ : جس میوے کے پھول گر چکے ہیں اور اس میں دانے پڑ چکے ہوں اس کے توڑنے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے اور بیل میں لگے ہوئے کچے انگوروں کے بیچنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۱ : جو میوہ درخت پر لگا ہو اس کے دانے پڑنے اور پھول گرنے سے پہلے بھی اس کا بیچنا جائز ہے اور بیچنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ زمین سے اگنے والی کوئی چیز مثلاً سبزیاں اس کے ساتھ ملا کر بیچنے یا خریدنے والے سے یہ طے کرے کہ وہ دانہ پڑنے سے پہلے میوہ توڑ لے یا ایک سال سے زیادہ کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۱۰۲ : جو کھجوریں زرد یا سرخ ہو چکی ہوں ان کے درخت پر لگے ہوئے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا عوض اسی درخت کی کھجوریں قرار نہ دی جائیں البتہ اگر ایک شخص کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر یا باغ میں ہو تو اگر اس

درخت کی کھجوروں کا تخمینہ لگایا جائے اور درخت کا مالک انہیں گھر یا باغ کے مالک کے پاس بیچ دے اور اس کا عوض اسی درخت کی کھجوروں کو قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۳ : کھیرے اور بینگن اور سبزیاں اور انہیں جیسی چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ ظاہر اور نمایاں ہو چکی ہوں اور یہ طے کرلیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۴ : اگر دانہ آنے کے بعد گندم اور جو کی بالی کو گندم اور اور جو کے علاوہ کسی ایسی چیز کے بدلے بیچ دیا جائے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں

نقد اور ادھار

مسئلہ ۲۱۰۵ : اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اسے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں اور مکان اور زمین وغیرہ کا قبضہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے تا کہ وہ اس میں تصرف کر سکے اور فرش اور لباس وغیرہ کا قبضہ اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ اس چیز کو اس طرح خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے کہ اگر وہ اسے اس جگہ سے کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا کوئی روک ٹوک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۰۶ : ادھار کے معاملہ میں چاہیے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو لہٰذا اگر کوئی شخص اس دعوے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک متعین نہیں ہوتی اس لیے سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۷ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کے گزرنے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ مدت گزرنے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ مرنے والے کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۸ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت آپس میں طے کی گئی ہو اس کے گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیے کہ اسے مہلت دے یا سودا فسخ کر دے اور اگر وہ جنس جو بیچی ہو موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۰۹ : اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جو ایک جنس کی قیمت نہ جانتا ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔لیکن اگر ایسے شخص کو جو جنس کی نقد قیمت جانتا ہو ادھار دے اور زیادہ دام لگائے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی اس قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط

کوقبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۱۰ : اگر ایک شخص نے ایک جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد واجب الادا رقم کی مقدار کم کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

مسئلہ ۲۱۱۱ : معاملہ سلف سے مراد یہ ہے کہ خریدار قیمت دے دے اور ایک مدت کے بعد جنس اپنے قبضے میں لے اور اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تا کہ مثلاً چھ مہینے کے بعد فلاں جنس لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں جنس بیچی تا کہ اس کا قبضہ چھ مہینے کے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۲ : اگر کوئی شخص ایسے سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے ہوں بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی جنس یا سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری جنس یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو جنس بیچے اس کے عوض رقم لے اور کوئی دوسری جنس نہ لے۔

مسئلہ ۲۱۱۳ : معاملہ سلف میں سات شرطیں ہیں۔

۱... ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی جنس کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے لیکن زیادہ باریک بینی بھی ضروری نہیں بلکہ اس قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئیں ہیں۔

۲... اس سے پیشتر کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے جنس کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرے اور اگر خریدار اس جنس کی قیمت کچھ مقدار بیچنے والے کو دے دے تو اگر چہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

۳... مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا کہے کہ جنس کا قبضہ فصل کٹنے پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا تعین ٹھیک ٹھیک نہیں ہوتا اس لیے سودا باطل ہے۔

۴... جنس کا قبضہ دینے کے لیے ایسا وقت معین کیا جائے جس وقت وہ جنس اتنی کمیاب نہ ہو کہ بیچنے والا اس کا قبضہ نہ دے سکے۔

۵... جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین کیا جائے لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتہ چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۶... اس جنس کا تول یا ناپ معین کیا جائے اور جس چیز کو عموماً دیکھ کر اس کا سودا کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں فرق اس قدر کم ہونا چاہیے کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

۷... جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ان اجناس میں سے ہو جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتیں ہیں تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو مثلاً گندم کو گندم کے بدلے بطور سلف نہیں بیچا جا سکتا۔

معاملہ سلف کے احکام

مسئلہ ۲۱۱۴ : جو جنس انسان نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بائع کے علاوہ کسی کے پاس نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگر چہ خریدار نے اس جنس کو اپنے قبضے میں نہ لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جن غلوں مثلاً گندم اور جو اور دوسری اجناس کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ مشتری نے جس قیمت پر خریدی ہوں اسی قیمت پر بیچ ڈالے۔

مسئلہ ۲۱۱۵ : سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر وہ جنس دے دے جس کا سودا ہوا ہو تو خریدار کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔ نیز اگر بیچنے والا جس چیز کا سودا ہوا ہو اس سے بہتر چیز دے لیکن جنس کے اعتبار سے دونوں ایک سمجھی جاتی ہوں تو خریدار کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۱۱۶ : اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۷: اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۸ : جو جنس بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لیے طے شدہ وقت پر نایاب ہو جائے اور بیچنے والا اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تا کہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۱۹ : اگر ایک شخص کوئی جنس بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ جنس خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی

قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

مسئلہ ۲۱۲۰ : اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو خواہ وہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۱ : اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۲ : اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو بیچنے والے اور خریدار کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہو اس کی مقدار کچھ بھی متعلقہ شخص کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۳ : اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے سپرد کر دے لیکن دوسرا کچھ مقدار دوسرے کے سپرد کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۲۴ : اگر کان کی چاندی کی مٹی کو خالص چاندی سے اور کان کی سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے لیکن چاندی کی مٹی کو سونے سے اور سونے کی مٹی کو چاندی سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

معاملہ فسخ کیے جانے کی صورتیں

مسئلہ ۲۰۱۲۵ : معاملہ فسخ کرنے کے حق کو خیار کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

۱... یہ کہ جس مجلس میں سودا طے ہوا ہے فریقین وہاں سے جدا نہ ہوئے ہوں اور اس خیار کو ''خیار مجلس'' کہتے ہیں۔

۲... یہ کہ بیع کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا اور دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے ''خیار غبن'' کہتے ہیں۔ مغبون سے مراد وہ شخص ہے جسے نقصان پہنچا ہو یعنی جس کے ساتھ دھوکا ہوا ہو۔

۳... سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ ایک مقررہ مدت تک دونوں کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے ''خیار شرط'' کہتے ہیں۔

۴... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے اس مال کی قیمت لوگوں کی نظروں میں بڑھ جائے۔ اسے خیار تدلیس کہتے ہیں۔

۵... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ ایک کام سر انجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ

ہو یا یہ شرط کی جائے کہ ایک فریق دوسرے کو ایک مخصوص قسم کا مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو۔اس میں شرط کنندہ معاملے کو فسخ کرسکتا ہے۔اسے ''خیار خلف شرط'' کہتے ہیں۔

۶... دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو اسے ''خیار عیب'' کہتے ہیں۔

۷... یہ پتہ چلے کہ فریقین نے جس جنس کا معاملہ کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کا عوض دے چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔اسے ''خیار شرکت'' کہتے ہیں۔

۸... جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس جنس میں نہیں ہیں تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کرسکتا ہے۔اسے ''خیار رویت'' کہتے ہیں۔

۹... اگر خریدار جنس کی قیمت دینے میں تاخیر کی شرط نہ دے اور تین دن تک قیمت نہ دے تو اگر بیچنے والے نے وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے لیکن جو جنس خریدار نے خریدی ہے اگر وہ بعض ایسے میووں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں اور رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا فسخ کرسکتا ہے۔اسے ''خیار تاخیر'' کہتے ہیں۔

۱۰... جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کرسکتا ہے۔اسے ''خیار حیوان'' کہتے ہیں۔

۱۱... بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔اسے ''خیار تعذر تسلیم'' کہتے ہیں۔

ان تمام اقسام کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۲۶ : اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور اتنا مہنگا خریدے کہ عام لوگ اسے اہمیت دیتے ہوں (یعنی بہت مہنگا سمجھتے ہوں) تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔نیز اگر بیچنے والا جنس کی قیمت کا علم نہ رکھتا ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور لوگ جتنا سستا اس نے بیچا ہے اسے اہمیت دیتے ہوں تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۷ : ''بیع شرط'' کے سودے میں جب کہ مثال کے طور پر ہزار روپے کا مکان دو سو روپے میں بیچ دیا جائے اور طے

کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودے کو فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۸ : ''بیع شرط'' کے سودے میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خواہ وہ مقررہ مدت میں رقم واپس نہ بھی کرے خریدار املاک اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم واپس نہ کرے تو وہ خریدار سے املاک کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے املاک کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۲۹ : اگر کوئی شخص بڑھیا چائے کو گھٹیا چائے سے ملا کر بڑھیا چائے کے نام سے بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۰ : اگر خریدار کو پتہ چلے کہ جو مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور خریدنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے اور ایسا عیب مال میں سودے سے پہلے ہوا اور اسے علم نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے ۔ اور اس مال کو بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی سے مانع ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا تعین کر کے بے عیب اور عیب دار کی قیمت کے فرق کی نسبت سے رقم بیچنے والے سے واپس لے لے مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر اس مال کے بے عیب ہونے کی صورت میں اس کی قیمت آٹھ روپے اور عیب دار ہونے کی صورت میں چھ روپے ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لیے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۳۱ : اگر بیچنے والے کو پتہ چلے کہ اس نے جس چیز کے عوض اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے اور وہ عیب مال کے عوض میں دی گئی چیز میں سودے سے پہلے موجود ہو اور اسے علم ہو یا نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو کچھ اسے اس مال کے عوض میں ملا ہے اسے اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے اور اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق حاصل کر سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۲ : اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۳ : اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ فوراً سودے کو فسخ کر دے بلکہ وہ بعد میں بھی سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے ۔ اور دوسرے خیارات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اس کو اس قدر معاملے کے فسخ

کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کہ دوسری جانب کے لیے ضرر کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۱۳۴ : اگر کسی شخص کو کوئی جنس خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتہ چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو خریدار سودے کو فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵ : چار صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۱... یہ کہ خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

۲... یہ کہ مال کے عیب کو قبول کر لے۔

۳... سودا کرتے وقت کہے "اگر مال میں عیب بھی ہو تو میں واپس نہیں کروں گا اور قیمت کا فرق بھی نہیں لوں گا"۔

۴... سودے کے وقت بیچنے والا کہے "میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے کہ میں اس مال کو اس عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی اور عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۶ : اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا لیکن بے عیب اور عیب دار کے درمیان قیمت کا جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت (جو کہ تین دن ہے) گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے اور اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب ظاہر ہو جائے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسا مال رکھتا ہو جسے اس نے خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہ وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتہ چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۱۳۸ : اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو اسے چاہیے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا چاہیے کہ

مال نقد خریدا ہے یا ادھار اور اگر مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں علم ہو جائے تو وہ سودا فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۹ : اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کردے اور یہ کہے۔ ''یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہارے بیچنے کی اجرت ہوگی۔'' تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہوگا اور بیچنے والا مالک سے فقط اپنی محنت کی اجرت لے سکتا ہے لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے کہ اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو زیادتی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۴۰ : اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہوگا لہٰذا اگر وہ اس گوشت کو معین کردے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہیے کہ اسے نر جانور کا گوشت دے۔

مسئلہ ۲۱۴۱ : اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہیے جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۲ : لین دین میں قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

شرکت کے احکام

مسئلہ ۲۱۴۳ : اگر دو شخص آپس میں شرکت کرنا چاہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مال کی کچھ مقدار دوسرے کے مال سے اس طرح خلط ملط کردے کہ وہ مال ایک دوسرے سے ممیز نہ کیے جاسکیں اور وہ اشخاص عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے پتہ چلے کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۴ : اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت کریں۔ مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل کریں گے اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کیا تو ہر ایک اپنی حاصل شدہ اجرت کا مالک ہوگا اور اگر دونوں کی تحصیل کردہ اجرت کو ممیز کرنا مشکل ہو تو آپس میں مصالحت کریں اور جس طرح دونوں رضامند ہوں دستیاب مال کو تقسیم کریں۔

مسئلہ ۲۱۴۵ : اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شرکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا بھی خود ذمہ دار ہو لیکن جو جنس انھوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شرکت درست نہیں۔ البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے تا کہ وہ اس کے لیے ادھار میں جنس خریدے اور بعد میں ہر شریک کار جنس کو اپنے لیے اور اپنے شریک کار کے لیے خریدے جس کے لیے دونوں ذمہ دار رہوں تو ایسی شرکت

صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۶ : جو اشخاص شرکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور ارادے اور اختیار کے ساتھ شرکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ شخص (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر خرچ کرتا ہے) اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شرکت کرے تو وہ شرکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۷ : اگر شرکت کے معاہدہ میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا اپنے شریک سے زیادہ کام کرے گا اس کو منفعت میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں لیکن اگر یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا اسے منفعت کا زیادہ حصہ ملے گا تو اظہر یہ ہے کہ گو ان لوگوں کی شرکت صحیح ہے لیکن یہ شرط باطل ہے اور ان کے مابین منافع ان کے مال کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۴۸ : اگر شرکاء یہ طے کریں کہ ساری منفعت کسی ایک شخص کی ہوگی یا سارا نقصان یا اس کا بیشتر حصہ ان میں سے کسی ایک شخص کو برداشت کرنا ہوگا تو شرکت صحیح ہے لیکن نفع اور نقصان ان کے مابین مال کی نسبت سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۴۹ : اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منفعت ملے گی اور اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع اور نقصان بھی ان کے مابین برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو انہیں چاہیے کہ نفع اور نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دوگنا ہو تو نفع اور نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دوگنا ہوگا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا کوئی کام بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۵۰ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرے گا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا تو انہیں چاہیے کہ اس معاہدہ پر عمل کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۱ : اگر شرکاء یہ معین نہ کریں کہ ان میں سے کون سرمائے کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے لین دین نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۵۲ : جو شریک شرکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شرکت کے معاہدے پر عمل کرے مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا اور نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو اسے چاہیے کہ جو طے ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس کے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو اسے چاہیے کہ معمول کے مطابق لین دین کرے تاکہ شرکت کو نقصان نہ ہو ۔نیز سفر میں شرکت کا مال اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔

مسئلہ ۲۱۵۳ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اگر وہ اس کے برخلاف خرید و فروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں جہاں تک دوسرے شریک کے حصے کا تعلق ہے وہ سودا بیکار ہے لہٰذا اگر وہ اس سودے کی اجازت نہ دے تو اپنا عین مال اور عین مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا عوض لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۴ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارا سرمایا تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۵ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایا تلف ہو گیا ہے اور حاکم شرع کے سامنے قسم کھا لے تو اس کا کہنا مان لینا چاہیے۔ یعنی جو یہ کہتا ہے کہ مال تلف نہیں ہوا۔ یا اس مال کے باقی رہنے پر گواہ نہ ہوں اور یہی حکم ہے کہ وہ شریک کہ جس کے ہاتھ میں مال شراکت ہو اور دوسرے باہم متفق ہوں کہ مال تلف ہو گیا ہے لیکن جس کے ہاتھ میں مال نہیں تھا وہ دوسرے کو مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام دے اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب دوسرے شخص کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۱۵۶ : اگر تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لیے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شرکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۷ : جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضہ کرے کہ شرکت کا سرمایا تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شرکت کی معینہ مدت میں سے کچھ باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا چاہیے ماسوا اس صورت کے کہ تقسیم شرکاء کے لیے قابل ملاحظہ ضرر کا موجب ہو۔

مسئلہ ۲۱۵۸ : اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ ہو جائے یا بیہوش ہو جائے تو دوسرے شرکاء شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۹ : اگر شریک اپنے لیے کوئی چیز ادھار خریدے تو نفع اور نقصان اس کا مال ہے لیکن اگر وہ چیز شرکت کے لیے خریدے اور دوسرا شریک اس کی اجازت دے دے مثلاً کہے کہ میں اس سودے پر راضی ہوں تو پھر نفع اور نقصان میں دونوں

شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۲۱۶۰ : اگر شرکت کے سرمائے سے کوئی معاملہ کیا جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ شرکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شرکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر چہ شرکاء جانتے ہوئے کہ شرکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی ہوں تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملہ سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اور اگر صورت یہ نہ ہو تو جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہ ہوئے ہوں اگر یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملہ پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے دونوں صورتوں میں ان میں سے جس نے بھی شرکت کے لیے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے ارادہ سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

مسئلہ ۲۱۶۱ : صلح سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے اور دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص عوض لیے بغیر اپنا مال یا مال کی منفعت دوسرے کو دے دے یا قرض یا اپنا حق چھوڑ دے تو بھی صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۲ : جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سفیہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۶۳ : صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ پتہ چلے کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۴ : اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تا کہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور گھی کی کچھ قیمت مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لیے اس شرط پر کرائے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے مستفید ہو اور اس کے عوض کچھ گھی دے دے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۵ : اگر کوئی شخص اس قرض کے بدلے میں جو اس نے دوسرے سے لینا ہو اگر اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱۶۶ : اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو اور قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ کو جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس کو پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض پر حلال نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ جو کچھ اس کو دینا ہو اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم بھی ہوتا تب بھی اسی مقدار یعنی دس روپے پر صلح کر لیتا۔

مسئلہ ۲۱۶۷ : اگر دو اشخاص ایسی چیزوں سے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور جن کے وزن معلوم ہوں آپس میں صلح کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر ان کا وزن معلوم نہ ہو تو اگر چہ اس بات کا احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے اور وہ صلح کر لیں تو صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۸ : اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے کچھ لینا ہو (یعنی قرضہ وغیرہ وصول کرنا ہو) یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے کچھ لینا ہو اور اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور دونوں کی طلب ایک ہی جنس کی اور ایک ہی وزن کی ہو مثلاً دونوں کو ایک دوسرے سے دس من گندم لینی ہو تو ان کی صلح صحیح ہے اور اگر ان کی طلب کی جنس ایک نہ ہو مثلاً ایک کو دس من چاول اور دوسرے کو بارہ من گندم لینی ہو تب بھی صلح صحیح ہے لیکن اگر ان کی طلب ایک ہی جنس کی ہو اور وہ ایسی ہو جس کا سودا عموماً تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیمانہ یکساں نہ ہو تو ان کی صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۹ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے مقدار معین سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دے اور باقیماندہ مقدار نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ یا تول کے ذریعے بیچی جاتی ہو اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لیے جائز ہے کہ اپنے قرضے کی مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کر لے یا اس قرضے کو بیچ ڈالے جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۰ : اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جو شخص وہ حق رکھتا ہو وہ صلح فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۱ : جب تک خریدار اور بیچنے والا اس مجلس سے جدا نہ ہو گئے ہوں جس میں سودا طے پایا ہے وہ اس سودے کو فسخ کر سکتے ہیں ۔نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا ۔لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر

معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے اور اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۲ : جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۳ : اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے کہ جس چیز پر میں نے تجھ سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تو اسے وقف کردے گا اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کرلے تو اسے چاہیے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

مسئلہ ۲۱۷۴ : کوئی چیز کرایہ پر دینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے سرانجام دیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے اگر وہ کوئی چیز کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے تو ایسا اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۵ : انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لیے کرایہ پر لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۶ : اگر بچے کا ولی یا سرپرست اس کا مال کرائے پر دے دے یا خود اسے کسی دوسرے شخص کا اجیر مقرر کردے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کرسکتا ہے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کی کچھ مقدار کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بتایا جاتا تو یہ بچے کے لیے قرین مصلحت نہ ہوتا تو بچہ اپنے مال کے اجارہ کو فسخ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۱۷۷ : جس نابالغ بچے کا ولی نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر اجیر نہیں بنایا جاسکتا (یعنی مزدوری پر نہیں لگایا جاسکتا) اور جس شخص کی دسترس مجتہد تک نہ ہو وہ چند ایسے مومن افراد کی اجازت لے کر جو عادل ہوں اس بچے کو اجیر بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۸ : اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لیے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے کو کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارہ پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے۔ نیز اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارہ کے قصد سے مستاجر کے سپرد کردے اور وہ بھی اجارہ پر لینے کے قصد سے لے لے تو

اجارہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۹ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارہ کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لیے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو جائے گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۸۰ : جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی املاک اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۱ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا کمرہ اجارے یعنی کرائے پر لے اور اس جائیداد کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ خود اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارہ پر نہیں دے سکتا۔ بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی خود مستاجر سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لیے کرایہ پر دے دے (یعنی شوہر کو کرایہ پر دے دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو مستاجر اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ مقدار کے لیے کرائے پر دے تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس جنس کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے کرائے پر دے جس پر اس نے خود اسے کرائے پر لیا ہے۔ مثلاً اگر روپے کے بدلے کرائے پر لیا ہے تو گندم یا کسی اور چیز کے بدلے کرائے پر دے اور بنابر احتیاط واجب کشتی کے لیے بھی وہی حکم ہے جو مکان کے لیے ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۲ : اگر اجیر مستاجر سے شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے کہ جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس اجیر کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے اور مستاجر اسے اسی چیز پر اجارہ پر دے جو اس کی اجرت قرار پائی ہے اسے (یعنی مستاجر کو) چاہیے کہ اس سے زیادہ نہ لے اور اگر کسی اور چیز کے بدلے اجارہ پر دے تو زیادہ لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود سر انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۳ : اگر کوئی شخص مکان، دکان، کمرے اور اجیر کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہ خود ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو جس مقدار پر اس نے وہ چیز کرائے پر لی ہو اگر اس سے زیادہ پر کسی اور کو کرائے پر دے دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۸۴ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثال کے طور پر ایک سال کے لیے سو روپیہ پر کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرایہ پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرایہ پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام سرانجام دیا ہو۔

کرایے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۲۱۸۵ : جو مال اجارہ پر دیا جائے اس میں چند شرائط پائی جانی چاہیں۔

۱... وہ مال معلوم ہو۔لہٰذا کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اپنے مکانات میں سے ایک کرائے پر دیا تو بھی درست ہے۔

۲... مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں پوری اطلاع حاصل ہو جائے۔

۳... اجارہ پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو باطل ہے۔

۴... یہ کہ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی میووں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کرائے پر دینا درست نہیں۔

۵... مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے حصول کے لیے اسے کرایہ پر دیا جائے لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لیے کرائے پر دینا جس کے لیے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶... جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

مسئلہ ۲۱۸۶ : جس درخت میں بالفعل میوہ نہ لگا ہوا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے درست ہے اور ایک جانور کو اس کے دودھ کے لیے کرائے پر دینے کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۷ : عورت اس مقصد کے لیے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھایا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں وہ اس مقصد کے لیے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔اور اسی طرح اگر عورت کا اجیر بننے سکے سبب اس کو گھر سے باہر جانا پڑے گا اس کو شوہر سے اجازت لینی ہو گی۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

مسئلہ ۲۱۸۸ : جس استفادہ کے لیے مال اجارہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ استفادہ کرنا حلال ہو لہٰذا دکان کا شراب بیچنے ذخیرہ کرنے کے لیے کرایہ پر دینا اور حیوان کو شراب کی حمل ونقل کے لیے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲... یہ کہ وہ عمل شرع کی نظر میں بلا معاوضہ سرانجام دینا واجب نہ ہو لہٰذا فرائض یومیہ یا مردوں کی تجہیز کے لیے اجیر بنا (یعنی اجرت لے کر یہ کام سرانجام دینا) جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادہ کے لیے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳... جو چیز کرائے پر دی جائے اگر اس سے کئی فائدے اٹھائے جاسکتے ہوں تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جاسکتا ہو تو اسے کرایہ پر دیتے وقت اس امر کا یقین کرلینا چاہیے کہ آیا مستاجر اسے فقط سواری کے لیے یا فقط باربرداری کے لیے استعمال کرسکتا ہے یا اس سے ہر قسم کا استفادہ کرسکتا ہے۔

۴... استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل معین کردیا جائے مثلاً درزی کے ساتھ معاہدہ کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس ایک مخصوص طرز پر سئے گا تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۹ : اگر اجارہ کی مدت کے شروع ہونے کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارہ کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۰ : اگر ایک مکان ایک سال کے لیے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگر چہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۱ : اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ مستاجر سے یہ کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۲ : اگر مکان کا مالک مستاجر سے کہے کہ میں نے آپ کو یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے آپ کو ایک مہینہ کے لیے دس روپے کرایہ پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا تعین کرلیا جائے یا اس کی ابتدا کا علم ہو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح

ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۳ : جس مکان میں مسافر اور زوار قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت وہاں رہیں گے اگر وہ مالک مکان سے طے کرلیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اجارہ کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

اجارہ (کرایہ) کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۱۹۴ : جو مال مستاجر اجرت کے طور پر دے رہا ہو وہ مال معلوم ہونا چاہیے۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے (مثلاً گندم) تو ان کا وزن معلوم ہونا چاہیے اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے (مثلاً رائج الوقت سکے) تو ان کی تعداد معین ہونی چاہیے اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ پر لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

مسئلہ ۲۱۹۵ : اگر زمین زراعت کے لیے اجارے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی یا کسی اور زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت کا مال اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۹۶ : جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرائے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کوئی شخص کوئی کام سرانجام دینے کے لیے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام سرانجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۱۹۷ : اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگر چہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرلے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی اسے چاہیے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۱۹۸ : اگر کوئی شخص کوئی کام ایک معینہ دن کو سرانجام دینے کے لیے اجیر بن جائے (یعنی اجرت پر وہ کام کرنا منظور کرلے) اور اس دن وہ کام کرنے کے لیے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کی اجرت اس کو دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معینہ دن لباس سینے کے لیے اجیر بنایا جائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگر چہ مالک اسے سینے کے لیے کپڑا نہ دے تب بھی اسے چاہیے کہ فوراً اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۹ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کو چاہیے کہ عام طور پر اس چیز کا جو

کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرایہ پر ایک سال کے لیے لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو اسے چاہیے کہ پچاس روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو اگر مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان یا اس کا وکیل ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو تو مستاجر دو سو روپے دے اور اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۰۰ : جس چیز کو اجارہ پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی افراط سے کام نہ لیا ہو تو پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے اعتدالی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو اس کے لیے کپڑے کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۱ : جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۲ : اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو اسے چاہیے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۳ : اگر کوئی شخص کوئی جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر اس مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمہ دار ہے نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور تلف ہو جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مستاجر ذمہ دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۴ : اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا سامان لادنے کے لیے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک جانور کو مارے یا ایسا ہی کوئی اور فعل کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۵ : اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور بچہ اس کی وجہ سے مر جائے تو خواہ جو گوشت کاٹا ہو وہ معمول سے زیادہ ہو یا نہ ہو ختنہ کرنے والا ذمہ دار ہے لیکن اگر بچے کو ضرر پہنچے (یعنی بچہ مرے نہیں) تو اگر معمول سے زیادہ گوشت کاٹا ہو تو ذمہ دار ہے لیکن اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹا ہو تو پھر اس کے ذمہ دار ہونے میں اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ صلح کی جانب رجوع کیا جائے یعنی مصالحت کر لی جائے۔

مسئلہ ۲۲۰۶ : جب ایک ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے تو اگر وہ علاج میں غلطی کرے اور مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو ڈاکٹر ذمہ دار ہے ہاں اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں مرض کے لیے مفید ہے اور وہ دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو ڈاکٹر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۷ : جب ڈاکٹر مریض سے کہہ دے کہ اگر تجھے کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں تو اگر ڈاکٹر احتیاط سے کام لے اور پھر بھی مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو اگر چہ ڈاکٹر نے اسے اپنے ہاتھ سے دوا دی ہو تاہم وہ (یعنی ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۸ : جس شخص نے کوئی چیز اجارے پر دی ہو وہ اور مستاجر ایک دوسرے کی رضامندی سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۹ : اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتہ چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہوگا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۱۰ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پیشتر کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارہ پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے طلب کر لے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینہ کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لیے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۱ : اگر مستاجر اجارہ کردہ چیز کو اپنی تحویل میں لے چکا ہو اور اس کے بعد کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے حاصل کر لے۔

مسئلہ ۲۲۱۲ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہیے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر مالک وہ مستاجر کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ : اگر اجارہ کی مدت شروع ہونے سے پہلے اجارہ کا مال اس طرح سے خراب ہو جائے کہ بالکل استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے یا اس طرح استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے جیسے کہ طے کیا گیا ہو تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی

رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ اس مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جاسکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۴ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارہ پر لے اور کچھ مدت گزرنے کے بعد اجارہ کا مال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل قابل استفادہ نہ رہے یا جو استفادہ طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لیے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ "اجرۃ المثل" (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۵ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مکان کرایہ پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ خراب ہو جائے لیکن وہ فوراً اس کی مرمت کرا دے اور اس سے جو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو اس میں کوئی فرق نہ پڑے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا اور مستاجر بھی اسے فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر اس کمرے کی مرمت میں اتنا وقت لگ جائے کہ مستاجر کو اس سے جو استفادہ کرنا ہو اس کی کچھ مقدار ضائع ہو جائے تو اس مقدار کی حد تک اجارہ باطل ہو جائے گا اور مستاجر ساری مدت کے لیے اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جتنے دن استفادہ کیا ہو اسکی "اجرۃ المثل" دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۶ : اگر مال اجارہ پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا ہاں اگر اجارہ پر دینے والے کا مکان اپنا نہ ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارہ پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہوگا تو اگر وہ مکان کرایہ پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہوگا۔ اور اگر موجودہ مالک اس اجارہ کو نافذ کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ پر دینے والے کی موت کے بعد اجارہ کی مدت باقی ہوگی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

مسئلہ ۲۲۱۷ : اگر کوئی کام کرانے والا شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لیے کاری گر مہیا کر دے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لیا ہے کاری گروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اسے چاہیے کہ وہ رقم مالک کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لیے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسروں سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم اجرت پر کرائے جس پر خود اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کے لیے حلال ہوگی۔

مسئلہ ۲۲۱۸ : اگر رنگریز اقرار کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ اس دوسرے رنگ سے اگر کپڑے کو کچھ نقصان پہنچا ہو تو اس کا بھی ضامن ہوگا۔

جعالہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۱۹ : جعالہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لیے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے ایک معین مال دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کردے گا وہ اسے دس روپے دے گا اور جو شخص اس قسم کا اعلان کرے اسے ''جاعل'' اور جو شخص وہ کام سرانجام دے اسے عامل کہتے ہیں اور جعالہ اور اجارہ کے مابین فرق یہ ہے کہ اجارہ میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کو کام انجام دینا چاہیے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لیے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعالہ میں اگر چہ عامل ایک معین شخص ہو تاہم ہو سکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو اور جب تک وہ کام انجام نہ دے تو جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۲۰ : جاعل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور جعالہ کا اعلان اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ شخص (جو شخص اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) کا جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۱ : جو کام جاعل لوگوں سے کرانا چاہتا ہو وہ حرام یا بے فائدہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہونا چاہیے جنکا بلا معاوضہ بجا لانا شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پئے گا یا رات کے وقت ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۲ : جاعل جو مال دینے کا وعدہ کرے اگر اسے معین کردے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا تلاش کردے گا میں اسے یہ گندم دوں گا تو ضروری نہیں کہ بتائے کہ یہ گندم کہاں کی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے لیکن اگر وہ مال کو معین نہ کرے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا برآمد کردے گا میں اسے دس من گندم دوں گا تو اسے چاہیے کہ اس گندم کی خصوصیت بھی مکمل طور پر متعین کرے۔

مسئلہ ۲۲۲۳ : اگر جاعل کسی کام کی مزدوری معین نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کردے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو سرانجام دے تو جاعل کو چاہیے کہ اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پا سکے۔

مسئلہ ۲۲۲۴ : اگر عامل نے جاعل کے اعلان سے پہلے وہ کام کر دیا ہو یا اعلان کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۲۵ : اس سے پیشتر کہ عامل مطلوبہ کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۶ : عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے میں جاعل کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تو عامل کو چاہیے کہ کام کو مکمل کرے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اتنی مقدار میں معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنا عمل تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

مسئلہ ۲۲۲۷ : اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور وہ کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے مثلاً جب وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنی مقدار میں کام کیا جائے گا اتنی مقدار کے لیے اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہیے کہ جتنی مقدار میں کام ہوا ہو اتنی مقدار کی اجرت عامل کو دے دے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں مصالحت کے طور پر ایک دوسرے کو راضی کر لیں۔

مزارعہ (کھیتی کی بٹائی) کے احکام

مسئلہ ۲۲۲۸ : مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ زرعی زمین کا مالک کاشتکار سے اس قسم کا معاہدہ کرے کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں دے دے تا کہ وہ اس میں کاشت کرے اور پیداوار کی کچھ مقدار مالک کو دے دے۔

مزارعہ کی چند شرائط ہیں

۱... یہ کہ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لیے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

۲... زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور مزارعہ کا معاہدہ اپنے قصد اور اختیار سے سرانجام دیں اور سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

۳... مالک اور کاشتکار زمین کی ساری پیداوار میں شریک ہوں لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ یہ شرط طے کریں کہ جو پیداوار پہلے یا آخر میں حاصل ہو وہ ان میں سے کسی ایک کا مال ہے تو مزارعہ باطل ہے۔

۴... فریقین میں سے ہر ایک کا حصہ پیداوار کا نصف یا ایک تہائی وغیرہ ہو پس اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لیے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

۵... جتنی مدت کے لیے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہیے اسے معین کردیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتداء ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام فصل کے حاصل ہونے کو مقرر کردیں تو کافی ہے۔

۶... زمین قابل زراعت ہو اور اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جاسکتا ہو جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

۷... اگر دونوں کا مقصد کسی مخصوص فصل کی کاشت ہو تو جو چیز کاشتکار کو کاشت کرنی چاہیے اسے معین کردیں لیکن اگر کوئی مخصوص زراعت پیش نظر نہ ہو یا جو زراعت دونوں کے پیش نظر ہو اس کا علم ہو تو اسے معین کرنا ضروری نہیں۔

۸... مالک کے لیے زمین کا معین کرنا ضروری نہیں پس اگر کوئی شخص زمین کے چند قطعے رکھتا ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے لیکن اس کے اوصاف معین کردے۔

۹... جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو برداشت کرنا ہو اسے معین کردیں لیکن اگر جو خرچ ہر ایک کو کرنا ہو اس کا علم ہو تو پھر اس کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۲۹ : اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار اس کی (یعنی مالک کی ہوگی) اور جو باقی بچے گی اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اگر انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۳۰ : اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور پیداوار ابھی دستیاب نہ ہو تو اگر مالک زمین اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت کے فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ کاشتکار کو مجبور کرسکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو مالک کے لیے ضروری نہیں کہ اسے اس کا عوض دے لیکن اگر کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۱ : اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین سے پانی منقطع ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو کاشتکار کو چاہیے کہ عام شرح پر اس مدت کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۲۳۲ : اگر مالک زمین اور کاشتکار صیغہ پڑھ چکے ہوں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ منسوخ نہیں کر سکتے اور بعید نہیں ہے کہ اگر مالک مزارعہ کے ارادے سے زمین کسی شخص کو دے دے تب بھی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر وہ معاملہ فسخ نہ کر سکیں لیکن اگر مزارعہ کے معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۳ : اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک زمین یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہوجاتا اور ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور اس نے معاہدہ کر رکھا ہو کہ خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زراعت نمایاں ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دے دینا چاہیے اور جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں لیکن وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

مسئلہ ۲۲۳۴ : اگر کاشت کے بعد پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہوگی اور اسے چاہیے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کی مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور اسے چاہیے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کے ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر فریقین کا جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۵ : اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین میں کھڑی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر مالک راضی نہ ہو تو فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگر چہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تا ہم وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا اور مالک بھی کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے تاکہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۶ : اگر فصل کی جمع آوری اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال فصل دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی فصل مالک زمین کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۷ : اگر انسان اس قسم کا معاملہ کرے کہ میوہ دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررمدت کے لیے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تا کہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مساقات" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۸ : جو درخت پھل نہیں دیتے (مثلاً بید اور چنار) ان کے بارے میں مساقات کا سودا صحیح نہیں ہے اور جن درختوں کے پتوں سے استفادہ کیا جاتا ہے (مثلاً مہندی کا درخت) ان کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ : مساقات کے معاملہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۰ : درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ داری لے دونوں بالغ اور عاقل ہونے چاہئیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو اور لازم ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۲۴۱ : مساقات کی مدت متعین ہونی چاہیے اور اگر فریقین اس مدت کی ابتداء متعین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس سال کا پھل دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس میں ضروری ہے کہ اتنی مدت معین کی جائے کہ جس میں عمل سے درختوں کے پھلوں میں کچھ غیر معمولی اضافہ ہونے کا امکان ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۲ : ہر فریق کا حصہ آدھا یا ایک تہائی وغیرہ ہونا چاہیے اور اگر معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۳ : فریقین کو چاہیے کہ مساقات کا معاملہ میوہ ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ اور اگر میوہ ظاہر ہونے کے بعد اور پکنے سے پہلے معاملہ کریں تو اگر سینچنے وغیرہ کا کام جو درختوں کی پرورش کے لیے ضروری ہو باقی نہ رہا ہو تو معاملہ صحیح نہیں ہے اگر چہ میوہ توڑنے اور اس کی حفاظت وغیرہ کے کام کی ضرورت باقی ہو بلکہ اگر ایسا کام بھی باقی ہو جو درختوں کی پرورش کے لیے ضروری ہو تب بھی مساقات کے معاملہ کی صحت محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۴ : خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۵ : جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے سینچنے کی ضرورت نہ ہو اگر اسے دوسرے کاموں مثلاً زمین نرم کرنے اور کھاد ڈالنے کی حاجت ہو تو اس کے بارے میں ان کاموں کے لیے مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۶ : دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہو گا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مساقات کے معاملہ کے سلسلے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لیے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شرط نہ کریں کہ جو خدا اور رسول کے فرمان کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۷ : اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۸ : درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو وہ اگر مر جائے اور معاہدے میں یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر وہ ورثاء خود بھی درختوں کی پرورش کا کام انجام نہ دیں اور اس مقصد کے لیے کسی کو اجیر بھی مقرر نہ کریں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے میت کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاہدہ کیا ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۴۹ : اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام آمدنی مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے اور میوہ مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہیے کہ سینچنے اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی پرورش کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۰ : اگر کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو معاملہ باطل ہے لہٰذا اگر درخت زمین کے مالک کا مال تھے تو پرورش کے بعد بھی اسی کا مال رہیں گے اور اسے چاہیے کہ جس شخص نے ان کی پرورش کی ہے اسے اجرت دے اور اگر درخت اس شخص کا مال ہوں جس نے ان کی پرورش کی ہو تو پرورش کے بعد بھی وہ اسی کا مال ہوں گے۔ اور وہ انہیں اکھیڑ سکتا ہے البتہ درختوں کو اکھیڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پیدا ہو جائیں اسے چاہیے کہ انہیں پر کر دے اور جس دن درخت لگائے ہوں اس دن زمین کا کرایہ مالک زمین کو دے اور مالک بھی اسے درخت

اکھیڑنے پر مجبور کرسکتا ہے اور اگر درخت کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو مالک زمین اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ہاں اگر مالک زمین خود درختوں کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے کی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ سالم اور عیب دار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو وہ درختوں کے مالک کو دے اور درختوں کا مالک زمین کے مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اپنی زمین پر کھڑا رہنے دے اور اسی طرح زمین کا مالک بھی درختوں کے مالک کو مجبور نہیں کرسکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اس کی زمین میں رہنے دے۔

وہ اشخاص جن کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے

مسئلہ ۲۲۵۱ : جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتا اور بالغ ہونے کی نشانی تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱... پیٹ کے نیچے اور شرمگاہ کے اردگرد اور اوپر بالوں کا اگنا۔رونگٹوں کا ہونا کافی نہیں ہے۔

۲... منی کا خارج ہونا۔

۳... مرد کا عمر کے پندرہ قمری سال اور عورت کا عمر کے نو قمری سال پورے کرنا۔

مسئلہ ۲۲۵۲ : چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر اور سینے پر اور بغل کے نیچے سخت بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا وغیرہ بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر یہ کہ ان باتوں کی وجہ سے انسان کو بالغ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۵۳ : دیوانہ، دیوالیہ (یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے کی وجہ سے حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو) اور سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) اپنے مال میں تصرف نہیں کرسکتے۔

مسئلہ ۲۲۵۴ : جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۵ : انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل وعیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگر اس کے ورثاء راضی نہ ہوں تو اس کا تصرف اس کے ایک تہائی مال میں نافذ ہوگا اور اگر اجازت دے دیں تو پورے تصرفات نافذ ہوں گے۔

وکالت کے احکام

مسئلہ ۲۲۵۶ : وکالت سے مراد یہ ہے کہ جو کام انسان دوسرے کے سپرد کردے تا کہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل قرار دے تا کہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کردے پس چونکہ سفیہ شخص اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے وہ مکان بیچنے کے لیے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۲۲۵۷ : وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کرلیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اسے اس کی خاطر بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۸ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جو دوسرے شہر میں رہ رہا ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرے تو اگر چہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصہ بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۹ : موکل (یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے) اور وہ شخص جو وکیل بنے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہوں اور وکیل بنانے اور وکیل بننے کا اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور موکل میں بلوغ بھی معتبر ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۰ : جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً اس کے لیے انجام دینا جائز نہ ہو اسے انجام دینے کے لیے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اس کے لیے نکاح کا صیغہ پڑھنا جائز نہیں اس لیے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لیے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۱ : اگر کوئی شخص اپنے تمام کام سرانجام دینے کے لیے دوسرے شخص کو وکیل قرار دے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۲ : اگر موکل وکیل کو معزول کردے یعنی جو کام اس کے سپرد کیا ہو اس سے ہٹا دے تو جب وکیل کو اپنے معزول ہونے کی خبر مل جائے اس کے بعد وہ اس کام کو موکل کی جانب سے انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کردیا ہو تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۳ : خواہ موکل غائب بھی ہو وکیل وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۴ : جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو اس کے لیے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا لیکن اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کرسکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو

کہ میرے لیے ایک وکیل مقرر کرو تو اسے چاہیے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور وہ کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۵ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر بھی جائے یا موکل اسے معزول بھی کر دے تو دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۲۶۶ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو موکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۷ : اگر ایک شخص ایک کام انجام دینے کے لیے چند آدمیوں کو اپنا وکیل مقرر کرے اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود اس کام کا اقدام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر موکل نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ باہم مل کر کام انجام دیں یا اسے تنہا کریں یا یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی افراد کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۸ : اگر وکیل یا موکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لیے کسی شخص کو وکیل قرار دیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لیے کسی کو وکیل کیا گیا ہو وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اگر وکیل یا موکل میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی دیوانگی یا بیہوشی کے دوران وکالت موثر نہیں ہوگی لیکن وکالت کا اس طرح باطل ہو جانا کہ دیوانگی اور بیہوشی دور ہو جانے کے بعد بھی اس کے مطابق عمل نہ کیا جا سکے محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۹ : اگر انسان کسی شخص کو کسی کام کے لیے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کے سرانجام پا جانے کے بعد اسے چاہیے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۲۷۰ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لیے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۷۱ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اسکی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (یعنی وکیل) ذمہ دار ہے۔ پس جس لباس کے لیے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۲۷۲ : اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس

کے بیچنے کے لیے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

قرض دینا مستحب موکد ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائک اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : قرض میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : جب مقروض اپنا قرضہ ادا کردے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر قرض کے صیغہ میں قرض کی واپسی کی مدت معین کردی جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہ کرے لیکن اگر کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جس وقت چاہے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور اگر مقروض قرض ادا کرسکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : اگر مقروض کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب کے اور ان دوسری چیزوں کے علاوہ جن کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو تو اگر وہ کوئی کام کاج کرسکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۷۹ : جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے اور اس کے ملنے کی امید بھی نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے اور اگر اس کا قرض خواہ سید نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کا قرضہ سید فقیر کو نہ دے۔

مسئلہ ۲۲۸۰ : اگر کسی میت کا مال اس کے کفن اور دفن کے واجب خرچے اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہیں امور پر

خرچ کرنا چاہیے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۸۱ : اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے روپے قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی ہاں دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ اور کاغذی نوٹوں کو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۲ : اگر کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو وہ تلف نہ ہو گیا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۲۸۳ : اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گندم دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ سیر واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لیے کوئی کام کرے یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے مثلاً طے کرے کہ مقروض نے اگر ایک روپیہ لیا ہے تو واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ایک دیا سلائی کی ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے ۔نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے مثلاً ان گڑھے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گڑھا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود ہوگا اور حرام ہے البتہ اگر بغیر اس کے کہ قرض خواہ کوئی شرط لگائے خود مقروض قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا یہ فعل مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۴ : سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگر چہ اولی یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کرے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۵ : اگر کوئی شخص گندم یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضہ کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو پیداوار دستیاب ہو اس میں تصرف نہ کرے اس صورت میں قرض دہندہ کو سودی معاملے کے باطل ہونے سے آگاہ کر کے اگر مصالحت ہو جائے تو تصرف جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۶ : اگر کوئی شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی قرضے پر لی ہوئی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز

پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس صورت میں اس لباس کو نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی نہ پہنے۔

مسئلہ ۲۲۸۷ : اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور ایک دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے "صرف برات" کہتے ہیں (کسی تاجر سے حوالہ لینا برات کہلاتا ہے اور صرف برات سے مراد مقدار سے کم لینا ہے)

مسئلہ ۲۲۸۸ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد ایک دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰ روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے اور یہ رقم (یعنی ۹۹۰ روپے اور ۱۰۰۰ روپے) مثال کے طور پر سونے چاندی کی بنی ہوئی ہوں تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافہ کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی حرج نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ماسواء اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ ۲۲۸۹ : اگر کسی شخص نے بحیثیت قرض خواہ کسی سے کچھ لینا ہو اور وہ چیز سونے یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس سے نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر (جسے عام اصطلاح میں "تنزول کردن" یعنی بھاؤ گرانا کہتے ہیں) بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ عام رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ اور تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

مسئلہ ۲۲۹۰ : اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرضہ ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب حوالہ ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۱ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہیے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہیے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۲ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔مثلاً جو شخص ''جو'' کا مقروض ہو اس کے نام ''گندم'' کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۳ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۲۹۴ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضہ کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۵ : اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۹۶ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۲۹۷ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کر لے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۸ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگر چہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صورت میں جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۱ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تا کہ اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیے پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس سے جو فائدہ ہو اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ، وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کر دے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تا کہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہو گی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۰۹ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہیے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو

اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگر چہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۱ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہوگا جب وہ کسی لفظ سے (اگر چہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز **فی الواقع** معین ہوں لہذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے

کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیے ضامن ہے یا روپوں کے لیے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : بنا بر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں فقیر ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ضامن بننے کے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ بصورت حال سے لاعلم ہوتے ہوئے اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت کے بغیر اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ضامن بن جائے تو وہ اس مقروض کا قرضہ ادا کرنے پر اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت سے اس کے قرضے کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تو جس مقدار کے لیے ضامن بنا ہو وہ ادا کرنے کے بعد مقروض سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن جس جنس کے لیے وہ مقروض تھا اس کی بجائے کوئی اور جنس قرض خواہ کو دے تو جو چیز دی ہو اس کا مطالبہ مقروض سے نہیں کر سکتا مثلاً اگر مقروض کو دس من گندم دینی ہو اور ضامن دس من چاول دے دے تو وہ مقروض سے دس من چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مقروض خود چاول دینے پر رضامند ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

کفالت کے احکام

مسئلہ ۲۳۲۳ : کفالت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو'قصاص دیت یا اپنے حق کی خاطر' مطلوب ہو اور اس کے بھاگ جانے کا خطرہ ہو تو ایک تیسرا شخص اس بات کی ذمہ داری اور کفالت قبول کرے کہ اس مطلوبہ شخص کو چھوڑ دیا جائے۔ عند الطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاحب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ "مکفول لہ" اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ "مکفول" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کسی الفاظ میں خواہ وہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے صاحب حق کو یہ بات سمجھادے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم
مطلوبہ شخص کو چاہو گے میں اسے تمہارے سپرد کردوں گا اور صاحب حق بھی اس بات کو قبول کرلے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : کفیل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کرسکے۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کردیتی ہے۔

۱... کفیل مطلوبہ شخص کو صاحب حق کے حوالے کردے۔

۲... صاحب حق کا حق ادا کرنے کی صلاحیت کی صورت میں حق ادا کردے۔

۳... صاحب حق اپنے حق سے دستبردار ہوجائے۔

۴... مطلوبہ شخص مرجائے۔

۵... صاحب حق کفیل کو کفالت سے آزاد کردے۔

مسئلہ ۲۳۲۷ : اگر کوئی شخص کسی مطلوبہ شخص کو اس کے صاحب حق کے ہاتھ سے زبردستی رہا کرادے اور صاحب حق کی پہنچ مطلوبہ شخص تک نہ ہوسکے تو جس شخص نے مطلوبہ شخص کو رہا کرایا ہے اسے چاہیے کہ اسے صاحب حق کے سپرد کردے۔

ودیعہ (امانت) کے احکام

مسئلہ ۲۳۲۸ : اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرلے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال نگہداشت کے لیے دے رہا ہے اور وہ بھی نگہداشت کے مقصد سے لے لے تو اسے (مال لینے والے کو) چاہیے کہ ودیعہ اور امانت داری کے ان احکام کے مطابق جن کا بیان بعد میں ہوگا عمل کرے۔

مسئلہ ۲۳۲۹ : امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں عاقل ہونے چاہئیں لہٰذا اگر کوئی شخص دیوانہ کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس

بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے۔البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۰ : اگر کوئی شخص بچہ سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت کے قبول کرلے تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچہ کا مال ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے والے کو چاہیے کہ وہ چیز بچہ کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۱ : جب کوئی شخص امانت میں دیے گئے مال کی حفاظت نہ کرسکتا ہو تو اگر امانت دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہیے کہ امانت قبول نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۲ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لیے تیار نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لیے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۳ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۴ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کردے اور ودیعہ منسوخ کردے تو

اسے چاہیے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے تو اگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۳۵ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے لیے مناسب جگہ حاصل کرلے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۳۶ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اسکا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۳۷ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہیے کہ یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہیے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو

زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہیے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت دار کو چاہیے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار

ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : اگر مال کا مالک مر جائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہوا سے چاہیے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضا مند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہیے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے
چاہیے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفے کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے اگر چہ اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کی ہو اور اس کا مرض بھی دور ہو چکا ہو یا کچھ مدت کے بعد پشیمان ہو کر اس نے وصیت بھی کر دی ہو۔

عاریہ کے احکام

مسئلہ ۲۳۴۵ : عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تا کہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض میں کوئی چیز اس سے نہ لے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : عاریہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اس قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : غصبی چیز یا اس چیز کا بطور رعاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کردی ہو اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور رعاریہ دینے پر راضی ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : جس چیز کی منفعت کسی شخص کا مال ہو مثلاً وہ اس نے اجارہ پر لے رکھی ہو اس چیز کو وہ بطور رعاریہ دے سکتا ہے لیکن اگر اجارہ میں یہ شرط عائد کی گئی ہو کہ وہ شخص خود اس مال سے استفادہ کرے گا تو پھر وہ شخص وہ مال کسی دوسرے کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر دیوانہ ٗبچہ ٗ دیوالیہ ٗاور سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے لیکن اس صورت میں جب کہ ولی اس بات میں مصلحت سمجھتا ہو کہ جس شخص کا وہ ولی ہے اسکا مال عاریہ پر دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر بچہ اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال عاریتاً دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط طے کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ اس کا عوض دے

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے ہو کہ اگر وہ سونا یا چاندی تلف ہو گیا تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا تو اگر وہ تلف ہو گیا تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر کوئی چیز عاریتاً دینے والا مر جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ جو چیز عاریتاً لی ہو وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۵۳ : اگر عاریتاً دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً دیوانہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ جو مال عاریتاً لیا ہو وہ عاریتاً دینے والے کے ولی کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۵۴ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو تو وہ جب بھی چاہے اسے واپس لے سکتا ہے اور جس نے کوئے چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۵ : کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہوسکتا ہو (مثلاً لہولعب اور قمار بازی کے آلات اور استعمال کی غرض سے سونے چاندی کے برتن عاریتاً دینا) باطل ہے ہاں اگر ان چیزوں کو سجاوٹ کے لیے عاریتاً دیا جائے تو جائز ہے اگرچہ احتیاط اس غرض سے عاریتاً دینے کو بھی ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۶ : بھیڑوں کو ان کے دودھ اور پشم سے استفادہ کرنے کے لیے اور نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملانے کے لیے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۷ : اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو دیدے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا ولی کی اجازت کے بغیر مال کو ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس کے اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لیے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کردے تو عاریتاً لینے والا

ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸ : اگر کوئی شخص کوئی نجس چیز ایسے کام کے لیے عاریتاً دے جس میں طہارت شرط ہو مثلاً نجس برتن بطور عاریہ دے تاکہ اس میں کھانا کھایا جائے تو اسے چاہیے کہ جس شخص کو وہ چیز عاریتاً دے رہا ہو اسے اس کے نجس ہونے کے بارے میں بیا دے لیکن اگر نجس لباس نماز پڑھنے کے لیے عاریتاً دے تو ضروری نہیں کہ لینے والے کو اس کے نجس ہونے کے بارے میں مطلع کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۹ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے وہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو بطور اجارہ یا بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۰ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دیدے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳۶۱ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا

دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۲ : اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر وہ عوض عاریتاً لینے والے سے لے لے تو وہ جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۳ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ

بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط طے کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ وہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا ہے۔

عقد نکاح یعنی ازدواج

مسئلہ ۲۳۶۴ : عقد ازدواج کے ذریعے عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور عقد کی دو قسمیں ہیں دائمی اور غیر دائمی ۔عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لیے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں ۔اور غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال کا یا اس سے زیادہ مدت کے لیے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے عادتاً زیادہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس صورت میں احتیاطاً عقد دائمی ہوگا اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے متعہ اور صیغہ کہتے ہیں ۔

عقد کے احکام

مسئلہ ۲۳۶۵ : ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے ۔عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا کافی نہیں ہے عقد کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تا کہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے ۔

مسئلہ ۲۳۶۶ : وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لیے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے ۔

مسئلہ ۲۳۶۷ : عورت اور مرد کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے لیکن اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے تو کافی ہے

مسئلہ ۲۳۶۸ : اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور اسے کہے کہ تم میرا عقد دس دن کے لیے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتداء کو معین نہ کرے تو وہ وکیل جن دس دنوں کے لیے
چاہے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹہ کا ہے تو پھر اسے چاہیے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے ۔

مسئلہ ۲۳۶۹ : عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں ۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۰ : اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا۔ اور اس کے بعد بغیر فاصلہ کے مرد کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے زَوَّجْتُ مُوَکِّلَکَ اَحْمَدَ مُوَکِّلَتِیْ فَاطِمَۃَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا وکیل کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ اَحْمَدَ عَلَی الصَّدَاقِ الْمَعْلُوْمِ تو عقد صحیح ہوگا اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت زَوَّجْتُ کہے تو مرد بھی قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۱ : اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمَۃِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے قَبِلْتُ تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے مَتَّعْتُ مُوَکِّلَتِیْ مُوَکِّلَکَ فِی الْمُدَّۃِ الْمَعْلُوْمَۃِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلا فاصلہ کہے قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ لِمُوَکِّلِیْ هٰکَذَا تو عقد صحیح ہوگا۔

عقد کی شرائط

مسئلہ ۲۳۷۲ : عقد ازدواج کی چند شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ بنا بر احتیاط واجب صیغہ عقد صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص صحیح عربی میں پڑھ سکتا ہو اسے وکیل بنائیں اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ خود عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں البتہ انہیں چاہیے کہ وہ الفاظ کہیں جو زوجت اور قبلت کا مفہوم ادا کرسکیں

۲... مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ انشاء کا قصد رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ خود کو اس مرد کی بیوی قرار دے اور مرد کا قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو زَوَّجْتُ قَبِلْتُ کہنے سے ان کا قصد یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن

جائیں۔

۳... جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو احتیاط کی بنا پر وہ بالغ اور عاقل ہو خواہ وہ اپنے لیے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔

۴... اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے ولی صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ عقد کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں پس جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے زَوَّجْتُکَ اِحْدیٰ بَنَاتِیْ یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے قَبِلْتُ یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ عقد کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا لہٰذا عقد باطل ہے۔

۵... عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں ہاں اگر عورت ظاہری طور پر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : جو شخص عربی زبان کی صرف و نحو نہ جانتا ہو اگر اس کی قرأت صحیح ہو اور وہ عقد کے ہر کلمہ کا معنی فرداً فرداً جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کی مراد اس کے معنی ہوں تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر کسی عورت کا عقد اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس عقد کی اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے او رعقد پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ عقد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : باپ اور دادا اپنے نابالغ فرزند کا (لڑکا ہو یا لڑکی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو عقد کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو عقد کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی نہ ہو تو وہ اسے منسوخ نہیں کر سکتا اور اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو اسے اس عقد کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔لیکن ضروری ہے کہ باپ دادا نابالغ یا دیوانہ بچہ کے نکاح کے وقت اس کی مصلحت کو پیش نظر رکھیں اور اگر اس بچہ کی مصلحت کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا تو بالغ یا عاقل ہونے کے بعد بچہ کو عقد باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو لڑکی حد بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنی بھلائی اور برائی جانچ سکتی ہو اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتی ہے ۔اور اگر کنواری ہو تو واجب ہے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے اور حقوق

زوجیت کی ادائیگی کا دارومدار باپ دادا کی اجازت سے مشروط ہے اور اگر صرف محرم بنا مقصود ہو تو بغیر اجازت کے عقد دائم وعقد منقطع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹ : اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا سے اجازت لینا ان کے غائب ہونے یا کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو (غیب سے مراد یعنی کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو کہ باپ یا دادا سے رابطہ کر کے اجازت لی جا سکے) اور لڑکی شادی کی ضرورت مند بھی ہو تو باپ یا دادا سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۰ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو لڑکے کو چاہیے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے۔

مسئلہ ۲۳۸۱ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو اگر لڑکا عقد کے وقت مال رکھتا ہو تو وہ عورت کے مہر کا مقروض ہے اور اگر وہ عقد کے وقت مال نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ یا دادا کو چاہیے کہ اس عورت کا مہر دیں۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۲۳۸۲ : اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں مندرجہ ذیل سات عیبوں میں سے کوئی ایک عیب موجود ہے تو وہ عقد فسخ کر سکتا ہے۔

۱... پاگل پن۔

۲... کوڑھ۔

۳... برص۔

۴... اندھا پن۔

۵... اپاہج ہونا۔ اور مفلوج ہونا بھی اپاہج ہونے کے حکم میں ہے جب کہ عورت کا مفلوج ہونا واضح ہو۔

۶... افضا۔ یعنی پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو جانا۔

۷... عورت کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا ہونا جو جماع سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۳۸۳ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ رہا ہے یا وہ عقد کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے یا مجامعت کرنے کے بعد دیوانہ ہو جائے یا اس کا آلہ تناسل ہی نہ ہو یا اس کا آلہ تناسل عقد کے بعد لیکن مجامعت سے پہلے کٹ جائے یا اسے کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو خواہ اسے وہ بیماری عقد کے بعد اور نزدیکی

کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر عقد کو ختم کرسکتی ہے لیکن اس صورت میں جب کہ شوہر مجامعت نہ کرسکتا ہو عورت کے لیے لازم ہے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور وہ اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے دے اور اگر پھر بھی وہ اس عورت یا کسی اور عورت سے مجامعت کرنے پر قادر نہ ہو تو عورت اس کے بعد عقد ختم کرسکتی ہے اور اگر مرد کا آلہ تناسل مجامعت کرنے کے بعد کٹ جائے اور عورت عقد ازدواج کو فسخ کرے تو اس فسخ کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۳۸۴ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کے شوہر کے فوطے نکال دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں جب کہ اس امر کو عورت سے مخفی رکھا گیا ہو وہ عقد ختم کرسکتی ہے لیکن اگر اس سے مخفی نہ رکھا گیا ہو تو احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۸۵ : اگر عورت اس بنا پر عقد ختم کردے کہ مرد مجامعت پر قادر نہیں تو شوہر کو چاہیے کہ اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت عقد ختم کردیں تو اگر مرد نے عورت سے مجامعت نہ کی ہو تو کوئی چیز دینا اس پر

واجب نہیں ہے اور اگر مجامعت کی ہو تو اسے چاہیے کہ پورا مہر ادا کرے۔

وہ عورتیں جن سے ازدواج حرام ہے

مسئلہ ۲۳۸۶ : ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

مسئلہ ۲۳۸۷ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ اس سے مجامعت نہ بھی کرے اس عورت کی ماں، نانی، اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۸ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی، اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

مسئلہ ۲۳۸۹ : اگر کسی مرد نے ایک عورت سے عقد کیا ہو لیکن مجامعت نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے عقد میں رہے احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۰ : انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۱ : شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ عقد کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کے محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۲ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ وہ عقد دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کے عقد میں ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۳۹۳ : اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر کتاب طلاق میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران اس کی بہن سے عقد نہیں کرسکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے عقد کرسکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے عقد نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۴ : انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھانجی یا بھتیجی سے ازدواج نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے عقد کرلے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۵ : اگر بیوی کو پتہ چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کرلیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں رضامند نہ ہو تو ان کا عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۶ : اگر انسان خالہ کی لڑکی سے شادی کرنے سے پہلے نعوذ باللہ خالہ سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر پھوپھی کی لڑکی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۷ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے مجامعت کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں ہوتی اور اگر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دے کر اس سے (یعنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے) جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۹۸ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی عورت سے زنا کرے تو احوط اور اولی یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے

ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس سے مجامعت کرلے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بلا شبہ اس کے لیے لازم نہیں کہ اس عورت سے جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۹۹ : مسلمان عورت کا عقد کافر مرد سے نہیں ہوسکتا۔ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافرہ عورتوں سے ازدواج نہیں کرسکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط

واجب یہ ہے کہ ان سے عقد دائمی نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً خوارج غلات اور نواصب جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان عورتیں یا مرد ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی عقد نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۴۰۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بنا بر احتیاط وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو عدہ متعہ یا طلاق بائن یا عدہ وفات میں ہو تو بعد میں اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے ازدواج نہ کرے طلاق رجعی اور طلاق بائن اور عدہ متعہ اور عدت وفات کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو اور عدت میں نہ ہو تو بعد میں اس عورت سے عقد کر سکتا ہے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ تا وقتیکہ اس عورت کو حیض کا خون آئے انتظار کرے اور بعد میں اس سے عقد کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہے تو پھر احتیاط مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۲ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگر چہ مرد نے عقد کے بعد عورت سے

مجامعت نہ بھی کی ہو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۰۳ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے مجامعت کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عدت میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران عورت سے عقد حرام ہے وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۰۴ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے ازدواج حرام ہے اس سے ازدواج کرے تو اسے چاہیے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور یہ بھی چاہیے کہ بعد میں بھی اس سے عقد نہ کرے اور اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن ازدواج کے بعد اس سے مجامعت کی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۵ : اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو بنا بر احتیاط وہ زنا کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے لیکن شوہر کو چاہیے کہ اس کا پورا مہر بھی دے۔ بشرطیکہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو ورنہ نصف مہر دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۶ : دخول کے بعد جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا وہ مدت ختم ہوگئی ہو اگر وہ کچھ مدت کے بعد دوسرا شوہر کرے اور بعد میں شک کرے کہ آیا دوسرے شوہر سے عقد کرنے کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۷ : جس شخص نے کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کیا ہو اگر وہ (یعنی اغلام کرنے والا) بالغ ہو تو اس لڑکے کی ماں بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر حرام ہیں لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۸ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کی ماں یا بہن سے ازدواج کرے اور ازدواج کے بعد اس لڑکے سے اغلام کرے تو وہ عورتیں اس پر حرام نہیں ہوتیں سوائے اس صورت کے کہ وہ ازدواج طلاق وغیرہ کے وجہ سے ختم ہو جائے اور اغلام کرنے والا دوبارہ ان سے ازدواج کرنا چاہے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۹ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں (جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے) کسی عورت سے ازدواج کرے تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں عقد کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے عقد نہیں کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۰ : جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے ازدواج کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں ازدواج کرنا حرام ہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ بعد میں اس مرد سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۱ : اگر مرد طواف نساء (جو حج کے اعمال میں سے ایک عمل ہے) بجا نہ لائے تو اس کی بیوی بھی اور دوسری عورتیں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو اس کا شوہر اور دوسرے مرد اس پر حرام ہو جاتے ہیں لیکن اگر وہ بعد میں طواف نساء بجا لائیں تو مرد پر عورتیں اور عورت پر مرد حلال ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۲ : جو لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو اس سے مجامعت کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے عقد کرے اور اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے مجامعت حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہوگیا ہو (افضاء کے معنی بتائے جا چکے ہیں) لیکن مرد کے لیے احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۴۱۳ : جس عورت کو تین مرتبہ طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور

اس کی عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

مسئلہ ۲۴۱۴ : جس عورت کا دائمی عقد ہو جائے اس کے لیے احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر معمولی کاموں کے لیے بھی گھر سے باہر نہ نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو اور اسے چاہیے کہ جس لذت کی بھی شوہر خواہش کرے اسے پورا کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت سے نہ روکے اور جب تک عورت بغیر عذر کے گھر سے باہر نہ جائے اس کی غذا لباس اور رہائش کا انتظام شوہر پر واجب ہے اور اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا بطور احتیاط مقروض ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۱۵ : اگر عورت ان کاموں میں جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے تو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور گنہگار ہے قول مشہور کی رو سے وہ غذا، لباس، اور رہائش کا حق بھی نہیں رکھتی مگر جب تک عورت شوہر کے پاس ہو یہ حکم محل اشکال ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۱۶ : مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو خانگی خدمت پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۷ : بیوی کے سفر کے اخراجات اگر وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو وہ اخراجات شوہر کی ذمہ داری نہیں البتہ اگر شوہر خود اس بات پر مائل ہو کہ بیوی کو سفر پر لے جائے تو اسے چاہیے کہ سفر کے اخراجات اسے دے۔

مسئلہ ۲۴۱۸ : جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمہ ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور وہ مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندبست کرے تو جس

وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۹ : اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری بیوی کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کردے اور اولی اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

مسئلہ ۲۴۲۰ : مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی دائمی جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک مجامعت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۱ : اگر دائمی عقد میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد صحیح ہے اور اگر مرد عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو اسے چاہیے کہ

اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۲ : اگر عقد دائمی پڑھتے وقت مہر دینے کے لیے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو مجامعت کرنے سے روک سکتی ہے قطع نظر اس سے کہ مرد وہ مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے مجامعت پر راضی ہو اور شوہر اس سے مجامعت کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (ازدواج موقت)

مسئلہ ۲۴۲۳ : عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگر چہ لذت حاصل کرنے کے لیے نہ بھی ہو تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ مجامعت ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۵ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے مجامعت نہ کرے تو عقد اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو شوہر اس سے مجامعت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۶ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۴۲۷ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا ہاں اگر انہوں نے میراث پانے کی شرط عائد کی ہو تو اس صورت میں جس نے ایسی شرط عائد کی ہو وہ میراث پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۸ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہمبستری کا حق نہیں رکھتی اس کا عقد صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۲۹ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے۔ اور احتیاط یہ ہے کہ گو اس کے باہر جانے سے شوہر کا حق تلف نہ بھی ہوتا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۰ : اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لیے معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ متعہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی عقد اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کیے بغیر عقد متعہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتہ چلے اگر وہ اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۱ : محرم بن جانے کی غرض سے کسی نابالغ لڑکی کا باپ یا دادا اسے ایک گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت کے لیے کسی شخص کے عقد میں دے سکتے ہیں تاہم ضروری ہے کہ اس عقد میں لڑکی کے لیے منفعت ہو لیکن اگر نابالغ لڑکے کا محرم بن جانے کی خاطر اس زمانے میں جب وہ کسی قسم کی لذت حاصل کرنے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو کسی عورت سے عقد کر دیں تو اس عقد میں اشکال ہے۔ اس اشکال کے ازالے کے لیے مدت اتنی مقرر کر دی جائے کہ لڑکا بالغ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۲ : اگر باپ یا دادا اپنے لڑکے کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے عقد کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۳ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کے عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہیے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۳۴ : مرد کے لیے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی مدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۳۵ : مرد کے لیے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے، ہاتھوں، سر، گردن، اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۶ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۷ : عورت کو چاہیے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۳۸ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ ممیز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگر چہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۹ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہیے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کو چاہیے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۲ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تا کہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ازدواج کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۴۵ : جس شخص کو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : اگر شوہر عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں اور کسی مرد

سے مجامعت کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت پھٹ چکا ہے تو بنا بر احتیاط شوہر عقد کو فسخ نہیں کر سکتا البتہ کنواری ہونے اور کنواری نہ ہونے کے مابین مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : نامحرم مرد اور عورت کا ایسے خلوت کے مقام پر ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو اور نہ ہی کوئی آسکتا ہو اس صورت میں جب کہ فساد کا احتمال ہو حرام ہے لیکن اگر کوئی اس جگہ آسکتا ہو یا کوئی ایسا بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو وہاں موجود ہو یا فساد کا احتمال نہ ہو تو پھر اس عورت اور مرد کے وہاں ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : اگر کوئی مرد عورت کا مہر عقد میں معین کر دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ مہر ادا کرے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : جو مسلمان خدا یا پیغمبرؐ یا قیامت کا منکر ہو یا ان فرقوں سے تعلق رکھتا ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے یا دین کے کسی ضروری حکم سے یعنی ایسے حکم سے جسے مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہوں (مثلاً نماز اور روزہ کا واجب ہونا) یہ جانتے ہوئے کہ وہ دین کا ضروری حکم ہے انکاری ہو جائے تو وہ شخص مرتد ہے اور ان پر ان احکام کا اطلاق ہوگا جنکا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر عورت ازدواج کے بعد اس طرح مرتد ہو جائے جیسے کہ سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو تو اس کے لیے عدت بھی نہیں ہے اور اگر مجامعت کے بعد مرتد ہو لیکن یائسہ ہو چکی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یائسہ نہ ہوئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہونی چاہیے۔ اور یائسہ کے معنی بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : جو شخص مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہو اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت کو چاہیے کہ وفات کی عدت کے برابر (جس کا بیان طلاق کے احکام میں ہوگا) عدت رکھے)۔

مسئلہ ۲۴۵۲ : وہ مرد جو غیر مسلم والدین کے یہاں جنم لے اور بعد میں مسلمان ہو جائے اگر وہ ازدواج کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو یا اگر وہ عورت یائسہ ہو تو اس کے لیے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد مجامعت کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی کی عمر ان عورتوں کی ہو جنہیں خون حیض آتا ہے تو اس عورت کو چاہیے کہ طلاق کی عدت کے برابر (جس کا ذکر احکام طلاق میں آئے گا) عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں بھی اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۵۳ : اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے ایک معین شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہیں لے جانا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۵۴ : اگر عورت کی پہلے شوہر سے ایک بیٹی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا عقد اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو اور اگر کسی لڑکی کا عقد اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود عقد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۵ : اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ عورت یا مرد جس سے اس نے زنا کیا ہو وہ دونوں مسلمان ہوں اس عورت کے لیے جائز نہیں کہ حمل ساقط کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اگر اس طریقہ سے استبراء کے بعد جو بیان کیا گیا ہے اس عورت سے عقد کرے اور ان کا بچہ پیدا ہو تو اس صورت میں جب کہ انہیں علم نہ ہو کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام سے ہے وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۷ : اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے ازدواج کر لے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً ان دونوں کا فرزند ہوگا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران ازدواج کرنا حرام ہے تو شرعاً وہ بچہ باپ کا فرزند ہوگا اور دونوں صورتوں میں اس عورت اور مرد کا عقد باطل ہے اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۸ : اگر کوئی عورت کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کا کہنا قبول نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر وہ کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۹ : اگر ایک شخص ایک ایسی عورت سے ازدواج کرے جس نے کہا ہو کہ میں شوہر دار نہیں ہوں اور بعد میں کوئی کہے کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے تو اگر شرعاً یہ ثابت نہ ہو کہ اس عورت کا کوئی پہلا شوہر ہے تو اس شخص کا قول (جس نے کہا ہو کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے) قبول نہیں کرنا چاہیے

مسئلہ ۲۴۶۰ : جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں ان کا باپ انہیں ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ لڑکی کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۱ : جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے ازدواج میں عجلت کرنا مستحب ہے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت وارد ہے کہ مرد کی خوش نصیبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں ماہ واری (خون حیض) نہ دیکھے۔

مسئلہ ۲۴۶۲ : اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر سے بری الذمہ قرار دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ عورت مہر نہ لے اور مرد بھی دوسری عورت سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۳ : جو شخص ولد الزنا ہو اگر وہ کسی عورت سے ازدواج کرے اور اس کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۶۴ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرے تو وہ گنہگار ہے لیکن اگر اس مجامعت کے نتیجہ میں ان کا کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۶۵ : جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت (جس کی مقدار احکام طلاق میں بتائی جائے گی) کے بعد ازدواج کرے اور بعد ازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے چاہیے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور پہلے شوہر پر حلال ہوگی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو تو عورت کو چاہیے کہ عدت گزارے اور دوسرے شوہر کو چاہیے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت کے زمانہ کا خرچ دوسرے شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۲۴۶۶ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو آئندہ مسائل میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱... خود وہ عورت۔ اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲... عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے۔ اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔ دودھ کے مالک سے مراد وہ مرد ہے جس کی ہم بستری کے باعث عورت "دودھ پلانے والی" کے پستانوں میں دودھ پیدا ہوا ہو۔

۳... اس عورت کا باپ اور ماں اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر جائے اور خواہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴... اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵... اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہوں خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶... اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷... اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸... اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹... اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور اگر چہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۰... اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱... اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲... اس عورت کا شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگر چہ وہ رضاعی ہی ہوں اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۶۷ : اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے ازدواج نہیں کرسکتا جنہیں وہ عورت جنم دے لیکن اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے ازدواج کرنا جائز ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی ازدواج نہ کرے اور وہ ان لڑکیوں سے بھی عقد نہیں کرسکتا جو اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیاں ہوں جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کی رضاعی بیٹیاں ہی کیوں نہ

ہوں اور ان دونوں صورتوں میں اگر اس وقت (یعنی اس عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے وقت) ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۸ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے ازدواج نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۶۹ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۰ : اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو ازدواج کرے اور اس سے مجامعت کرے تو پھر وہ اس لڑکی سے عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۴۷۱ : اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے ازدواج کرے تو پھر وہ اس عورت سے ازدواج نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

مسئلہ ۲۴۷۲ : کوئی شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اسکی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا اور اگر کوئی شخص کسی شیر خوار بچی سے عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۳ : جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابھی نے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی، کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۴ : اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچہ کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے

لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی) کو دودھ پلائے تو اس کی بہو (جو کہ اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے) اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۴۷۵ : اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ بچہ اسی لڑکی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں

مسئلہ ۲۴۷۶ : بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرائط ہیں۔

۱... بچہ زندہ عورت کا دودھ پیے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کی پستان سے دودھ پیے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲... عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچہ کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳... بچہ پستان سے دودھ پیے۔ پس اگر دودھ اس کے گلے میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

۴... دودھ خالص ہو۔ اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵... دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس اگر شیر دار عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ بعد میں دوسرا شوہر کر لے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے کے وقت تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچہ کو خود بچہ جننے سے پیشتر پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنے گا۔

۶... بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہوں احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چاہیے کہ اس سے ازدواج نہ کریں اور اس پر محرمانہ نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

۷... بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن رات میں اس طرح جیسے کی آئندہ مسئلہ میں ذکر کیا جائے گا سیر ہو کر دودھ پیئے یا اسے اتنی مقدار میں دودھ دیا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہوگئی ہیں اور گوشت اس کے بدن پر نمودار ہو گیا ہے بلکہ اگر بچے کو دس مرتبہ بھی دودھ دیا جائے تو اس صورت میں جب کہ اس دس مرتبہ کے درمیان کوئی فاصلہ حتیٰ کہ طعام دینے کا فاصلہ بھی نہ ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہیں اس سے ازدواج نہ کریں اور محرمانہ نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔

۸... بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے تک آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ

کسی کا محرم نہیں بنتا لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنتے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۷ : دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کے لیے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیئے۔ ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے

گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لیکر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پیا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۷۸ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے اور بعد ازاں دوسرا شوہر کرے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دو بچے آپس میں محرم نہیں بن جاتے ہیں اگر چہ بہتر یہ ہے کہ آپس میں ازدواج نہ کریں۔

مسئلہ ۲۴۷۹ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس شوہر اور عورت کے جنہوں نے انہیں دودھ دیا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۰ : اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۱ : اگر کسی شخص کی دو بیویاں شیر دار ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

مسئلہ ۲۴۸۲ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بھائی بہن اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۸۳ : کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں اور اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن، ماں، اور دادی بن گئی ہوں۔ عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۸۴ : جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۸۵ : انسان دو بہنوں سے ایک ہی وقت میں ازدواج نہیں کرسکتا اگر چہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ دو عورتوں سے عقد کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جب کہ ان کا عقد ایک ہی وقت میں ہوا ہو اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہے رکھے اور اگر عقد ایک ہی وقت نہ ہوا ہو تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۶ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا اگر چہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

۱... اپنے بھائی اور بہن کو۔

۲... اپنے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو۔

۳... اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو۔

۴... اپنے بھتیجے کو۔

۵... شوہر کے بھائی یا شوہر کی بہن کو۔

۶... اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو۔

۷... اپنے شوہر کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو۔

۸... اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے اور نواسی۔

مسئلہ ۲۴۸۷ : اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ دودھ پلانے والی عورت اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس عورت سے ازدواج کرنے سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۲۴۸۸ : جس شخص کی دو عورتیں ہوں اگر ان میں سے ایک عورت دوسری کے چچا کے فرزند کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے فرزند کو دودھ پلایا گیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۲۴۸۹ : بچے کو دودھ پلانے کے لیے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلانے کے لیے اپنے شوہر سے اجرت نہ لے اور یہ اچھی بات ہے کہ شوہر اسے اجرت دے اور اگر بچے کی ماں دایہ کے مقابلہ میں زیادہ اجرت لینا چاہے تو شوہر بچے کو اس سے لے کر دایہ کے سپرد کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۰ : مستحب ہے کہ جو دایہ بچے کے لیے حاصل کی جائے شیعہ اثنا عشری، عقلمند، پاک دامن، اور خوش شکل ہو اور مکروہ ہے کہ وہ کم عقل، غیر شیعہ اثنا عشری، بدصورت، بد خلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ اس عورت کو دایہ مقرر کیا جائے جس کا دودھ اس بچے سے ہو جو

ولدالزنا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۹۱ : مستحب ہے کہ عورتوں کو روکا جائے تا کہ وہ ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ یاد نہ رہے کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور بعد میں دو محرم اشخاص ایک دوسرے سے ازدواج کر لیں۔

مسئلہ ۲۴۹۲ : جو اشخاص دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رشتہ دار بن جائیں ان پر ایک دوسرے کا احترام کرنا مستحب ہے لیکن وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے اور رشتہ داری کے جو حقوق آپس میں حقیقی رشتہ داروں کے ہوتے ہیں ان کا اطلاق رضاعی رشتہ داروں پر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۹۳ : اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلایا جائے۔

مسئلہ ۲۴۹۴ : اگر دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے بچہ کو دودھ پلائے جسے دودھ پلانے کی وجہ سے وہ خود اپنے شوہر پر حرام ہو جائے مثلاً اگر اس کے شوہر نے کسی دودھ پیتی بچی سے عقد کیا ہو تو عورت کو اس بچی کو دودھ نہیں پلانا چاہیے کیونکہ اگر اس بچی کو دودھ پلائے گی تو وہ خود شوہر کی ساس بن جائے گی اور اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۹۵ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھاوج اس کی محرم بن جائے تو اسے چاہیے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لیے متعہ کر لے اور ان دونوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کی بھاوج اس بچی کو دودھ پلا دے۔

مسئلہ ۲۴۹۶ : اگر کوئی مرد کسی عورت سے عقد کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے۔ پس اگر مرد نے اس عورت سے مجامعت نہ کی ہو یا مجامعت کی ہو لیکن مجامعت کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو مجامعت کے بعد پتہ چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو شوہر کو چاہیے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق مہر دے۔

مسئلہ ۲۴۹۷ : اگر کوئی عورت عقد سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اگر اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے ازدواج نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہے جیسے کہ مرد عقد بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۸ : دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۱... ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کے کہنے کا انسان کو یقین آجائے۔

۲... دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا چار عورتیں جو عادل ہوں اور اس امر کی شہادت دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی کھول کر بیان کریں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۹ : اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہو یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۲ : اگر عقد دائمی پڑھتے وقت مہر دینے کے لیے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو مجامعت کرنے سے روک سکتی ہے قطع نظر اس سے کہ مرد وہ مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے مجامعت پر راضی ہو اور شوہر اس سے مجامعت کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (ازدواج موقت)

مسئلہ ۲۴۲۳ : عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگر چہ لذت حاصل کرنے کے لیے نہ بھی ہو تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ مجامعت ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۵ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے مجامعت نہ کرے تو عقد اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو شوہر اس سے مجامعت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۶ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۴۲۷ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا ہاں اگر انہوں نے میراث پانے کی شرط عائد کی ہو تو اس صورت میں جس نے ایسی شرط عائد کی ہو وہ میراث پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۸ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہمبستری کا حق نہیں رکھتی اس کا عقد صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۲۹ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے۔ اور احتیاط یہ ہے کہ گو اس کے باہر جانے سے شوہر کا حق تلف نہ بھی ہوتا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۰ : اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لیے معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ متعہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی عقد اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کیے بغیر عقد متعہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتہ چلے اگر وہ اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۱ : محرم بن جانے کی غرض سے کسی نابالغ لڑکی کا باپ یا دادا اسے ایک گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت کے لیے کسی شخص کے عقد میں دے سکتے ہیں تاہم ضروری ہے کہ اس عقد میں لڑکی کے لیے منفعت ہو لیکن اگر نابالغ لڑکے کا محرم بن جانے کی خاطر اس زمانے میں جب وہ کسی قسم کی لذت حاصل کرنے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو کسی عورت سے عقد کر دیں تو اس عقد میں اشکال ہے ۔اس اشکال کے ازالے کے لیے مدت اتنی مقرر کر دی جائے کہ لڑکا بالغ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۲ : اگر باپ یا دادا اپنے لڑکے کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے عقد کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۳ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کے عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہیے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۳۴ : مرد کے لیے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی مدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۳۵ : مرد کے لیے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے ٗ ہاتھوں ٗ سر گردن ٗ اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۶ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۷ : عورت کو چاہیے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۳۸ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ ممیّز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگر چہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۹ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہیے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کو چاہیے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہیے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۲ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تا کہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ازدواج کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۴۵ : جس شخص کو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : اگر شوہر عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں اور کسی مرد

سے مجامعت کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت پھٹ چکا ہے تو بنابر احتیاط شوہر عقد کو فسخ نہیں کرسکتا البتہ کنواری ہونے اور کنواری نہ ہونے کے مابین مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : نامحرم مرد اور عورت کا ایسے خلوت کے مقام پر ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو اور نہ ہی کوئی آسکتا ہو اس صورت میں جب کہ فساد کا احتمال ہو حرام ہے لیکن اگر کوئی اس جگہ آسکتا ہو یا کوئی ایسا بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو وہاں موجود ہو یا فساد کا احتمال نہ ہو تو پھر اس عورت اور مرد کے وہاں ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : اگر کوئی مرد عورت کا مہر عقد میں معین کردے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے چاہیے کہ مہر ادا کرے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : جو مسلمان خدا یا پیغمبرؐ یا قیامت کا منکر ہو یا ان فرقوں سے تعلق رکھتا ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے یا دین کے کسی ضروری حکم سے یعنی ایسے حکم سے جسے مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہوں (مثلاً نماز اور روزہ کا واجب ہونا) یہ جانتے ہوئے کہ وہ دین کا ضروری حکم ہے انکاری ہو جائے تو وہ شخص مرتد ہے اور ان پر ان احکام کا اطلاق ہوگا جنکا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر عورت ازدواج کے بعد اس طرح مرتد ہو جائے جیسے کہ سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو تو اس کے لیے عدت بھی نہیں ہے اور اگر مجامعت کے بعد مرتد ہو لیکن یائسہ ہو چکی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یائسہ نہ ہوئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہونی چاہیے۔ اور یائسہ کے معنی بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : جو شخص مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہو اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت کو چاہیے کہ وفات کی عدت کے برابر (جس کا بیان طلاق کے احکام میں ہوگا) عدت رکھے)۔

مسئلہ ۲۴۵۲ : وہ مرد جو غیر مسلم والدین کے یہاں جنم لے اور بعد میں مسلمان ہو جائے اگر وہ ازدواج کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو یا اگر وہ عورت یائسہ ہو تو اس کے لیے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد مجامعت کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی کی عمر ان عورتوں کی ہو جنہیں خون حیض آتا ہے تو اس عورت کو چاہیے کہ طلاق کی عدت کے برابر (جس کا ذکر احکام طلاق میں آئے گا) عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں بھی اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۵۳ : اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے ایک معین شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہیں لے جانا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۵۴ : اگر عورت کی پہلے شوہر سے ایک بیٹی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا عقد اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو اور اگر کسی لڑکی کا عقد اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود عقد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۵ : اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ عورت یا مرد جس سے اس نے زنا کیا ہو وہ دونوں مسلمان ہوں اس عورت کے لیے جائز نہیں کہ حمل ساقط کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اگر اس طریقہ سے استبراء کے بعد جو بیان کیا گیا ہے اس عورت سے عقد کرے اور ان کا بچہ پیدا ہو تو اس صورت میں جب کہ انہیں علم نہ ہو کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام سے ہے وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۷ : اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے ازدواج کر لے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا اور شرعاً ان دونوں کا فرزند ہوگا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران ازدواج کرنا حرام ہے تو شرعاً وہ بچہ باپ کا فرزند ہوگا اور دونوں صورتوں میں اس عورت اور مرد کا عقد باطل ہے اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۸ : اگر کوئی عورت کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کا کہنا قبول نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر وہ کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۹ : اگر ایک شخص ایک ایسی عورت سے ازدواج کرے جس نے کہا ہو کہ میں شوہر دار نہیں ہوں اور بعد میں کوئی کہے کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے تو اگر شرعاً یہ ثابت نہ ہو کہ اس عورت کا کوئی پہلا شوہر ہے تو اس شخص کا قول (جس نے کہا ہو کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے) قبول نہیں کرنا چاہیے

مسئلہ ۲۴۶۰ : جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں ان کا باپ انہیں ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولی یہ ہے کہ لڑکی کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۱ : جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے ازدواج میں عجلت کرنا مستحب ہے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت وارد ہے کہ مرد کی خوش نصیبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں ماہ واری (خون حیض) نہ دیکھے۔

مسئلہ ۲۴۶۲ : اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر سے بری الذمہ قرار دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ عورت مہر نہ لے اور مرد بھی دوسری عورت سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۳ : جو شخص ولدالزنا ہو اگر وہ کسی عورت سے ازدواج کرے اور اس کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۶۴ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرے تو وہ گنہگار ہے لیکن اگر اس مجامعت کے نتیجہ میں ان کا کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۶۵ : جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت (جس کی مقدار احکام طلاق میں بتائی جائے گی) کے بعد ازدواج کرے اور بعد ازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے چاہیے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور پہلے شوہر پر حلال ہوگی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو تو عورت کو چاہیے کہ عدت گزارے اور دوسرے شوہر کو چاہیے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت کے زمانہ کا خرچ دوسرے شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۲۴۶۶ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو آئندہ مسائل میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱... خود وہ عورت ۔اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲... عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے ۔اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں ۔دودھ کے مالک سے مراد وہ مرد ہے جس کی ہم بستری کے باعث عورت "دودھ پلانے والی" کے پستانوں میں دودھ پیدا ہوا ہو۔

۳... اس عورت کا باپ اور ماں اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر جائے اور خواہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴... اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵... اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہوں خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶... اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷... اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸... اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹... اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور اگر چہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۰... اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱... اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲... اس عورت کا شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگر چہ وہ رضاعی ہی ہوں اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۶۷ : اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے ازدواج نہیں کرسکتا جنہیں وہ عورت جنم دے لیکن اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے ازدواج کرنا جائز ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی ازدواج نہ کرے اور وہ ان لڑکیوں سے بھی عقد نہیں کرسکتا جو اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیاں ہوں جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کی رضاعی بیٹیاں ہی کیوں نہ
ہوں اور ان دونوں صورتوں میں اگر اس وقت (یعنی اس عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے وقت) ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۸ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے ازدواج نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۶۹ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۰ : اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو ازدواج کرے اور اس سے مجامعت کرے تو پھر وہ اس لڑکی سے عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۴۷۱ : اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے ازدواج کرے تو پھر وہ اس عورت سے ازدواج نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

مسئلہ ۲۴۷۲ : کوئی شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اسکی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا اور اگر کوئی شخص کسی شیرخوار بچی سے عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۳ : جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابھی نے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۴ : اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچہ کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے

لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی) کو دودھ پلائے تو اس کی بہو (جو کہ اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے) اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۴۷۵ : اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ بچہ اسی لڑکی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں

مسئلہ ۲۴۷۶ : بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرائط ہیں۔

۱... بچہ زندہ عورت کا دودھ پئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کی پستان سے دودھ پئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲... عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچہ کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳... بچہ پستان سے دودھ پئے۔ پس اگر دودھ اس کے گلے میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

۴... دودھ خالص ہو۔ اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵... دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس اگر شیر دار عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ بعد میں دوسرا شوہر کر لے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے کے وقت تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچہ کو خود بچہ جننے سے پیشتر پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنے گا۔

۶... بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہوں احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چاہیے کہ اس سے ازدواج نہ کریں اور اس پر محرمانہ نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

۷... بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن رات میں اس طرح جیسے کی آئندہ مسئلہ میں ذکر کیا جائے گا سیر ہو کر دودھ پیئے یا اسے اتنی مقدار میں دودھ دیا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہوگئی ہیں اور گوشت اس کے بدن پر نمودار ہو گیا ہے بلکہ اگر بچے کو دس مرتبہ بھی دودھ دیا جائے تو اس صورت میں جب کہ اس دس مرتبہ کے درمیان کوئی فاصلہ حتیٰ کہ طعام دینے کا فاصلہ بھی نہ ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہیں اس سے ازدواج نہ کریں اور محرمانہ نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔

۸... بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے تک آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ

کسی کا محرم نہیں بنتا لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنتے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۷ : دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کے لیے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے ۔نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیئے ۔ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے

گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لیکر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پیا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔

مسئلہ ۲۴۷۸ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے اور بعد ازاں دوسرا شوہر کرے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دو بچے آپس میں محرم نہیں بن جاتے ہیں اگر چہ بہتر یہ ہے کہ آپس میں ازدواج نہ کریں۔

مسئلہ ۲۴۷۹ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس شوہر اور عورت کے جنہوں نے انہیں دودھ دیا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۰ : اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۱ : اگر کسی شخص کی دو بیویاں شیر دار ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا ۔

مسئلہ ۲۴۸۲ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بھائی بہن اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۸۳ : کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں اور اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی ،بہن ،ماں ،اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی ،بہن ،ماں ،اور دادی بن گئی ہوں ۔عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۸۴ : جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۸۵ : انسان دو بہنوں سے ایک ہی وقت میں ازدواج نہیں کرسکتا اگر چہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ دو عورتوں سے عقد کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جب کہ ان کا عقد ایک ہی وقت میں ہوا ہو اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہے رکھے اور اگر عقد ایک ہی وقت نہ ہوا ہو تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۶ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا اگر چہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

۱... اپنے بھائی اور بہن کو۔

۲... اپنے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو۔

۳... اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو۔

۴... اپنے بھتیجے کو۔

۵... شوہر کے بھائی یا شوہر کی بہن کو۔

۶... اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو۔

۷... اپنے شوہر کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو۔

۸... اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے اور نواسی۔

مسئلہ ۲۴۸۷ : اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ دودھ پلانے والی عورت اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس عورت سے ازدواج کرنے سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۲۴۸۸ : جس شخص کی دو عورتیں ہوں اگر ان میں سے ایک عورت دوسری کے چچا کے فرزند کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے فرزند کو دودھ پلایا گیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۲۴۸۹ : بچے کو دودھ پلانے کے لیے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلانے کے لیے اپنے شوہر سے اجرت نہ لے اور یہ اچھی بات ہے کہ شوہر اسے اجرت دے اور اگر بچے کی ماں دایہ کے مقابلہ میں زیادہ اجرت لینا چاہے تو شوہر بچے کو اس سے لے کر دایہ کے سپرد کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۰ : مستحب ہے کہ جو دایہ بچے کے لیے حاصل کی جائے شیعہ اثنا عشری، عقلمند، پاک دامن، اور خوش شکل ہو اور مکروہ ہے کہ وہ کم عقل، غیر شیعہ اثنا عشری، بدصورت، بدخلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ اس عورت کو دایہ مقرر کیا جائے جس کا دودھ اس بچے سے ہو جو

ولد الزنا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۹۱ : مستحب ہے کہ عورتوں کو روکا جائے تا کہ وہ ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ یاد نہ رہے کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور بعد میں دو محرم اشخاص ایک دوسرے سے ازدواج کرلیں۔

مسئلہ ۲۴۹۲ : جو اشخاص دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رشتہ دار بن جائیں ان پر ایک دوسرے کا احترام کرنا مستحب ہے لیکن وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے اور رشتہ داری کے جو حقوق آپس میں حقیقی رشتہ داروں کے ہوتے ہیں ان کا اطلاق رضاعی رشتہ داروں پر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۹۳ : اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلایا جائے۔

مسئلہ ۲۴۹۴ : اگر دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے بچہ کو دودھ پلائے جسے دودھ پلانے کی وجہ سے وہ خود اپنے شوہر پر حرام ہو جائے مثلاً اگر اس کے شوہر نے کسی دودھ پیتی بچی سے عقد کیا ہو تو عورت کو اس بچی کو دودھ نہیں پلانا چاہیے کیونکہ اگر اس بچی کو دودھ پلائے گی تو وہ خود شوہر کی ساس بن جائے گی اور اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۹۵ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھاوج اس کی محرم بن جائے تو اسے چاہیے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لیے متعہ کر لے اور ان دونوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کی بھاوج اس بچی کو دودھ پلا دے۔

مسئلہ ۲۴۹۶ : اگر کوئی مرد کسی عورت سے عقد کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے۔ پس اگر مرد نے اس عورت سے مجامعت نہ کی ہو یا مجامعت کی ہو لیکن مجامعت کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو مجامعت کے بعد پتہ چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو شوہر کو چاہیے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق مہر دے۔

مسئلہ ۲۴۹۷ : اگر کوئی عورت عقد سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اگر اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے ازدواج نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہے جیسے کہ مرد عقد بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۸ : دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۱... ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کے کہنے کا انسان کو یقین آجائے۔

۲... دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا چار عورتیں جو عادل ہوں اور اس امر کی شہادت دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی کھول کر بیان کریں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۹ : اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہو یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

مسئلہ ۲۵۰۰ : جو مرد اپنی عورت کو طلاق دے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کا قصد رکھتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر مذاق مذاق میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۱ : عورت کا طلاق کے وقت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہونا چاہیے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے شوہر نے اس کی پاکی کے دوران اس سے مجامعت نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۲ : عورت کو حیض اور نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے۔

۱... یہ کہ شوہر نے از دواج کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۲... معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حاملہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

۳... مرد کو غائب یا محبوس ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۵۰۳ : اگر کوئی شخص عورت کو حیض کے خون سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کا طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کا طلاق صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۴ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ شخص غائب ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اتنی مدت کے

لیے جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں صبر کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۰۵ : جو شخص غائب ہو اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ اس بارے میں اطلاع حاصل کر سکتا ہو کہ آیا اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگر چہ اس کی اطلاع عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کی رو سے ہو جو شرع میں معین ہیں اسے چاہیے کہ اتنی مدت تک صبر کرے جتنی مدت میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں

مسئلہ ۲۵۰۶ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو مجامعت کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے

تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض کا خون آجائے اور پھر وہ پاک ہو جائے لیکن اگر ایسی عورت کو مجامعت کے بعد طلاق دی جائے جس کے نو سال تمام نہ ہوئے ہوں (یعنی اس کی عمر نو سال سے کم ہو) یا جو حاملہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۷ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور اسی پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کو چاہیے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

مسئلہ ۲۵۰۸ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور پھر سفر اختیار کرے تو اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے تو اسے چاہیے کہ اتنی مدت صبر کرے جتنی مدت میں عورت اس پاکی کے بعد معمول کے مطابق ماہواری کا خون آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینہ سے کم نہ ہو

مسئلہ ۲۵۰۹ : اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض کا خون نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ جب اس نے اس عورت سے مجامعت کی ہو اس وقت سے تین مہینے تک مجامعت سے اجتناب کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۰ : ضروری ہے کہ طلاق صحیح عربی صیغہ میں لفظ طالق کے ساتھ پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہے **زَوْجَتِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ** یعنی میری زوجہ فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کو کہنا چاہیے **زَوْجَۃُ مُوَکِّلِیْ فَاطِمَۃُ طَالِقٌ** اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۱ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لیے اس سے عقد کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں اور اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد وہ مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اسے کہے "میں نے مدت تجھے بخش دی" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض کے خون سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔

طلاق کی عدت

مسئلہ ۲۵۱۲ : جس لڑکی کی عمر نو سال نہ ہوئی ہو اور جو عورت یائسہ ہو اس کا کوئی عدۃ نہیں ہے یعنی خواہ شوہر نے اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دی ہو وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۳ : جس عورت کی عمر نو سال ہو چکی ہو اور یائسہ نہ ہو اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو اس عورت کو چاہیے کہ طلاق کے بعد عدہ رکھے اور آزاد عورت کا عدہ یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض کا خون آنے کے بعد پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے اس کا عدہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ شوہر کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لیے کوئی عدہ نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۴ : جس عورت کو حیض کا خون نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دے دے تو اسے چاہیے کہ طلاق کے بعد تین مہینے تک عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۱۵ : جس عورت کا عدہ تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی کو طلاق دی جائے تو اسے چاہیے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدہ رکھے اور اگر اسے کسی مہینے کے دوران طلاق دی جائے تو اسے چاہیے کہ اس مہینے کے باقی دن اور اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدہ رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہو تو نو دن اس مہینہ کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدہ رکھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدہ رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدہ رکھا ہے انھیں ملا کر دونوں کی تعداد تیس ہو جائے۔

مسئلہ ۲۵۱۶ : اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کا عدہ بچہ کے پیدا ہونے یا حمل ساقط ہونے تک ہے لہٰذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کا عدہ ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۱۷ : جس عورت نے عمر کے نو سال مکمل کر لیے ہوں اور یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لیے متعہ کر لے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اسے چاہیے کہ عدہ رکھے۔ پس اگر اسے حیض کا خون آئے تو اسے چاہیے کہ دو حیض کی مقدار کے برابر عدہ رکھے اور شوہر نہ کرے اور اگر حیض کا خون نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور حاملہ ہونے کی صورت

میں احتیاط واجب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لیے عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۱۸ : طلاق کے عدہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب صیغہ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتہ چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے پس اگر اسے عدہ ختم ہونے کے بعد پتہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدہ رکھے۔

اس عورت کی عدت جس کا شوہر مر جائے

مسئلہ ۲۵۱۹ : اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ آزاد ہو اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے متعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اسے چاہیے کہ چار مہینے اور دس دن عدہ رکھے یعنی شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور اگر حاملہ ہو تو اسے چاہیے کہ وضع حمل تک عدہ رکھے لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن گزرنے تک صبر کرے۔ اور اس عدہ کو عدہ وفات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۲۰ : جو عورت عدہ وفات میں ہو اس کے لیے زینت کے طور پر رنگ برنگا لباس پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہوں اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی سخت ضرورت کے اسے گھر سے بھی نہیں نکلنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۵۲۱ : اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور عدہ وفات تمام ہونے پر دوسرا شوہر کر لے اور پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے شوہر کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے تو اسے چاہیے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور بنا بر احتیاط اس صورت میں جب کہ وہ حاملہ ہو وضع حمل تک دوسرے شوہر کے لیے عدہ طلاق اور اس کے بعد پہلے شوہر کے لیے عدہ وفات رکھے اور اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے شوہر کے لیے عدہ وفات اور اس کے بعد دوسرے شوہر کے لیے عدہ طلاق رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۲ : جس عورت کا شوہر غائب ہو یا غائب ہونے کے حکم میں ہو اس کے عدہ وفات کی ابتداء شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۳ : اگر کوئی عورت کہے کہ میرا عدہ ختم ہو گیا ہے تو اس کا قول دو شرطوں کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔

۱... یہ کہ بنا بر احتیاط وہ مورد تہمت نہ ہو۔

۲... اسے طلاق ملنے یا اس کے شوہر کے مرنے کے بعد اتنی مدت گزر چکی ہو کہ اس مدت میں عدہ کا ختم ہونا ممکن ہو۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۲۵۲۴ : طلاق بائن کے معنی یہ ہیں کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی عورت کی طرف رجوع کرے یعنی بغیر عقد کے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنالے اور اس طلاق کی پانچ قسمیں ہیں۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے عقد کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق۔

خلع اور مبارات کی طلاق جن کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدہ میں ہو شوہر اس سے رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۵ : جس شخص نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی ہو اس کے لیے اسے (یعنی عورت کو) اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے البتہ بعض موقعوں پر

جن میں بد چلنی یا غیر لوگوں کے ساتھ آنا جانا شامل ہیں اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لیے اس گھر سے باہر جائے۔

رجوع کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۲۶ : طلاق رجعی میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

۱... عورت سے باتیں کرے جس کا مطلب یہ نکلتا ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی قرار دیا ہے۔

۲... کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ مجامعت کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع معلوم نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۲۵۲۷ : رجوع کرنے میں مرد کے لیے ضروری نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو رجوع کرنے کے متعلق اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتہ چلے وہ خود ہی رجوع کرے تو اس کا رجوع صحیح ہے لیکن اگر عدہ ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدہ کے دوران رجوع کرلیا تھا تو ضروری ہے کہ اس بات کو ثابت کرے۔

مسئلہ ۲۵۲۸ : جس مرد نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگر چہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر لازم ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کا حق رجوع زائل نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کر لے تو جو طلاق دے چکا ہے وہ جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

مسئلہ ۲۵۲۹ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے عقد کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی ہاں اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو وہ پانچ شرطوں کے پورا

ہونے پر پہلے مرد پر حلال ہوگی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ عقد کر سکے گا۔

۱... یہ کہ دوسرے شوہر کا عقد دائمی ہو پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا یک سال کے لیے اس عورت سے متعہ کر لے تو اس مرد کے اس سے جدا ہونے کے بعد پہلا شوہر اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

۲... دوسرا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اپنا عضو تناسل اس کی شرم گاہ میں داخل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجامعت عورت کی اگلی شرمگاہ (یعنی فرج) میں کرے۔

۳... دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

۴... دوسرے شوہر کا عدہ طلاق یا عدہ وفات ختم ہو جائے۔

۵... بنابر احتیاط واجب دوسرا شوہر بالغ ہو۔

طلاق خلع

مسئلہ ۲۵۳۰ : اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۱ : جب شوہر خود طلاق خلعی کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے زَوْجَتِیْ فَاطِمَۃُ خَالَعْتُهَا عَلیٰ مَا بَذَلَتْ اور احتیاط مستحب کی بنا پر ھِیَ طَالِقٌ بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے دی ہے اور وہ آزاد ہے اور اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۲ : اگر عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تا کہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل

مقرر کرے تا کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے عَنْ مُوَكِّلِيْ فَاطِمَةُ بَذَلَتْ مَهْرَهَا لِمُوَكِّلِيْ مُحَمَّدٍ لِيَخْلَعَهَا عَلَيْهِ اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے زَوْجَةُ مُوَكِّلِيْ خَالَعْتُهَا عَلٰى مَا بَذَلَتْ هِيَ طَالِقٌ" اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تا کہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) اسے طلاق دیدے تو وکیل کو چاہیے کہ لفظ مَهْرَهَا کے بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو اسے کہنا چاہیے بَذَلَتْ مِاَةَ رُوْبِيَةٍ.

طلاق مبارات

مسئلہ ۲۵۳۳ : اگر بیوی اور شوہر دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تا کہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۴ : اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے کہنا چاہئے بَارَأْتُ زَوْجَتِيْ فَاطِمَةَ عَلٰى مَا بَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ "یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس عوض کے مقابل میں جو اس نے دیا ہے (یعنی اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے) ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں پس وہ آزاد ہے۔ اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو وکیل کو کہنا چاہیے عَنْ قِبَلِ مُوَكِّلِيْ بَارَأْتُ زَوْجَتَهُ فَاطِمَةَ عَلٰى مَا بَذَلَتْ فَهِيَ طَالِقٌ" اور دونوں صورتوں میں کلمہ عَلٰى مَا بَذَلَتْ کے بجائے اگر بِمَا بَذَلَتْ کہا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۵ : خلع اور مبارات کے طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہیے لیکن اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لیے مثلاً اردو میں کہے "طلاق کے لیے میں نے تجھے فلاں مال بخشا" تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۶ : اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کے عدہ کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ عقد کئے بغیر اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۷ : جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لیے لے وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں

طلاق کے مختلف احکام

مسئلہ ۲۵۳۸ : اگر کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں مجامعت کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے۔ یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اسے چاہئے کہ عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۳۹ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ

مرد اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ وہ اس کا شوہر ہے اس کے لیے عدہ رکھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے اور اس شخص سے عقد کر لے تو طلاق اور عقد صحیح ہیں لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۰ : اگر عورت عقد کے سلسلے میں شوہر سے شرط طے کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے تو طلاق کا اختیار اسے (یعنی عورت کو) حاصل ہوگا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر عورت یہ شرط لگائے کہ اگر مرد سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے تک اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنی طلاق کے لیے اس کی (یعنی شوہر کی) وکیل ہوگی تو یہ شرط صحیح ہے اور اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو طلاق صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۴۱ : جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۴۲ : دیوانے شخص کا باپ اور دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۳ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یعنی بیٹے یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لیے متعہ کر دیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۲۵۴۴ : اگر کوئی مرد دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامات کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو وہ اس عورت کا عدہ ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ خود عقد کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے عقد میں دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ عقد سے اجتناب کرے اور دوسرے کا عقد بھی اس کے ساتھ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۴۵ : اگر کوئی شخص کسی عورت کو اسے علم ہوئے بغیر طلاق دے دے تو اگر وہ اس کے اخراجات اسی طرح دے جس طرح اس وقت دیتا تھا جب وہ اس کی بیوی تھی اور مثلاً ایک سال کے بعد اسے کہے کہ میں ایک سال ہوا تجھے طلاق دے چکا ہوں اور اس بات کو شرعاً بھی ثابت کر دے تو جو چیزیں اس نے اس مدت میں اس عورت کو مہیا کی ہوں اور وہ انہیں اپنے مصرف میں نہ لائی ہو انہیں وہ اس سے واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں اس نے صرف کر لی ہوں ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

مسئلہ ۲۵۴۶ : غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال یا حق پر ظلم کر کے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب ہونے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سے لیکر طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۴۷ : اگر کوئی شخص مسجد یا مدرسہ یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لیے بنائی گئی ہوں لوگوں کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے لیے جگہ مخصوص کرے اور دوسرا اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ بھی غاصب ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۸ : انسان جو چیز قرض خواہ کے پاس گروی رکھے وہ اسی کے پاس (یعنی قرض خواہ کے پاس) رہنی چاہیے تا کہ اگر وہ قرضہ ادا نہ کرے تو قرض خواہ اپنا قرضہ اس چیز کے ذریعے وصول کر لے۔ لہٰذا اگر مقروض قرض ادا کرنے سے پہلے وہ چیز اس سے لے لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۹ : جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور قرض خواہ دونوں غصب کرنے والے سے اس مال کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز اس سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کر لیں تو وہ عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروی رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۰ : اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۱ : جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی منفعت ہاتھ آئے مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ وہ (یعنی غاصب) اس مکان میں نہ رہے اسے چاہیے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۲ : اگر کوئی شخص بچے یا دیوانہ سے کوئی چیز جو اس کا (یعنی بچے یا دیوانے کا) مال ہو غصب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ چیز اس کے ولی کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۵۳ : جب دو اشخاص مل کر کوئی چیز غصب کریں تو خواہ ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی اس چیز کو غصب کرنے پر قادر ہو ان میں سے ہر ایک نصف مال کا ذمہ دار ہے

مسئلہ ۲۵۵۴ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گندم غصب کی ہوا سے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہوا سے چاہیے کہ انہیں ایک دوسری سے علیحدہ کرے اور غصب کی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس دے۔

مسئلہ ۲۵۵۵ : اگر کوئی شخص مثال کے طور پر کانوں کا آویزہ کوشوارہ بالی زیور جو اس نے غصب کیا ہو توڑ پھوڑ دے تو اسے چاہیے کہ وہ مال اس کے بنانے کی مزدوری کے ساتھ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر مزدوری نہ دے اور کہے کہ اس کے بجائے میں اس مال کو پہلے جیسا ہی بنا دیتا ہوں تو مالک اس میں پیش کش کو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے نیز مالک بھی اس شخص کو مجبور نہیں کر سکتا وہ اس چیز کو پہلے جیسی بنائے۔

مسئلہ ۲۵۵۶ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کا کوشوارہ بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی کوشوارے کی شکل میں) دو تو اسے چاہیے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو یعنی کوشوارہ بنانے پر جو محنت کی ہو اس کی مزدوری بھی وہ نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے تو اسے چاہیے کہ اس کے بنانے (یعنی کوشوارہ وغیرہ بنانے) کی مزدوری بھی اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۷ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا فرق مالک کو دے پس اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا کوشوارہ بنائے اور اس سونے کا مالک کہے کہ تمہارے لیے لازم ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کے بعد اس سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی کوشوارہ بنانے سے پہلے تھی تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے برابر مال مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۸ ۔ اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین

غصب کی ہوا سے چاہیے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لیے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی زراعت یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے نیز اسے چاہیے کہ جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو پر کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو اسے چاہیے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے

اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کرسکتا کہ درخت یا زراعت اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۵۵۹ :اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ زراعت اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ زراعت اور درختوں کو اکھیڑے لیکن اسے چاہیے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی ہونے کے وقت تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۰ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح ہو جن کی قیمت ان کی ذاتی خصوصیات کی بنا پر عقلاء کی نظر میں فرداً فرداً مختلف ہوتی ہے تو غاصب کو چاہیے کہ اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس کی بازار کی قیمت مختلف ہوگئی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ قیمت دے جو ادا کرنے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے کے وقت تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۱ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اور وہ تلف ہو جائے اگر وہ "گندم" اور "جو" کی مانند ہو جن کی فرداً فرداً قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کی مانند ہو جو کہ تلف ہوگئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۵۶۲ : اگر کوئی شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جس مدت میں وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فربہ ہوگئی ہو تو فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۵۶۳ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اس کے عوض کی کچھ مقدار کا

مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ وہ (یعنی دوسرا غاصب) پہلے غاصب سے نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۵۶۴ : جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملہ کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید وفروخت وزن کر کے کرنی چاہیے اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے کیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملہ سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہاں خرید وفروخت کے احکام کے بجائے ہبہ کے احکام جاری ہوں گے اور اس قسم کے معاملہ کو مصالحت سے بھی طے نہیں کیا جا سکتا ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کے مانند ہے اور انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کردیں اور اگر ایک کے ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۶۵ : جب کوئی شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تا کہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

اس مال کے احکام جو پڑا ہوا مل جائے

مسئلہ ۲۵۶۶ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چل سکے اور اس کی قیمت ایک درہم (۱۲/۶ چنے سکہ دار چاندی) سے کم نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ کہ وہ شخص اس مال کو اس کے

مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے دے اور اپنی ملکیت میں نہ لے۔

مسئلہ ۲۵۶۷ : اگر کوئی انسان ایسی گری پڑی چیز پائے جس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے اٹھانے پر راضی ہے یا نہیں تو وہ اس کی اجازت کے بغیر اس مال کو نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کا علم نہ ہو تو اس قصد سے اٹھا سکتا ہے کہ وہ خود اس کی ملکیت ہے اور اس پر واجب ہے کہ جب بھی اس مال کا مالک ملے اگر وہ مال تلف نہ ہو گیا ہو تو بعینہ وہی مال اسے واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسے اس کا عوض دے اور اگر اس مال کو استعمال کیا ہے تو اس کی اجرت بھی دے۔

مسئلہ ۲۵۶۸ : اگر کوئی شخص ایک چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چلایا جا سکے تو اگر چہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا مالک سنی ہے یا ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تاہم اگر اس چیز کی قیمت ایک درہم کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس شخص کو چاہیے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے اجتماع کی جگہ پر اس کا اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۶۹ : اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو وہ ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

مسئلہ ۲۵۷۰ : اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جب کہ وہ مال حرم مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے خود لے سکتا ہے یا اسے اس کے مالک کے لیے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے اور یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور اگر وہ مال اسے حرم میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط مستحب ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے یا حاکم

شرع کے سپرد کردے۔

مسئلہ ۲۵۷۱ : اگر کسی شخص کے ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لیے اسے اپنے پاس رکھ چھوڑے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہے اور اگر اس نے خود اپنے لیے اسے قبضہ میں کر لیا ہو تو ذمہ دار ہے اور اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقہ پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا (یعنی پہلی صورت میں مال کے مالک کو اور دوسری صورت میں اس شخص کو جسے وہ مال ملا اور اس نے بطور صدقہ دے دیا) صاحب مال کو مطالبہ کا حق اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے حاکم شرع کی اجازت کے بغیر تصرف کیا ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۲ : اگر کوئی شخص جسے گرا پڑا مال مل جائے اس طریقے کے مطابق جو اوپر بیان ہوا ہے اعلان نہ کرے تو علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اس پر پھر بھی واجب ہے کہ اعلان کرے بشرطیکہ مالک کے ملنے کا ظاہراً احتمال ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۳ : اگر کسی دیوانے شخص یا نابالغ بچے کو کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس کا ولی اس چیز کے بارے میں اعلان کر سکتا ہے اور اسکے بعد (یعنی اگر اس چیز کا مالک نہ ملے تو) اسے دیوانے یا نابالغ بچے کی طرف سے ملکیت میں لے سکتا ہے یا اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۴ : اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اسے بطور صدقہ دینا چاہے یا اپنی ملکیت میں لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۵ : اگر اس سال کے دوران جس میں انسان ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی یعنی زیادہ روی کی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور اگر کوتاہی یا زیادہ روی نہ کی ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے

مسئلہ ۲۵۷۶ : اگر کوئی مال جو نشانی رکھتا ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ سے ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعہ اس کا مالک نہیں ملے گا تو جس شخص کو وہ مال ملا ہو وہ پہلے دن ہی اسے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۷ : اگر کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز مل جائے اور اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھا لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ ایک سال تک اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۸ : جوگری پڑی چیز ملی ہو اس کے بارے میں اعلان کرتے وقت اس کی جنس کا بتانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص صرف اتنا کہہ دے کہ مجھے ایک چیز ملی ہے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۹ : اگر کسی شخص کو گری پڑی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتا دے تو جس شخص کو وہ چیز ملی ہو اسے چاہیے کہ وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کا مال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

مسئلہ ۲۵۸۰ : کسی شخص کو جو گری پڑی چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد میں یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا لے تو جس شخص کو وہ پڑی ہوئی چیز ملی ہو وہ ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۱ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز پڑی ہوئی ملے جو رکھے رہنے پر خراب ہو جاتی ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم شرع کے وکیل کی اجازت سے اس چیز کی قیمت معین کرے اور اسے بیچ دے اور جو رقم ملے اسے اپنے پاس رکھے اور اگر مالک نہ ملے تو اس کی طرف سے بطور صدقہ دے دے۔

مسئلہ ۲۵۸۲ : جو گری پڑی چیز کسی کو ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو تو اگر اس کا ارادہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے اسے دے دوں گا تو بلا شبہ اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ وہ مغصوب کے حکم میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۵۸۳ : اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کوئی اور جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کے بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلم کے طور پر لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور حاکم شرع کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۴ : جو مال انسان کے پاس ہو اگر وہ مجہول المالک ہو (یعنی اس کے مالک کا علم نہ ہو) اور اس پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ دے دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے تو بھی اس مال کی ذمہ داری کسی پر نہیں ہے۔

حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۸۵ : جب کسی ایسے حیوان کو جس کا گوشت حلال ہو اس طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو خواہ حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے لیکن وہ حیوان جس کے ساتھ انسان نے وطی (مجامعت) کی ہو اور وہ بھیڑ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو اور اسی طرح وہ حیوان جو نجاست کھانے والا بن گیا ہو اگر اس کا شرع کے معین کردہ دستور کے مطابق استبراء نہ کیا گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۶ : وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور، اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں اگر انہیں اس دستور کے مطابق شکار کیا جائے جن کا ذکر بعد میں ہو گا تو پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲۵۸۷ : حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہو گا۔

مسئلہ ۲۵۸۸ : حلال گوشت والا وہ حیوان مثلاً مچھلی جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اگر خود بخود شکار کئے بغیر مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھایا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۵۸۹ : حرام گوشت والا وہ حیوان مثلاً سانپ جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۹۰ : کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا حیوان جو بھیڑیئے اور چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے والا ہو اگر اسے اس دستور کے مطابق

ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر وغیرہ سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکار شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۱ : ہاتھی، ریچھ، بندر، چوہا، اور وہ حیوان جو سوسمار کی طرح زمین میں رہتے ہوں اگر وہ رگوں میں خون رکھتے ہوں اور اپنے آپ مر جائیں تو نجس ہیں لیکن اگر انہیں ذبح کیا جائے یا اسلحہ کے ذریعہ شکار کیا جائے تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۵۹۲ : اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اسکا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۵۹۳ : حیوان کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے اور ان میں صرف شگاف ڈالنا کافی نہیں ہے اور معروف یہ ہے کہ جب تک گلے کی گرہ کے نیچے سے نہ کاٹا جائے ان چار رگوں کا صرف باہر سے کاٹنا کافی نہیں اور وہ چار رگیں سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۲۵۹۴ : اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں۔

مسئلہ ۲۵۹۵ : اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کی گردن اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا چاہیے کچھ باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ گردن کی کچھ مقدار پھاڑے اور چار رگیں باقی رہیں یا بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جب کہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقہ کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا وہ حلال اور پاک ہوگی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

مسئلہ ۲۵۹۶ : حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو ممیز ہو یعنی برے بھلے کی پہچان رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں (مثلاً غلات، خوارج، نواصب، یہودی، اور عیسائی کسی حیوانکو ذبح نہیں کر سکتے)۔

۲... حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو اور صورت یہ ہو کہ اگر

حیوان کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ مرنے والا ہو یا کوئی ضرورت اسے ذبح کرنے کی مقتضی ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں جدا کر دے۔

۳... ذبح کرتے وقت حیوان کا منہ، ہاتھ، پاؤں اور پیٹ قبلہ کی طرف ہوں اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت حیوان کو رو بقبلہ ہونا چاہیے اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بھی رو بقبلہ ہو۔

۴... جب کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہے یا ذبح کرنے کی نیت سے اس کے گلے پر چھری رکھے تو خدا کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵... ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگر چہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو۔ نیز واجب ہے کہ حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔

۶... یہ کہ بنابر احتیاط واجب پرندوں کے علاوہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر اس کے بدن سے جدا نہ کیا جائے اور خود یہ کام (یعنی سر جدا کرنا) فی نفسہ پرندوں تک میں بھی محل اشکال ہے لیکن اگر غفلت کی وجہ سے یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور ذبیحہ حلال ہے اور اسی طرح بنابر احتیاط اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے حیوان کی دم تک چلی جاتی ہے اور نخاع کہلاتی ہے عمداً قطع نہ کیا جائے۔

۷... یہ کہ حیوان کو مذبح یعنی ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے اور احتیاط وجوبی کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ چھری کو گردن کی پشت سے اتار کر اگلی طرف لایا جائے اور اس طرح اس کی گردن پشت کی طرف سے کاٹی جائے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۵۹۷ : اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تا کہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لیے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی چیز جو لوہے کی بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کی درمیانی گہرائی میں گھونپ دے۔

مسئلہ ۲۵۹۸ : جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا مقصود ہو تو بہتر ہے کہ اونٹ کھڑا ہو لیکن جب وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے

یا کسی پہلو لیٹ جائے اور اس کے بازو،پاؤں،اور سینہ رو بقبلہ ہوں تو چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۹ : اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کے بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور انہیں جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپ جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہوگا لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقہ کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اسی طرح اگر گائے یا بھیڑ اور انہیں جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں تو انہیں ذبح کردیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۰ : اگر کوئی حیوان سرکش ہوجائے اور اس طریقہ کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا شرعی طریقہ کے مطابق ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجہ میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا رو بقبلہ ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوانات کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

مسئلہ ۲۶۰۱ : کچھ چیزیں حیوانات کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں۔

۱... بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندہ کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

۲... حیوان کو ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۳... ذبح یا نحر یوں کریں کہ حیوان کو کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کرلیں اور حیوان کو جلدی ذبح کریں۔

حیوانات کو ذبح یا نحر کرنے کے مکروہات

مسئلہ ۲۶۰۲ : چند چیزیں حیوانات کو ذبح یا نحر کرتے وقت مکروہ ہیں۔

۱... حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

۲... حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

۳... شب جمعہ کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کو ذبح کرنا۔ہاں اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

۴... جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اس کا خود اسے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۶۰۳ : اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعہ کیا جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

۱... یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہوتا کہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کردے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہیں جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کردے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے ماردے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس کے جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو وہ حرام ہے۔

۲... شکاری مسلمان ہونا چاہیے۔یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو۔اور اگر کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو (مثلاً غلاۃ، خوارج، اور نواصب عیسائی، یہودی) کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳... شکاری ہتھیار کو شکار کرنے کے لیے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

۴... ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا لیکن اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵... اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو اور مر جائے تو وہ حلال ہے اور اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۴ : اگر دو اشخاص ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر ہو یا ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۵ : اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرا ہےتو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہےتب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۶ : اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرےتو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہےلیکن علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اور اسے چاہیے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۶۰۷ : اگر تلوار یا کسی دوسری چیز کے ساتھ جس کے ساتھ شکار کرنا صحیح ہو ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصہ میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہوتو دونوں حصے حلال ہیں اور اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہوتب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہےتو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں اگر اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائےتو حلال ہےورنہ وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۸ : اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے شرع کے معین کردہ طریقے سے ذبح کیا جائےتو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہےورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۹ : جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلےتو اگر اس بچہ کو شرع کے معین کردہ طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائےتو حلال ہےورنہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۰ : اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلےتو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

مسئلہ ۲۶۱۱ : اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔

۱... کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی شکار پکڑنے کے لیے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائےتو رک جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ جب تک مالک نہ پہنچے شکار کو نہ کھائے لیکن اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو یا اتفاقاً شکار میں سے کھا لےتو کوئی حرج نہیں۔

۲... اس کا مالک اسے شکار کے لیے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تا کہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگر چہ وہ مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بناپر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے

۳... جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو غالی اور خارجی ہو اور ناصبی کی طرح کافر
کے حکم میں ہو یعنی ایسا شخص جو رسول اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیتؑ سے دشمنی کا اظہار کرتا ہو کتے کو شکار کے پیچھے بھیجے تو اس کتے کا شکار حرام ہے۔

۴... کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت اللہ تعالی کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالی کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۵... شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

۶... جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کئے گئے حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو۔ اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لیے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۲ : جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے یا کسی اور ایسے ہی فعل کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو وہ حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو وہ حلال نہیں ہوتا لیکن اس صورت میں کتے کو لگا دے تا کہ وہ اس حیوان کو مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۳ : اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۴ : اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لیے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کر لے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کر لے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۱۵ : اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک کافر ہو یا جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ شکار کس کتے سے ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۶ : اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس وقت اس حیوان کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقہ کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

مسئلہ ۲۶۱۷ : اگر چھلکوں والی مچھلی کو پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آ کر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اور اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور اگر وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے اور جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۸ : اگر مچھلی اچھل کر پانی سے باہر آ گرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی اتر جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے شکار کی نیت سے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعہ سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۹ : جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لیے ضروری نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان نے اسے پکڑتے دیکھا ہو یا کسی اور طریقہ سے اسے (یعنی مسلمان کو) یقین ہو گیا ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے۔اور چاہیے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا عمداً شکار کے اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۲۶۲۰ : زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ اسے زندہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۱ : اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے

مسئلہ ۲۶۲۲: اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لیے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۳ : اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ

معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگر چہ وہ کہے اس نے اسے زندہ پکڑا تھا وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۴ : جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہوں اس کا کھانا حرام ہے

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۲۶۲۵ : گھریلو مرغ اور کبوتر اور مختلف قسم کی چڑیوں کا گوشت حلال ہے۔ بلبل، سار (مینا) اور چنڈول چڑیوں ہی کی قسمیں ہیں۔ چمگادڑ، مور، اور کوے کی مختلف اقسام اور ہر اس پرندے کا گوشت جو شاہین، عقاب، اور باز کی طرح پنجے رکھتا ہو اور اڑتے وقت پروں کو مارنا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر اس پرندے کا گوشت جس کا پوٹا (سنگدانہ) اور پاؤں کی پشت کا کانٹا نہ ہو حرام ہے ماسوا اس کے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اڑتے وقت پروں کو مارنا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ حلال ہے اور ابابیل اور ہدہد کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۶ : اگر حیوان کے بدن کے اس حصہ کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۷ : حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء بلا اشکال حرام ہیں اور کچھ احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں اور ان تمام اجزاء کی تعداد چودہ ہے۔

۱... خون۔

۲... فضلہ۔ (پاخانہ)

۳... عضو تناسل۔

۴... فرج۔ (شرمگاہ)

۵... بچہ دانی۔

۶... غدود۔ جنہیں فارسی میں دشول کہتے ہیں۔

۷... خصیتین۔ جنہیں دبلان کہتے ہیں۔

۸... وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل کی ہوتی ہے۔

۹... حرام مغز۔ جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

۱۰... وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۱۱... پتہ۔

۱۲... تلی۔

۱۳... مثانہ۔

۱۴... آنکھ کا ڈھیلا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پرندوں میں ان میں سے خون، فضلہ، پتہ، تلی، اور خصیتین کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۶۲۸ : اونٹ کا پیشاب پینا حلال ہے اور باقی حلال گوشت حیوانات کے پیشاب سے اسی طرح دوسری تمام چیزوں سے جن سے طبیعت نفرت کرے اجتناب کرنا احوط اور اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۹ : مٹی کا کھانا حرام ہے البتہ علاج کی غرض سے گل داغستان اور گل ارمنی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور حصول شفا کی غرض سے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی یعنی خاک شفا کی تھوڑی سی مقدار کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار پانی میں حل کر لی جائے تاکہ وہ اس میں مل کر ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۰ : ناک کا پانی اور سینے کا بلغم وغیرہ جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۱ : کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لیے سخت نقصان دہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۳۲ : گھوڑے، گدھے، خچر، کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے وطی (مجامعت) کرے تو خود وہ حیوان اور اس کی نسل حرام اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور انہیں شہر سے باہر لے جانا چاہیے اور دوسری جگہ بیچ دینا چاہیے اور وطی کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر کوئی شخص حلال گوشت والے حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے مجامعت کرے تو ان حیوانوں کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا اور دودھ پینا حرام ہے اور یہی حکم ان کی نسل کے لیے ہے اور ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دینا چاہیے اور جس نے اس کے ساتھ وطی کی ہو وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ اگر بھیڑ یا بکری کا دودھ پیتا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پیئے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور ان کی نسلیں حرام ہو جاتی ہیں اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو ضروری ہے کہ ان کا استبراء کیا جائے اور

اس کے بعد وہ حلال ہو جاتے ہیں اور ان کا استبراء یہ ہے کہ سات دن بھیڑ یا بکری کے تھنوں سے دودھ پئیں اور اگر انہیں دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائیں اور نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۳ : شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ گردانا گیا ہے اور اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو کافر ہے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رویت ہے کہ آپ نے فرمایا شراب بدیوں کی جڑ گناہوں کا منبع ہے۔جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا' کوئی بھی گناہ کرنے سے اجتناب نہیں کرتا' کسی شخص کا احترام نہیں کرتا' اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا' کھلم کھلا برائی کرنے سے بھی منہ نہیں پھیرتا اور ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے' خدا' فرشتے' انبیاء اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں' چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوگی' اس کے منہ کا لعاب اس کے سینے پر گرے گا اور وہ پیاس کی فریاد بلند کرے گا۔

مسئلہ ۲۶۳۴ : جس دستر خوان پر شراب پی جارہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں سے ایک فرد شمار نہ بھی ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے اور اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا بھی بنا بر احتیاط واجب حرام ہے۔اور شراب کے لیے استعمال ہونے والے برتنوں کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۵ : ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک (یعنی اڑوس پڑوس میں) جب کوئی مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر موت سے نجات دے۔

کھانا کھانے کے آداب

مسئلہ ۲۶۳۶ : کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱... کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲... کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال سے خشک کرے۔

۳... میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آجائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد جو شخص میزبان کے بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

۴... کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دسترخوان پر کئی قسم کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے کی ابتداء کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

۵... کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶... تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

۷... اگر چند اشخاص دسترخوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

۸... چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

۹... کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۱۰... دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

۱۱... کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

۱۲... انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳... کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے۔ البتہ ریحان (یعنی خوشبودار گھاس) کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

۱۴... جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لیے چھوڑ دے۔

۱۵... دن اور رات کی ابتداء میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۶... کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

۱۷... کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

۱۸... پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو غذا کھاتے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۳۷ : کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم ہیں۔

۱... پیٹ بھرے پر کھانا کھانا۔

۲... بہت زیادہ کھانا اور روایت میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

۳... کھانا کھاتے وقت دوسرے کی طرف دیکھنا۔

۴... گرم کھانا کھانا۔

۵... انسان جو چیز کھا یا پی رہا ہو اسے پھونک مارنا۔

۶... دستر خوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

۷... روٹی کو چھرے سے کاٹنا۔

۸... روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

۹... ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں صاف کرنا کہ ہڈی پر کوئی گوشت باقی نہ رہے۔

۱۰... پھل کا چھلکا اتارنا۔

۱۱... پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

مسئلہ ۲۶۳۸ : پانی پینے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱... پانی کھینچنے کی طرز پر پیئے۔

۲... دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

۳... پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

۴... پانی تین سانس میں پیئے۔

۵... پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

۶... پانی پینے کے بعد حضرت ابوعبداللہ (امام حسین) علیہ السلام اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پینے کے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۳۹ : زیادہ پانی پینا اور مرغن کھانا کھانے کے بعد پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پینا مذموم ہے علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

مسئلہ ۲۶۴۰ : نذر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ترک کر دے گا۔

مسئلہ ۲۶۴۱ : نذر کا صیغہ پڑھنا چاہیے اور یہ ضروری نہیں کہ عربی ہی میں پڑھا جائے لہٰذا کوئی شخص کہے کہ اگر میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی نذر صحیح ہے

مسئلہ ۲۶۴۲ : نذر کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور قصد کے ساتھ نذر کرے لہٰذا کسی ایسے شخص کا نذر کرنا صحیح نہیں جسے مجبور کیا جائے یا جو جذباتی ہو کر بے اختیار نذر کر دے۔

مسئلہ ۲۶۴۳ : کوئی مفلس شخص یا سفیہ انسان (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اگر مثلاً نذر کرے کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۴ : اگر شوہر عورت کو نذر کرنے سے روکے اور عورت کا نذر کو پورا کرنا شوہر کے حق کے منافی ہو تو وہ نذر نہیں کر سکتی بلکہ اس صورت میں تو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی نذر قرار ہی نہ پائے گی۔

مسئلہ ۲۶۴۵ : اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو شوہر اس کی نذر ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے نذر پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے بجز اس کے کہ نذر پوری کرنا اس پر عمل کے وقت شوہر کے حق کے منافی ہو کیونکہ اس صورت میں اگر وہ نذر کو ختم کر سکے تو کچھ بعید نہیں۔

مسئلہ ۲۶۴۶ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر یا اس کی اجازت سے نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر

باپ یا ماں اس کو اس عمل سے جس کی اس نے نذر کی ہو منع کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی نظر کالعدم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶۴۷ : انسان کسی ایسے کام کی نظر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لیے ممکن ہو لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر کرے کہ وہاں پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۸ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نظر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۹ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا اور اس کام کو بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نظر بھی اسی لحاظ سے کرے مثلاً نظر کرے کہ کوئی غذا کھائے گا تا کہ اللہ کی عبادت کے لیے اسے قوت حاصل ہو تو اس کی نظر صحیح ہے اور اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نظر بھی اسی لحاظ سے کرے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو نقصان دہ ہے اس لیے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نظر صحیح ہے

مسئلہ ۲۶۵۰ : اگر کوئی شخص نظر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لیے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے (یعنی خضوع وخشوع سے نماز ادا کر سکتا ہے) تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۱ : اگر کوئی شخص کوئی عمل بجالانے کی نظر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح نذر کی ہو پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا مہینے کی پہلی تاریخ کو اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۲ : اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اور اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقہ کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بجالائے گا تو اگر ایک نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۳ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین دن کو روزہ رکھے گا تو اسے چاہیے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ

کر روزہ نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا ہاں اسی دن وہ اختیاراً یہ کر سکتا ہے کہ مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے اور اگر سفر میں ہو تو ضروری نہیں کہ اقامت کا قصد کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۶۵۴ : اگر انسان اختیاری طور پر اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۵ : اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے

پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو بجا نہ لائے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۶ : جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لیے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجالائے اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۵۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعہ کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعہ کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر یا حیض لاحق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۲۶۵۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا ضروری نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے بطور صدقہ دے دیں۔

مسئلہ ۲۶۵۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو صدقہ نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو بنا بر احتیاط اس شخص کو چاہیے کہ صدقہ اس کے ورثاء کو دے۔

مسئلہ ۲۶۶۰ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت ابی عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لیے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امام کی زیارات نہ کرے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۱ : جس شخص نے زیارت کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو اس کے لیے انہیں بجالانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۲ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام یا امام زادے کے حرم کے لیے کسی مال کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس مال کو اس حرم کی مرمت اور روشنی اور فرش وغیرہ پر صرف کرے۔

مسئلہ ۲۶۶۳ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام کی ذات کے لیے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو چاہئے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امام سے نسبت رکھتا ہو مثلاً زائر فقیر کو دے دے یا اس امام کے حرم کے مصارف مثلاً مرمت وغیرہ پر خرچ کرے اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لیے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۴ : جس بھیڑ کو صدقہ کے لیے یا کسی ایک امام کے لیے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (یعنی دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو لیکن بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۵ : جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتہ چلے کہ نذر کرنے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۶ : اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید سے کریں تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی نذر کی کوئی اہمیت نہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۷ : جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں اچھا کام انجام دے گا تو جب اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ کام انجام دے اور اسی طرح اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں اچھا کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۸ : عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے اسے یا تو واجب یا مستحب نماز کی طرح عبادت ہونا چاہیے یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جب کہ جس کام کا عہد کیا ہو وہ شرعاً قابل ترجیح نہ ہو اس کام کو انجام دے۔

مسئلہ ۲۶۶۹ : اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۰ : جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمبا کو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلائے یا دس فقیروں کو پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزے پے در پے رکھے جائیں۔

مسئلہ ۲۶۷۱ : قسم کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص قسم کھائے اس کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور ارادے کے ساتھ قسم کھائے پس بچے یا دیوانے یا مست یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کر دیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذباتی ہونے کی حالت میں بلا ارادہ قسم کھائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۲... قسم کھانے والا جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے وہ حرام نہیں ہونا چاہیے اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے وہ واجب نہیں ہونا چاہیے۔

۳... قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس کی مقدس ہستی کے سوا کسی کے لیے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے بلکہ احتیاط واجب ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تب بھی قسم پر عمل کیا جائے۔

۴... قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لہٰذا اگر قسم کو لکھے یا دل میں اس کا قصد کرے تو قسم صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو قسم صحیح ہے۔

۵... قسم کھانے والے کے لیے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اور اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لیے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہو گا اس وقت سے اس کی قسم باطل ہو جائے گی اور اگر نذر یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۲ : اگر باپ فرزند کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۳ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ باپ یا شوہر کی اجازت کے بغیر ان کی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی اور آقا کی نسبت سے غلام اور کنیز کے لیے یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۴ : اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وسواسی شخص قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ واللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۵ : اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہو تو حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے تاہم اگر ممکن ہو کہ توریہ کرے یعنی قسم کھاتے وقت اس طرح نیت کرے کہ جھوٹ بھی نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ توریہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک گھنٹہ پہلے دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پیشتر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۶ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو وقف کر دے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جنکا ذکر کیا گیا ہے اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۷ : یہ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنا مکان وقف کر دیا ہے اور وہ شخص جس کے لیے مکان وقف کیا ہو یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا مسجد بنانے کی نیت سے کوئی جگہ تعمیر کرے اور اسے نمازیوں کے اختیار میں دے تو وقف ثابت ہو جائے گا اور موقوفات عامہ مثلاً مسجد مدرسہ یا ایسی چیزیں جو عام لوگوں کے لیے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لیے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے کے لیے کسی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۸ : اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لیے معین کرے اور صیغہ وقف پڑھنے سے پہلے پچھتائے یا مر جائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۶۷۹ : جو شخص کوئی مال وقف کرے اسے چاہیے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کے لیے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لیے وقف صحیح نہیں ہے اور اگر کہے کہ وہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لیے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لیے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۰ : وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال اس شخص کے تصرف میں دے دے جس کے لیے وہ وقف کیا گیا ہو یا اس کے وکیل یا ولی کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لیے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے ان کی طرف سے اس کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۱ : ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ شرط نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۲ : ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے اس کا کیا ہوا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۳ : اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لیے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لیے وقف کیا جائے جو بالفعل موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لیے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کے محقق ہونے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے (مثلاً کوئی شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لیے وقف کرے اور ان کے بعد اولاد کی اولاد کے لیے وقف کر دے اور اولاد کے ہر گروہ کے بعد آنے والے گروہ اس وقف سے استفادہ کریں تو وقف صحیح ہے)۔

مسئلہ ۲۶۸۴ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کائی دکان وقف کر دے تا کہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لیے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۵ : جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر وہ اس کا متولی بھی معین کر دے تو متولی کو چاہیے کہ واقف کی ہدایت کے مطابق عمل کرے اور اگر واقف متولی معین نہ کرے اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کیا ہو تو وہ افراد مختار ہیں اور اگر وہ بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا ولی مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لیے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۶ : اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقرا یا سادات پر وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات صرف کرے تو اس صورت میں جبکہ اس وقف کے لیے اس نے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۷ : اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کرے تا کہ ہر ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں پر وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک طبقہ اسے کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت کے دوران وہ طبقہ مر جائے اور جو طبقہ اس کے بعد ہو وہ اس اجارہ کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس

صورت میں جب کہ مستاجر نے اجارہ کی پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو مرنے والے طبقے کی موت کے وقت سے اجارہ کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس طبقے (یعنی مرنے والے طبقے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۸ : اگر وقف کردہ املاک خراب بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کرنے والے نے کوئی چیز کسی خاص مقصد کے لیے وقف کی ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ سیر کے لیے وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کے وارثوں کی ملکیت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۶۸۹ : اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو اور وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو حاکم شرع یا وقف کا متولی باخبر لوگوں کی رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۰ : اگر وقف کا متولی خیانت کرے اور اسکا منافع معین مصارف میں نہ لائے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تا کہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانت دار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۱ : جو فرش امام بارہ کے لیے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا ہے خواہ وہ مسجد امام بارہ کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۹۲ : اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لیے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ کچھ عرصے تک اسے مرمت کی ضرورت ہوگی تو اس املاک کی آمدنی ایسی مسجد پر خرچ کی جا سکتی ہے جسے مرمت کی ضرورت ہو۔

مسئلہ ۲۶۹۳ : اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تا کہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے اور اس صورت میں جب کہ علم ہو یا اطمینان ہو کہ اس شخص نے ہر ایک کے لیے کتنی مقدار معین کی ہے تو آمدنی اس کے مطابق خرچ کرنی چاہیے اور اگر اس بارے میں یقین یا اطمینان نہ ہو تو پہلے مسجد کی مرمت کرانی چاہیے اور پھر اگر کچھ بچے تو اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان برابر تقسیم کر دینا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۶۹۴ : وصیت سے مراد یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے فلاں فلاں کام سرانجام دیئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا یہ کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کے طور پر اور امور خیر پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لیے اور جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہوں ان کے لیے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے ۔اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں ۔

مسئلہ ۲۶۹۵ : جو شخص بول نہ سکتا ہو (یعنی گونگا وغیرہ ہو یا بوجہ نقاہت نہ بول سکتا ہو) اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لیے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اسی طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے ۔

مسئلہ ۲۶۹۶ : اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتہ چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے

مسئلہ ۲۶۹۷ : جو شخص وصیت کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ عاقل ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے اور دس سال کی عمر کے بچے کا اپنے ارحام کے لیے وصیت کرنا جائز ہے اور وصیت کے نفاذ کے لیے سفیہ کا اعتبار ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی وصیت پر عمل ترک نہ کیا جائے ۔

مسئلہ ۲۶۹۸ : جس شخص نے مثال کے طور عمداً اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت درست نہیں ہے ۔

مسئلہ ۲۶۹۹ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا مال ہوگی تو اس صورت میں جب کہ وہ شخص اس وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز موصی کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہوگی ۔

مسئلہ ۲۷۰۰ : جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو اسے چاہیے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے اور اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو تو قرضہ ادا کر دے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا ابھی قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور وصیت پر گواہ مقرر کرے البتہ اگر اس کے قرضہ کے بارے میں معلوم ہو تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۱ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر خمس، زکوٰۃ، اور مظالم اس کے ذمہ ہوں تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادا نہ کر سکے لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کر دے گا تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۲ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لیے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ بھی ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات انجام دے دے گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کی نمازوں اور روزوں کی قضا اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہو (جیسا کہ نماز قضا کے باب میں بالتفصیل بتایا گیا ہے) تو اسے چاہیے کہ بڑے بیٹے کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ وہ یہ عبادات اس کے لیے بجا لائے۔

مسئلہ ۲۷۰۳ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ان کا (یعنی ورثاء کا) حق تلف ہوتا ہو تو اسے چاہیے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لیے نگران اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جب کہ نگراں کے بغیر ان کا مال تلف ہوتا ہو یا وہ خود ضائع ہوتے ہوں اسے چاہیے کہ ان کے لیے ایک امین نگران مقرر کرے۔

مسئلہ ۲۷۰۴ : وصی کو عاقل ہونا چاہیے اور احوط یہ ہے کہ بالغ بھی ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی مسلمان ہو اور جو امور موصی کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں ضروری ہے کہ وصی ان کے لیے قابل اطمینان ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۵ : اگر کوئی شخص اپنے کئی وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں یا ایسا نہ کہا ہو انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں تو وہ ان میں سے ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۶ : اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً یہ کہ پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگران معین کر دے تو اس کی پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اس کی دوسری وصیت پر عمل کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۰۷ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتہ چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے۔ مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کے لیے وکیل مقرر کر دے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۸ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو اس چیز کے دو حصے کرنے چاہئیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۰۹ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ اس کے (یعنی مریض کے) مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو یہ مال اور جس مال کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو اسے تیسرے حصے میں سے نکالنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۱۰ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۱ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت لگائی جائے کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیے کی ہے تو جو مقدار قرضے کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصہ سے دی جائیگی اور اگر اس بات پر یہ تہمت نہ لگائی جائے تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۱۲ : جس شخص کے لیے انسان وصیت کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وجود رکھتا ہو۔ لہذا اگر کوئی انسان وصیت کرے کہ جس بچے کا حمل ممکن ہے فلاں عورت کے پیٹ میں ٹھہرے اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ موصی کی موت کے بعد پیدا ہو تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موصی کی موت کے بعد موجود نہ ہو یعنی پیدا نہ ہو تو اس مال کو کسی ایسے دوسرے مصرف میں صرف کیا جائے جو موصی کے ارادے کے مطابق وصیت کے مقصد کے زیادہ قریب ہو۔ ہاں اگر موصی وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہوگی

تو اگر وہ شخص موصی کی موت کے وقت موجود ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہو وصیت باطل ہونے کی صورت میں وہ میت کے ورثاء میں بٹ جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۳ : اگر انسان کو پتہ چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتہ چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو انسان کو چاہیے کہ اس کی وصیت کو انجام دے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ وصیت کو قبول کرے ورنہ حاکم شرع کسی کو وصیت نافذ کرنے کے لیے معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۱۴ : جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی یہ نہیں کر سکتا کہ میت کے کام انجام دینے کے لیے کسی دوسرے شخص کو معین کر دے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصود یہ نہیں تھا کہ خود وصی ان کاموں کو انجام دے بلکہ اس کا مقصود فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وہ یعنی وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لیے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۵ : اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانہ ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۱۶ : اگر وصی تنہا میت کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لیے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۱۷ : اگر میت کے مال کی کچھ مقدار وصی کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر میت نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وہ یعنی وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۸ : اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہوگا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کو چاہیے کہ میت کے کام انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۱۹ : جو حج میت پر واجب ہو اور قرضہ اور حقوق مثلاً خمس، زکوٰۃ، اور مظالم جنکا ادا کرنا واجب ہو انہیں میت کے اصل مال سے ادا کرنا چاہیے خواہ میت نے ان کے لیے وصیت نہ بھی کی ہو۔

مسئلہ ۲۷۲۰ : اگر میت کا مال قرضہ سے اور واجب حج سے اور ان حقوق سے جو اس پر واجب ہو (مثلاً خمس زکوٰۃ اور مظالم سے) زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہیے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۱ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات کہیں یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ موصی کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کریں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۲ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ لاگت آتی ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جا سکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۷۲۳ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تہائی حصے سے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اسکے ذمہ ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام (مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا) بھی انجام دیا جائے تو پہلے اس کا قرضہ تہائی مال سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تہائی حصہ صرف اس کے قرضہ کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں اور مستحبی کاموں کے لیے کی گئی وصیت باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۴ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کی تہائی سے دی جائیں تو اس کا قرضہ اصل مال سے دینا چاہیے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز اور روزہ اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ تیسرا حصہ کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہیے اور اگر وہ

اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کی تہائی سے دینی چاہیے اور اگر اس میں کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۲۵ : اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق بھی کر دے یا ایک عادل مرد یا دو عادلہ عورتیں یا پھر چار عادلہ عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ کہتا ہو وہ اسے دے دینی چاہیے اور اگر ایک عادلہ عورت گواہی دے تو جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دے دیا جائے اور اگر دو عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جب کہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں وہ شخص میت کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۲۶ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی ہوں تا کہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں یا یہ کہے کہ میت نے مجھے اپنے بچوں کا نگران مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہیے جب کہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں۔

مسئلہ ۲۷۲۷ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہوگی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کر دیں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ارث (ترکہ کی تقسیم) کے احکام

مسئلہ ۲۷۲۸ : جو اشخاص میت سے رشتہ داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

۱... پہلا گروہ مرنے والے کا باپ، اور ماں، اور اولاد، اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے، جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب تر ہو ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۲... دوسرا گروہ دادا، اور دادی، اور بہن، اور بھائی، اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۳... تیسرا گروہ چچا، اور پھوپھی، اور ماموں، اور خالہ، اور ان کی اولاد ہے اور جب تک میت کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی موجود ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا (عموی، پدری) اور باپ اور ماں کی طرف سے چچا کا لڑکا (پسر عموی، پدری، و مادری) موجود ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچا کے لڑکے (پسر عموی پدری و مادری) کو ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) کو نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۹ : اگر خود میت کا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کی اولاد نہ ہوں تو اس کے باپ اور ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو
ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو میت کے دادا اور دادی کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۰ : بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۳۱ : اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص میت کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹا بیٹی سے دوگنا حصہ پائے۔

مسئلہ ۲۷۳۲ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں لیتی ہے لیکن اگر میت کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان اور آزاد اور پدری ہوں یعنی ان کا اور میت کا باپ ایک ہی ہو خواہ ان کی اور میت کی ماں ایک ہو یا نہ ہو تو اگر چہ وہ میت کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ : جب میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹی ہوں تو اگر اس کے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے اور اگر میت کے دو پدری بھائی چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو مشہور یہ ہے کہ مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں باپ اور ماں کو ان میں سے ایک ایک حصہ ملتا ہے اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے اس کے پھر چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں نتیجے کے طور پر میت کے مال کے ۲۴ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو اور ۴ حصے ماں کو اور ۵ حصے باپ کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۴ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹا ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر میت کے کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ اور ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۶ : اگر باپ یا ماں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۷ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۸ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک

حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۷۳۹ : اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد خواہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو میت کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو میت کی بیٹی کا حصہ پاتا ہے۔ مثلاً اگر میت کا ایک نواسا اور ایک پوتی ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۰ : جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ میت کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۱ : اگر میت کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے (پدری و مادری) بھائی یا کئی سگی (پدری یا مادری) بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر میت کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۴۲ : اگر میت کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں میت کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۳ : اگر وارث میت فقط ایک مادری بہن یا ایک مادری بھائی ہو (جو باپ کی طرف سے میت کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو) تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۴ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۵ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر

تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دو گنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۶ : اگر میت کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۷ : اگر میت کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۸ : اگر میت کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسے کی گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقہ سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گذشتہ مسئلہ میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کا ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں اور کمی سگے پدری و مادری بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں ہوگی مثلاً اگر کسی میت کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے (پدری و مادری) بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے (پدری و مادری) بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے۔ (پدری و مادری) بہن بھائیوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۴۹ : اگر میت کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکہ کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جانب رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۷۵۰ : اگر میت کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا نانی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر میت کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (یعنی میت کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر میت کے وارث اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال

کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۱ : اگر میت کے وارث فقط دادا یا دادی میں سے ایک اور نانا اور نانی میں سے ایک ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۲ : اگر میت کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۳ : اگر میت کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا' دادی اور نانا' نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ یعنی بیوی اور نانا' نانی کے بعد جو کچھ بچے دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے اور اگر میت کے وارث اس کا شوہر اور جد (دادا یا نانا) اور جدہ (دادی یا نانی) ہوں تو شوہر کو نصف ملتا ہے اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۴: بھائی' بہن' بھائیوں' بہنوں کے ساتھ دادا' دادی یا نانا' نانی اور دادے' دادیوں یا نانے' نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں۔

اول : یہ کہ نانا یا نانی اور بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ مذکر اور مونث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

دوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہو۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

سوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہیے کہ اگر میت کے پدری بھائی یا بہن
' سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو تنہا پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے (بلکہ سگے ہی پاتے ہیں)۔

چہارم : یہ ہے کہ دادے' دادیاں اور نانے' نانیاں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی

طرح مادری و پدری بھائی اور بہنیں ہوں۔اس صورت میں جو مادری رشتے دار ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

پنجم : یہ کہ دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی ،بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ایک ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادے یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

ششم : یہ کہ نانا یا نانی باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں۔اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اور دو تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں دادے یا دادی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو سب کے حصے دے کر ترکے کا چھٹا حصہ بچ جاتا ہے اور اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

ہفتم : یہ کہ دادے یا دادیاں ہوں اور کچھ نانے اور نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ایک ہوں اس صورت میں نانے یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر ان دادوں ،نانوں یا دادیوں ،نانیوں کے ساتھ مادری بھائی یا بہن ہوں تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگر چہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

ہشتم : یہ کہ بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہوں تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے جو بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی

صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہوتا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں اور بہنوں کو ملا کر سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے جو ان میں بحیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۵ : اگر میت کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر میت کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو حصے اور نانا کو ایک حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر میت کے برادر مادری کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۵۶ : میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں، اور خالہ، اور ان کی اولاد ہیں۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ ترکہ پاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۵۷ : اگر میت کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی یا ایک ماموں ایک خالہ ہو تو خواہ وہ سگا (پدری و مادری) ہو یعنی وہ اور میت کا والد ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا سب پدری ہوں تو مشہور یہ ہے کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر دو چچا اور ایک پھوپھی میت کے وارث ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے۔ اور باقی ماندہ چار حصوں کو دونوں چچا آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے لیکن بعید نہیں کہ ان کے مابین (یعنی چچاؤں اور پھوپھی کے مابین) بھی تقسیم برابر برابر کی بنیاد پر ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ سب آپس میں مصالحت کرلیں۔

مسئلہ ۲۷۵۸ : اگر میت کے وارث فقط کچھ مادری چچا یا کچھ مادری پھوپھیاں یا مادری چچا اور مادری پھوپھی دونوں ہوں تو ظاہر یہ ہے کہ میت کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۵۹ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اس کے وارث ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری کچھ سگے (پدری و مادری) ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مشہور یہ ہے کہ اگر میت کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا مادری پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری یا مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیاں کو ملتے ہیں اور اگر میت کے مادری چچا بھی ہوں اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے

(پدری و مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر وہ نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور ایک حصہ مادری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتا ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتوں میں مادری چچا اور پھوپھیاں بھی دوسرے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مانند حقدار ہوں اور میت کا مال اس کے تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو۔

مسئلہ ۲۷۶۰ : اگر میت کا وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر کئی ایک ماموں بھی ہوں اور خالائیں بھی ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں تو مال ان سب کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۶۱ : اگر میت کے وارث فقط ایک یا چند مادری ماموں اور خالائیں اور سگے (پدری و مادری) ماموں اور خلائیں ہوں تو پدری ماموؤں اور خالاؤں کو ترکہ نہیں ملتا اور بعید نہیں ہے کہ باقی ورثاء تقسیم میں مساوی حصہ رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۶۲ : اگر میت کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی یا دونوں کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۳ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا اور پھوپھی ہوں تو اگر چچا اور پھوپھی سگے (پدری و مادری) یا پدری ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے
ایک حصہ ماموں یا خالہ کو ملتا ہے اور بنابر مشہور باقی میں سے دو حصے چچا کو اور ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے لہٰذا مال کے نو حصے ہوں گے جن میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کو اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے لیکن احتیاط چچا اور پھوپھی کے درمیان تقسیم مساوی ہونے میں ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۴ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی اور سگے پدری و مادری یا پدری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیا جاتا ہے اور باقی ماندہ دو حصے دوسرے ورثاء آپس میں مساوی طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۵ : اگر میت کے وارث چند ماموں اور چند خالائیں ہوں جو سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں اور اس کے چچا پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچاؤں اور پھوپھیوں کے مابین تقسیم ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ ایک حصہ ماموں اور خالاؤں کے درمیان مساوی تور پر تقسیم ہو جاتا ہے ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۶ : اگر میت کے وارث مادری ماموں یا خالائیں اور چند سگے پدری یا چند ماموں اور خلائیں (فقط اس صورت میں جب سگے ماموں اور خالائیں نہ ہوں) اور چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور بعید نہیں ہے کی باقی ماندہ تیسرے حصے کی تقسیم میں باقی ورثاء کے حصے برابر ہوں۔

مسئلہ ۲۷۶۷ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو مال کی جو مقدار چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملنی چاہیے وہ ان اولاد کو اور جو مقدار ماموں اور خالاؤں کو ملنی چاہیے وہ ان کی اولاد کو دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۸ : اگر میت کے وارث اس کے باپ کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ میت کی ماں کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموں اور خالاؤں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے اور باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ میت کے باپ کے ماموں اور خالائیں آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے مساوی طور پر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

مسئلہ ۲۷۶۹ : اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ اس کے شوہر کو اور باقی ماندہ اس کے دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس عورت کی اس شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۰ : اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس مرد کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور گھر کی زمین اور باغ اور زراعت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے اور جو درخت اور زراعت اور عمارتیں باغ کی زمین اور مزرعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۱ : جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی (مثلاً رہائشی مکان کی زمین) اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے اور ورثاء جب تک

عورت کا حصہ نہ دیں ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں (مثلاً عمارتوں اور درختوں میں) تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۲ : اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو حساب لگانا چاہیے کہ اگر وہ بغیر کرائے کی زمین میں رہیں حتیٰ کہ تلف ہو جائیں تو ان کی کیا قیمت ہوگی اور عورت کا حصہ اس تشخیص کردہ قیمت میں سے دیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۷۳ : نہروں کا پانی بہنے کی جگہ وغیرہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۴ : اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ مجامعت نہ بھی کی ہو لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی موت واقع ہو جائے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اس سے مجامعت نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۷۷۵ : اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مر جائے تو خواہ مرد نے اس سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکہ میں حصہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۶ : اگر عورت کو اس ترتیب سے طلاق رجعی دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران مر جائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے اور اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا طلاق بائن کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۷۷ : اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مر جائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے۔

۱... یہ ہے کہ عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ صلح کرلیں یعنی میت کے ورثا عورت سے مصالحت کرلیں۔

۲... خود عورت نے انس نہ ہونے کی وجہ سے شوہر کو کوئی مال دیا ہو تا کہ وہ طلاق دینے پر راضی ہو جائے بلکہ اگر کوئی چیز شوہر کو نہ بھی دی ہو لیکن طلاق عورت کے تقاضا کرنے پر ہوئی ہو تب بھی اس کے میراث پانے میں اشکال ہے۔ بہتر ہے کہ اس

کے اور باقی ورثاء کے درمیان مصالحت ہو جائے۔

۳۔ شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مر گیا ہو۔ پس اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مر جائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

مسئلہ ۲۷۷۸ : جو لباس مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیے مہیا کیا ہو اگر چہ وہ اس لباس کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہو گا۔ یا اگر اس نے بیوی کی ملکیت قرار دیا تھا تو وہ بیوی کا ہی ملک ہو گا۔

میراث کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۷۷۹ : مرنے والے کا قرآن مجید، انگوٹھی، تلوار، اور جو پوشاک وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے میت نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہو مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کر لے۔

مسئلہ ۲۷۸۰ : اگر کسی مرنے والے کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو انہیں چاہیے کہ میت کا لباس اور قرآن مجید اور انگوٹھی اور تلوار آپس میں مساوی طور پر بانٹ لیں۔

مسئلہ ۲۷۸۱ : اگر مرنے والا مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ان چار چیزوں کو بھی جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے دے دینا چاہیے اور اگر اس کا قرض اس کے مال سے تھوڑا ہو تو ان چار چیزوں سے بھی جو بڑے بیٹے کو ملتی ہیں قرضے کی نسبت سے ادائیگی کرنی چاہیے۔ مثلاً اگر میت کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں سے بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہیے کہ ان چار چیزوں میں سے دس روپے کی مقدار کے برابر میت کے قرض کے سلسلے میں دے۔

مسئلہ ۲۷۸۲ : مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان میت کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۸۳ : اگر کوئی شخص اپنے رشتے داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کر دے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا ہاں اگر وہ شخص غلطی سے مارا جائے مثلاً اگر کوئی شخص ہوا میں پتھر پھینکے اور وہ اتفاقاً اس کے کسی رشتہ دار کو لگ جائے اور وہ مر جائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کا دیت قتل میں سے ترکہ پانا (جس کا ذکر بعد میں آئے گا) مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۴ : جب کسی میت کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ اس بچے کے لیے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہو گا۔ اس صورت میں جب کہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کر دیں اور جو مال اس سے زائد ہو وہ آپس میں تقسیم کر لیں لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ عورت کے پیٹ میں دو یا تین

بچے ہیں اور ورثاء اس بات پر راضی نہ ہوں کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا محض احتمال ہو ان کا حصہ علیحدہ کریں تو جائز ہے کہ ایک سے زائد حمل کے حصے کی حفاظت کرنے کے بارے میں وثوق اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد ایک لڑکے کے حصے کی نسبت سے جو مال زائد ہو اسے آپس میں تقسیم کرلیں۔

بعض گناہوں کیلیے معین کی گئی حد (شرعی سزا)

مسئلہ ۲۷۸۵ : اگر کوئی شخص کسی ایسی محرم عورت سے زنا کرے جو اس سے ماں اور بہن کی طرح قرابت رکھتی ہو تو اسے حاکم شرع کے حکم سے قتل کردینا چاہیے اور اگر کوئی کافر مرد کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک حد (شرعی سزا) کا جاری ہونا اس امر کا باعث بنتا ہے کہ لوگ غیر شرعی کام چھوڑ دیں اور شرعی حد لوگوں کی دنیا اور آخرت کی حفاظت کرتی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے چالیس دن بارش برسنے کے فائدوں سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۶ : اگر ایک آزاد مرد زنا کرے تو اسے سو تازیانے لگائے جائیں اور اگر وہ تین دفعہ زنا کرے اور ہر دفعہ اسے سو تازیانے لگائے جائیں تو چوتھی دفعہ زنا کرنے پر اسے قتل کردینا چاہیے لیکن اگر کسی شخص کے پاس دائمی زوجہ یا کنیز ہو اور وہ خود عاقل، بالغ اور آزاد ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرچکا ہو اور جب جی چاہے اس سے مجامعت کرسکتا ہو تو اگر وہ شخص اس کے باوجود ایک بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اسے سنگسار کردینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷۸۷ : مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اگر اسے اپنے آپ کو کوئی ضرر پہنچنے کا خوف نہ ہو وہ دونوں کو قتل کرسکتا ہے لیکن اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۸۸ : اگر کوئی عاقل بالغ مرد کسی دوسرے عاقل و بالغ شخص سے اغلام کرے تو دونوں کو قتل کردینا چاہیے اور حاکم شرع اغلام کرنے والے کو تلوار سے قتل کرسکتا ہے یا آگ میں زندہ جلاسکتا ہے یا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بلند جگہ سے نیچے گراسکتا ہے اور ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں اسے سنگسار کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو حکم دے کہ وہ کسی کا ناحق قتل کردے تو اس صورت میں جب کہ قاتل اور وہ شخص جس نے اسے حکم دیا ہو دونوں بالغ اور عاقل ہوں تو قاتل کو قتل کردینا چاہیے اور جس نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہو اسے عمر بھر کے لیے قید کردینا چاہیے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

مسئلہ ۲۷۹۰ : اگر فرزند باپ یا ماں کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اسے قتل کردینا چاہیے لیکن اگر باپ اپنے فرزند کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اسے چاہیے کہ اس دستور کے مطابق جو دیت کے احکام میں بتایا جائے گا دیت دے اور حاکم شرع کو اختیار ہے

کہ اسے اتنی جسمانی سزا دے جتنی مناسب سمجھے۔

مسئلہ ۲۷۹۱ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو حاکم شرع تیس سے ننانوے تازیانوں تک جتنے مناسب سمجھے اسے مار سکتا ہے اور روایت ہے کہ خداوند عالم اس بوسہ لینے والے کے منہ میں آگ کی لگام دے دیتا ہے اور آسمان اور زمین کے فرشتے اور رحمت اور غضب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیے جہنم تیار ہوگا البتہ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۲ : اگر کوئی مرد کسی مرد اور عورت کو زنا کے لیے یا کسی مرد اور لڑکے کو اغلام کے لیے آپس میں ملائے تو اسے پچھتر تازیانے لگانے چاہئیں اور مشہور یہ ہے کہ پچھتر تازیانے لگانے کے بعد اس کا سر منڈوا کر اسے گلی کوچوں میں پھیرا جائے اور جس جگہ اس نے یہ کام کیا ہو اس جگہ سے اسے نکال دیا جائے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۳ : جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنا چاہتا ہو تو اگر اسے قتل کئے بغیر اس فعل سے روکنا ممکن نہ ہو تو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۴ : اگر کوئی شخص کسی مسلمان مرد یا عورت سے جو کہ بالغ اور عاقل اور آزاد ہو زنا یا اغلام منسوب کرے یا اسے ولد الزنا کہے تو اسے لباس کے اوپر سے اسی ۸۰ تازیانے لگائے جائیں۔

مسئلہ ۲۷۹۵ : جو شخص عاقل اور بالغ ہو اگر وہ اختیار رکھتے ہوئے شراب کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود شراب پئے تو اس کی پہلی اور دوسری دفعہ شراب پینے پر اسے اسی ۸۰ تازیانے لگانے چاہئیں اور اگر تیسری دفعہ پیئے تو اسے قتل کر دینا چاہیے اور اگر وہ شخص مرد ہو تو لازم ہے کہ تازیانے لگاتے وقت اس کی شرمگاہ کے علاوہ اس کا باقی بدن برہنہ کر دیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۹۶ : جو شخص بالغ اور عاقل ہو اگر وہ ساڑھے چار نخود سکہ دار سونا یا کوئی اور چیز جس کی قیمت اس کے برابر ہو چرا لے تو اگر وہ شرطیں جو شرع میں معین کی گئی ہیں اس میں پائی جاتی ہوں تو پہلی چوری کرنے پر اس کے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دینی چاہئیں اور ہتھیلی اور انگوٹھے کو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر وہ دوسری دفعہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں درمیان سے کاٹ دینا چاہیے اور اگر وہ تیسری دفعہ چوری کرے تو اس کو تاحیات قید کر دینا چاہیے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ قید خانے میں یا کسی اور جگہ چوتھی بار چوری کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔

دیت کے احکام

مسئلہ ۲۷۹۷ : اگر کوئی شخص جو عاقل اور بالغ ہو عمداً اور ناحق کسی مسلمان کو قتل کردے تو اس صورت میں جب کہ مقتول مرد یا لڑکا ہو اس کے ولی کو اختیار رہے کہ قاتل کو معاف کردے یا اسے قتل کردے لیکن اگر مقتول کافر ہو اور اس کا قاتل مسلمان ہو تو اس قاتل کو قتل نہیں کیا جا سکتا اور اگر مقتولہ مسلمان عورت یا لڑکی ہو تو اگر چہ اس کے مسلمان قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر قاتل مرد ہو تو اس مقتولہ کی آدھی دیت اس کے ولی کو دی جانی چاہیے اور اگر قاتل دیوانہ یا نابالغ ہو تو صرف دیت دینی چاہیے اور اس کی دیت عاقلہ پر ہے جس کے معنی بعد میں بتائے جائیں گے۔نیز والی کے لیے جائز ہے کہ جتنی مقدار پر طرفین راضی ہو جائیں اتنی دیت قاتل سے لے لے اور اس صورت میں جب کہ وہ اس دیت پر رضامند ہوں جو شرع میں معین کی گئی ہے چونکہ شرع میں دیت کی مقداریں مختلف ہیں لہٰذا اس دیت کے تعین کا اختیار قاتل کو ہے اور وہ دیت کی مختلف مقداروں میں سے جو بھی اس کے لیے زیادہ آسان ہو اختیار کرسکتا ہے اس بنا پر قاتل چاندی کی قیمت دے سکتا ہے جو دیت کی تمام اقسام سے کم ہے اور وہ قدیم ایرانی سکے قرأن کے حساب سے جو ایک مثقال کا ہوتا تھا ۵۲۵ تومان بنتی ہے ۔اس دیت کا اعتبار قدیم سکے قرأن سے ہے نہ کہ ریال سے جو آج کل رائج ہے اور اگر محض غلطی سے ایک شخص دوسرے کو قتل کردے مثلاً کسی حیوان پر تیر چلائے اور غلطی سے کسی آدمی کو مار دے تو مقتول کا ولی قاتل کو قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا البتہ وہ عاقلہ سے (یعنی قاتل کے پدری رشتہ داروں سے)اور اگر وہ نہ دیں تو خود قاتل سے دیت لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص غلطی سے اس طرح قتل کرے کہ وہ قتل قتلِ عمداً سے مشابہ ہو جیسے کہ وہ ایک دوسرے شخص کو ایسے آلے سے مارے جس سے انسان عام طور پر نہیں مرتا اور اس شخص کا ارادہ دوسرے کو قتل کرنے کا بھی نہ ہو اور اتفاقاً وہ شخص مر جائے تو اس صورت میں خود قاتل کو دیت دینی ہوگی اور مقتول کا ولی قاتل کو قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۷۹۸ : اس صورت میں جب کہ مقتول مرد اور مسلمان اور آزاد ہو اس کی جو دیت قاتل کو دینی ہوگی وہ ان چھ چیزوں میں سے ایک ہے ۔

ا... قتل عمد میں سو اونٹ جو چھٹے سال میں ہوں اور قتل خطائے محض اور قتل شبہ عمد میں اتنے ہی اونٹ جن کی عمریں چھ سال سے کم ہوں ۔

۲... دوسو گائیں۔

۳... ہزار گوسفند۔

۴... دوسو حلے اور ہر حلے میں دو کپڑے ہوتے ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ کپڑے یمن کے بنے ہوئے ہوں۔

۵... ہزار مثقال شرعی سونا جب کہ ہر مثقال ۸ انخود کا ہوتا ہے۔

۶... دس ہزار درہم جب کہ ہر درہم ۱۲/۶ انخود سکہ دار چاندی کا ہوتا ہے۔

اور اگر مقتولہ عورت اور مسلمان اور آزاد ہو تو اس کی دیت ان چھ چیزوں میں سے ہر ایک میں مرد کی دیت کا نصف ہے اور اگر مقتول ذمی کافر ہو تو اگر وہ مرد ہو تو اس کی دیت آٹھ سو درہم اور اگر عورت ہو تو اس کی دیت چار سو درہم ہے اور اگر مقتول کافر ذمی نہ ہو تو اس کی کوئی دیت نہیں ہے اور جو مقتول غلام یا کنیز ہو اس کی دیت اس کی قیمت ہے بشرطیکہ وہ آزاد شخص کی دیت سے زیادہ نہ ہو اور اس صورت میں بھی جبکہ قتل جان بوجھ کر کیا گیا ہو آزاد قاتل کو غلام یا کنیز کو قتل کرنے کے پاداش میں قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۹ : چند چیزوں کی دیت قتل کی دیت کی طرح ہے جس کی مقدار سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

۱... یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دے یا اس کی آنکھوں کی چاروں پلکیں کاٹ دے اور اگر اس کی ایک آنکھ پھوڑے تو لازم ہے کہ قتل کی دیت کا نصف دے۔

۲... کوئی شخص کسی دوسرے کے دونوں کان کاٹ ڈالے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کے دونوں کان بہرے ہو جائیں اور اگر اس کا ایک کان کاٹے یا اسے ایک کان سے بہرا کرے تو لازم ہے
کہ قتل کی دیت کا نصف دے اور اگر اس کے کان کی لو کاٹ دے تو احوط یہ ہے کہ اس کے ساتھ مصالحت کر لے۔

۳... کوئی شخص دوسرے کی تمام ناک یا ناک کا نرم حصہ کاٹ لے۔

۴... کوئی شخص کسی کی زبان جڑ سے کاٹے اور اگر زبان کی کچھ مقدار کاٹ لے تو چاہیے کہ زبان کٹنے کی وجہ سے وہ شخص جتنے حروف کے مخارج ادا کرنے پر قادر نہ رہا ہو انہیں دیکھا جائے اور پھر کل دیت کو حروف کے مخارج کی نسبت تقسیم کیا جائے اور وہ شخص اس مقدار کی نسبت سے دیت دے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس دیت کو بلحاظ پیمائش جتنی زبان کٹی ہو (مثلاً نصف، تہائی یا چوتھائی وغیرہ) اس پر واجب الادا دیت سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے اور جس دیت کی مقدار زیادہ ہو وہ دی جائے۔

۵... کوئی شخص کسی کے سارے دانت توڑ دے (تو پوری دیت دینی ہوگی) اور اس صورت میں جب کہ کچھ دانت توڑے گئے ہوں اگر وہ شخص جس کے دانت توڑے جائیں مرد ہو تو دانت توڑنے والے کو چاہیے کہ اسے اگلے دانتوں کے لیے

جو مقدار میں بارہ ہیں ہر دانت کے بدلے پانچ سو درہم دے اور دوسرے دانتوں میں سے جن کی تعداد سترہ ہے ہر ایک کے لیے ڈھائی سو درہم دے اور جس شخص کے کچھ دانت توڑے جائیں اگر وہ عورت ہو تو اتنے دانت ٹوٹنے تک جن کی دیت کی مقدار قتل کی دیت کے ایک تہائی تک نہ پہنچے اس کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہوگی اور اس صورت میں جب وہ قتل کی دیت کی ایک تہائی تک پہنچ جائے وہ مرد کے دانتوں کی دیت کا نصف ہوگی۔

٦... کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر وہ کسی کا ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے تو اسے چاہیے کہ اس جیسے شخص کے قتل کی دیت کے نصف کے برابر دیت دے۔

٧... کوئی شخص کسی کی دس انگلیاں کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور جس کی انگلیاں کاٹی جائیں اس کے انگوٹھے کی دیت ہاتھ کی دیت کا تیسرا حصہ اور دوسری ہر انگلی کی دیت اس کا چھٹا حصہ ہوگی اور عورت کی دیت اگر قتل کی دیت کے تیسرے حصے تک پہنچ جائے تو مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔

٨... کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک پستان کاٹے تو اسے چاہیے کہ اس جیسی عورت کے قتل کی نصف دیت دے۔

٩... کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں جوڑوں تک یا اس کے پاؤں کی دس کی دس انگلیاں کاٹ دے تو پوری دیت دینی ہوگی اور پاؤں کی ہر انگلی کی دیت اسی جیسی ہاتھ کی انگلی کے برابر ہے۔

١٠... کوئی شخص کسی مرد کے خصیتین نکال دے تو پوری دیت دینی ہوگی۔

١١... اگر کوئی شخص کسی کو ایسی تکلیف پہنچائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے تو پوری دیت دینی ہوگی اور اگر وہ کسی کی پیٹھ کو اس طرح توڑے کہ وہ پھر درست نہ ہو سکے تو اسے چاہیے کہ پوری دیت دے اگر چہ احوط یہ ہے کہ اس سے مصالحت کر لے۔

مسئلہ ٢٨٠٠ : اگر کوئی شخص کسی کو اشتباہاً قتل کر دے تو ضروری ہے کہ اس دیت کے علاوہ جس کا ذکر کیا گیا ہے خود قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اور اگر کوئی شخص کسی کو عمداً اور ناحق قتل کرے تو عفو یا دیت لینے کی صورت میں (یعنی اگر مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا دیت لے لیں تو) اسے چاہیے دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے اور اور ایک غلام کو آزاد کرے۔

مسئلہ ٢٨٠١ : جو شخص کسی حیوان پر سوار ہو اگر وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حیوان کسی کو ضرر پہنچائے تو وہ شخص یعنی سوار ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کام کرے جس کی وجہ سے حیوان خود سوار کو یا کسی اور شخص کو ضرر پہنچائے تو جو

شخص ایسا کام کرے وہ اس ضرر کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۲ : اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور اگر ساقط ہونے والی چیز آزاد اور اسلام کے حکم میں ہو تو اگر وہ نطفہ ہو تو اس کی دیت بیس مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر علقہ یعنی خون کا لوتھڑا ہو تو اسکی دیت چالیس مثقال اور اگر مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کی دیت ساٹھ مثقال اور اگر اس کی ہڈیاں بن چکی ہوں تو اس کی دیت اسی مثقال اور اگر ہڈیاں پر گوشت بھی آ گیا ہو لیکن اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کی دیت سو مثقال اور اگر اس میں روح بھی داخل ہو چکی ہو اور لڑ کا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار مثقال اور اگر لڑکی ہو تو اس کی دیت پانچ سو مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے اور ان تمام صورتوں میں اگر ہر ایک مثقال سونے کے عوض دس درہم چاندی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۳ : اگر کوئی حاملہ عورت کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں اس کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اس کی دیت بچے کے وارث کو اس تفصیل کے مطابق دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اور خود اس عورت کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۲۸۰۴ : اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کر دے تو اسے چاہیے کہ عورت اور بچے دونوں کی دیت دے۔

مسئلہ ۲۸۰۵ : اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال میں خراش ڈال دے تو اسے چاہیے کہ انسان کی جو دیت بیان کی گئی ہے اس کا ۱۰۰/۱ ادے اور ضرب گوشت تک پہنچ جائے اور اسے کسی قدر چیر دے تو ۵۰/۱ دے اور اگر گوشت زیادہ کٹ جائے تو ۱۰۰/۳ دے اور اگر زخم ہڈی کے نازک پردے تک پہنچ جائے تو ۱\۲۵ اور اگر ہڈی نمایاں ہو جائے تو ۱\۲۰ اور اگر ہڈی ٹوٹ جائے تو ۱\۱۰ اور اگر ہڈی کے بعض ریزے اپنی جگہ سے باہر آ جائیں تو ۳\۲۰ اور اگر ضرب مغز کی جھلی تک اثر انداز ہو تو ۳۳\۱۰۰ دے۔

مسئلہ ۲۸۰۶ : اگر کوئی شخص کسی کے چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز اس طرح مارے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے کہ ڈیڑھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دیت دے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر اس کا چہرہ نیلا ہو جائے تو تین مثقال اور اگر سیاہ ہو جائے تو لازم ہے کہ چھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دے لیکن اگر مارنے کی وجہ سے کسی کے بدن کا کوئی حصہ سرخ یا نیلا یا سیاہ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے کہ جو دیت چہرے کے لیے بتائی گئی ہے اس کا نصف دے۔

مسئلہ ۲۸۰۷ : اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت والے حیوان کو زخمی کر دے یا اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹ لے تو اسے چاہیے کہ بے عیب اور عیب دار حیوان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ حیوان کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۰۸ : اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے یا گھر کی حفاظت کرنے والے یا بھیڑوں کے گلّے کی حفاظت کرنے والے یا زراعت کی پاسبانی کرنے والے کتّے کو مار دے تو اسے چاہیے کہ کتّے کی قیمت ادا کرے اور اگر شکاری کتّے کی قیمت چالیس درہم سے کم ہو تو اس کے لیے لازم ہے چالیس درہم ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۰۹ : اگر کوئی حیوان کسی کی زراعت یا مال تلف کر دے تو اگر حیوان کے مالک نے
اس کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو تو اسے چاہیے کہ حیوان نے جتنی مقدار میں مال یا زراعت کو نقصان پہنچایا ہو اس کا ہرجانہ مال یا زراعت کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۰ : اگر کوئی بچہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا ولی یا مثلاً اس کا معلم اس کے ولی کی اجازت سے اسے اتنا مار سکتا ہے کہ بچہ مودب ہو جائے لیکن مارنے کی وجہ سے دیت واجب نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۱۱ : اگر کوئی شخص کسی بچے کو اتنا مارے کہ دیت واجب ہو جائے تو دیت بچے کا مال ہے اور اگر بچہ مر جائے تو جس پر دیت واجب ہو وہ اس کے ورثاء کو دے اور اگر مثال کے طور پر باپ اپنے بچے کو اس قدر مارے کہ وہ مر جائے تو دیت بچے کے دوسرے ورثاء لیں گے اور خود باپ کو دیت سے کچھ نہیں ملے گا۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۲۸۱۲ : اگر ہمسائے کے درخت کی جڑیں کسی شخص کی جائداد میں پہنچ جائیں تو وہ انہیں روک سکتا ہے اور اگر درخت کی جڑوں سے اسے کوئی ضرر پہنچے تو وہ درخت کے مالک سے ہرجانہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۳ : باپ بیٹی کو جو جہیز دے اگر مثال کے طور پر سمجھوتے یا بخشش کے ذریعے وہ اس کو بیٹی کی ملکیت میں دے دے تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اس کی ملکیت میں نہ دیا ہو تو اس کے واپس لینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۱۴ : اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے بالغ ورثاء اپنے حصے سے میت کی رسم عزا کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نابالغوں کے حصے میں سے اس مقصد کے لیے کچھ نہیں لیا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۸۱۵ : اگر انسان کسی مسلمان کی غیبت کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر فساد پیدا نہ ہو تو اس مسلمان سے کہے کہ وہ اسے معاف کر دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے چاہیے کہ جس شخص کی
غیبت کی ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرے اور اس غیبت کی وجہ سے اس مسلمان کی توہین ہوئی ہو تو اس صورت میں جب کہ ممکن ہو اسے چاہیے کہ اس توہین کو دور کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۶ : انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کے مال جس کے بارے میں اسے

علم ہو کہ اس نے خمس نہیں دیا خمس نکال لے اور اسے حاکم شرع کو دے دے۔

مسئلہ ۲۸۱۷ : جو آواز لہو ولعب اور بازی گری کی محفلوں سے مخصوص ہو وہ غنا ہے اور حرام ہے اور اگر امام حسین علیہ السلام کا نوحہ یا مجلس یا قرآن مجید غنا کے لہجے میں پڑھا جائے تو وہ بھی حرام ہے لیکن اگر انہیں ایسی خوش الحانی سے پڑھا جائے جو غنا کے زمرے میں نہ آتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۸ : ان جانوروں کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں جو اذیت رساں ہوں اور کسی کی ملکیت بھی نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۱۹ : جو انعام بینک اپنے بعض کھاتہ داروں کو دیتا ہے چونکہ وہ اپنی مرضی سے لوگوں سے لوگوں کو شوق دلانے کے لیے دیتا ہے اس لیے حلال ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۰ : اگر کوئی چیز کسی کاریگر کو درست کرنے کے لیے دی جائے اور اس کا مالک اسے لینے نہ آئے تو اگر کاریگر تلاش کرے اور مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس چیز کو مالک کی نیت سے صدقہ کر دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۸۲۱ : کوچہ اور بازار میں سینہ پر ماتم کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہاں سے عورتیں کیوں نہ گزرتی ہوں اور اگر ماتمی دستوں کے آگے آگے علم وغیرہ لے جائے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں لیکن لہو ولعب کے آلات استعمال نہیں کرنے چاہیے اور اسی طرح زنجیروں سے ماتم کرنا یا خنجر زنی کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر خنجر زنی یا زنجیر زنی سے موت کا یا کسی عضو کا معطّل ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۲ : سونے کے دانت لگوانے اور دانتوں پر سونا چڑھانے کی مرد اور عورت کے لیے کوئی ممانعت نہیں خواہ اس کا شمار زینت میں ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۳ : انسان کے لیے استمناء کرنا (یعنی اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ جن سے جماع کرنا جائز ہے) اپنے ہاتھ یا جماع کے بغیر کسی اور کے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا جس سے منی خارج ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۴ : ڈاڑھی مونڈنا یا مشین وغیرہ سے اتنی باریک کٹوا دینا کہ منڈی ہوئی کی مانند ہو جائے حرام ہے اور ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کا ولی اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا ختنہ کرا دے اور اگر وہ اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرائے تو بالغ ہونے کے بعد خود بچے پر اپنا ختنہ کرانا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۶ : اگر باپ اور ماں فقیر ہوں اور کوئی کام کر کے کما نہ سکتے ہوں تو اگر ان کے فرزند کے لیے ممکن ہو تو اسے

چاہیے کہ ان کا خرچہ دے۔

مسئلہ ۲۸۲۷ : اگر کوئی شخص فقیر ہو اور کام کر کے کما بھی نہ سکتا ہو تو اس کے باپ کو چاہیے کہ اس کا خرچہ اسے دے اور اگر اس کا باپ نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو اور اگر اس کا کوئی فرزند بھی نہ ہو جو اسے خرچہ دے سکے تو مشہور یہ ہے کہ اس کا دادا اس کا خرچہ دے اور اگر دادا نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو تو اس کی ماں کو چاہیے کہ اسے خرچہ دے اور اگر ماں بھی نہ ہو یا خرچہ نہ دے سکتی ہو تو چاہیے کہ اس کی دادی اور نانی اور نانا سب مل کر اس کا خرچہ دیں اور اگر ان میں سے بعض نہ ہوں یا خرچہ نہ دے سکتے ہوں تو لازم ہے کہ دوسرے (یعنی جو باقی ہوں) اس کا خرچہ دیں اور یہ قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۸ : اگر ایک دیوار دو آدمیوں کا مال ہو (یعنی اس کی ملکیت میں دونوں شریک ہوں) تو ان میں سے کوئی بھی حق نہیں رکھتا کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسے بنوائے یا اس دیوار پر اپنی عمارت کا شہتیر یا پایا رکھے یا اس میں کوئی میخ گاڑے لیکن ایسے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ شریک ان پر راضی ہے مثلاً دیوار سے ٹیک لگانا اور اس پر کپڑے ڈالنا لیکن اگر دوسرا شریک کہے کہ میں ان کاموں کی اجازت بھی نہیں دیتا تو ان کا کرنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۸۲۹ : حیوان یا انسان کے پورے بدن کی نقاشی خواہ وہ مجسمہ نہ بھی ہو حرام ہے لیکن فوٹو گرافی کے ذریعے تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۰ : جب کسی میوہ دار درخت کی شاخیں باغ کی دیوار سے باہر نکل جائیں تو اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ درخت کا مالک راضی ہے یا نہیں تو وہ بنا بر احتیاط اس کا پھل نہیں توڑ سکتا اور اگر اس درخت کا پھل زمین پر گرا ہو تو اسے بھی نہیں اٹھا سکتا۔

پرونوٹ کے احکام

پرونوٹ اور دکان وغیرہ کی پگڑی کے معاملات لوگوں میں رائج ہیں اور عوام الناس کی ذہنی کش مکش کا موجب بنے ہوئے ہیں اور ان کی شرعی جواز کے متعلق سوال ہوتے رہتے ہیں اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر کافی وضاحت سے لکھیں اور اس رسالے کے آخر میں اس کے متعلق احکام درج کر کے عام لوگوں تک پہنچا دیں۔

مسئلہ ۲۸۳۱ : علماء مشہور کا ارشاد ہے کہ جو معاملات معاوضہ (لین دین) کی شکل میں ہوتے ہیں ان میں لازم ہے کہ معاوضے کی متقابل چیزیں قیمت رکھتی ہوں کیونکہ اگر دونوں میں سے کسی ایک چیز کی کوئی قیمت نہ ہوگی تو معاملہ سفیہانہ اور باطل ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص جو کا ایک دانہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ایک سو روپے کے عوض فروخت کرے تو معاملہ باطل ہوگا۔ بلکہ سفیہ شخص جو معاملہ کرے وہ باطل ہے اور اس کی تفصیل ہم اس کے مقام پر بتا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۲ : مال کی مالیت کی دو قسمیں ہیں۔

۱... پہلی یہ کہ مال بذات خود ایسی منفعت اور خواص کا حاصل ہو کہ لوگ اس کی اس منفعت یا خاصیت کی وجہ سے اس سے رغبت رکھتے ہوں اور اس بنا پر وہ قیمتوں والا بن جائے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں' فرش' برتن اور مختلف قسم کے جواہرات وغیرہ۔

۲... دوسری یہ کہ مال ذاتی طور پر کوئی قیمت اور منفعت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کی قیمت اعتباری ہو مثلاً ڈاک کے ٹکٹ اور ایسے ہی مختلف دوسرے اسٹمپ جن کی قیمت حکومت نے معین کر رکھی ہے جو ایک روپیہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ ہوتی ہے انہیں ڈاک خانے میں خطوط کے لیے کسٹم اور عدالتوں میں عریضوں پر چپکانے کے لیے رجسٹرار کے دفتر میں معاملات کی جسٹری وغیرہ کے لیے قبول کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ قیمت کے حامل ہوتے ہیں اور جب حکومت ان کی قیمت ختم کرنا چاہتی ہے تو ان پر تنسیخ کی مہر لگا دیتی ہے اور انہیں ناقبل قبول بنا دیتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۳ : جن چیزوں کا لین دین کیا جاتا ہے یا جو بطور قرض لی یا دی جاتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

۱... مکیل اور موزون (ناپی جانے والی اور وزن کی جانے والی)

۲... غیر مکیل اور غیر موزون۔

پہلی قسم وہ ہے جس کی قیمت ناپ کر یا وزن کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً چاول' گندم' جو' سونا' چاندی وغیرہ۔ دوسری قسم وہ ہے جس کی قیمت شمار کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً مرغی کے انڈے یا فٹوں اور گزوں وغیرہ کی صورت میں معلوم کی جاتی ہے مثلاً کپڑا اور فرش۔ اب صورت یہ ہے کہ جیسا کہ قرض کے سلسلے میں جو جنس کسی دوسرے شخص کو بطور قرض دی جائے اگر اس سے زیادہ ادائیگی کی شرط ہو تو خواہ وہ ناپنے یا تولنے والی چیز ہو یا نہ ہو وہ سود ہے اور ایسا قرض حرام ہوگا اور لین دین کے سلسلے میں بھی اگر ناپنے یا تولنے کی چیز کو اس کی ہم جنس چیز کے عوض خریدیں اور بیچیں تو زیادہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں معاملہ باطل ہو جائے گا' لیکن جو چیز ناپی یا تولی نہ جاتی ہو اگر اس کا معاملہ اس کی ہم جنس چیز سے کریں تو خواہ زیادہ ادائیگی کی شرط لگائیں وہ سود نہیں ہوگا لہٰذا نتیجے میں یہ مسئلہ برآمد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مرغی کے سو انڈے دوسرے کو مثلاً دو مہینوں کے لیے ایک سو دس انڈوں کے عوض قرض دے تو سود ہو جاتا ہے لیکن اگر مرغی کے سو انڈے دو مہینوں کے لیے ایک سو دس انڈوں پر بیچ دے تو اگر ثمن اور مثمن کے درمیان فرق ہو (یعنی بیچے ہوئے اور خریدے ہوئے انڈوں میں فرق ہو) تو سود نہیں ہوتا اور معاملہ صحیح ہے چنانچہ صرف ذات معاملہ میں فرق ہے اور نتیجہ ایک ہی ہے اگر قرض ہے تو سود ہے اور اگر خرید و فروخت ہو تو سود نہیں ہے اور یہاں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرض کی حقیقت فروخت کی حقیقت سے مختلف ہے اور وہ اس معنی میں کہ قرض اسے کہا جاتا

ہے کہ انسان کسی دوسرے کو اس قصد سے مال دے کہ وہ مال لینے والے کے ذمہ ہو جائے اور فروخت کا یہ مطلب ہے کہ ایک مال کے بدلے دوسرا مال کسی کو دیا جائے لہٰذا فروخت میں لازم ہے کہ بیچا ہوا مال اس کے بدلے میں لیے ہوئے مال سے مختلف ہو اور اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مثال کے طور پر مرغی کے سو انڈے ایک سو دس پر کسی کے ذمہ کر کے بیچے یعنی کسی کے پاس سو انڈے بیچے اور اسے کہے کہ ایک سو دس انڈے تمہارے ذمے ہیں تو ان دونوں اطراف کے انڈوں میں فرق ہونا ضروری ہے مثلاً یہ کہ کوئی شخص مرغی کے سو بڑے انڈے ایک سو دس درمیانہ سائز کے بالمقابل ذمہ میں بیچے کیونکہ اگر ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ ہو تو ان کی بیع ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ درحقیقت بیع کی شکل میں قرض ہوگا اور اسی وجہ سے معاملہ حرام ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸۳۴ : تمام کاغذی نوٹ مثلاً عراقی دینار انگریزی پونڈ امریکی ڈالر یا ایرانی ریال یا ہندوستانی و پاکستانی روپے وغیرہ قیمت کے حامل ہیں کیونکہ ہر حکومت کی طرف سے کاغذی نوٹوں کی قیمت معین کی گئی ہے جو سارے ملک میں قبول کی جاتی ہے اور رائج ہے اور اسی وجہ سے یہ نوٹ قیمت رکھتے ہیں اور حکومت جب بھی چاہے انہیں منسوخ کر سکتی ہے اور ان کی مالیت کو کالعدم قرار دے سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ نوٹ ناپے یا تولے نہیں جا سکتے اور اس وجہ سے نوٹوں کا معاوضہ ان کے ہم جنسوں کے مقابلے میں زیادہ لیا جائے تو وہ سود نہیں ہے اور اسی طرح اگر ان نوٹوں کی ادائیگی بطور قرض کسی کے ذمے ہو تو اس کا نقد کے عوض معاملہ کرنا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو سود نہیں ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کو دوسرے سے دس ہزار روپے لینے ہوں اور وہ ان کا نو ہزار روپے نقد پر سودا کر لے تو وہ سود نہیں ہوگا جیسا مرحوم آیت اللہ یزدی اعلی اللہ مقامہ نے ملحقات عروہ کے مسئلہ ۵۶ میں تصریح فرمائی ہے اور وہ فرماتے ہیں "نوٹ معدود ہیں (یعنی انہیں گنا جاتا ہے تولا اور ناپا نہیں جاتا) اور نقدین (سونا اور چاندی) کی جنس میں سے نہیں ہیں اور ایک معینہ قیمت رکھتے ہیں اور نقدین کا حکم ان پر جاری نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سے بعض دوسروں کے عوض کم اور زیادہ پر بیچنا جائز ہے اور اسی طرح ان پر بیع صرف کا حکم جاری نہیں ہوتا جس کی رو سے مجلس میں قبضہ کرنا واجب ہے"

مسئلہ ۲۸۳۵ : روپوں کے جن پرونوٹوں کا معاملہ لوگوں میں ہوتا ہے دراصل وہ پرونوٹ خود مالیت رکھتے ہیں اور معاملہ ان کا (یعنی ان پرونوٹوں کا) ہوتا ہے جن کے ثبوت کی یہ پرونوٹ سند ہوتے ہیں مثلاً زید گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچ دے اور اس کے لیے دو مہینے کی مدت کا پرونوٹ لکھوا لے۔ پھر جو رقم اسے لینی ہے اسے (یعنی اس پرونوٹ کو) وہ ایک سو روپے کم پر یعنی ایک ہزار نو سو روپے نقد کے عوض بیچ دے تو پرونوٹ اس بات کے ثبوت کے لیے ہے کہ دو ہزار روپے لینے ہیں اور پرونوٹ کے مالیت کا حامل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچیں تو اگر خریدار آپ کو

اس کی نقد قیمت دے دے تو وہ بری الذمہ ہے لیکن اگر پرونوٹ لکھ دے تو اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور وہ دو ہزار روپے کا مقروض نہیں ہے۔اور اگر پرونوٹ گم ہو جائے یا جل جائے خریدار کی ذمہ داری برقرار نہیں رہے گی ہاں گندم خریدنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت نوٹوں میں ادا کرے تو اس صورت میں پرونوٹ ختم ہو جائے گا یا گندم بیچنے والا پرونوٹ سے لے لے۔

مسئلہ ۲۸۳۶ : جو پرونوٹ کسی بینک کے پاس یا بینک کے علاوہ کسی کے پاس بیچا جائے اگر وہ پرونوٹ حقیقت رکھتا ہو یعنی صحیح ہو اور اس میں کوئی جگہ خالی نہ ہو مثلاً کوئی شخص کوئی جنس کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے اور جو ایک لاکھ روپے اس کی قیمت کے طور پر لینے ہوں ان کا پرونوٹ لے لے اور وہی ایک لاکھ روپے (یعنی جو پرونوٹ اس نے لیا ہے) بینک کے پاس یا کسی اور کے پاس معاملے اور انتقال قبضہ کے عنوان سے بیچے اور اس کی قیمت میں رقم کی واگذاری کی مدت کی نسبت سے کمی کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۷ : جس پرونوٹ کی کوئی حقیقت نہ ہو اور محض لحاظ میں لکھا گیا ہو اگر کوئی شخص اس کا معاملہ کسی غیر ملکی بینک سے کرنا چاہتا ہے تو جو کم رقم بینک اسے دے دہ اسے لے سکتا ہے۔پرونوٹ کی تمام رقم اس کی خواہش پر یا معمول کے مطابق اس کی خواہش پر اس کی واپسی پر پرونوٹ دینے والے سے وصول کرے تو وہ پرونوٹ دینے والے کو تمام رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے اور یہ ان دونوں کے لیے سود کی شکل اختیار کرنے کا موجب نہیں بنے گا اور اگر وہ شخص ملکی بینک سے معاملہ کرنا چاہے تو سود سے بچنے کے طریقے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۸ : وعدے والے پرونوٹ کو جب بینک یا کسی اور کے پاس بیچا جاتا ہے تو عموماً نقد قیمت کے مقابلے میں بیچا جاتا ہے اور اسے اگر ادھار اور وعدے کے مقابلے میں بیچا جائے تو اس قسم کے معاملے کا صحیح ہونا مشکل نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۹ : جو پرونوٹ بیچے جاتے ہیں ان کے بارے میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا ہے جس کے مطابق اگر پرونوٹ لکھنے والا مقررہ مدت ختم ہونے پر رقم ادا نہ کرے تو بینک یا دوسرے خریدار اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ بیچنے والے (یعنی جس نے پرونوٹ لکھوا کر کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہو) یا پرونواٹ پر دستخط کرنے والوں سے رجوع کریں اور ان سے پرونوٹ کی رقم کا مطالبہ کریں اور پرونوٹ کو اس میں درج شدہ رقم کے عوض (اور اس رقم میں کوئی کمی کئے بغیر) واپس کر دیں اور بیچنے والا یا دستخط کرنے والے بھی اس بات کے پابند ہیں کہ بینک یا کسی دوسرے خریدار کے مطالبے پر رقم انہیں ادا کریں اور اس پابندی سے تمام یا بیشتر پرونوٹ لکھنے والے یا ان پر دستخط کرنے والے واقف ہیں ۔اور پرونوٹوں کا لین دین اور ان پر عمل درآمد اسی شرط کے مطابق (جسے شرط ضمنی کہا جاتا ہے) ہوتا ہے لہٰذا جن پرونوٹوں پر اس شرط کے مطابق عمل ہوتا ہے ان کے بارے

میں جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو اس کے لازمی ہونے سے واقف ہیں یہ شرط مضمر ہے اور اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ شرط جائیداد غیر منقولہ کے لین دین کی رجسٹری کی طرح ہے کیونکہ حکومت جائداد غیر منقولہ کے ہر اس لین دین کو جن کی رجسٹری کرائی جائے قابل اجراء نہیں سمجھتی اور سب لوگ لین دین میں رجسٹری کرانے کے پابند ہیں اور کوئی شخص رجسٹری کرانے سے انکار نہیں کرسکتا کیونکہ سودے پر عمل درآمد کی بنیاد ہی اسی شرط پر ہے اور جیسا کہ بتایا جاچکا ہے ایسی شرطیں جن کے مطابق معاملہ پر عمل درآمد انجام پاتا ہے ضمنی شرطیں کہلاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۰ : بینکوں میں دستور ہے کہ لوگ دستخط والا پرونوٹ نہیں خریدتے لیکن بعض اشخاص ہیں جو ایک دستخط والے پرونوٹ کا لین دین بھی کرتے ہیں اور چونکہ عموماً ایسے اشخاص قیمت دے دیتے ہیں اور پرونوٹ خریدتے ہیں اور عموماً ایسا معاملہ بطور قرض نہیں ہوتا بلکہ اس پرونوٹ کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

دکان وغیرہ کی پگڑی کے احکام

معروف معاملات میں سے ایک معاملہ پگڑی کا ہے جس سے اکثر لوگوں کو سابقہ پڑتا ہے لہٰذا اس کی تشریح ہونی چاہیے۔ پگڑی جو کاروبار میں مستعمل جگہ سے تعلق رکھتی ہے بنیادی طور پر اس کے لینے کی وجہ یہ ہے کہ کاروباری مقام کا کرایہ دن بدن بڑھتا ہے اور کرائے پر دینے والا کسی کرایہ دار کو اس جگہ سے نکال نہیں سکتا اور نہ ہی کرایہ بڑھا سکتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک دکان یا کاروبار کی جگہ سالہاسال تک اسی ابتدائی کرائے پر کرایہ دار کے قبضے میں رہتی ہے اور کرائے میں ایک روپے کا اضافہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ کرایہ پر دینے والا حکومتی قانون کے پیش نظر نہ کرایہ دار کو نکال سکتا ہے اور نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے حالانکہ اسی جیسی جگہیں کئی گنا زیادہ کرائے پر اٹھ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۱ : اس قسم کے کاروبار کے مقامات کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کہ جس میں مالک کی اجازت اور مرضی کے بغیر کاروبار کرنا اور اس کی پگڑی لینا حرام ہے اور دوسری دو قسموں کی جگہوں کی پگڑی لینا جائز ہے اور جائز اور ناجائز ہونے کا معیار یہ ہے کہ جب صورت یہ ہو کہ جگہ کرایہ پر دینے والا خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق رکھتا ہو اور کرایہ دار زبردستی کرتے ہوئے نہ تو کرایہ بڑھاتا ہو اور نہ ہی جگہ خالی کرتا ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ کی پگڑی لینا اور مالک کی رضامندی کے بغیر وہاں کاروبار کرنا جائز نہیں حرام ہے اور ہر اس صورت میں جب کہ جائداد کا مالک کرایہ بڑھانے یا جگہ خالی کرانے کا حق نہ رکھتا ہو اور کرایہ دار کسی دوسرے کے لیے وہ جگہ خالی کرنے کا حق رکھتا ہو مالک کی رضامندی کے بغیر پگڑی لینا مطابق شرع اور وہاں کاروبار کرنا جائز ہے اور آئندہ مسائل میں ان تینوں اقسام کی واضح مثالیں دی جائیں گی تاکہ مطلب روشن ہوجائے۔

مسئلہ ۲۸۴۲ : جب کوئی املاک ایسے زمانے میں کرایہ پر دی گئی ہو جب پگڑی کا کوئی سوال نہ تھا اور مالک کو اختیار تھا کہ

جب بھی اجارے کی مدت ختم ہو جگہ خالی کرالے یا کرایہ بڑھا دے اور کرایہ دار کے لیے بھی ضروری تھا کہ جگہ خالی کر دے یا زیادہ کرایہ دے اور معاہدے میں کرایہ بڑھانے اور اجارے کی مدت میں توسیع کرنے کی کوئی شرط نہ تھی اور بعد میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا جس کی رو سے مالک کو کرایہ بڑھانے یا کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حق باقی نہ رہا تو اگر ایسی صورت میں کرایہ دار قانون کا سہارا لے کر جگہ بھی خالی نہ کرے اور کرایہ بھی نہ بڑھائے جب کہ اسی جیسی جگہیں جو قانون نافذ ہونے کے بعد کرائے پر دی گئی ہوں ان کا کرایہ کئی گنا زیادہ ہو اور اسی وجہ سے پگڑی لینے کا موقع پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں کرایہ دار کا پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی رضامندی کے بغیر اس کا اس جگہ میں تصرف بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۳ : جو لوگ کوئی دکان بنا رہے ہوں اور اس پر رقوم خرچ کر رہے ہوں اور اس دکان کا کرایہ مثال کے طور پر دس ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہو لیکن نقدی کی ضرورت کے باعث وہ لوگ اپنے رضا و رغبت سے اس دکان کو ایک سال کے لیے ایک ہزار روپیہ ماہانہ اور اس کے علاوہ مبلغ پانچ لاکھ روپیہ نقد کرائے پر کسی کو دے دیں اور اس ضمن میں یہ شرط کریں کہ جب تک کرایہ دار اس جگہ رہے گا سال بہ سال اسی ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے کرائے کی تجدید ہوتی جائے گی اور مالکان کو کرایہ بڑھانے کا کوئی اختیار نہ ہوگا اور اگر کرایہ دار چاہے گا تو کرایہ پر لی جانے والی جگہ کسی دوسرے شخص کو منتقل کر دے گا۔ اور مالکان اس سے بھی وہی کرایہ لیں گے جو پہلے کرایہ دار سے لیتے ہیں یعنی ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے نہیں بڑھائیں گے اور سال بہ سال اسی پہلے کرائے کے معاہدے کی تجدید ہوتی رہے گی تو اس صورت میں کرایہ دار کو اختیار ہے کہ وہ کسی دوسرے کو منتقل کرے اور وہ جگہ خالی کرنے اور اس میں سکونت ترک کرنے کے بدلے میں جس شخص کو وہ جگہ منتقل کرے اس سے جتنی پگڑی خود دی ہو اتنی ہی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ وصول کرے اور جائیداد کے مالکان کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کے مطابق وہ پگڑی لینے اور وہ جگہ دوسرے کو منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے اور جو پگڑی اس نے لی ہو وہ شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۴ : جب لوگ کوئی دکان بنائیں اور اس پر رقوم خرچ کریں اور اسے عام شرع کے مطابق کرائے پر دیں اور پگڑی بھی نہ لیں لیکن کرایہ نامہ میں شرط لگائیں کہ جب تک کرایہ دار وہاں سکونت پذیر ہے انہیں یعنی مالکان کو دکان خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق نہیں ہے اور سال بہ سال معاہدے میں توسیع کرتے رہیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کی حیثیت بڑھ جائے تو کرایہ دار اسے کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنے کا حق نہیں رکھتا اور کرائے پر دینے والے کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اسے کسی دوسرے کو منتقل کرنے پر رضامند ہو لیکن اگر کوئی تیسرا شخص وہ جگہ کرائے پر لینا چاہے اور کرایہ دار کو مثلاً یہ لالچ دے کہ اگر تم یہ جگہ خالی کر دو تو میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں گا اور پھر مالک کے پاس جا کر اسے اس بات پر راضی کر لے کہ وہ اس سے کچھ رقم لے کر وہ جگہ اسے کرائے پر دے دے اور پھر وہ شخص پہلے کرایہ دار کو ایک لاکھ روپیہ

دے کر اس سے وہ جگہ خالی کرائے اور بعد ازاں خود مالک سے جس رقم کا وعدہ کیا ہو وہ اسے دے کر وہ جگہ کرائے پر لے لے تو جو ایک لاکھ روپے پہلے کرایہ دار نے لیے ہیں وہ اس پر حلال ہیں کیونکہ اس نے مذکورہ جگہ کے انتقال کے عوض کوئی ایسی چیز نہیں لی جس کا اسے حق تک نہ پہنچتا ہو بلکہ اس نے محض وہ جگہ خالی کرنے کے عوض رقم لی ہے جس کے بارے میں وہ حقدار تھا کہ مالک کے نئے کرایہ دار کو سپرد کرنے کے لیے خالی نہ کرے لہٰذا واضح ہے کہ اس صورت میں پگڑی جگہ خالی کرنے کے لیے لی گئی ہے اور اس جگہ کو کرائے پر اس کے مالک نے دیا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۵ : اگر کوئی شخص کوئی جگہ کرایہ پر لے اور مالک کے ساتھ یہ شرط طے کرے کہ مالک کو اسے نکالنے اور جگہ خالی کرنے کا حق نہیں ہوگا بلکہ وہ سال بہ سال یا ماہ بماہ فقط عام شرع پر کرایہ دار سے کرایہ وصول کرے گا اور یہ شرط بھی طے کرے کہ کرایہ دار کو یہ حق ہوگا کہ وہ اس جگہ

میں اپنا حق سکونت کسی دوسرے کو منتقل کردے تو اس صورت میں بھی کرایہ دار پگڑی دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے یعنی کسی سے رقم لے کر اپنا حق اسے منتقل کر سکتا ہے۔

انشورنس یا بیمہ

مسئلہ ۲۸۴۶ : اگر حکومت یا کسی بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص رقم دیتا رہے گا تا کہ اسے اگر کوئی نقصان پہنچے تو حکومت یا کمپنی اس کا تدارک کرے تو یہ بیمہ یا انشورنس کہلاتا ہے۔ کبھی بیمہ زندگی کا ہوتا ہے کبھی مال کا، کبھی آگ لگنے کا، کبھی ہوائی جہاز کا، کبھی کشتی وغیرہ کا۔ بیمہ کی دوسری اقسام بھی ہیں جن کا وہی حکم ہے جو اس کی مذکورہ اقسام کا ہے لہٰذا ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۷ : اس معاملے کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

۱... کمپنی کی پیشکش۔

۲... پالیسی ہولڈر کا قبول کرنا۔

۳... وہ چیز جس کا بیمہ کیا گیا۔ (یعنی زندگی وغیرہ)

۴... اقساط جو پالیسی ہولڈر ہر سال یا ہر ماہ ادا کرتا رہے گا۔

مسئلہ ۲۸۴۸ : یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیمہ کیا گیا ہو وہ معین ہو اور یہ بھی بیان کیا جانا چاہیے کہ حکومت یا بیمہ کمپنی کس قسم کے نقصان کا تدارک کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی۔ مثلاً غرق ہونا، آگ لگنا، چوری ہو جانا، مریض ہو جانا، مر جانا وغیرہ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قسط کی کیا مقدار ہوگی۔ ساتھ ابتدا اور انتہا کے لحاظ سے بیمہ کی مدت بھی معین ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۸۴۹ : بیمہ کی تمام اقسام کو مشروط بخشش قرار دیا جاسکتا ہے یعنی پالیسی ہولڈر بیمہ کمپنی کو اس شرط پر اقساط کی صورت میں ایک معین رقم بخشش (پریمیم) کے طور پر ادا کرے گا کہ معاملے کے ضمن میں مذکورہ نقصانات اگر پیش آئیں تو کمپنی ان کا تدارک کرے گی۔ اس صورت میں کمپنی پر واجب ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔ پس بیمہ کی تمام اقسام مذکورہ طریقہ پر شرعاً صحیح ہیں۔ اور اسی طرح اس کو حوالہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے جس کے احکام کی توضیح باب حوالہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۰ : اگر حکومت یا بیمہ کمپنی شرط پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر کو حق حاصل ہوگا کہ معاملے کو ختم کر کے اقساط واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۸۵۱ : اگر پالیسی ہولڈر اقساط پابندی سے ادا نہ کرے تو بیمہ کمپنی کے لیے واجب نہیں ہے کہ وہ حادثے کی صورت میں اسے ہرجانہ ادا کرے اور نہ پالیسی ہولڈر اپنی اقساط واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۲ : عقد بیمہ کی صحت کے لیے کوئی خاص مدت معتبر نہیں ہے بلکہ بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر جتنی مدت پر متفق ہو جائیں درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۳ : اگر کمپنی کے حصے دار اس شرط پر کمپنی میں سرمایہ لگائیں کہ اگر ان میں سے کسی کو خاص نقصان پہنچا تو کمپنی اس کا تدارک کرے گی تو کمپنی پر لازم ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

صرافہ اور بینک

سرمائے کے لحاظ سے بینک کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱... عوامی بینک جس کا سرمایہ ایک شخص یا زیادہ اشخاص کی ملکیت ہو۔

۲... سرکاری بینک۔

۳... سرکاری اور عوامی مشترکہ بینک۔

مسئلہ ۲۸۵۴ : ایسے بینک سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے اور منافع لینا بھی حرام ہے لیکن اس حرام معاملے سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرض لینے والا بینک کے مالک یا اس کے وکیل سے کوئی چیز بازاری بھاؤ سے ۱۰٪ یا ۲۰٪ زیادہ قیمت پر خریدے تاکہ بینک اسے کچھ رقم بطور قرض دے دے یا بینک کو کوئی چیز بازاری بھاؤ سے کم قیمت پر بیچے اور اس معاملے کے ضمن میں شرط طے کرے کہ اتنی رقم فلاں وقت تک بینک اسے قرض دے گا تو ایسی صورت میں قرض لینا جائز ہے اور یہ سودی کاروبار بھی نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز بطور بخشش دیکر بھی شرط لگائی جا سکتی ہے کہ بخشش دینے والے کو فلاں وقت تک اتنی رقم بطور قرض دی جائے گی۔ اور اسی طرح ایک رقم کو اس سے زیادہ رقم کے بدلے کسی چیز کے ساتھ شامل کر کے بیچنے پر حرمت زائل ہو سکتی ہے مثلاً ۱۰۰ روپے کو ایک ماچس کے ساتھ ایک ماہ بعد ادا کئے جانے والے ۱۱۰ روپے کے بدلے فروخت کرنا صحیح ہے کیونکہ دراصل یہ سودی قرض نہیں ہے بلکہ خرید و فروخت ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۵ : سود حاصل کرنے کی غرض سے بینک میں رقم جمع کرنا (سیونگ اکاؤنٹ ہو یا کرنٹ اکاؤنٹ) جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۶ : اگر سرکاری بینک سے کچھ مال لیا جائے تو اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۷ : سرکاری بینک سے سود پر قرض لینا بھی حرام ہے خواہ کوئی مال رہن رکھ کر یا رہن رکھے بغیر لیا جائے جبکہ قرض لینے والا جانتا ہو کہ وہ چاہے یا نہ چاہے بینک اس سے اضافی رقم وصول کرے گا اور جس وقت بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ کرے تو اسے یہ اضافی رقم ادا کرنی ہی پڑے گی۔

مسئلہ ۲۸۵۸ : سرکاری بینک میں سود حاصل کرنے کی غرض سے روپیہ رکھنا جائز نہیں، ہاں اگر بینک کا مالک غیر مسلم یا ناصبی

شخص ہو یا غیر مسلم حکومت ہو تو روپے کے استفادے کی غرض سے کوئی روپیہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ غیر مسلم حکومت سے مراد ہر وہ حکومت ہے کہ جو دین اسلام کو نظام عمل قرار نہ دے۔اس مسئلے سے اس بینک کا حکم بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس کا سرمایہ حکومت اور عوام میں مشترک ہو۔تو اگر ہر دو مالک حکومت اور اس کا شرکت کنندہ مسلمان نہ ہوں تو مال کے استفادے میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو اگر بینک سود لیتا ہو تو حاصل شدہ منافع حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے جائز ہو جائیں گے اور یہی حکم ہے کہ دونوں میں ایک مسلمان اور دوسرا کافر یا ناصبی ہو۔

ایل سی (لیٹر آف کریڈٹ)

مسئلہ ۲۸۵۹ : برآمد اور درآمد کے لیے بینک سے ایل سی (L/C) حاصل کرنا اور بینک کا کمیشن پر زرمبادلہ مہیا کرنا صحیح ہے اور کمیشن (Commission) لینا بھی بظاہر جائز ہے کیونکہ اس قسم کا کمیشن فقہی اعتبار سے یا تو اجرت تصور ہوگا (کیونکہ تاجر ایک خاص کام کے لیے بینک کو کرائے پر لیتا ہے) یا جعالہ (یعنی کوئی کام انجام دینے پر کچھ مال دینے کا وعدہ کرنا) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے خرید و فروخت میں شمار کیا جائے کیونکہ بینک دوسرے ملک کی کرنسی (Currency) سے مال کی قیمت ادا کرتا ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ بینک درآمد کنندہ کے ذمے دوسرے ملک کی کرنسی ایسی قیمت پر فروخت کرے کہ اس میں سے اس کا کمیشن بھی نکل آئے اور چونکہ دو مختلف چیزوں کا سودا ہوا ہے اس لیے معاملہ صحیح ہے اس ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ برآمد اور درآمد کرنے والے بینک کے توسط سے معلومات حاصل کریں اور اس کے بعد ایل سی کی بنیاد پر بینک مال کی فراہمی اور قیمت کی ادائیگی کا کام کرتا رہے۔اس صورت میں بینک کا یہ عمل بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۰ : اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے سے کچھ لیے بغیر اس کے کہنے پر درآمد شدہ مال کی قیمت ادا کرے اور اس کے ذمے قرض شمار نہ کرے اور اس شرط پر درآمد کنندہ سے کچھ فائدہ حاصل کرے کہ ایک مخصوص مدت تک اس سے ادا کردہ قیمت کا مطالبہ نہیں کرے گا تو بظاہر یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ درآمد کنندہ پر اس بنا پر ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے بینک سے قیمت ادا کرنے کو کہا تھا لیکن اگر اس نے بینک سے قرض لیا ہو اور بینک قرض پر اس سے سود لے تو اس صورت میں اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے کو قرض دے کر فائدہ لینے کی شرط کرے اور اس کی طرف سے وکیل بن کر درآمد کا کام انجام دے تو فائدہ لینا جائز نہیں ہے اسی طرح ان تاجروں کا بھی یہی حکم ہے جو یہ کام انجام دیں۔

مسئلہ ۲۸۶۱ : مال کی حفاظت اگر بینک درآمد کنندہ کی ذمے داری پر مال کے اسٹوریج (Storage) اور انوائس (Invaice) وغیرہ کے تبادلے کا کام انجام دے مثلاً تاجروں میں معاملہ طے ہو جانے کے بعد بینک مال کی قیمت ادا کرے اور مال پہنچنے پر خریدار کو کاغذات پہنچا دے اور اگر خریدار مال وصول کرنے میں دیر کرے تو اس کی خاطر مال اسٹور میں

رکھے اور یہ کام خریدار سے اجرت لے کر یا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری پر کرے مثلاً دو تاجروں کا آپس میں معاملہ ہونے سے پہلے بینک کو مال بیچنے والا لسٹ (List) وغیرہ بھیجے اور بینک یہ لسٹ تاجروں کو دکھائے اور اگر انہیں مال پسند ہو تو معاملہ ہو جائے اور بینک اپنی خدمات کے عوض مال والے سے اجرت لے تو دونوں صورتوں میں بینک کا یہ کام کرنا جائز ہے اور اسی کی اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ عقد کے ضمن میں اس بات پر اتفاق ہو گیا ہو یا عام رواج کی بنا پر

اجرت لی جاتی ہو یا مال بیچنے والے یا خریدار کے کہنے پر بینک یہ کام کرے البتہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو بینک کو اجرت لینے کا حق نہیں ہے بعض اوقات خریدار مال وصول نہیں کرتا اور بینک اسے اطلاع دینے کے بعد وہی مال دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور فروخت شدہ مال کی قیمت سے اپنا حق لے لیتا ہے چونکہ اس صورت میں بینک مال والے کا وکیل شمار ہوتا ہے اور بالعموم دونوں فریق (خریدار اور مال بیچنے والا) رضامند بھی ہوتے ہیں لہٰذا ایسی خرید و فروخت جائز اور صحیح ہے۔

بینک کی کفالت

اگر کوئی شخص کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کی خاطر کوئی کام کرنے کا ٹھیکہ لے اور کام حسب شرائط پورا نہ ہونے پر ایک معین رقم بطور ہرجانہ دینے کا وعدہ کرے اور بینک اس ہرجانے کی ادائیگی کی ضمانت دے تو یہ بینک کی کفالت کہلائے گی۔

۱... یہ کفالت اس وقت صحیح ہے جب بینک اس بات کا اظہار لفظوں میں یا کسی فعل کے ذریعے (جو اس بات کو ظاہر کرتا ہو) کرے اور مالک اس بات کو تمام طے شدہ شرائط کے ساتھ قبول کرے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک اس بات کی ذمہ داری لے کہ اس نے جس کی کفالت کی ہے وہ اپنا قرض ادا کرے گا یا طے شدہ شرط پوری کرے گا۔

۲... کام کی ذمے داری اٹھانے والے پر واجب ہے کہ کام پورا نہ کرنے کی صورت میں طے شدہ شرط پر عمل کرے بشرطیکہ اس نے یہ شرط کسی عقد کے ضمن میں قبول کی ہو۔ اگر چہ وہ معاملہ وہی ٹھیک ہو کہ جس کے پورا کرنے کی کفالیت بینک دینا چاہتا ہے۔ اور اس کے شرط پوری نہ کرنے کی صورت میں مالک کفالت کرنے والے یعنی بینک سے مطالبہ کرنے کا حقدار ہوگا اور چونکہ بینک نے ٹھیکیدار کے کہنے پر اس کی کفالت دی تھی لہٰذا اس ضمن میں بینک کو جو نقصان ہو وہ ٹھیکیدار کو ادا کرنا ہوگا۔

۳... چونکہ کفالت کرنا ایک محترم کام ہے لہٰذا بینک کے لیے جائز ہے کہ اس نے جس شخص کی کفالت کی ہو اس سے اجرت لے اور فقہی لحاظ سے بظاہر "جعالہ" شمار ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ عنوان اجارہ میں شامل ہو لیکن خرید و فروخت یا مصالحت نہیں کہلائے گا۔

حصص کی فروخت

مسئلہ ۲۸۶۲ : اگر بینک کسی کمپنی کے حصے داروں کے حصص فروخت کرنے اور ان کے کاغذات کے تبادلے کا کام کرنے پر اجرت لے تو یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ فقہی اعتبار سے یہ معاملہ یا تو اجارہ (چونکہ کمپنی کے حصے دار بینک کو گویا یہ کام انجام دینے کے لیے کرائے پر لیتے ہیں) میں داخل ہے یا جعالہ میں اور اگر باہمی توافق پر بینک اجرت لے تو معاملہ صحیح ہے اور بینک اجرت کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۳ : اسی طرح حصص اور کاغذات کے تبادلے اور فروخت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر حصے داروں کے معاملات میں سود کا شائبہ ہو تو پھر حصص اور کاغذات کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے۔

داخلی اور خارجی ڈرافٹ

۱... اگر بینک ڈرافٹ کا کام کرے جس کے نتیجے میں وہ شخص جس نے بینک میں پیسہ رکھا ہے کسی دوسری جگہ اپنا پیسہ وصول کرلے تو ممکن ہے کہ یہ کہا جاسکے کہ چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ اکاؤنٹ والے کا روپیہ وہیں ادا کرے جہاں اس نے جمع کیا تھا لہٰذا دوسری جگہ ادائیگی کرنے کیلیے وہ روپیہ جمع کرنے والے سے کچھ اجرت لے سکتا ہے۔

۲... اگر بینک ایسے شخص کو ڈرافٹ دے جس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہو چونکہ بینک نے اس شخص کے لیے وسیلہ متعین کیا ہے تاکہ وہ داخلی یا خارجی وکیل سے قرضہ حاصل کرسکے اور یہ مدد کرنا اس کے لیے خدمت ہے لہٰذا اس کے بدلے بینک اجرت لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر بینک نے خارجی کرنسی دی ہو تو اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ خارجی کرنسی سے ادائیگی پر اصرار کرے لہٰذا اس حق سے دستبردار ہونے یعنی خارجی کرنسی کی بجائے داخلی کرنسی قبول کرنے کے بدلے میں بھی وہ اجرت لے سکتا ہے اور اجرت کا پیسہ ملا کر مقروض سے تمام رقم وصول کرسکتا ہے۔

۳... (الف) اگر کوئی شخص کسی بینک کو دستی روپیہ دے کر دوسری جگہ ملک کے اندر یا بیرون ملک میں حوالہ دینے کو کہے اور اس کام کے انجام دینے پر بینک اجرت لے تو یہ کام بجائے خود صحیح ہے اور اگر بیرون ملک کا حوالہ ہو تو ممکن ہے کہ اسے خرید فروخت شمار کیا جائے جو کہ شرعاً صحیح ہے اور اس رقم کی خرید و فروخت کے لیے بینک اجرت کے طور پر کچھ وصول کرسکتا ہے۔

(ب) ممکن ہے بینک کچھ رقم بطور قرض لے کر دوسری جگہ یہ قرض ادا کرے اور چونکہ قرض کے معاملے میں سود اس وقت وجود میں آتا ہے جب قرض خواہ مقروض سے اضافہ لے لہٰذا اگر مقروض قرض خواہ سے اضافہ لے تو وہ سود نہیں کہلاتا۔ اور مذکورہ صورت حال میں خود قرض دینے والا اجرت ادا کر رہا ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴... اگر کوئی شخص بینک سے کچھ رقم قرض لے کر دوسری جگہ اس کا حوالہ دے اور بینک اس حوالہ پر رضامند ہو کر اجرت لے تب بھی مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اجرت لینا جائز ہے۔

(الف) خارجی کرنسی کی صورت میں خرید وفروخت کی جائے یعنی بینک کسی شخص سے خارجی کرنسی اور کچھ رقم زیادہ خریدے تا کہ اسے داخلی کرنسی دے دے۔اس صورت میں اجرت لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(ب) چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاں روپیہ قرض دیا ہو وہیں پر واپس بھی لے لہٰذا اگر وہ دوسری جگہ واپس کرنے پر رضامند ہو تو اس کے مقابلے میں اجرت لینے میں حوالہ کے متعلق مقدم الذکر صورتیں اور احکام بینک کے علاوہ عام لوگوں میں بھی جاری ہوسکتے ہیں۔یعنی اگر کوئی شخص کسی کو رقم دے اور اس سے کہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں اس کا حوالہ دے تو حوالہ قبول کرنے والا شخص اس کام کے بدلے کچھ اجرت بھی لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔اس طرح اگر کوئی شخص کسی سے کچھ رقم لے اور اس کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ دے کر اس سے رقم وصول کرے تو جس شخص پر حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالہ دینے والے سے اجرت وصول کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۴ : مذکورہ بالا حکم میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی مقروض شخص پر حوالہ دیا جائے یا یہ کہ متعلقہ شخص مقروض نہ ہو لیکن حوالہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائے۔

بینک کے انعامات

مسئلہ ۲۸۶۵ : اگر بینک خواہ سرکاری ہو یا عوامی یا دونوں میں مشترک ہو قرعہ اندازی کے ذریعے گاہکوں کو شوق دلانے یا دوسرے اشخاص کو رغبت دلانے کے لیے انعام دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص کے نام انعام نکلا ہے وہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے مجہول المالک مال کے عنوان سے وہ انعام لے سکتا ہے لیکن اگر بینک کسی کا ذاتی (پرائیویٹ) ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر انعام لینا جائز ہے البتہ اگر بینک میں حساب رکھنے والوں کے ذمے کسی معاملے میں کوئی شرط لگا کر پوری ہونے پر انعام دیا جائے مثلاً قرض کے معاملے میں کوئی شرط لگائی جائے تو انعام دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

ہنڈی کے احکام

مسئلہ ۲۸۶۶ : اگر بینک اپنے گاہک کے لیے ہنڈی کی رقم وصول کرے اور معینہ مدت سے پہلے ہنڈی پر دستخط کرنیوالے کو اطلاع دے دے یا مثلاً اگر کوئی شخص چیک کے بدلے نقدی وصول نہ کرے اور بینک اس کی طرف سے چیک کیش کروائے تو بینک کا یہ کام کرنا اور اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر بینک ہنڈی کی رقم کا سود بھی وصول کرے تو جائز نہیں اور پہلی صورت میں فقہی لحاظ سے اس معاملے کو حوالہ شمار کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۷ : اگر کسی کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہو اور وہ کسی کو ہنڈی دے کہ فلاں مدت کے بعد بینک اس کے اکاؤنٹ

سے ہنڈی کی قیمت ادا کرے یا یہ کہ بینک قرض خواہ کو نقد رقم ادا کرے تو چونکہ یہ حوالہ ہے لہٰذا بینک کے لیے اس حوالہ کے قبول کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے چونکہ بینک ہنڈی دینے والے کا مقروض ہے لہٰذا بینک اگر حوالہ قبول نہ کرے تب بھی حوالہ نافذ ہوگا اور اگر بینک پر حوالہ نہ دیا گیا ہو لیکن ہنڈی لینے والا بینک کو اس کی قیمت ادا کرنے کو کہے یا ہنڈی دینے والے کا بینک میں اکاؤنٹ ہی نہ ہو اور بینک اس کی ہنڈی کی قیمت ادا کردے تو دونوں صورتوں میں بینک اجرت لے سکتا ہے۔

خارجی کرنسی کی خرید وفروخت

مسئلہ ۲۸۶۸ : بینک خارجی کرنسی کے بازار میں وافر ہونے کے لیے اور ان کی خرید وفروخت پر نفع کمانے کے لیے ان کا معاملہ کرتا رہتا ہے۔ اگر بینک اس قسم کے زر مبادلہ کا کام کرتا ہو اور دوسری کرنسی کو خرید شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر کے نفع کمائے تو جائز ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ معاملہ قرض کی صورت میں ہو یا نقد ہو۔

کرنٹ اکاؤنٹ

مسئلہ ۲۸۶۹ : بینک سے ہر شخص کو اتنی رقم نکالنے کا حق ہے جتنی رقم اس کی بینک میں موجود ہو لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بینک میں کسی شخص کی رقم نہ ہو تب بھی وہ رقم نکلوا سکتا ہے چنانچہ اگر بینک کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہونے کے باوجود اسے رقم دے اور اس پر منافع حاصل کرے تو یہ سود والا قرض ہوگا جو کہ حرام اور ربا جائز ہے تاہم بینک کے سابق الذکر مسائل کی رو سے اس معاملے کو جائز شکل بھی دی جا سکتی ہے۔

ہنڈی کی توضیح

مسئلہ ۲۸۷۰ : کسی چیز کی مالیت صرف اعتباری ہوتی ہے جیسے کرنسی نوٹ قرض اور خرید وفروخت وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ فروخت کی صورت میں کسی مال کو ایک خاص قیمت کے عوض دوسرے کی ملکیت بنایا جاتا ہے اور قرض میں مال کو کسی کی ذمے داری پر اس کی ملکیت بنایا جاتا ہے یعنی قرض دار اس جنس کی اس مقدار کو ادا کرنے کا ذمے دار ہو جاتا ہے یا اگر قیمت پر تبادلہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ فروخت کرنے میں فروخت شدہ چیز اور اس کی قیمت کے درمیان فرق پایا جانا ضروری ہے لیکن قرض کی صورت میں ضروری نہیں مثلاً اگر سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے عوض فروخت کئے جائیں تو ان انڈوں میں فرق پایا جانا ضروری ہے (مثلاً چھوٹا بڑا ہونا) ورنہ اگرچہ بظاہر خرید وفروخت کی صورت میں تبادلہ ہوا ہے لیکن واقعاً یہ قرض ہے اور اس میں سود ہونے کی وجہ سے معاملہ حرام ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ قرض میں اگر اضافے کی شرائط عائد کی جائیں تو سود کی بنا پر معاملہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض پر دی گئی چیز ان اشیاء

میں سے ہو جن کو ناپ کر یا تول کر بیچا جاتا ہے یا ان میں سے نہ ہو لیکن فروخت کرنے میں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ان چیزوں کا معاملہ جو پیمانہ اور وزن سے فروخت کی جاتی ہیں اسی جنس کے بدلے اضافے کے ساتھ کیا جائے تو سود ہے ورنہ سود نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے بدلے قرض دے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر ان کو ایک دوسرے کے بدلے بیچے تو معاملہ صحیح ہے۔ چوتھا فرق قرض اور خرید و فروخت میں یہ ہے کہ سود کے ساتھ فروخت کرنا تمام معاملے کو باطل کر دیتا ہے لیکن سودی قرض میں صرف اضافی مال کے متعلق معاملہ باطل ہے اور اصل قرض درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۱ : کرنسی نوٹ چونکہ وزن اور پیمانے سے نہیں فروخت ہوتے اس لیے قرض دینے والا اپنا قرض نقدی کی صورت میں اصل رقم سے کم قیمت پر فروخت کر سکتا ہے مثلاً دس روپے کے قرض کو نو روپے کی نقدی اور سو روپے کے قرض کو نوے روپے کی نقدی کے عوض بیچ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۲ : تاجروں میں رائج ہنڈیوں کی خود کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ہنڈی ایک قسم کی سند کے طور پر استعمال کی جاتی ہے کیونکہ ہنڈی دینے پر مال کی قیمت ادا نہیں ہوتی اور ہنڈی اگر ضائع ہو جائے تب بھی مال خریدار کا ہے اور وہ قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہے لیکن اگر مال کی قیمت کرنسی نوٹ کی شکل میں دی جائے اور وہ نوٹ بیچنے والے کے پاس سے ضائع ہو جائے تو خریدار دوبارہ قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۳ : ہنڈیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

(۲) وہ جو غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

۱... پہلی صورت میں قرض دینے والا عند الطلب قرض کو کم مقدار نقد پر فروخت کر سکتا ہے مثلاً ایک ماہ بعد کے سو (۱۰۰) روپے کو اسی (۸۰) روپے نقد کے عوض فروخت کر سکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ جائز نہیں کہ اس ہنڈی کو کچھ مدت پر فروخت کر دیا جائے اور پھر بینک یا دوسرا شخص قرض پر دینے والے سے مطالبہ کرے (کیونکہ قرض پر فروخت کرنا جائز ہے)۔

۲... دوسری صورت میں جبکہ ہنڈی غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو قرضہ دینے والا اس کو نقد رقم کے عوض فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والے کے ذمے فی الواقع کوئی قرض نہیں ہے بلکہ یہ اس حوالے کی مانند ہے جو غیر مقروض شخص پر دیا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والا درحقیقت مقروض نہیں ہے بلکہ اس نے یونہی ہنڈی حاصل کرنے والے کا نام حوالہ بینک کے اوپر دیا ہے تاکہ وہ بینک سے قرض وصول کر سکے چونکہ اس نے خود ہنڈی پر دستخط کئے ہیں لہٰذا وقت آنے پر گویا بینک اپنی رقم حوالہ کے طور پر اس سے ہنڈی لینے والے کی طرف سے وصول کر لے گا اگرچہ ہنڈی دینے والا اس کا

پہلے سے مقروض نہیں ہے اب اگر بینک اس قسم کی ہنڈی کی قیمت وصول کرنے پر اجرت لے لے تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود والا قرض ہوگا لیکن اس سود سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہنڈی کی قیمت وصول کرنے کو فروخت کرنا شمار کیا جائے مثلاً ہنڈی دینے والا ہنڈی لینے والے کو وکیل بنائے کہ ہنڈی کم قیمت پر فروخت کرے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ مبادلہ ہونے والی چیزوں میں فرق ہو مثلاً ہنڈی پر جس کرنسی کا ذکر ہے قیمت میں بھی وہی کرنسی نہ ہو لیکن اگر مبادلہ والی چیزوں میں فرق نہ ہو تو پھر یہ طریقہ بھی مفید نہیں ہے لیکن اگر بینک جو مقدار ہنڈی کی قیمت سے کسر کرتا ہے اسے اپنی خدمات کی اجرت شمار کرے اور ہنڈی دینے والا بعد میں ہنڈی لینے والے سے اس کی پوری قیمت وصول کرلے تو جائز ہے۔

بینکنگ کا کاروبار

مسئلہ ۲۸۷۴ : بینکنگ کے کاروبار کی دو قسمیں ہیں۔

۱... ایک قسم تو سود والی ہے جس میں مداخلت کرنا اور شریک ہونا جائز نہیں ہے اور اس میں کام کرنے والے بھی اجرت کے حقدار نہیں ہوتے۔

۲... دوسری قسم وہ ہے جو سودی نہیں ہے اس میں حصہ لینا اجرت پر کام کرنا جائز ہے۔سود کے معاملے میں اس معاملے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلم میں سود مجہول المالک مال تصور ہوگا جس میں تصرف کے لیے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کی ضرورت ہوگی اور غیر مسلم بینک کے سود میں تصرف کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سے استنقاذ یعنی روپیہ ان کے ہاتھ سے نکالنے کی نیت سے مال لیا جاسکتا ہے۔

بل آف ایکسچینج یا حوالہ

مسئلہ ۲۸۷۵ : مقروض کو حق حاصل ہے کہ اپنے قرض دہندہ کو اس بینک پر حوالہ دے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو یا یہ کہ مقروض بینک کو تحریری طور پر کہے کہ اس کے قرض کا پیسہ قرض دینے والے کو منتقل کیا جائے۔ بینک بھی مجاز ہے کہ اس شخص کو خارج (بیرون ملک) یا داخل (اندرون ملک) میں کسی برانچ پر حوالہ دے کر وہاں سے رقم وصول کرنے کو کہے اور یہ کام انجام دینے پر اجرت لے یہ معاملہ حقیقتاً دو حوالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ایک مقروض کا حوالہ جو بینک کے نام اور دوسرا بینک کا حوالہ کسی خارجی یا داخلی برانچ پر۔بہرصورت حوالہ صحیح ہے اس سلسلے میں بینک جو اجرت لیتا ہے اس کے جائز ہونے کے بارے میں فقہی نقطہ نظر سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بینک کو یہ حق ہے کہ وہ خارجی یا داخلی برانچ پر حوالہ دینے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے لہٰذا یہ کام انجام دینے پر وہ اجرت لے سکتا ہے ہاں اگر حوالہ دینے والے نے بینک کو دوسری جگہ حوالہ دینے کے لیے نہ کہا ہو بلکہ یہ کہا ہو کہ بینک میں اس کے موجودہ اکاؤنٹ سے ادا کرے تو پھر بینک اجرت نہیں لے سکتا کیونکہ مقروض کو اپنے شہر میں اپنا قرض ادا

کرنے پر کچھ لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر بینک میں اس کا اکاؤنٹ نہ ہو اور بینک حوالہ قبول کر کے رقم ادا کر دے اور اس پر اجرت لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۶ : سابق الذکر مسائل میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک عوامی ہو یا حکومت کا ہو یا مشترک ہو۔

قاعدہ الزام کے بعض فروعات

قاعدہ الزام (حاشیہ) علمائے فقہ کے نزدیک اس اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ کسی فقہ کے ماننے والے کو اس کی اپنی فقہ کے مطابق مسائل پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور دوسری فقہ کے ماننے والوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوسکتا قاعدہ الزام کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱... اہل سنت کے یہاں یہ ضروری ہے کہ عقد نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھا جائے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی سنی بلا گواہوں کے عقد کرے تو اس کا عقد نکاح ان کے عقیدے کے لحاظ سے باطل ہے لہٰذا ایک شیعہ ایسی عورت کے ساتھ عقد کرسکتا ہے۔

۲... کسی شخص کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا اہل سنت کے نزدیک باطل ہے لیکن شیعوں کے نزدیک اگر عورت اجازت دے تو جائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی سنی کسی عورت کے ساتھ ساتھ اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرے تو عقد باطل ہے اور شیعہ ایسی عورت سے شادی کرسکتا ہے۔

۳... اہل سنت کے یہاں ضروری ہے کہ یائسہ اور نابالغ کے ساتھ اگر دخول ہوا ہے تو عورت طلاق کے بعد عدت رکھے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کسی سنی یائسہ یا نابالغ عورت کو سنی شوہر رجعی طلاق دے اور وہ عورت شیعہ ہو جائے تو وہ اس سنی شوہر سے عدت کے ایام کا نفقہ طلب کرسکتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی سنی عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کی عدت کا لحاظ کئے بغیر اس کی بہن وغیرہ سے شادی کرسکتا ہے۔

۴... اگر کوئی سنی شخص دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنی بیوی کے بدن کے کسی جز مثلاً انگلی وغیرہ پر طلاق دے تو ان کے مذہب میں طلاق صحیح ہے لیکن فقہ جعفریہ میں دونوں صورتوں میں طلاق باطل ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ ایسی مطلقہ عورت سے عدت کی مدت گزرنے کے بعد شادی کرسکتا ہے۔

۵... اگر سنی مرد عورت کی حالت حیض میں یا حیض سے پاک ہونے کی مدت میں (جبکہ وہ ہمبستری کر چکا ہو) اپنی بیوی کو طلاق دے تو ان کے اعتبار سے طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ اس عورت سے عدت گزر جانے کے بعد شادی کرسکتا ہے۔

۶... صرف ابوحنیفہ کے مذہب میں اجباری طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے حنفی فقہ کی اجباری طلاق شدہ عورت سے شیعہ نکاح کرسکتا ہے۔

۷... اگر سنی یہ قسم کھالے کہ اگر اس نے فلاں کام انجام دیا تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی تو اس کام کے انجام دینے کی صورت میں ان کی فقہ کے مطابق اس کی بیوی مطلقہ ہوجائے گی اور شیعہ اس سے نکاح کرسکتا ہے اسی طرح ان کے یہاں تحریری طلاق دی جائے تو بھی صحیح ہے اور فقہ جعفریہ میں خط و کتابت کے ذریعے طلاق نہیں ہوسکتی۔ پس جس سنّی عورت کو تحریری طور پر طلاق دی گئی ہو شیعہ اس سے عقد کرسکتا ہے۔

۸... شافعی مذہب کے مطابق اگر کسی چیز کو اس کے اوصاف بتائے جانے پر خریدا جائے اور بعد میں اسے دیکھنے پر اس میں بتائے ہوئے اوصاف پائے بھی جاتے ہوں تب بھی ''خیار
رؤیت'' کے قاعدہ کے تحت معاملہ ختم کیا جاسکتا ہے لہٰذا قاعدہ الزام کے مطابق اگر شیعہ کسی شافعی شخص سے کوئی چیز خرید کر دیکھنے کے بعد تمام اوصاف بھی اس میں پائے تب بھی معاملہ ختم کرسکتا ہے۔

۹... شافعی مذہب کے مطابق اگر معاملے میں خریدار یا بیچنے والے کو نقصان ہوجائے تو وہ معاملہ ختم کرنے کا حق نہیں رکھتا لیکن ایسی صورت میں فقہ جعفریہ کے مطابق ''خیار غبن'' کے قانون کی رو سے معاملے کو ختم کیا جاسکتا ہے لہٰذا اگر ایک فریق شافعی مذہب کا ہو، دوسرا جعفری ہو اور شافعی کو معاملے میں نقصان ہوجائے اور جعفری معاملہ ختم کرنے پر تیار نہ ہو تو قاعدہ الزام کے مطابق جعفری کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰... بیع مسلم (یعنی بیچی ہوئی چیز کو ایک مدت کے بعد خریدار کے سپرد کرنا) کا عقد صحیح ہونے میں ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ شرط ہے کہ وہ چیز موجود ہو اور فقہ جعفریہ میں اس کی ضرورت نہیں لہٰذا جعفری اگر کسی حنفی سے مذکورہ طریقے سے کوئی چیز خریدے اور وہ چیز موجود نہ ہو تو حنفی کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر دونوں فریق حنفی ہوں لیکن ان میں سے ایک بعد میں جعفری ہوگیا ہو تو وہ حنفی کو اس پر مجبور کرسکتا ہے کہ معاملہ فسخ کرے۔

۱۱... اگر سنّی اپنے بعد ایک لڑکی اور بھائی چھوڑے تو اگر بالفرض بھائی شیعہ ہوجائے یا اس کے مرنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو میراث میں چونکہ لڑکی کا نصف مال ہے باقی اہل سنّت کی فقہ کے مطابق قانون تعصیب کی رو سے بھائی کو ملے گا لیکن فقہ جعفریہ میں اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ اسی طرح اگر میت کی سگی بہن اور باپ کی طرف سے چچا ہو لیکن چچا جعفری ہو یا اس سنی کے مرنے کے بعد شیعہ ہوگیا ہو تو قانون تعصیب کی رو سے میراث کے بارے میں فائدہ اٹھا سکتا ہے (اگرچہ فقہ جعفریہ میں قانون تعصیب باطل ہے) اور تعصیب کے دوسرے موارد کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲... اہل سنّت کے مسلک کے مطابق زوجہ شوہر کے کل منقول اور غیر منقول ترکہ سے حصہ پاتی ہے اور فقہ جعفریہ میں زوجہ نہ تو خود زمین سے اور نہ ہی اس کی قیمت سے حصہ پاتی ہے لیکن عمارت اور درخت کی قیمت سے اسے حصہ دیا جاتا ہے لہٰذا اگر زوجہ شیعہ ہو تو سنی شوہر کے تمام ترکہ سے میراث لے سکتی ہے کیونکہ ان کے یہاں مسئلہ ایسا ہی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے احکام

مسئلہ ۲۸۷۷ : مسلمان میت کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کی تشریح کی جائے تو دیت کے احکام کے مطابق تشریح کرنے والے پر دیت ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۸ : میت کافر کی تشریح جائز ہے اور میت کا مسلمان ہونا مشکوک ہو تو بھی یہی حکم ہے خواہ یہ مسئلہ اسلامی ملک میں پیش آئے یا غیر اسلامی ملک میں اس مسئلے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ ۲۸۷۹ : اگر کسی مسلمان کی زندگی مسلمان میت کی تشریح کرنے پر موقوف ہو جائے اور غیر مسلم یا مشکوک الاسلام آدمی کا تشریح کرنا بھی غیر ممکن ہو اور کوئی دوسرا طریقہ بھی اس کی جان بچانے کا نہ ہو تو مسلمان میت کی تشریح کرنا جائز ہے لیکن اس پر دیت واجب ہوگی۔

آپریشن کے احکام

مسئلہ ۲۸۸۰ : مسلمان میت کے کسی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ کو اس غرض سے کاٹنا کہ اسے کسی زندہ شخص کے جسم سے ملحق کر دیا جائے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی مسلمان کی زندگی اس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو کاٹنا جائز ہے مگر کاٹنے والے پر دیت واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص عضو کو جدا کرنے کی بنا پر حرام کا مرتکب ہو تو بنا بر ظاہر اس عضو کا زندہ شخص کے جسم سے الحاق جائز ہے اور چونکہ وہ زندہ شخص کے جسم کا جزو بن گیا ہے اس لیے الحاق کے بعد اس پر زندہ جسم کے احکام عائد ہوں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا اپنے عضو کے کاٹنے کی وصیت کرے تو کیا صورت ہوگی۔ اس کی دو صورتیں ہیں بنا بر ظاہر ایسا کرنا جائز ہے اور کاٹنے والے پر وہ دیت ہوگی جو مردہ مسلمان کی ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۱ : اگر کوئی شخص راضی ہو کہ اس کا کوئی عضو اس کی زندگی میں کاٹ کر دوسرے کے جسم میں لگا دیا جائے تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

خواہ وہ عضو اعضائے رئیسہ میں ہو جیسے آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ یا اعضائے رئیسہ میں سے نہ ہو مثلاً کھال یا گوشت وغیرہ جائز ہے بخشش کے طور پر دیئے ہوئے حصے کا عوض لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۲ : کسی مریض کو اپنا خون دے کر اس کا عوض لینا اور کسی محتاج مریض کو اپنا خون مفت دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۳ : غیر مسلم میت کے اور اس میت کے اعضاء کاٹ کر جس کا مسلمان ہونا مشکوک ہو مسلمان کے جسم میں آپریشن کے ذریعے لگانا جائز ہے اور یہی حکم نجس حیوان کے اعضاء کے لیے ہے یعنی اگر کسی شخص کو کسی نجس حیوان کا کوئی عضو کاٹ کر لگا دیا جائے تو وہ لگنے کے بعد اس کا جزء بدن شمار ہوگا اور اس جزء کا ہونا نماز کے لیے مانع نہیں ہے۔

مصنوعی ذریعۂ تولید

مسئلہ ۲۸۸۴ : اجنبی مرد کی منی انجکشن کے ذریعے کسی عورت کے رحم میں پہنچانا جائز نہیں ہے اور یہ کام خود اس کا شوہر انجام دے یا کوئی اجنبی انجام دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ صاحب نطفہ اجنبی شخص کی اولاد شمار ہوگا۔ یہ بچہ ارث اور نسب کے تمام احکام میں اس کی باقی اولاد کی مانند ہوگا۔ ارث سے وہ بچہ مستثنیٰ رہتا ہے جو زنا سے پیدا ہو لیکن یہاں مسئلہ اس سے جدا ہے اگرچہ نطفہ منعقد کرنے کا یہ عمل حرام ہے۔ عورت ایسے بچے کی ماں قرار پائے گی اور تمام احکام نسب اس پر عائد ہوں گے۔ اس کے دیگر بچوں میں اور اس بچے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں کسی طرح (مثلاً مساحقہ کے ذریعہ) پہنچائے اور وہ عورت حاملہ ہو جائے تو پیدا ہونے والا بچہ اس شخص کا ہوگا جس کی یہ منی ہے۔ ماں اور بچے پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو عموماً ماں اور بچے پر ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۸۵ : اگر کسی مرد کی منی مصنوعی طور پر مصنوعی بچہ دانی میں (جسے بے بی ٹیوب کہتے ہیں) بچہ پیدا کرنے کی غرض سے رکھ دی جائے تو یہ کام جائز ہے اور بظاہر بچہ اس کا ہوگا جس کی منی ہو اور ان کے درمیان وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو ایک باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بچے اور دوسرے بچوں میں صرف یہ فرق ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے لیکن منی کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۸۶ : شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں مصنوعی طریقے سے پہنچانا جائز نہیں ہے اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ عام اولاد کی طرح ہے لیکن اگر انجکشن لگانے والا اجنبی ہو اور انجکشن عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے یا چھونے کا سبب ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے بلکہ انجکشن شرم گاہ میں لگانا حرام ہے۔ اگر لگانے والا شرم گاہ نہ دیکھے اور نہ ہی چھوئے بلکہ اگر خود شوہر ہی کیوں نہ ہو۔

حکومت کی عام سڑکوں کے احکام

مسئلہ ۲۸۸۷ : لوگوں کے ذاتی مکان اور جائداد وغیرہ منہدم کر کے حکومت جو سڑکیں بناتی ہے ان پر چلنا بظاہر جائز ہے کیونکہ اب وہ جگہیں تلف اور ضائع شدہ مال کے حکم میں ہوں گی جیسے ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن وغیرہ۔ اگر چہ اب بھی مالک کو اس زمین وغیرہ کی نسبت مقدم شمار کیا جائے گا لیکن اگر دوسرے لوگ تصرف کریں تو بھی جائز ہے اور سڑک بننے کے بعد جو کم وبیش حصے کسی کی زمین کے باقی رہ گئے ہوں اگر ان کو حکومت غصب کر کے بیچ ڈالے تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۸ : اگر کوئی شارع عام بناتے ہوئے کوئی مسجد بھی زد میں آجائے اور اسے توڑ دیا جائے اور سڑک بن جائے تو اس پر احکام مسجد جاری نہیں ہوتے مثلاً جنابت کی حالت میں وہاں جانا یا اس جگہ کو نجس کرنا وغیرہ حرام نہیں ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ مسجد کے احکام کا لحاظ کیا جائے۔ چونکہ مسجد وقف تھی لہٰذا اس کی باقی ماندہ چیزوں پر تصرف کرنا اور خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت حاصل کی جائے اور یہ چیزیں اس کے قریب والی مسجد پر صرف کی جائیں۔ مذکورہ حکم سے ان مدارس اور امام باڑوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو کسی وقت سڑک بنانے میں شامل کئے جائیں۔

مسئلہ ۲۸۸۹ : جو سڑکیں مسجد یا مدرسہ یا حسینیہ کی زمین سے نکالی گئی ہوں ان پر چلنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۰ : منہدم کی گئی مسجد سے اگر کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو اور نماز و دیگر عبادات کے لیے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے لیکن اگر کوئی ظالم شخص اس باقی ماندہ حصے کو اس طرح بدل دے کہ اس سے مسجد کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکے مثلاً اس کو دکان یا تجارت خانہ یا گھر بنائے تو اگر اس پر تصرف اور اس سے فائدہ اٹھانا احکام مسجد کے خلاف نہ ہو مثلاً کھانا پینا اور سونا وغیرہ بلاشبہ اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے چونکہ اس کو مسجد ہونے سے غاصب نے روکا ہے اس لیے اب وہاں عبادت نہیں ہو سکتی لیکن دوسرے تصرفات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اس کو کاشت کی کھیتی بنا دیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۹۱ : مسلمانوں کے قبرستان سے اگر سڑک بنائی جائے تو اگر وہ زمین کسی کی ملکیت ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے اور اگر وقف ہو تو اوقاف کا حکم ہو گا بشرطیکہ وہاں سے گزرنا اور عبور کرنا مسلمان میتوں کی بے حرمتی کا سبب نہ ہو ورنہ وہاں سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ اگر قبرستان کی زمین وقف ہو اور کسی کی ملکیت نہ ہو اور وہاں سے گزرنا بے حرمتی کا بھی باعث نہ ہو تو عبور کرنا جائز ہے۔ قبرستان کے اس باقی ماندہ حصے کا وہی حکم ہے جو ذکر کیا جا چکا ہے۔

نماز اور روزہ کے جدید مسائل

مسئلہ ۲۸۹۲ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں افطار کے بعد ہوائی جہاز پر مغرب کی سمت سفر کرے اور وہاں پہنچے جہاں ابھی مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو بظاہر اس دن وہاں کے اعتبار سے مغرب تک امساک کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا روزہ اپنے شہر میں پورا ہو چکا ہے جیسا کہ آیت کریمہ ثمّ اتمّوا الصّیام الی اللّیل سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۳ : اگر کوئی شخص صبح کی نماز اپنے شہر میں پڑھ کر مغرب کی طرف چلا جائے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر ظہر یا مغرب کی نماز پڑھ کر سفر کرے اور کسی ایسے مقام پر پہنچے جہاں ابھی ظہر یا مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں اگر چہ بطور احتیاط مستحب دوبارہ بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۹۴ : اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے شہر سے نکلے جبکہ نماز صبح یا ظہرین ادا نہ کی ہوں اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں طلوع آفتاب نہ ہوا ہو یا سورج نہ ڈوبا ہو تو اس صورت میں نماز دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں اور بہتر یہی ہے کہ احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۲۸۹۵ : اگر ہوائی جہاز میں قبلے کی سمت معلوم ہو سکے اور باقی شرائط نماز بھی مہیا ہو سکیں تو نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اگر وقت میں وسعت ہو اور شرائط مہیا نہ ہوں تو جائز نہیں ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور جہاز سے اترنے کی فرصت نہ ہو تو اگر قبلے کی سمت معلوم کر سکے تو ٹھیک ورنہ جس طرف گمان ہو اسی جانب نماز پڑھے اور اگر قبلے کا علم نہ ہو سکے اور نہ کسی خاص طرف قبلہ ہونے کا گمان ہو تو جس طرح چاہے نماز پڑھے اگر چہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ چاروں سمت نماز پڑھے مذکورہ حکم اس وقت کے لیے ہے جب رو بقبلہ ہونا ممکن ہو ورنہ قبلے کا لحاظ ساقط ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۶ : اگر کوئی ایسے ہوائی جہاز سے سفر کرے جس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو اور وہ مشرق سے مغرب کی طرف زمین کے گرد کسی مدت تک پرواز کرے تو بنابر احتیاط چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے۔ روزہ بظاہر واجب نہیں ہے کیونکہ اگر سفر میں رات ہو تو واضح ہے اور اگر دن میں ہو تو ایسے سفر میں روزہ واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی لیکن اگر جہاز کی سرعت اتنی ہو کہ بارہ گھنٹوں میں زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو ہر نماز کا وقت آنے پر متعین نماز کے واجب ہونے کو شرعی دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے بلکہ بنابر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کی جائیں۔ اگر جہاز مغرب سے مشرق کی طرف پرواز کر رہا ہو اور اس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو ظاہر یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں کی مدت میں پانچ نمازیں واجب ہوں گی لیکن اگر اس کی سرعت رفتار زمین سے زیادہ ہو مثلاً تین گھنٹے یا اس سے کم مدت میں ایک بار زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو اس کی نمازوں کا حکم گذشتہ مسئلے سے واضح ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۹۷ : اگر مسافران سفر کرنے والوں میں سے ہو جن پر روزہ واجب ہوتا ہے اور وہ صبح روزہ رکھ کر ہوائی جہاز سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک صبح نہ ہوئی ہو تو بظاہر اس کے لیے روزہ سے رہنا واجب نہیں ہے کیونکہ شب میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۸ : اگر روزہ دار زوال کے بعد اپنے شہر سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک سورج نہ ڈوبا ہو (جبکہ اس کے شہر میں سورج ڈوب چکا ہو) تو بنا بر ظاہر اس کے لیے امساک

کر کے روزہ کو تمام کرنا واجب ہوگا کیونکہ اس کے لیے جو اپنے شہر سے بعد از زوال نکلے حکم یہ ہے کہ رات تک روزہ رکھے۔

مسئلہ ۲۸۹۹ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کا دن چھ مہینے کا اور رات چھ مہینے کی ہو تو اگر وہ وہاں سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کر سکتا ہو جہاں نماز اور روزہ ادا کر سکتا ہو تو ہجرت کرنا واجب ہے ورنہ وہ بنا بر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے اور تعین وقت کے لیے اس قریبی جگہ کی طرف رجوع کرے جہاں کے شب و روز عادی ہوں۔

لاٹری (قسمت آزمائی) کے ٹکٹ

بعض اوقات کسی کمپنی کی طرف سے ٹکٹ فروخت کئے جاتے ہیں اور کمپنی معاہدہ کرتی ہے کہ جو انعام دیا جائے گا اس کے لیے خریداروں کے درمیان قرعہ اندازی ہوگی اس کے احکام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۰ : اگر انعامی ٹکٹ کوئی اس احتمال کی بنا پر خریدے کہ انعام میرے نام پر نکلے گا تو بلاشک ٹکٹ خریدنا حرام ہے ۔بالفرض اگر اس فعل حرام پر انعام نکل آئے تو اگر قسمت آزمانے والی کمپنی حکومت کی طرف سے ہو تو اگر حکومت غیر اسلامی ہو تو اس کا خمس نکالا جائے گا اور یہ خمس سالانہ خمس میں سے حساب نہیں ہوگا لہٰذا اس کا خمس نکالنے کے بعد سال کے آخر میں اس باقی مال میں سے کچھ باقی ہو تو اس کا دوبارہ خمس نکالنا ہوگا اور اگر کمپنی حکومتی نہ ہو تو اگر اس کا مالک مسلمان نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حکومت اسلامی بھی ہو یعنی بظاہر سر براہ حکومت یہ دعویٰ رکھتے ہوں کہ ان کی حکومت اسلامی ہے یا کمپنی کسی مسلمان کی ہو تو اگر کمپنی کا مالک خواہ حکومت یا کوئی اور شخص ہو ہر حال میں راضی بھی ہو تو اس جیسے انعام میں تصرف کرنا اشکال سے خالی نہیں۔ اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کا پیسہ مفت دے مثلاً قصد ہو کہ کسی خیراتی کام میں شرکت ہو اور انعام حاصل کرنا مقصد نہ ہو تو انعام اگر حکومت کی کمپنی کی طرف سے ہو تو اس صورت میں بھی گذشتہ تفصیل مدنظر رکھی جائے اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کی قیمت قرض کی نیت سے دے اور اسے یہ حق ہو کہ قرعہ اندازی کے بعد دی ہوئی رقم واپس لے لے لیکن اس قرض کے دینے میں یہ شرط ہو کہ کمپنی سے ایک ٹکٹ بھی خریدے جس کے وسیلے سے اگر قرعہ اندازی میں اس کا نام نکلے تو اسے انعام دیا جائے تو معاملہ حرام ہے کیونکہ یہ سود والے قرضے میں شمار ہوا ہے۔اور اگر اس کو حوالہ قرار دیا جائے یعنی عرف عام کی نظر میں خود ٹکٹ

ایک با قیمت اور مالیت دار سمجھا جائے اور ٹکٹ یا بانڈ جاری کرنے والا یہ کہے جو جو شخص یہ خریدیں گے تو قرعہ اندازی کے بعد جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اسے انعام دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نذورات

مسئلہ ۲۹۰۱ : جو لوگ شرعی صیغے کے بغیر اپنی نذورات کی رقوم منبر یا کسی صندوق میں ڈالیں ان کے لیے حسب ذیل صورتیں ہیں

۱... نذر دینے والا خود یہ اعلان کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر صرف کی جائے یا کسی خاص کام پر صرف کی جائے۔

۲... منبر یا صندوق جس شخص کی تحویل میں ہو وہ رقم کی ادائیگی سے پہلے یا اس کے بعد اس بات کا اظہار کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر خرچ کی جائے گی یا کسی خاص کام پر استعمال ہوگی اور نذر کرنے والا شخص اس پر رضامندی کا اظہار کرے یا خاموش رہے۔

۳... یہ کہ نذر کرنے والا کسی ایک امام یا حضرت عباسؑ کے لیے شرعی صیغہ کے بغیر نذر کرے یا ان کے نام کے صندوق میں بغیر کسی نیت کے رقم ڈالے اور تصرف کرنے والے کو اختیار دے کہ جیسے چاہے صرف کرے یا یہ کہ اس کا تصرف بعد میں طے کرے۔

۴... یہ کہ شرعی صیغہ کے بغیر چادر وغیرہ علم پر چڑھائے اور بعد میں تصرف کرنے والے کو اجازت دے کہ وہ اس چیز کو مجلس عزاء وغیرہ میں استعمال کرے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں جس جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے وہ جائز ہے۔

ضبط تولید اور اسقاط حمل

مسئلہ ۲۹۰۲ : عورت کے لیے ایسی مانع حمل چیز کا استعمال جائز ہے جو زیادہ نقصان دہ نہ ہو خواہ اس کا شوہر اس چیز کے استعمال پر راضی نہ بھی ہو لیکن اس کے لیے اسقاط حمل جائز نہیں خواہ وہ نطفے کی حالت میں ہی ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر بیوی ایسی چیز استعمال نہ کرے کہ جو حمل سے مانع ہو۔

درآمد کردہ چمڑا اور جوتا

مسئلہ ۲۹۰۳ : جو چمڑا، جوتا، بیلٹ وغیرہ کسی غیر اسلامی ملک سے درآمد کیا گیا ہو یا کسی کافر سے لیا گیا ہو یا ایسے مسلمان سے لیا گیا ہو جس نے وہ کسی کافر سے حاصل کیا ہو اور یہ علم نہ ہو کہ یہ کسی ایسے حیوان کا ہے جسے شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا

نہیں تو وہ چمڑا یا جوتا نجس ہے اور اس کی تری لگنے سے جسم یا کپڑا نجس ہو جائے گا اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

الکحل یا اسپرٹ

مسئلہ ۲۹۰۴ : جو الکحل یا اسپرٹ لکڑی یا کسی اور چیز سے حاصل کی جائے وہ نجس ہے اسی طرح خوشبو ئیات (پرفیوم) اور پالش میں شامل وہ موم بھی نجس ہیں جن میں الکحل ہو۔

اقساط

مسئلہ ۲۹۰۵ : جب مال کی نقد اور ادھار قیمتیں ایک دوسری سے مختلف ہوں اور مال خریدتے اور بیچتے وقت یہ علم ہو کہ یہ سودا نقد ہو رہا ہے یا ادھار اور کتنی قیمت پر ہو رہا ہے تو ایسا معاملہ صحیح ہے خواہ قرض کی ادائیگی یکمشت کی جائے یا اقساط میں کی جائے۔لیکن یہ جائز نہیں کہ ادھار کی صورت میں قیمت کا کچھ حصہ مال کے عوض اور کچھ حصہ تاخیر کے عوض ہو۔

سونے کے دانت

مسئلہ ۲۹۰۶ : مرد کے لیے سونا پہننا (مثلاً ایسی زنجیر' لاکٹ' انگوٹھی' گھڑی کی چین یا عینک کا فریم استعمال کرنا جو سونے سے بنا ہو) جائز نہیں اور حرام ہے لیکن دانت پر سونے کا خول چڑھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ زینت کے لیے ہی ہو۔

داڑھی کا منڈوانا

مسئلہ ۲۹۰۷ : داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اسی طرح داڑھی مونڈنے کی اجرت لینا بھی حرام ہے لیکن اگر داڑھی نہ منڈوانے والے کو اس بنا پر مذاق کا نشانہ بنایا جائے اور اسے ایسی سخت ذلت اٹھانی پڑے جو عقلاء کے نزدیک نا قابل برداشت ہو تو اس صورت میں اس کا داڑھی منڈوانا جائز ہے۔

وہ شوہر جو اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے

مسئلہ ۲۹۰۸ : اگر ایک شوہر ظلم' نفرت' بددیانتی کی بنا پر اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے اور اسے طلاق بھی نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نفقہ دینے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک عمل کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل سے انکار کرے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔یہی حکم اس عورت کے بارے میں ہے جو ظلم' جان جانے یا سخت مشقت کے خوف سے شوہر کے گھر نہ جائے اور اس سے نفقہ طلب کرے۔اگر شوہر اسے نفقہ نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نفقہ دینے کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔